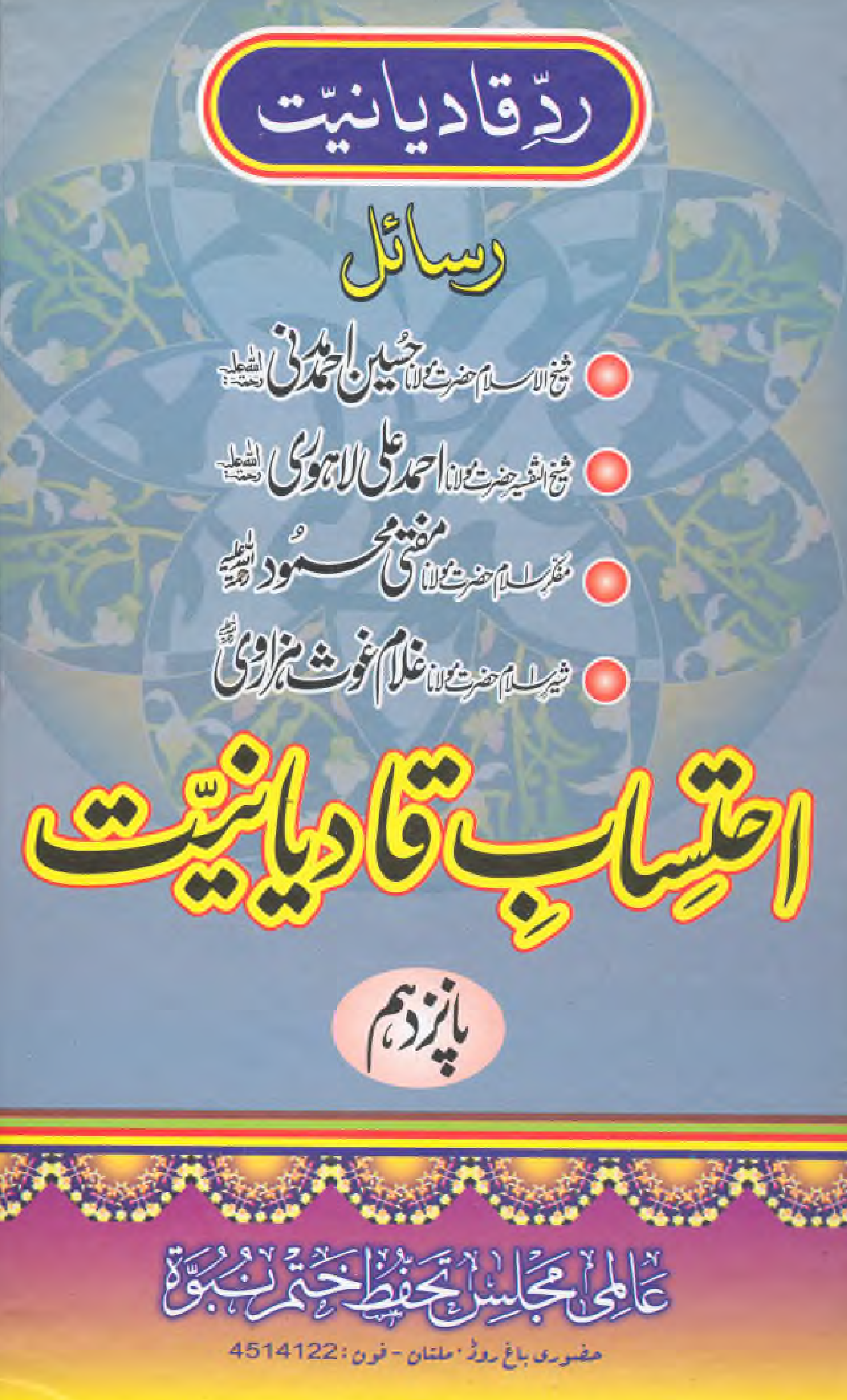

ردِّ قادیانیّت

رسائل

- شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
- مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
- شیرِ اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

احتسابِ قادیانیّت

پانزدہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ۔ ملتان - فون: 4514122

ردِّ قادیانیت

رسائل

- شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ
- مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود ؒ
- شیرِ اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ

احتسابِ قادیانیت

پانزدہم

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست!

✿ …… عرض مرتب ۴

۱…… الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحه! ۷

✿ …… شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

۲…… مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال ۹۱

✿ …… شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

۳…… ملت اسلامیہ کا موقف ۱۰۹

✿ …… مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

۴…… المتنبئ القادیانی من هو؟ ۲۸۷

✿ …… مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

۵…… جواب محضر نامہ ۳۰۹

✿ …… شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

٦…… لاہوری مرزائیوں کے محضر نامہ کا جواب ۴۷۳

✿ …… شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب!

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی ۰ امابعد!

احتساب قادیانیت کی چودھویں جلد دسمبر۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ اب مئی ۲۰۰۶ء ہے۔ ایک سال چار ماہ تک احتساب قادیانیت کے کام میں تعطل پیدا ہوا۔ اللہ رب العزت معاف فرمائیں۔ آج یہ سطور لکھنے بیٹھا تو اندازہ ہوا کہ سوا سال تک یہ کام رکا رہا۔ لیکن میں اسے زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کا تعطل سمجھتا تھا۔ لیکن وقت گزرتے پتہ نہیں چلتا۔ آج اس فروگذاشت بلکہ مجرمانہ فعل پر احساس ندامت سے دل پر چوٹ سی لگی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس سوا سال کے عرصہ میں فتاویٰ ختم نبوت کی تین جلدیں ''فراق یاراں'' بھی شائع ہوگئیں۔ غرض وقت ضائع نہیں ہوا۔ فلحمدللہ!

لیکن احتساب قادیانیت کے کام میں تعطل ضرور ہوا۔ اس طویل غیر حاضری، تعطل کی درخواست معافی کے ساتھ قارئین کی خدمت میں احتساب قادیانیت کی پندرھویں جلد پیش خدمت ہے:

۱...... شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (م:۱۹۵۷ء)
۲...... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ (م:۱۹۶۲ء)
۳...... مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ (م:۱۹۸۰ء)
۴...... شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ (م:۱۹۸۱ء)

کے ردقادیانیت کے سلسلہ میں رشحات قلم کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ ان حضرات کے سن وفات کو سامنے رکھ کر کتاب کی ترتیب قائم کی ہے۔

اللہ رب العزت جامعہ خیرالمدارس کے استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ کو جزائے خیر دیں کہ انہوں نے ان اکابر کے ردقادیانیت پر رسائل کو ایک جلد میں یکجا کرنے کا صائب مشورہ دیا۔ ویسے بھی جمعیت علمائے ہند اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کی چوٹی کی

قیادت کے اس عنوان پر رسائل یکجا ہو گئے جو ہمارے لئے نیک فال و سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ ہے۔ ان حضرات کے رد قادیانیت پر تمام رسائل شامل اشاعت ہیں۔ ہر کتاب کا تعارف کتاب کے شروع میں لگا دیا گیا ہے۔ قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں گے۔ رسائل کے اسماء فہرست صفحہ ۳ پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہاں ان کا تذکرہ لاحاصل تکرار ہوگا۔ البتہ اس جلد کی اشاعت میں چند توضیحات کا ذکر کئے بغیر چارہ نہیں۔

۱…… شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا رسالہ ’’الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحه‘‘ یہ فن حدیث سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں اسے شامل کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مرزا قادیانی ملعون نے جہاں اور لایعنی و مجنونانہ کفریہ دعاوی کئے وہاں اس ملعون نے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ اس رسالہ میں احادیث صحیحہ جمع کی گئی ہیں۔ ان کی روشنی میں مرزا قادیانی ملعون کو جانچا جاسکتا ہے۔

۲…… رسالہ ’’ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ اس کتاب کو قومی اسمبلی میں حرفاً حرفاً مفکر اسلام قائد جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے پڑھا تھا۔ اس مناسبت سے آپ کے نام سے شائع کیا جارہا ہے۔ (یہ کتاب جو حضرت مفتی صاحبؒ نے اسمبلی میں پڑھی وہ صفحہ ۲۶۷ تک ہے۔ اس کے بعد کا تمام مواد بعد میں موضوع کی مناسبت سے شامل کیا گیا۔)

۳…… حضرت قبلہ مفتی صاحب مرحوم کی رد قادیانیت پر تصنیف لطیف ’’المتنبئ القادیانی‘‘ عربی میں ہے۔ یہ کتاب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی خواہش و فرمان پر آپ نے عرب ممالک کے باشندگان کو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے باخبر کرنے کے لئے تحریر فرمائی۔ لیتھو کتابت پر اول ایڈیشن شائع ہوا۔ بعد میں ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ مہتمم جامعة العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی نظر ثانی سے کمپیوٹر ایڈیشن بھی مجلس نے شائع کیا۔ لیکن ہم نے اصل کاتب کی لیتھو کتابت کا عکس شائع کیا ہے۔ تاکہ اصل تبرک حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا محفوظ ہو جائے۔ لیتھو کتابت پلیٹ میکنگ کے وقت ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لئے اشاعت اول کے عکس پر گزارہ کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ عکس بھی مدہم ہے۔ تاہم

حفاظت تبرک کے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے قارئین اسے نظر انداز کر کے ممنون فرمائیں گے۔ اس طرح اس کتابچہ میں خزائن کے حوالہ جات کی تخریج نہیں کی۔ یہ اضافہ بھی اصل کتابچہ میں ہم پر ثقیل گزرا۔ اس امر کو بھی قارئین نظر انداز فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ اس جلد میں فقیر کے دل ودماغ پر حکمرانی کرنے والے اکابر کے تبرکات محفوظ ہوگئے ہیں۔ ان حضرات سے یہ نسبت اللہ کرے آخرت میں ان کی مصاحبت وخوشہ چینی کا باعث ہو۔ وماذالك علی اللّٰه بعزیز!

مناسب ہوگا کہ قارئین سے ہم اس امر کا وعدہ کریں یا خوشخبری سنائیں کہ احتساب قادیانیت کی جلد نمبر۱۶ مکمل کمپوز ہوگئی ہے۔ اس میں کن کن حضرات کے رسائل ہیں۔ اس کے لئے انتظار کی زحمت فرمائیں۔ جلد نمبر۱۷ کی کمپوزنگ شروع ہے۔ انشاء اللہ العزیز! سابقہ تعطل وتاخیر کی تلافی سے آپ خوش ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھیں۔ سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر جوامسال ستمبر۲۰۰۶ء میں منعقد ہوگی۔ اس وقت تک امید ہے کہ کئی اور جلدیں آجائیں گی۔ قادر کریم، مختار مطلق ایسا فرمادیں۔ اس کے اختیار کن فیکون! کے سامنے کیا مشکل ہے۔

خاکپائے!
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

فقیر..... اللہ وسایا
۱۲/۴/۱۴۲۷ھ
۱۱/۵/۲۰۰۶ء
بعد العشاء دفتر مرکزیہ ملتان

الخليفة المهدي

[illegible]

في

الأحاديث الصحيحة

لسماحة شيخ الإسلام المحدث النبيل السيد حسين أحمد المدني رحمه الله

قدمه وضبطه وخرج أحاديثه

فضيلة الشيخ **حبيب الرحمن** القاسمي

الأستاذ بدار العلوم ديوبند

صححه وراجعه

محمد إبراهيم سرور الغني

الناشر
مجلس تحفظ ختم النبوة العالمي
ملتان ـ باكستان

کلمة الفقیر!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ·

نحمده ونصلی علیٰ رسوله خاتم النبیین · امابعد!

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی عربی تصنیف ’’الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیه ‘‘ کا مکمل تعارف اور اس کے حصول کی مکمل تفصیل آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔ سب سے پہلے یہ دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوئی۔

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان تشریف لائے تو ہماری درخواست پر دیوبند جاکر اس کا ایک نسخہ ارسال فرمایا۔ جامعہ مدنیہ لاہور کے ترجمان ماہنامہ انوار مدینہ لاہور نے اسے بالاقساط شائع کیا۔ پاکستان میں کتابی شکل میں اسے شائع کرنے کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہوئی۔ یہ بڑے سائز پر تھی۔ اب اسے ’’احتساب قادیانیت‘‘ میں لانے کے لئے 7X4 کے سائز پر دوبارہ کمپوز کرایا گیا ہے۔

فضیلة الشیخ مولانا محمد ابراہیم جنہوں نے مجلس کی کتاب ’’آئینہ قادیانیت‘‘ کا بھی عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب الخلیفة المهدی کی تصحیح ومراجعت کے لئے ان سے فون پر درخواست کی۔ موصوف سے کسی ایک آدھ دینی جلسہ میں فقیر کی ملاقات ہوئی ہے۔ تفصیلی ان سے نہ جان نہ پہچان۔ لیکن وہ خیر کی توفیق سے ایسے سرفراز کئے گئے ہیں کہ ہماری استدعا پر انہوں نے جدید کمپوزنگ کراکر ارسال کیا جس پر ان کے غائبانہ شکر گزار ہیں۔

حق تعالیٰ کی عنایت واحسان سے اس کتاب کو احتساب کی پندرھویں جلد میں شائع کرنے کی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اس خدمت سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے جو تعلق نصیب ہو رہا ہے اس پر رب کریم کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

فقیر: اللہ وسایا... ۱۴۲۷/۴/۱۰ھ... ۲۰۰۶/۵/۹ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ!

قیامت ایک امر غیبی ہے جس کا حقیقی علم بجز خدائے عالم الغیب کے کسی کو نہیں ہے قرآن مجید ناطق ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا . فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں وہ کب آئے گی۔ آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام اس کے علم کا منتہیٰ تو آپ کے رب کے پاس ہے۔

رسول خدا ﷺ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم اللہ کے رسول ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ حدیث جبرائیل میں ہے۔ ﴿فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ ؟ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ﴾ (مشکوۃ۔ ص ۱۱، ج ۱) حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے چوتھا سوال کیا اچھا مجھے قیامت کے وقت وقوع کی خبر دیجیے؟ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اسکے بارے میں مسئول (پوچھا جانے والا) سائل (پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا مطلب یہ کہ قیامت کے وقت وقوع کے نہ جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں۔

البتہ اس کی کچھ علامتیں ہیں جنھیں بطور پیشین گوئی کے آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں بعض صغریٰ علامتیں یعنی چھوٹی علامتیں کہلاتی ہیں جو معمول وعادات سے

مطابق ظہور پذیر ہوتی رہیں گی۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ مثلاً حدیث جبرائیل ہی میں پانچویں سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے قیامت کی جن علامتوں کا ذکر کیا ہے وہ علاماتِ صغریٰ ہی کے قبیل سے ہیں۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

﴿قَالَ فَأَخْبِرْنِیْ مِنْ أَمَارَاتِهَا﴾ اس کی کچھ علامتیں بتایئے ﴿قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرىٰ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْيَانِ﴾ لونڈیاں اپنی مالکہ کو جننے لگیں ''یعنی لڑکیاں اپنی ماؤں پر حکم چلانے لگیں'' اور ننگے پیر، ننگے بدن تنگدست بکریوں کے چرواہوں کو تو دیکھے کہ عالی شان مکانات پر شیخی بگھار رہے ہیں تو سمجھ لو کہ اب قیامت کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔

اسی طرح رسول پاک ﷺ کے درج ذیل فرمان میں جن علامتوں کا ذکر ہے ان کا تعلق بھی علاماتِ صغریٰ سے ہے۔ ﴿عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثاً لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ بَعْدِیْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَن يَّقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَآءُ وَتَكْثُرَ النِّسَآءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ﴾. (بخاری کتاب العلم ص۱۸، ج۱)

حضرت قتادہؓ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی نہیں بیان کرے گا۔ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا، جہل پھیل جائے گا۔ زنا بکثرت ہوگا۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا نگران صرف ایک مرد ہوگا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ ﷺ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَ يَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

(بخاری کتاب العلم ص ۱۸، ج ۱)

ان مذکورہ علامتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ظہور کے بعد قیامت بالکل قریب آجائیگی۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے ان کا وجود میں آنا ضروری ہے اسی لیے بہت سے واقعات وحوادث کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک یہ واقعات ظہور پذیر نہ ہوجائیں۔ خود رحمت عالم ﷺ کی بعثت بھی علامتِ قیامت میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت کو چودہ سو سال ہوچکے ہیں اور خدا جانے ابھی کتنی مدّت کے بعد قیامت قائم ہوگی۔

ان کے علاوہ بعض علامتیں وہ ہیں جنھیں علامتِ کُبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ علامتیں بالعموم قیامت کے قریب تر زمانہ میں پے بہ پے ظاہر ہوں گی اور عادت ومعمول کے خلاف ہوں گی۔ ان علامتوں کا ذکر بھی بہت سی حدیثوں میں متفرق طور پر موجود ہے۔ اور حضرت حذیفہ بن اَسید الغِفاریؓ کی ایک روایت میں اکٹھی دس علامتوں کا بیان ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں:

﴿أَطْلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذَاكَرُونَ؟ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ، وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذَالِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ﴾ (مسلم باب الفتن واشراط الساعة ص ۳۹۳، ج ۲)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بالاخانہ سے ہماری طرف نمودار ہوئے اور ہم آپس میں باتیں کررہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا۔ تم لوگ

کس چیز کا تذکرہ کررہے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا قیامت کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت برپا نہیں ہوگی تاوقتیکہ تم اس سے پہلے دس علامتیں نہ دیکھ لو، پھر آپ ﷺ نے ان دسوں کو بیان کیا جو یہ ہیں۔ (۱) دھواں (۲) دجّال (۳) دابۃ الارض (۴) پچھم (مغرب) سے سورج کا نکلنا (۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام کا آسمان سے اترنا (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا (۷، ۸، ۹) زمین میں تین مقامات میں لوگوں کا دھنس جانا، ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے عرب میں (۱۰) اور ان سب کے آخر میں آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ان کو محشر میں پہنچادیگی۔

قیامت کی علامتِ کبریٰ ہی میں سے مہدیٔ آخرالزماںؓ کا ظہور ان کی خلافت اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا ان کی اقتدا میں ایک نماز یعنی فجر کا پڑھنا وغیرہ بھی ہے۔ اوپر بحوالۂ حدیث جن دس ۱۰ نشانیوں کا ذکر ہے ان سے پہلے حضرت امام مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ امام السفارینیؒ لکھتے ہیں:

﴿ای من العلامات العظمیٰ وھی اولھا ان یظھر الامام المقتدیٰ الخاتم للائمۃ......محمد المھدی﴾ (لوائح الانوار البھیۃ ج ۲، ص ۶۷)

قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد مہدیؓ کا ظہور ہے۔

بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر قیامت کی چھ ۶ نشانیاں بتائیں جن میں بنی الاصفر یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوجانے کا بھی تذکرہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عیسائی بدعہدی کرکے تمھارے مقابلے میں آئیں گے۔ اس وقت ان کے اسی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے یعنی ان کی مجموعی تعداد نو لاکھ ہوگی۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو مسلمان مایوس ہو کر امام مہدیؓ کی تلاش شروع کر دیں گے۔ وہ اس وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے اور امامت کے بارِ گراں سے بچنے کی غرض سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے لوگ انہیں پہچان لیں گے اور انکار کے باوجود ان سے بیعتِ خلافت کر لیں گے۔ خلافت کی خبر جب مشہور ہو گی تو ملکِ شام سے ایک لشکر آپ کے مقابلہ کے لیے نکلے گا، مگر اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی مقامِ بیداء میں جو مکہ مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس واقعہ کی اطلاع پا کر شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ حضرت مہدیؓ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ سے جنگ کے لیے ایک قریشی النسل بنو کلب پر مشتمل ایک لشکر بھیجے گا جس سے حضرت مہدیؓ کی فوج جنگ کرے گی اور فتحیاب ہو گی۔

احادیث میں امام مہدیؓ کا نام، ولدیت، حلیہ وغیرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز ان کے زمانہ خلافت میں عدل و انصاف کی ہمہ گیری اور مال و دولت کی فراوانی کا تذکرہ بھی ہے۔ غرضیکہ امام مہدیؓ کے متعلق اس کثرت سے احادیث مروی ہیں کہ اصولِ محدّثین کے اعتبار سے وہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ چنانچہ امام ابو الحسین محمد بن الحسین الآبری السنجری الحافظ المتوفی ۳۶۳ھ اپنی کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں:

﴿وقد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفىٰ ﷺ في المهدي وانه من اهل بيته وانه يملك سبع سنين ويملاء الارض عدلاً وان عيسىٰ عليه الصلوة والسلام يخرج فيساعده على قتل الدجال وانه يؤم هٰذه الامة وعيسىٰ خلفه في طول من قصته وامره﴾

(تهذيب التهذيب ص ۱۲۶، ج ۹ في ضمن ترجمة محمد بن خالد الجندي المؤذن)

"امام مہدیؓ سے متعلق مروی روایتیں اپنے راویوں کی کثرت کی بنا پر تواتر اور شہرتِ عام کے درجہ میں پہنچ گئی ہیں کہ وہ بیتِ رسول سے ہوں گے۔ سات سال تک دنیا میں حکومت کریں گے۔ اپنے عدل وانصاف سے دنیا کو معمور کردیں گے اور عیسٰی علیہ السّلام آسمان سے نازل ہوکر قتل دجّال میں ان کی مساعدت اور نصرت کریں گے اور اس امت میں مہدیؓ ہی کی امامت میں عیسٰی علیہ السّلام (ایک) نماز ادا کریں گے وغیرہ، طویل واقعات ان کے سلسلے میں احادیث میں بیان ہوئے ہیں"۔

حافظ آبری کے اس قول کو حافظ ابن القیمؒ نے المنار المنیف میں اور شیخ محمد بن احمد سفارینیؒ نے اپنی مشہور کتاب لوائح الانوار البہیۃ میں علامہ مرعی بن یوسف الکرمی کی کتاب فوائد الفکر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں امام القرطبیؒ صاحب الجامع لاحکام القرآن نے بھی التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرہ میں اسے نقل کیا ہے۔

شیخ محمد البرزنجی المدنیؒ المتوفی ۱۱۰۳ھ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

﴿وقد علمت ان احادیث المهدی وخروجه اخر الزمان وانه من عترة رسول الله ﷺ من ولد فاطمة رضی الله عنها بلغت حد التواتر المعنوی فلا معنی لانکارها﴾

"محقق طور پر معلوم ہے کہ مہدیؓ سے متعلق احادیث کہ آخری زمانہ میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ آنحضرت ﷺ کی نسل اور فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں ہوں گے تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان کے انکار کی کوئی وجہ اور بنیاد نہیں ہے"

امام سفارینیؒ کا بیان ہے:

﴿قد كثرت الاقوال فی المهدی حتی قیل لامهدی الاعیسٰی والصواب الذی علیه اهل الحق ان المهدی غیر عیسٰی وانه یخرج قبل نزول عیسٰی

علیہ السلام وقد کثرت بخروجہ الروایات حتی بلغت حد التواتر المعنوی وشاع ذلک بین علماء السنة حتی عد من معتقداتھم " (لوائح الانوار البھیہ﴾(ص ۷۹-۸۰، ج ۲)

حضرت مہدیؓ کے بارے میں بہت سارے اقوال ہیں حتی کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام ہی مہدیؓ ہیں اور صحیح بات جس پر اہل حق ہیں یہ ہے کہ مہدیؓ کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے الگ ہے۔ ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔ ظہور مہدی سے متعلق روایات اتنی زیادہ ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں اور علماء اہل سنت کے درمیان اس درجہ عام اور شائع ہوگئی ہیں کہ ظہور مہدی کو ماننا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت جابر، حذیفہ، ابو ہریرہ، ابوسعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول روایتوں کے ذکر اور نشاندہی کے بعد لکھتے ہیں:

﴿ وقد روی عمن ذکر من الصحابة وغیر ما ذکر منھم رضی اللہ عنھم بروایات متعددة وعن التابعین من بعدھم ما یفید مجموعه العلم القطعی فالایمان بخروج المھدی واجب کما ھو مقرر عند اھل العلم ومدون فی عقائد اھل السنة والجماعة ﴾(ایضا ص ۸۰، ج ۲)

اوپر مذکور حضرات صحابہؓ اور ان کے علاوہ دیگر اصحابِ رسول ﷺ سے اور ان کے بعد تابعین سے اتنی روایتیں مروی ہیں کہ ان سے علمِ قطعی حاصل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ظہور مہدیؓ پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ یہ امر اہل علم کے نزدیک ثابت شدہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں مدون ومرتب ہے۔

یہی بات شیخ الحسن بن علی البربہاری الحنبلیؒ المتوفی ۳۲۹ھ نے بھی اپنے عقیدہ میں لکھی ہے

عقیدۃ البربہاری کو ابن ابی یعلیٰ نے طبقات الحنابلہ میں شیخ البربہاری کے ترجمہ میں مکمل نقل کر دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالیؒ المتوفی ۱۳۰۸ھ اپنی تالیف **الاذاعة لما کان و یکون بین یدی الساعة** میں صراحت کرتے ہیں:

﴿والاحادیث الواردة فی المهدی علی اختلاف روایاتها کثیرة جدا تبلغ حد التواتر وهی فی السنن وغیرها من دواوین الاسلام من المعاجم والمسانید﴾

(ص ۵۲ مطبوعه ۱۲۹۴ھ مطبع الصدیقی بهوپال)

امام مہدیؒ سے متعلق احادیث مختلف روایتوں کے ساتھ بہت زیادہ ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں یہ حدیثیں سنن کے علاوہ معاجم، مسانید وغیرہ اسلامی دفتروں میں موجود ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں۔

﴿اقول لاشک ان المهدی یخرج فی اخر الزمان من غیر تعیین لشهر وعام لما تواتر من الاخبار فی الباب واتفق علیه جمهور الامة خلفا عن سلف الا من لا یعتد بخلافه﴾

میں کہتا ہوں اس بات میں ادنیٰ شک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں ماہ و سال کی تعیین کے بغیر امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا کیوں کہ اس باب میں احادیث متواتر ہیں اور سلف سے خلف تک جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے۔ البتہ بعض ایسے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے جن کے اختلاف کا اہل علم کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانیؒ المتوفی ۱۳۴۵ھ اپنی مشہور تصنیف نظم المتناثر من الحدیث المتواتر میں رقم طراز ہیں:

﴿وتتبع ابن خلدون فی مقدمته طرق احادیث خروجه مستوعبا علی

حسب وسعه فلم تسلم له من علة لكن ردوا عليه بان الاحاديث الواردة فيه على اختلاف رواتها كثيرة جدا تبلغ حدالتواتر وهي عند احمد والترمذي و ابي داؤد وابن ماجه والحاكم والطبراني وابي يعلى الموصلي والبزار و غيرهم من دواوين الاسلام من السنن والمعاجم والمسانيد واسند وها الٰى جماعة من الصحابة فانكارها مع ذالک مما لا ينبغي﴾ (ص ۱۴۵)

مشہور فیلسوف مؤرخ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اپنی وسعتِ علمی کے مطابق جملہ طرقِ احادیث کی تخریج کے استیعاب کی کوشش کی ہے اور نتیجتًا ان کے نزدیک کوئی حدیث علت سے خالی نہیں ہے۔ لیکن محدثین نے علامہ ابنِ خلدون کے اس خیال کو رد کر دیا ہے کیونکہ امام مہدیؓ کے بارے میں وارد احادیث اپنے راویوں کے مختلف ہونے کے باوجود بہت زیادہ ہیں جو حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ جنھیں امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام حاکم، امام طبرانی، امام ابویعلی موصلی، امام بزار وغیرہ رحمھم اللہ تعالی نے دواوینِ اسلام یعنی سنن، معاجم، مسانید میں روایت کی ہیں اور ان احادیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت کی جانب منسوب کیا ہے۔ لہٰذا ان امور کے ہوتے ہوئے ان کا انکار کسی طرح مناسب و درست نہیں ہے۔

امام مہدیؓ سے متعلق جن حضراتِ صحابہؓ سے حدیثیں منقول ہیں ان میں حسبِ ذیل اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں:۔

خلیفۂ راشد حضرت عثمانِ غنی، خلیفۂ راشد حضرت علی مرتضٰی، طلحہ بن عبیداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عباس، ام المومنین ام سلمہ، ام المومنین ام حبیبہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، انس

بن مالک، عمران بن حصین، حذیفہ بن یمان، عمار بن یاسر، جابر بن ماجد صدفی، ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ، عوف بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین۔

علامہ ابن خلدون اگرچہ فن تاریخ اور علم الاجتماع میں بلند مقام و مرتبہ کے مالک ہیں۔ لیکن محدث نہیں تھے۔ اس لئے اس باب میں ان کی بات علمائے حدیث اور اربابِ جرح و تعدیل کے مقابلہ میں لائقِ قبول نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن جعفر الکتانی مزید لکھتے ہیں:

﴿ولولا مخافة التطويل لا وردت هٰهنا ما قفت عليه من احاديثه لانى رايت الكثير من الناس فى هذا الوقت يتشككون فى امره ويقولون ما ترى هل احاديثه قطعية ام لا وكثيرمنهم يقف مع كلام ابن خلدون و يعتمدهٗ. مع انهٗ ليس من اهل هذاالميدان والحق الرجوع فى كل فن لاربابه﴾

(نظم المتناثر من الحديث المتواتر ص ۱۴۶)

’’اگر کتاب کے دراز ہوجانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس موقع پر امام مہدی سے متعلق ان احادیث کو درج کرتا جن کی مجھے واقفیت ہے۔ کیوں کہ اس وقت بہت سارے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہیں امام مہدیؑ کے امر میں تردد ہے اور اس سلسلے میں وہ یقینی معلومات کے متلاشی ہیں اور دیگر بہت سے لوگ ابنِ خلدون کے قول پر قائم اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں جب کہ ابن خلدون اس میدان کے آدمی نہیں تھے۔ اور حق تو یہ ہے کہ ہر فن میں اس فن کے ماہرین کی جانب رجوع کیا جائے۔‘‘

ان ساری تفصیلات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح آشکارا ہوگئی کہ امام مہدی سے متعلق احادیث نہ صرف صحیح و ثابت ہیں بلکہ متواتر اور اپنے مدلول پر قطعی الدلالت ہیں جن پر ایمان لانا بحسبِ تصریح علامہ سفارینی واجب اور ضروری ہے۔ اسی بنا پر ظہور مہدی کا مسئلہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ اسلام

کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں داخل نہیں ہے۔ مسئلہ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر ہر دور کے محدثین واکابر علماء نے مسئلہ مہدیؒ پر ضمناً ومستقلاً شرح وبسط کے ساتھ مدلل کلام کیا ہے۔ جن میں سے بہت سی کتابوں کی نشاندہی خود علامہ ابن خلدون نے بھی مقدمہ میں کی ہے۔ اسی طرح علماء حدیث اور ماہرین نے اس مسئلہ سے متعلق ابن خلدون کے نظریہ کی پُر زور تردید کی ہے اور اصول محدثین کی روشنی میں علامہ ابن خلدون کے ظاہر کردہ اشکالات کو دور کر کے ظہورِ مہدی کی حقیقت اور سچائی کو پورے طور پر واضح کر دیا ہے۔

علماء امت کی ان مساعیٔ جمیلہ کے باوجود ہر دور میں ایک ایسا طبقہ موجود رہا ہے جو علامہ ابن خلدون کے بیان کردہ اشکالات سے متاثر ہو کر ظہورِ مہدیؒ کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا رہا ہے۔ اس لیے علمائے دین بھی اپنے اپنے عہد میں حسب ضرورت تحریر وتقریر کے ذریعہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے رہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بھی اسی مقصد کے تحت یہ زیرِ نظر رسالہ مرتب کیا تھا چنانچہ اپنے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

﴿ اِنَّہ قَدْ جَریٰ بِبَعْضِ اَنْدِیَةِ الْعِلْمِ ذِکْرُ الْمَھْدِیِّ الْمَوْعُوْدِ فَاَنْکَرَ بَعْضُ الْفُضَلاءِ الْکَامِلِیْنَ صِحَّةَ الْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَةِ فِیْہِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَجْمَعَ الْاَحَادِیْثَ الصَّحِیْحَةَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَاَتْرُکَ الْحِسَانَ وَالضِّعَافَ رَجَاءَ انْتِفَاعِ النَّاسِ وَ تَبْلِیْغَ مَا اَتٰی بِہ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ وَاَنْ لَّا یَغْتَرَّ النَّاسُ بِکَلامِ بَعْضِ الْمُصَنِّفِیْنَ الَّذِیْنَ لَا اِلْمَامَ لَھُمْ بِعِلْمِ الْحَدِیْث کَابْنِ خَلْدُوْن(۱) وَغَیْرِہ فَاِنَّھُمْ وَاِنْ کَانُوْا مِنَ الْمُعْتَمَدِیْنَ فِی التَّارِیْخِ وَاَمْثَالِہ فَلاَ اعْتِدَادَ لَھُمْ فِیْ عِلْمِ الْحدیث" الخ ص ۱ ﴾

"بعض مجالسِ علمیہ میں مہدیٔ موعودؒ کا ذکر آیا تو کچھ ماہرین علم نے مہدیٔ موعودؒ

سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع کردوں تاکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تبلیغ بھی ہوجائے۔ نیز ان حدیثوں کے جمع و تدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھا جائیں جنھیں علمِ حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علاّمہ ابن خلدون وغیرہ یہ حضرات اگرچہ فنِ تاریخ میں معتمد و مستند ہیں لیکن علمِ حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔"

حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنے اس رسالہ میں بطور خاص اس بات کا التزام فرمایا ہے کہ جن صحیح احادیث پر علامہ ابن خلدون نے کلام کر کے ان کی صحت مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی تھی جرح وتعدیل سے متعلق ائمۂ حدیث کے مقرر کردہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت وحجیت کو مدلل ومبرہن کردیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ رسالہ ایک قیمتی دستاویز کی حیثیت کا حامل ہے۔ اور اس موضوع پر لکھی گئی ضخیم کتابوں سے بھی زیاہ مفید ہے۔

کچھ باتیں کتاب کے متعلق

آج سے دس گیارہ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن بیٹھا ماہنامہ الرشید ساہیوال کا خصوصی شمارہ مدنی واقبال نمبر دیکھ رہا تھا۔ اس میں حضرت شیخ الاسلام قُدِّسَ سِرُّہٗ کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا ایک مختصر سا مجموعہ مرتبہ جناب محمد دین شوق صاحب بعنوان ''مکتوباتِ مدنیہ'' بھی شریکِ اشاعت ہے۔ (جسے بعد میں الگ سے پاکستان کے ایک مکتبہ نے شائع کردیا ہے) اس مجموعہ کا تیسرا مکتوب جو ڈربن افریقہ کے کسی صاحب کے جواب میں ۲۲ صفر ۱۳۵۲ھ کو لکھا گیا ہے۔ اس میں امام مہدیؒ آخر الزمان کے بارے میں حضرت شیخ الاسلامؒ تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت امام مہدیؒ قیامت سے پہلے بلکہ نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام اور خروجِ دجال اور فتنۂ یاجوج وماجوج ودَابّۃ الارض وطلوعِ شمس من المغرب وغیرہ سے پہلے ظاہر ہوں گے۔ قیامت میں تو تمام انبیاء اور اولیاء کا اجتماع ہوگا۔ حضرت مہدیؒ دنیا میں مذہبِ اسلام کی زندگی اور اس کی تقویت کے باعث ہوں گے۔ وہ اس وقت ظہور فرمائیں گے جبکہ دنیا ظلم وستم سے بھر گئی ہوگی۔ اُن کی وجہ سے دنیا عدل وانصاف، دین وایمان سے بھر جائے گی۔ ان کا اور ان کے باپ کا نام جناب رسول اللہ ﷺ کے نام اور آپؐ کے والد ماجد کے نام کے مطابق ہوگا۔ صورت بھی آپؐ کی صورت کے مشابہ ہوگی آپؐ ہی کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل میں سے۔''

مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے اول جو جماعت ان کے ہاتھ پر بیعت کرے گی وہ تین سو تیرہ آدمی ہوں گے۔ حسب عددِ اصحابِ بدر واصحابِ طالوت۔ لوگوں میں یکبارگی انقلاب پیدا ہوگا۔ حجاز کی اصلاح کے بعد سیریہ اور فلسطین وغیرہ کی اصلاح کریں گے۔

دارالسلطنت بیت المقدس ہوگا۔ ان کی حکومت پانچ یا سات یا نو برس ہوگی۔ اس بارہ میں صحیح روایتیں تقریباً چالیس میری نظر سے گزری ہیں اور حسن وضعیف بہت زیادہ ہیں۔ ترمذی شریف، مستدرکِ حاکم، ابوداؤد، مسلم شریف وغیرہ میں یہ روایات موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر قیامت آنے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا جب بھی اللہ تعالیٰ مہدیؑ کو ضرور ظاہر کرے گا اور قیامت ان کے بعد لائے گا۔ لہٰذا اس میں بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ بہت سے جھوٹوں نے اب تک مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی میں یہ علامتیں نہیں پائی گئیں جو مہدیٔ موعود کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔

میں نے مالٹا جانے سے پہلے مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں تلاش کر کے صحیح صحیح روایتیں جمع کی تھیں، مگر افسوس کہ وہ رسالہ روسی انقلاب میں جاتا رہا۔ اب میرے پاس وہ نہیں رہا اور جن لوگوں نے اس کو نقل کیا تھا وہ بھی وفات پا گئے اور رسالہ پھر نہ مل سکا۔"

اس مکتوب سے پہلے نہ کسی سے سنا تھا اور نہ ہی کسی تحریر میں دیکھا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام قُدِّسَ سِرُّہٗ کی اس موضوع پر کوئی تالیف ہے۔ اس لیے فطری طور پر اس نئے انکشاف پر بے حد مسرّت ہوئی اور ساتھ ہی دل میں یہ خواہش بھی مچلنے لگی کہ اے کاش کسی طرح یہ قیمتی رسالہ دستیاب ہو جاتا تو اسے شائع کر دیا جاتا، لیکن حضرت کے اس آخری جملے سے کہ "اب میرے پاس وہ نہیں رہا...... اور رسالہ پھر مل نہ سکا"۔ ایک طرح کی مایوسی طاری ہو جاتی اسی بیم ورَجا اور امیدی و نا اُمیدی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ اس دُرِّ مکنُون کی طلب وتحصیل کی تدبیریں سوچنے لگا۔ ایک دن اچانک دل میں یہ بات آئی کہ اس انقلاب میں حضرت کا سارا اثاثہ حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ اس ضبطی کے بعد آپ کی کتابیں اور دیگر کاغذات کسی سرکاری کتاب خانے میں جمع کر دیے گئے ہوں۔ اس موہوم خیال نے دھیرے دھیرے جڑ پکڑ لیا اور نا امیدی پر امید کا غلبہ ہو گیا۔ بالآخر اس

خیال کا اظہار اپنے لائقِ صد احترام اور مشفق و مہربان رفیق بلکہ بزرگ صاحبزادۂ محترم مولانا سید ارشد مدنی اعلی اللہ مراتبہٗ سے کیا اور ان سے عرض کیا کہ حرمین شریفین کے سفر میں اہم سرکاری کتب خانوں میں پتہ لگائیں۔ عین ممکن ہے کہ کہیں یہ گمشدہ رسالہ مل جائے۔ چونکہ مولانا موصوف کو حضرت شیخ قدس سرّہٗ کے بعض تلامذہ کے ذریعہ یہ بات پہنچی تھی کہ دوران دِرس حضرت نے اس رسالہ کا تذکرہ فرمایا تھا اس لیے اس تراثِ علمی جس کے وہ سچے حقدار ہیں ان میں خود طلب و جستجو کی فکر تھی، چنانچہ حسبِ معمول عمرہ و زیارت کے لیے شعبان میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو اہل علم و خبر سے اس سلسلے میں معلومات کی مگر کہیں کوئی سراغ نہ مل سکا۔ دوسرے سال جب پھر جانا ہوا تو مزید معلومات حاصل کیں۔ وہاں مقیم بعض لوگوں نے نشاندہی کی کہ اگر یہ رسالہ ضائع نہیں ہوا ہے تو اندازہ ہے کہ مکتبۃ الحرم مکہ معظمہ میں ضرور ہوگا۔ مولانا موصوف مکتبۃ الحرم پہنچ گئے اور خدا کی قدرت مخطوطات کی فہرست میں یہ مل گیا اور خود شیخ الاسلام قدس سرّہٗ کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ چنانچہ اس کا فوٹو لے لیا۔ اس طرح تقریبا پون صدی کی گم نامی کے بعد یہ نادر و قیمتی علمی سرمایہ دوبارہ معرضِ وجود میں آگیا۔

حضرت شیخ الاسلام قُدِّسَ سِرُّہٗ کے مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ امام مہدیؒ سے متعلق صحیح چالیس احادیث پر مشتمل تھا اور بعض لوگوں نے اس کی نقل بھی لی تھی۔ مگر دستیاب مخطوطہ میں کل ۳۷ احادیث ہیں پھر اس میں متعدد مقامات پر حک و فک بھی ہے۔ بعض جگہ سبقت قلمی بھی ہے اس لیے اندازہ یہ ہے کہ یہ مبیضہ کی بجائے اصل مسودہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مہدیٔ موعودؒ سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں بعض نہایت مفصّل اور ضخیم بھی ہیں۔ لیکن یہ مختصر رسالہ اس اعتبار سے خاص اہمیت و افادیت کا حامل ہے کہ اس

میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری کتابوں میں اس کا التزام نہیں ہے۔ علاوہ ازیں امام ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں مہدیٔ موعودؓ سے متعلق وارد احادیث پر جو ناقدانہ کلام کیا ہے جس سے متاثر ہو کر بہت سے اہل علم بھی مہدیٔ موعودؓ کے ظہور کے بارے میں منکر یا متردد ہیں۔ حضرت شیخؒ نے علامہ ابن خلدونؒ کے اٹھائے ہوئے سارے اعتراضات کا اسمائے رجال اور اصولِ محدّثین کی روشنی میں جائزہ لے کر مدلّل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ ان کے یہ اعتراضات درست نہیں ہیں اور بلا ریب رسالہ میں منقول احادیث صحیح و حُجت ہیں۔ اس لیے یہ رسالہ بقامت کہتر و بقیمت بہتر کا صحیح مصداق ہے احقر نے اپنی بضاعت و ہمت کے مطابق اس نادر و بیشتر بہا علمی تحفہ کو مفید سے مفید تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام قُدِّسَ سِرُّہٗ نے جن کتب حدیث سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کی جلد و صفحہ کا حوالہ دے دیا ہے۔ اسی طرح رجالِ سند پر حضرتؒ نے جہاں جہاں کلام کیا ہے۔ اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے اور حسب ضرورت بعض رجال پر حضرتؒ کے مختصر کلام کی تفصیل کر دی ہے۔ بعض احادیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ کن کن ائمہ حدیث نے ان کی تخریج کی ہے۔ غریب و مشکل الفاظ کی کتب لغت سے تشریح بھی نقل کر دی ہے۔ اسی کے ساتھ رسالہ کو مکمل تر بنانے کی غرض سے بطور تکملہ آخر میں چند احادیث صحیحہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ پھر اس قیمتی علمی سرمایہ کو مفید عام بنانے کی غرض سے تمام حدیثوں کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ **والحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات و صلّی اللہ علی النبی الکریم وعلٰی جمیع اصحابہ وبارک وسلّم۔**

حبیب الرحمٰن قاسمی

خادمُ التدریس دارالعلوم دیوبند

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه وَ نَسْتَعِيْنُه وَ نَسْتَغْفِرُه وَ نُؤْمِنُ بِه وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْه وَ نَعُوْذُ بِـاللّٰهِ مِـنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْـمَـالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَه وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَه وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه صَلَّى اللّٰهُ تَـعَـالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِه وَصَحْبِه وَسَلَّمَ، اَمَّا بَعْدُ، فَيَقُوْلُ اَحْقَرُ طَلَبَةِ الْعُلُوْمِ الـدِّيْنِيَّةِ بِبَلْدَةِ سَيِّدِ الْاَنَـامِ وَ خَيْـرِ الْبَـرِيَّةِ عَـلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِه اَلْفُ اَلْفِ صَلاَةٍ وَّ تَـحِيَّةٍ، اَلـرَّاجِىْ عَـفْـوَ رَبِّـه الـصَّـمَـدِ عَبْـدُه الْـمَدْعُوُّ بِحُسَيْن اَحْمَدُ غَفَرَلَه وَلِـوَالِدَيْه وَ مَشَايِخِه الرَّءُوْفُ الْاَحَدُ ، اِنَّه قَدْ جَرٰى بِبَعْضِ اَنْدِيَةِ الْعِلْمِ ذِكْرُ الْـمَهْدِىِّ الْمَوْعُوْدِ فَاَنْكَرَ بَعْضُ الْفُضَلاَءِ الْكَامِلِيْنَ صِحَّةَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْـهِ فَـاَحْبَبْـتُ اَنْ اَجْمَعَ الْاَحَـادِيْثَ الـصَّـحِيْـحَةَ فِىْ هٰذَا الْبَـابِ وَاَتْرُكَ الْـحِسَانَ وَالضِّعَافَ رَجَاءَ انْتِفَاعِ النَّاسِ وَ تَبْلِيْغَ مَا اَتٰى بِه النَّبِىُّ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ وَاَنْ لَّا يَـغْتَرَّ النَّاسُ بِكَلاَمِ بَعْضِ الْمُصَنِّفِيْنَ الَّذِيْنَ لاَ اِلْمَامَ لَهُمْ بِعِلْمِ الْـحَدِيْـثِ كَـابْـنِ خَـلْـدُوْنَ(ا) وَغَيْـرِه فَـاِنَّهُـمْ وَاِنْ كَـانُوْا مِنَ الْمُعْتَمَدِيْنَ

(ا)قاضى القضاة عبدالرحمن بن محمد بن خلدون الاشبيلى الحضرمى المالكى المتوفى٨٠٨هـ ولد فى تونس سنة ٧٣٢هـ مؤرخ وفيلسوف ورجل سياسى درس المنطق و الفلسفة والفقه والتاريخ فعينه أبو عنان سلطان تونس والى الكتابة ثم سافر إلى الاندلس فانتد به ابن الأحمر صاحب غرناطة سفيراً إلى ملك قشتاله ثم رحل إلى مصر و درس فى الازهر وتولى قضاء المالكية ولم يتزى بزى القضاة محتفظا بزى بلاده وعزل و اعيد وتوفى فجلةفى القاهرة كان فصيح المنطق جميل الصورة عاقلا صادق اللهجة طامحا للمراتب العالية اشتهر بكتابه " العبر و ديوان المبتدا والخبر فى تاريخ العرب والعجم والبربر" فى

فِي التَّارِيْخِ وَاَمْثَالِه فَلاَ اعْتِدَادَ لَهُمْ فِيْ عِلْمِ الْحَدِيْث وَقَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْاِنْكَارَ مِنْ بَعْضِ الْعَوَامِ اَيْضًا لٰكِنْ لَمْ يَحْمِلْنِيْ اِنْكَارُهُمْ عَلَى الْجَمْعِ وَلَمَّا رَاَيْتُ فُضَلاَءَ الْاَوَانِ وَاَئِمَّةَ الزَّمَانِ يَتَرَدَّدُوْنَ فِيْهِ شَمَّرْتُ ذَيْلِيْ لِهٰذَا الْمَقْصَدِ الْمُنِيْفِ لَعَلَّه يَكُوْنُ ذَرِيْعَةً لِاِزَالَةِ الْاِشْتِبَاهِ عَنْ هٰذَا الدِّيْنِ الْمُنِيْفِ وَعَلَى اللهِ التُّكْلاَنُ. وَحَيْثُ اِنَّ بَعْضَ الْاَحَادِيْثِ قَدْ تَكَفَّلَ بِه اِمَامٌ مِّنْ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ اَتَيْتُ بِه بِغَيْرِ تَعَرُّضٍ لِرِجَالِه وَمَالَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ تَعَرَّضْتُ لِرِجَالِه فَمَنْ كَانَ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيْحَيْنِ اِكْتَفَيْتُ بِذِكْرِ ذٰلِكَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ اَتَيْتُ بِاَلْفَاظِ التَّوْثِيْقِ الَّتِيْ ذَكَرَهَا اَئِمَّةُ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ وَلَمَّا كَانَ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِاللهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى(١) يُرْمٰى بِالتَّسْهِيْلِ فِيْ تَصْحِيْحِ الْحَدِيْثِ لَمْ اَكْتَفِ بِتَصْحِيْحِه فَقَطْ بَلِ

سبعة مجلدات اولها المقدمة وهى تعد من اصول علم الاجتماع ومن كتبه" شرح البردة وكتاب فى الحساب ورسالة فى المنطق وشفاء السائل لتهذيب المسائل"۔ وقد طعن ابن خلدون فى أحاديث المهدى فى مقدمته فى الفصل الثانى والخمسين ولكن لا اعتداد بقوله فى تصحيح حديث و تضعيفه عند أهل الحديث لأنه ليس من رجال الحديث كما قال الشيخ رحمه الله وقال ايضا الشيخ احمد شاكر فى تخريجه الأحاديث لمسند الإمام أحمد ج٥ ص١٩٧ أما ابن خلدون فقد قضا ماليس به علم واقتحم قحما لم يكن من رجالها (الأعلام للزركلى ج٣ ص٣٣٠ والمنجد فى الأعلام ص١٧٩)

(١) ابو عبدالله محمد بن عبدالله بن محمد بن حمدوية الحاكم الضبى النيسابورى المعروف بابن البيع على وزن قيم صاحب التصانيف التى لم يسبق إلى مثلها كتاب الإكليل وكتاب المدخل إليه وتاريخ نيسابور و فضائل الشافعى والمستدرك على كتاب الصحيحين وغير ذلك توفى عام ٤٠٥ھ وهو متساهل فى الصحيح واتفق الحفاظ على أن تلميذه البيهقى أشد تحرياً منه، (الرسالة المستطرفة ص١٩)

اعْتَمَدْتُّ عَلٰى تَلْخِيْصِ صِحَاحِ الْمُسْتَدْرَكِ لِلذَّهَبِىْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى(١) فَمَا جَرَحَ فِىْ صِحَّتِه تَرَكْتُه وَمَا قَبِلَه اَتَيْتُ بِه وَتَرَكْتُ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحَادِيْثِ لِعَدَمِ الْاِطِّلاَعِ عَلٰى اَسَانِيْدِهَا مِمَّا ذَكَرَهُ صَاحِبُ كَنْزِ الْعُمَّالِ وَغَيْرُه(٢) وَاعْتَمَدْتُّ فِىْ تَعْدِيْلِ الرُّوَاةِ وَتَوْثِيْقِهِمْ عَلٰى تَهْذِيْبِ التَّهْذِيْبِ وَخُلاَصَةِ التَّهْذِيْبِ ، هٰذَا وَعَلَى اللّٰهِ الْاِعْتِمَادُ وَهُوَ حَسْبِى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾

---

(١) الحافظ شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان التركمانى الفاروقى الأصل الذهبى نسبة الى الذهب كما فى التبصير توفى بدمشق سنة ٧٤٨هـ قد لخص الذهبى المستدرك للحاكم وتعقب كثيراً منه بالضعف والنكارة أو الوضع وقال فى بعض كلامه :إن العلماء لا يعتدون بتصحيح الترمذى ولا الحاكم (ايضا ص ٢٠).

(٢) الشيخ علاء الدين على الشهير بالمتقى بن حسام الدين عبدالملك بن قاضى خان الشاذلى القادرى الهندى ثم المدنى فالمكي فقيه من علماء الحديث أصله من جونفور ومولده فى برهانفور من بلاد الدكن بالهند علت مكانته عند السلطان محمود ملك غجرات وسكن فى المدينة ثم اقام بمكة مدة طويلة و توفى بها سنة ٩٧٥هـ له مصنفات الحديث وغيره منها كنزالعمال فى سنن الأقوال والأفعال فى ثمانية أجزاء ومختصر كنزالعمال ومنهج العمال فى سنن الأقوال (مخطوطة)

الجمع بين الحكم القرآنية والحديثية (مخطوطة) قال العبدروسى :مؤلفاته نحو مأة ما بين كبير و صغير وقد أفرد عبد القادر بن أحمد الفاكهى مناقبه فى تأليف سماه " القول النقى فى مناقب المتقى ". (الرسالة المستطرفة ص: ١٤٩ ،الأعلام للزركلى ج٤، ص ٣٠٩.

ترجمہ:

حمد وصلوٰۃ کے بعد...... تمام مخلوق کے سردار اور تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہستی (ان پر اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں) کے شہر (مدینہ طیبہ) کے دینی طلباء میں سے سب سے حقیر بندہ جو اپنے بے نیاز پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے جسے حسین احمدؒ کہا جاتا ہے۔

خدائے مشفق ومہربان وحدہٗ لاشریک اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے۔ عرض رساں ہے کہ بعض مجالسِ علمیہ میں مہدئ موعودؑ کا ذکر آیا تو کچھ ماہرینِ علم نے مہدئ موعود سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع کردوں تاکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تبلیغ بھی ہوجائے، نیز ان حدیثوں کی جمع وتدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھائیں جنھیں علمِ حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خَلدُوْن وغیرہ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد ومستند ہیں، لیکن علمِ حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔ میں اس سے پہلے بھی بعض عوام سے مہدئ موعودؓ کے بارے میں مروی احادیث کا انکار سن رہا تھا، لیکن عوام کے انکار سے مجھے ان احادیث کے جمع کرنے کی رغبت نہیں ہوئی تھی، لیکن جب فضلاء وقت اور علماء زمانہ کو میں نے اس بارے میں متردد دیکھا تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بلند مقصد کے لیے میں تیار ہوگیا تاکہ یہ دینِ مُنیف سے شُبہات کے دور کرنے کا ذریعہ بن جائے اور چونکہ کچھ احادیث تو ایسی ہیں جن کی ائمہ حدیث میں سے کسی نہ کسی امام نے ذمہ داری لی ہے اور کچھ ایسی نہیں ہیں، لہٰذا اگر مجھے کوئی ایسی حدیث ملی جسکی صحت کی کسی نہ کسی معتبر امامِ حدیث نے ذمہ داری لی ہے تو میں اسے اس کے رجال سے تعرض کیے بغیر ذکر

کروں گا اور جو حدیث ایسی نہ ہوگی تو میں اس کے رجال کے بارے میں بحث کروں گا............ پھر اگر رجال صحیحین کے ہوں گے تو میں صرف صحیحین کے ذکر پر اکتفاء کروں گا اور جو رجال صحیحین کے نہ ہوں گے تو پھر میں ان الفاظِ توثیق کو لاؤں گا جن کو ائمہ جرح و تعدیل نے ذکر کیا ہوگا۔ امام حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری رحمہ اللہ پر چونکہ تصحیحِ احادیث میں تساہل کا الزام ہے اس لیے میں نے صرف ان کی تصحیح کو کافی نہیں سمجھا بلکہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی مستدرک پر جو تلخیص ہے۔ اس پر اعتماد کیا ہے اور جس حدیث کی صحت پر امام ذہبیؒ نے جرح کی ہے میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور جن احادیث کو انھوں نے قبول کیا ہے ان کو میں نے بھی ذکر کیا ہے اور میں نے بہت سی احادیث سند معلوم نہ ہونے کی بناء پر ترک کر دی ہیں۔ جن کو صاحبِ کنز العُمّال وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور رُواۃ کی تعدیل و توثیق میں مَیں نے تہذیب التہذیب اور خلاصۃ التہذیب پر اعتماد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی مجھے کافی ہیں اور بہترین کارساز ہیں۔

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْ عِيْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى بْنِ سَوْرَةَ التِّرْمَذِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ جَامِعِه(۱)

امام حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورت ترمذی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''جامع ترمذی'' میں فرماتے ہیں۔

(۱)......حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الْقُرَشِيُّ نَا اَبِيْ نَاسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ(۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِيْ(۳)اسْمُه اِسْمِيْ'' الخ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ(۴)

(۱)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوجائے جس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمد) ہوگا۔

---

(۱) محمد بن عيسى بن سورة بن موسى السلمي البوغي الترمذي أبو عيسى توفي سنة ۲۷۹هـ من أئمة علماء الحديث وحفاظه من أهل ترمذ (على نهر جيحون) تلمذ على البخاري وشاركه في بعض شيوخه وقام برحلات إلى خراسان والعراق والحجاز وعمي في آخر عمره وكان يضرب به المثل في الحفظ مات بـ"ترمذ" ومن تصانيفه "الجامع الكبير" المعروف باسم الترمذي في الحديث مجلدان والشمائل النبوية والتاريخ والعلل في الحديث (الاعلام ج۲، ص ۳۲۲)

(۲) زر في المغني زر بكسر زاء وشدة راء.

(۳) يواطي أي يوافق ويماثل.

(۴) الترمذي ج۲ ص ۴۷.

(۲)......حَدَّثَنَا عَبْدُالْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ نَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلِيْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِيْ اسْمُهٗ اِسْمِيْ قَالَ عَاصِمٌ وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ. الخ، هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ (۱)

(۲)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کر دیں گے یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدیؓ) خلیفہ ہو جائے۔

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ اس مردِ اہل بیت کا قیامت کے آنے سے پہلے خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی خلافت کے بعد ہی قیامت آئے گی۔

---

(۱) أيضاً وأخرجه الإمام أبو داؤد في سننه وسكت عنه و الحافظ أبو بكر البيهقي في باب ما جاء في خروج المهدي و له شاهد صحيح عن علي عند أبي داؤد وعن أبي سعيد الخدري عند ابن ماجة و الحاكم و أحمد.

وَ قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

(٣)......حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتَمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو نَا زَيْدُ بْنُ اَبِىْ اُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَامِرِيِّ عَنْ يُوْسُفَ ابْنِ مَاهَكٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ (١) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَعُوْذُ بِهٰذَا الْبَيْتِ يَعْنِي الْكَعْبَةَ قَوْمٌ لَيْسَ لَهُمْ مَنَعَةٌ (٢) وَلَا عَدَدٌ وَ لَا عِدَّةٌ يُبْعَثُ اِلَيْهِمْ جَيْشٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ (٣) مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ. قَالَ يُوْسُفُ وَ اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَئِذٍ يَسِيْرُوْنَ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَفْوَانَ اَمْ وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِهٰذَا الْجَيْشِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرىٰ عِنْدَه عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ عَبَثَ (٤) رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنَامِه فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) صَنَعْتَ شَيْئًا فِيْ مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُه فَقَالَ الْعَجَبُ اِنَّ نَاساً مِنْ اُمَّتِيْ يَؤُمُّوْنَ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الطَّرِيْقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ فِيْهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ(٥) وَالْمَجْبُوْرُ وَ ابْنُ السَّبِيْلِ يَهْلِكُوْنَ مَهْلَكًا وَاحِدًا وَ يَصْدُرُوْنَ مَصَادِرَ شَتّٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ . الخ (٦)

---

(١) قال الدار قطنى هى عائشة (شرح صحيح مسلم للامام للنووى ج ٢ ،ص ٣٨٨)

(٢) منعة بفتح النون وكسرها اى ليس لهم من يحمدهم و يمنعهم

(٣) البيداء كل أرض لمعاء لا شئى بها

(٤) عبث قيل معناه اضطرب بجسمه وقيل حرك اطرافه كمن ياخذ شيئا أو ينفعه

(٥) المستبصر فهو المستبين لذالك القاصد له عمداً .

(٦) مسلم ج ٢، ص ٣٨٨ و قد ذكر مسلم الحديث قبل هذه الرواية من رواية أمّ سلمة.

(۳)……حضرت ام المؤمنین (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ زمانۂ قریب میں مکہ معظّمہ کے اندر ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جو شوکت وحشمت اور افرادی اور ہتھیاروں کی طاقت سے تہی دست ہوگی۔ اس سے جنگ کے لئے ایک لشکر (ملک شام سے) چلے گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر جب (مکہ و مدینہ کے درمیان) ایک چٹیل میدان میں پہنچے گا تو اسی جگہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت میں یوں مروی ہے کہ ایک مرتبہ نیند کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک میں (خلاف معمول) حرکت ہوئی تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج نیند میں آپ ﷺ سے ایسا کام ہوا ہے جسے آپ ﷺ نے (اس سے پہلے) کبھی نہیں کیا؟ اس سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا عجیب بات ہے کہ کعبۃ اللہ میں پناہ گزیں ایک قریشی (یعنی مہدیؓ) سے جنگ کے ارادے سے میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے اور جب مقام بیداء (یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان واقع چٹیل بیابان) میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ان میں تو بہت سے راہ گیر بھی ہو سکتے ہیں (جو اتفاقاً راستہ میں ان کے ساتھ ہو گئے ہوں گے تو انھیں کس جرم میں دھنسایا جائے گا) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان میں کچھ بارادۂ جنگ آنے والے ہوں گے، کچھ مجبور ہوں گے (یعنی زبردستی انھیں ساتھ لے لیا جائے گا) اور کچھ راہ گیر ہوں گے۔ یہ سب کے سب اکٹھے دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت میں ان کا حشر ان کی نیتوں کے لحاظ سے ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ نزولِ عذاب کے وقت مجرمین کے ساتھ رہنے والے بھی عذاب سے محفوظ نہیں ہوں گے، بلکہ عذاب کی ہمہ گیری میں وہ بھی شامل ہوں گے، البتہ قیامت کے دن سب کے ساتھ معاملہ ان کی نیت وعمل کے مطابق ہوگا۔

(۴)...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَ اللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجَرِيْرِيِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ يُوْشِکُ اَهْلُ الشَّامِ اَنْ لَّا يُجْبٰى اِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَلَا مُدىً (۱) قُلْنَا مِنْ اَيْنَ ذٰلِکَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِیْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِیْ (۲) الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّه عَدًّا قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ نَضْرَةَ وَاَبِی الْعَلَاءِ أَتَرَيَانِ اَنَّه عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَا لَا الخ (۳)

(۴)......ابونضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خدمت میں تھے کہ انھوں نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جاسکیں گے اور نہ ہی غلہ، ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ میری آخری امت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی) جو مال لپ بھر بھر دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

اس حدیث کے راوی الجریری کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ) ابونضرہ اور ابوالعلاء سے دریافت کیا۔ کیا آپ حضرات کی رائے میں حدیث پاک میں مذکور خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں؟ تو ان دونوں حضرات نے فرمایا نہیں یہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے علاوہ ہوں گے۔

---

(۱) مدی مکیال فی الشام ومصر یسع ۱۹ صاعاً.

(۲) یحثی حثیا وحثوا هو الحفن بالیدین.

(۳) مسلم ج ۲، ص ۳۹۵ و قال مسلم بعد هذه الروایة عن أبی سعید الخدری نحوه.

قُلْتُ وَلَا یُقْلِقُکَ اَنَّکَ لَا تَجِدُ فِیْ شَیْئٍ مِّنْ هٰذِهِ الرِّوَایَاتِ ذِکْرَ الْمَهْدِیِّ اَنَّ الْاَحَادِیْثَ الصَّحِیْحَةَ الَّتِیْ سَیَأْتِیْ ذِکْرُهَا تُصَرِّحُ اَنَّ ذٰلِکَ الرَّجُلَ الْعَائِذَ بِالْبَیْتِ اِنَّمَا هُوَ الْمَهْدِیُّ وَکَذٰلِکَ الْخَلِیْفَةُ الَّذِیْ یَحْثِیْ الْمَالَ حَثْیًا هُوَ الْمَهْدِیُّ وَ اَنَّ الْاَحَادِیْثَ یُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا کَمَالَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ لَه نَوْعُ اِلْمَامٍ بِالْحَدِیْثِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

﴿تنبیہ﴾ اوپر مذکوران احادیث میں اگرچہ صراحتاً خلیفۂ مہدیؓ کا ذکر نہیں ہے لیکن دیگر صحیح حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کعبۃ اللہ میں پناہ لینے والے خلیفۂ مہدیؓ ہی ہوں گے جن سے جنگ کے لئے سفیانی کا لشکر شام سے چلے گا اور جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائے گا اسی طرح صحیح احادیث میں یہ تصریح موجود ہے کہ بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کے مال عطا کرنے والے خلیفۂ مہدیؓ ہی ہیں اس لئے بلا ریب ان مذکورہ حدیثوں میں خلیفۂ مہدیؓ کی طرف واضح اشارہ ہے اور یہ حدیثیں انہی سے متعلق ہیں۔

وَقَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُوْدَاوُدَ سُلَیْمَانُ (۱) بْنُ الْاَشْعَثِ السِّجِسْتَانِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ سُنَنِه.

---

(۱) الحافظ الحجة سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير الأزدى السجستانى أبو داؤد إمام أهل الحديث فى زمانه، أصله من سجستان رحل رحلة كبيرة وتوفى بالبصرة سنة۲۷۵هـ، له السنن فى جزئين وهو احد الكتب الستة جمع فيه ۴۸۰۰ حديثاً انتخبها من ۵۰۰۰۰۰ حديثا وله المراسيل الصغيرة فى الحديث وكتاب الزهد. مخطوطة فى خزانة الفرو يين بخط الدلسى والبعث والنشور مخطوطة رسالة و تسمية الاخوة مخطوطة رسالة: الاعلام ج۳، ص ۱۲۲ .

(٥)......حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا اَبُوْ بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عياش ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ ح وَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ابْرَاهِيْمَ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَنَا زَائِدَةُ ح ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ابْرَاهِيْمَ ثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ فِطْرٍ الْمَعْنٰى كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلاً مِنِّيْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِي اسْمُه اِسْمِيْ وَاسْمُ اَبِيْهِ بِاسْمِ اَبِيْ زَادَ فِيْ حَدِيْثِ فِطْرٍ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ لاَ تَذْهَبُ اَوْلَا تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِي اسْمُه اِسْمِيْ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ لَفْظُ عَمْرٍو وَاَبِيْ بَكْرٍ بِمَعْنٰى سُفْيَانَ(١)

(٥)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرما دیں گے تا کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ (یعنی پوری دنیا میں عدل و انصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔

قُلْتُ مَدَارُ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ عَلٰى عَاصِمِ (٢) بْنِ بَهْدَلَةَ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اَبِي

---

(١) سنن ابی داؤد اول کتاب المهدی ج٢، ص٥٨٨.

(٢) عاصم بن بهدله راجع تهذيب التهذيب ج٥ ،ص٣٥ وخلاصة التذهيب ص ١٨١ وزربن حبيش تهذيب التهذيب ج ٣، ص٢٧٧.

النَّجُوْدِ اَحَدِ الْقُرّاءِ السَّبْعَةِ اَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی مَقْرُوْنًا وَالْاَرْبَعَةُ، وَثَّقَه اَحْمَدُ وَالْعِجْلِیُّ وَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ وَاَبُوْزُرْعَةَ وَاَمَّا زِرٌّ فَهُوَابْنُ حُبَیْشِ الْاَسَدِیُّ الْکُوْفِیُّ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰہ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلصَّحَابِیُّ الْفَقِیْهُ الْمَعْرُوْفُ فَعُلِمَ مِمَّا ذُکِرَ اَنَّ الْحَدِیْثَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِهِمَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَاکِمُ فِیْ مُسْتَدْرَکِهٖ مَانَصُّهُ وَالْحَدِیْثُ الْمُفَسَّرُ بِذٰلِکَ الطَّرِیْقِ وَ طُرُقِ حَدِیْثِ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ کُلّهَا صَحِیْحَةٌ اَیْ کُلُّ طُرُقِه صَحِیْحَةٌ عَلٰی مَا اَصَّلْتُه فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ بِالْاِحْتِجَاجِ بِاَخْبَارِ عَاصِمِ ابْنِ اَبِی النَّجُوْدِ اِذْ هُوَ اِمَامٌ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ(۱)

(۲)......حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِیْ بَزَّةَ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا یَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یَمْلَأُ هَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا الخ (۲)

---

(۱) المستدرک کتاب الفتن والملاحم ج۲ ،ص۵۵۷۔ وقال صاحب عون المعبود سکت عنه ابو داؤد و المنذری وابن القیم وله مشاهد صحیح من حدیث علی عند أبی داؤد و رواه الترمذی کما مرّ وابن ماجة واحمد من حدیث أبی سعید الخدری الحدیث صحیح بشواهده والله أعلم .

(۲)سنن أبی داؤد ج۲،ص۵۸۸۔

(۶)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے معمور کردے گا جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔ ایضاً

اَقُوْلُ اَمَّا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فَهُوَ عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَبَسِیُّ اَبُوالْحَسَنِ الْکُوْفِیُّ اَلْحَافِظُ اَحَدُ الْاَعْلَامِ اَخْرَجَ لَه الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ ثِقَةٌ اَمِیْنٌ (۱) وَاَمَّا الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ فَهُوَ عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ الزُّهَیْرِ التَّیْمِیُّ مَوْلٰی اٰلِ طَلْحَةَ اَبُوْنُعَیْمٍ اَلْکُوْفِیُّ الْعَلَائِیُّ الْاَحْوَلُ الْحَافِظُ اَلْعَالِمُ قَالَ اَحْمَدُ ثِقَةٌ یَقْظَانٌ عَارِفٌ بِالْحَدِیْثِ وَقَالَ الْفَسْوِیُّ اَجْمَعَ اَصْحَابُنَا عَلٰی اَنَّ اَبَا نُعَیْمٍ کَانَ غَایَةً فِی الْاِتْقَانِ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ، وَاَمَّا فِطْرُ فَهُوَ ابْنُ خَلِیْفَةَ اَلْقَرَشِیُّ الْمَخْزُوْمِیُّ اَبُوْ بَکْرِ الْخَلَّاطُ اَلْکُوْفِیُّ اَخْرَجَ لَه الْبُخَارِیُّ وَالْاَرْبَعَةُ،

---

(۱) عثمان بن أبی شیبة روی عنه الجماعة سوی الترمذی و سوی النسائی، فروی فی "الیوم واللیلة" عن زکریا بن یحی السجزی عنه و مسند علی عن ابی بکر المروزی عنه۔ تهذیب التهذیب ج۷، ص ۱۳۵ ـ الفضل بن دکین ولد سنة ۱۳۰ھ ومات سنة ۲۱۸ھ روی عنه البخاری فاکثر راجع تهذیب التهذیب ج۸، ص ۲۴۳ وخلاصة تذهیب ص ۳۰۸۔ فطر بن خلیفة القرشی المخزومی مولاهم ابو بکر الخیاط الکوفی قال العجلی کوفی ثقة حسن الحدیث وکان فیه تشیع قلیل و قال النسائی بأس به وقال فی موضع آخر ثقة، حافظ، کیس مات سنة ۱۵۳ھ روی له البخاری مقرونا وقال ابن سعد کان ثقة ان شاء الله ومن الناس من یستضعفه وکان لا یدع أحداً یکتب عنه وکان أحمد بن حنبلٍ یقول هو خشبی مفرط (أی من الخشبیة فرقة من الجهمیة) قال الساجی وکان یقدم علیاً علی عثمان وقال السعدی زائغ غیر ثقة وقال الدارقطنی فطر زائغ ولم یحتج به البخاری وقال عدی له احادیث صالحة عند الکوفیین وهو متماسک وارجو انه لاباس به تهذیب التهذیب ج۸، ص ۲۷۰ وخلاصة تذهیب ص ۳۱۱.

وَثَّقَه اَحْمَدُ وَابْنُ مَعِيْنٍ وَالْعِجْلِىُّ وَابْنُ سَعْدٍ. اَمَّا الْقَاسِمُ بْنُ اَبِىْ بَزَّةَ (١)فَهُوَ اَبُوْ الطُّفَيْلِ فَهُوَ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ الْكَتَّانِىُّ اَللَّيْثِىُّ اَحَدُ الصَّحَابَةِ وَاٰخِرُهُمْ وَفَاتًا عَلَى الْاِطْلَاقِ وَاَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْحَدِيْثَ صَحِيْحٌ(٢) عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِى رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

(٧)......حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِّىُّ ثَنَا اَبُو الْمَلِيْحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِىِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ ا للّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِىُّ مِنْ عِتْرَتِىْ(٣). مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ وقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَسَمِعْتُ اَبَا الْمَلِيْحِ ثَنِىْ عَلِىُّ بْنُ نُفَيْلٍ وَيُذْكَرُ مِنْهُ صَلَاحًا(٤)

---

(١) القاسم بن أبى بزة (بزة بفتح الموحدة وتشديد الزاء) المخزومى مولاهم وجده من فارس اسلم على يد السائب بن صيفى وكان ثقة قليل الحديث وقال ابن حبان لم يسمع التفسير من مجاهد أحد غير القاسم وكل من يروى عن مجاهدالتفسير فانما أخذه من كتاب القاسم وذكرالبخارى فى الاوسط بسنده مات سنة ١١٥ هـ تهذيب التهذيب ج٨، ص ٢٧٨ وخلاصة تذهيب ص ٣١١.

(٢) وفى مشكوة المصابيح ج ٣، ص ٤٧٠ من عترتى من اولاد فاطمة.

(٣) عترتى قال الخطابى العترة ولد الرجل من صلبه وقد تكون العترة الاقرباء وبنى العمومة.

(٤) سنن أبى داؤد أول كتاب المهدى ج ٢ ،ص ٥٨٨.

(۷)......حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدیؑ میری نسل اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔

اَقُوْلُ اَمَّا اَحْمَدُ بْنُ (۱) اِبْرَاهِيْمَ فَهُوَ اَبُوْعَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ خَالِدِ الْمَوْصِلِيُّ نَزِيْلُ بَغْدَادَ كَتَبَ عَنْهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَقَالَ صَاحِبُ تَارِيْخِ الْمَوْصِلِ كَانَ ظَاهِرَ الصَّلَاحِ وَالْفَضْلِ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْجُنَيْدِ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ ثِقَةٌ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَه اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ فِيْ تَفْسِيْرِه وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ(۲)بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ فَهُوَ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ غَيْلَانَ الْاُمَوِيُّ وَثَّقَه اَبُوْ حَاتِمٍ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ. وَاَمَّا اَبُو الْمَلِيْحِ(۳) الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ فَهُوَ ابْنُ يَحْيٰى الْفَزَارِيُّ اَبُو الْمَلِيْحِ الرَّقِّيُّ قَالَ اَحْمَدُ ثِقَةٌ ضَابِطُ الْحَدِيْثِ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَه الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ اَبُوْزُرْعَةَ ثِقَةٌ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ يُكْتَبُ حَدِيْثُه وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ الدَّارَ قُطْنِيُّ: ثِقَةٌ وَقَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ :ثِقَةٌ ،وَاَمَّازِيَادُ بْنُ (۴)بَيَانٍ فَهُوَ الرَّقِّيُّ الْعَابِدُ.

---

(۱) أحمد بن إبرهيم بن خالد الموصلى (تهذيب التهذيب ج ۱، ص ۸)

(۲) عبدالله بن جعفر بن غيلان أبو عبدالرحمن القرشي مولاهم قال ابن أبى خيشمة عن ابن معين ثقة وقال النسائى ليس به باس قبل أن يتغير وقال هلال بن العلاء ذهب بصره سنة (۱۶) وتغير سنة (۱۸)هـ ومات سنة ۲۲۰هـ وقال ابن حبان فى الثقات لم يكن اختلاطه فاحشا ربما خالف ووثقه العجلى تهذيب التهذيب ج ۵، ص ۱۵۱.

(۳) أبو المليح الحسن بن عمر الفزارى مولاهم أخرج له النسائى فى اليوم و الليلة ـ تهذيب التهذيب ج ۲، ص ۲۶۷ و خلاصة التذهيب ص ۸۰.

(۴) زياد بن بيان الرقى صدوق عابد من السادسة من رواة أبى داؤد وابن ماجة تقريب التهذيب ص ۸۳ و خلاصة التذهيب ص ۱۲۷ وقال البخارى فى اسناده (اى زيادبن بيان) نظر وقال ابن عدى والبخارى انما انكر من حديث زياد بن بيان هذا الحديث وهو معروف به والظاهر ان زياد بن بيان وَهَمَ فى رفعه. لكن هذا الحديث اسناده جيد لان زياد بن بيان صدوق عابد وعلى بن نفيل لا بأس به فليس للوهم وجود علما بان هناک احاديث اخرى تشهد له.

قَالَ الْبُخَارِيُّ قَالَ عَبْدُالْغَفَّارِ ثَنَا اَبُوْ ا لْمَلِيْحِ اَنَّه سَمِعَ زِيَادَ بْنَ بَيَا نٍ وَذَكَرَ فَضْلَه وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِه بَأْسٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ كَان شَيْخًا صَالِحًا. وَاَمَّا عَلِيُّ(ا) بْنُ نُفَيْلٍ فَهُوَ ابْنُ نُفَيْلٍ بْنِ زِرَاعِ النَّهْدِيُّ اَبُوْ مُحَمَّدِ الْجَزْرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِّيُّ سَمِعْتُ اَبَاالْمَلِيْحِ الرَّقِّيَّ ثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ نُفَيْلٍ وَيَذْكُرُمِنْه صَلَاحًا وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ لَابَأْسَ بِه وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَذَكَرَهُ الْعُقَيْلِيُّ فِيْ كِتَابِه وَقَالَ لَايُتَابَعُ عَلٰى حَدِيْثِه فِيْ الْمَهْدِيِّ وَلَا يُعْرَفُ اِلَّا بِه وَفِيْ الْمَهْدِيِّ حَدِيْثٌ جِيَادٌ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَمَّا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَهُوَ إِمَامٌ مَشْهُوْرٌ. فَالْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ لَا ضُعْفَ فِيْهِ وَاَمَّا قَوْلُ الْعُقَيْلِيِّ اَنَّه لَا يُتَابَعُ عَلٰى حَدِيْثِه فِيْ الْمَهْدِيِّ فَلَا يَضُرُّ فِيْ صِحَّةِ الْحَدِيْثِ اِذْ لَا يُشْتَرَطُ فِيْ صِحَّتِه وُجُوْدُ الْمُتَابِعِ. وَتَبَيَّنَ مِنْ قَوْلِ الْعُقَيْلِيِّ اَنَّ الْاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ مَوْجُوْدَةٌ فِيْ الْمَهْدِيِّ.

(٨)......حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَامِ بْنِ بَزِيْعٍ نَاعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ا للهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّيْ اَجْلَى(٢) الْجَبْهَةِ اَقْنَى (٣) الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ الخ(۴)

(ا) علی بن نفیل ـ خلاصة التذهیب ص ٢٧٨ و تهذیب التهذیب ج ٧ ص ٣٣٢، والتقریب ص١٨٦.

(٢)اجلی الجبهة: الذی انحسر الشعر عن جبته.

(٣) اقنی الأنف : الذی طول فی انفه ورقة فی أرنبه مع حدب فی وسطه.

(۴) سنن ابی داؤد اول کتاب المهدی ج ٢، ص ٥٨٨ واخرجه الحافظ ابوبکر البیهقی فی البعث والنشور.

(۸)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدیؓ مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(مطلب یہ ہے کہ مہدیؓ کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم وزیادتی کی حکم رانی ہوگی اور عدل و انصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا) ایضا

اَقُوْلُ اَمَّا سَهْلُ(۱)

بْنُ تَمَامِ بْنِ بَزِيْعٍ فَهُوَ الطُّفَاوِيُّ السَّعْدِيُّ اَبُوْ عَمْرٍو النَّصْرِيُّ قَالَ اَبُوْزُرْعَةَ لَمْ يَكُنْ بِكَذَّابٍ رُبَمَا وَهِمَ فِي الشَّيْءِ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ شَيْخٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ يُخْطِئُ اَخْرَجَ لَه اَبُوْدَاوُدَ وَاَمَّا عِمْرَانُ(۲) الْقَطَّانُ فَهُوَ عِمْرَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَمِيُّ اَبُوْ الْعَوَّامِ الْبَصْرِيُّ اَحَدُ الْعُلَمَاءِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْد الْقَطَّانُ وَوَثَّقَه عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَقَالَ اَحْمَدُ اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ صَالحَ الْحَدِيْثِ قَالَ فِيْ التَّقْرِيْبِ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَرُمِيَ بِرَأْيِ الْخَوَارِجِ وَفِيْ تَهْذِيْبِ التَّهْذِيْبِ قَالَ عَمْرُوبْنُ عَلِيٍّ كَانَ ابْنُ نَهْدِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْهُ وَكَانَ يَحْيٰى لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ وَقَدْ ذَكَرَه يَحْيٰى يَوْمًا فَاَحْسَنَ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْاٰجُرِيُّ عَنْ اَبِيْ دَاوُدَ هُوَ مِنْ اَصْحَابِ الْحَسَنِ وَمَا سَمِعْتُ اِلَّا خَيْرًا وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ هُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيْثُه وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَقَالَ الصَّاحِبِيُّ: صَدُوْقٌ وَثَّقَه عَفَّانُ ،

---

(۱) سهل بن تمام بن بزيع الطفاوى : تهذيب التهذيب ج ۴، ص ۲۱۷.

(۲) عمران القطان بن داؤد العمى البصرى أبو العوام تهذيب التهذيب ج ۸، ص ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷ وتقريب التهذيب ص ۱۹۷ وخلاصة التذهيب ص ۲۹۵

وَقَالَ الْعُقَيْلِیُّ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ مَعِيْنٍ كَانَ يَرٰی رَأْیَ الْخَوارِجِ وَلَمْ يَكُنْ دَاعِيَةً وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ الْبُخَارِیُّ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَقَالَ ابْنُ شَاهِيْنٍ فِی الثِّقَاتِ كَانَ مِنْ اَخَصِّ النَّاسِ بِقَتَادَةَ وَقَالَ الْعِجْلِیُّ بَصْرِیٌّ ثِقَةٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَدُوْقٌ الخ.

فَهٰذِه اَقْوَالُ الْاَئِمَّةِ فِیْ تَعْدِيْلِه وَقَدْ جَرَحَه قَوْمٌ بِجَرْحٍ مُّبْهَمٍ فَقَالَ الدُّوْرِیُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِالْقَوِیِّ وَقَالَ مَرَّةً لَيْسَ بِشَیْءٍ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ يَحْيٰی بْنُ سَعِيْدٍ وَهٰذَا الْقَوْلُ مِنِ ابْنِ مَعِيْنٍ لَا يَضُرُّه فَاِنَّ الْجَرْحَ الْمُبْهَمَ لَا يُتَرَجَّحُ عَلَی التَّعْدِيْلِ. وَعَدَمُ رِوَايَةِ يَحْيٰی بْنِ سَعِيْدٍ لَا يَدُلُّ عَلٰی مَجْرُوْحِيَّتِه وَقَدْ نُقِلَ عَنْهُ حُسْنُ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ مَرَّةً ضَعِيْفٌ اَفْتٰی فِیْ اَيَّامِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ بِفَتْوٰی شَدِيْدَةٍ فِيْهَا سَفْكُ الدِّمَاءِ قَالَ وَ قَدَّمَ اَبُوْدَاوُدَ اَبَا هِلَالَ الرَّاسِیَ عَلَيْهِ تَقْدِيْمًا شَدِيْدًا وَقَالَ النَّسَائِیُّ ضَعِيْفٌ الخ وَهٰذَا اَيْضًا جَرْحًا مُّبْهَمًا لَا يُتَقَدَّمُ عَلٰی تَعْدِيْلِه وَقَدْ نَقَلْنَا عَنْ اَبِیْ دَاوُدَ اَنَّهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَاَمَّا مَا قَالَه اَبُوْ الْمِنْهَالِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ كَانَ حَرُوْرِيًّا كَانَ يَرَی السَّيْفَ عَلٰی اَهْلِ الْقِبْلَةِ فَقَدِ انْتَقَدَهُ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَيْثُ قَالَ قُلْتُ فِیْ قَوْلِه حَرُوْرِيًّا نَظَرٌ وَلَعَلَّه شِبْهُه يَهِمُ قَدْ ذَكَرَ اَبُوْ يَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِه الْقِصَّةَ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ فِیْ تَرْجَمَةِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَفْظُه قَالَ يَزِيْدُ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِی ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ لَمَّا خَرَجَ يَطْلُبُ الْخِلَافَةَ اِسْتَفْتَاءً عَنْ شَيْیٍ فَاَفْتَاهُ بِفُتْيَاه قُتِلَ بِهَا رِجَالٌ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ الخ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ وَ مُحَمَّدٌ خَرَجَا عَلَی الْمَنْصُوْرِ فِیْ طَلَبِ الْخِلَافَةِ لِاَنَّ الْمَنْصُوْرَ كَانَ فِیْ زَمَنِ اُمَيَّةَ بَايَعَ مُحَمَّدًا بِالْخِلَافَةِ فَلَمَّا زَالَتْ دَوْلَةُ بَنِیْ اُمَيَّةَ

وَوُلِّيَ الْمَنْصُوْرُ الْخِلَافَةَ يَطْلُبُ محمدًا فَفَرَّ فَأَلَحَّ فِيْ طَلَبِه فَظَهَرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَبَايَعَهُ قَوْمٌ وَاَرْسَلَ اَخَاهُ اِبْرَاهِيْمَ اِلَى الْبَصْرَةِ فَمَلَكَهَا وَبَايَعَهُ قَوْمٌ فَقَدَرَ اَنَّهُمَا قُتِلَا وَقُتِلَ مَعَهُمَا جَمَاعَةٌ كَثِيْرَةٌ وَلَيْسَ هٰؤلَاءِ مِنَ الْحَرُوْرِيَّةِ فِيْ شَيْيٍ الخ .كَلَامُ الْحَافِظِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

وَخُلَاصَةُ الْكَلَامِ اَنَّ الْمُعَدِّلِيْنَ فِيْ شَانِ عِمْرَانَ اَكْثَرُ، ثَنَاءُ هُمْ اَقْوٰى وَاَمَّا الْجَارِحُوْنَ فَاَقَلُّ، وَجَرْحُهُمْ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِه وَمِنْ هٰهُنَا تَرَى الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ تَقْرِيْبِه لَمْ يَذْهَبْ اِلٰى جَرْحِه بَلِ اخْتَارَ تَعْدِيْلَه وَ تَوْثِيْقَه حَيْثُ قَالَ صَدُوْقٌ يَهِمُ وَقَدْ صَحَّحَ الْحَاكِمُ رِوَايَاتِه وَاِنَّما اَطْنَبْنَا الْكَلَامَ فِيْهِ لِاَنَّ الذَّهَبِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمْ يُسَلِّمْ تَصْحِيْحَ الْحَاكِمِ لِرِوَايَاتٍ وَقَعَ فِيْهَا ذِكْرُ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ وَاسْتَنَدَ بِجَرْحِ بَعْضِ الْاَئِمَّةِ فِيْهِ حَيْثُ قَالَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ جَرَحَ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ مَعَ اَنَّه،لَمْ يُوَازِنْ بَيْنَ جَرْحِه وَتَعْدِيْلِه حَتّٰى يُسْبَرَ الرَّاجِحُ حَسْبَ الْقَوَاعِدِ الْاُصُوْلِيَّةِ وَقَدْاَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَالْاَرْبَعَةُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ. وَاَمَّا قَتَادَةُ(۱) فَهُوَا ابْنُ دِعَامَةَ السَّدُوْسِيُّ اَحَدُ الْاَئِمَّةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ. وَاَمَّا اَبُوْ نَضْرَةَ(۲)

---

(۱) قتادة بن دعامة: تهذيب التهذيب ج۸،ص۳۱۵ وتقريب التهذيب ص۲۰۸ وفى خلاصة التذهيب ص ۳۱۵ :احد الائمة الأعلام حافظ مدلس وقد احتج به أرباب الصحاح.

(۲) أبو نضرة المنذر بن مالک بن قطعة بضم قاف وفتح المهملة العبدى العوقى بفتح المهملة والواو ثم قاف البصرى ثقة من الثالثة مات سنة ثمان أو تسع ماة۔ تقريب التهذيب ص ۲۵۴ وفى تهذيب الكمال العوقة بطن من عبدالقيس حاشية تهذيب التهذيب ج ۱،ص ۲۶۸۔ وفى خلاصة التذهيب ص ۳۸۷ قطعة بكسر القاف وسكون المهملة. قال ابن أبى حاتم سئل أبى عن أبى نضرة و عطية فقال :أبو نضرة أحب إلىّ وقال ابن سعد: ثقة كثير الحديث وليس كل أحد يحتج به وأورده العقيلى فى الضعفاء ولم يذكر فيه قدحاً لأحد. تهذيب التهذيب ج۱۰، ص۲۶۸،۲۶۹.

فَهُوَ الْمُنْذِرُ بْنُ قِطْعَةَ الْعَبْدِيُّ الْعُوْقِيُّ اَخْرَجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَ مُسْلِمٌ وَالْاَرْبَعَةُ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَّالنَّسَائِيُّ وَاَبُوْزُرْعَةَ وَابْنُ سَعْدٍ، وَ حَاصِلُ الْكَلَامِ اَنَّ الْحَدِيْثَ صَحِيْحٌ لاَ غُبَارَ عَلَيْهِ.

(٩)......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّى ثَنَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْل عَنْ صاحبٍ لَّه عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ا للّٰهُ عَنْهَازَوْ جِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَأْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَه وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَه بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْه بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ(١) الشَّام

---

(١) الأبدال: قوم من الصالحين لا تخلو الدنيا منهم، إذا مات واحد منهم أبدل الله تعالى مكانه بآخر والواحد بدل: مجمع البحار ج ١، ص ١٨١ ـ وقال الشيخ المحقق عبد الفتاح أبو غدة فى تعليقه على "المنار المنيف" ص ۱۳۷ وقد شغلت مسألة الأبدال فى العصور المتاخرة كثيراً من العلماء فاطالوا الكلام فيها وافردها بعضهم بالتاليف كما ترى السخاوى فى المقاصد الحسنة قد اطال فيها ص ٨ ـ ١٠ وأفردها بجزء سماه "نظام الأل على الأبدال"، وكذلک معاصره السيوطى أطال فيها فى اللالى المصنوعة ٢/٣٣٠ ـ ٣٣٢ ثم قال وقد جمعت طرق هذا الحديث كلها فى تاليف مستقل فاغنى عن سوقها هنا وتاليفه هو الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال وهو مطبوع فى ضمن كتابه الحاوى للفتاوى، وساق ابن القيم هذا الخبر ص ۱۴۴ وصححه بينما هو فى ص ١٣٦ قد عد احاديث الأبدال كلها من الأحاديث الباطلة وهذا التعميم خطاء والصواب ان معظمها باطل وليس كلها ولا سيما وقد صحح هو حديث منها (حاشية عقد الدرر ص ١٣٩).

وَعَصَائِبُ(۱) اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَه ثُمَّ يَنْشَؤُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُه كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ كَلْبٌ وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَّمْ يَشْهَدْ غَنِيْمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِه اِلَى الْاَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ تِسْعَ سِنِيْنَ وَقَالَ بَعْضُهُم سَبْعَ سِنِيْنَ.

(۱۰)...... ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَا عَبْدُالصَّمَدِ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ تِسْعَ سِنِيْنَ قَالَ غَيْرُ مَعَاذٍ عَنْ هِشَامٍ تِسْعَ سِنِيْنَ.

(۱۱)...... حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا عَمْرُوبْنُ عَاصِمٍ قَالَ اَبُو الْعَوَّامِ نَاقَتَادَةُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ مَعَاذٍ اَتَمُّ الخ(۲)

(۹۔۱۰۔۱۱)...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول خدا ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا ایک شخص (یعنی مہدیؓ اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے نہ خلیفہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدیؓ کے پہچان لیں گے)

---

(۱) العصائب جمع عصابة وهم الجماعة من الناس من العشرة إلى الأربعين لا واحد لها من لفظها وقيل أريد جماعة من الزهاد سماهم العصائب (النهاية) جران: باطن العنق ومعناه قرقراره و استقام كما أن البعير إذا برك و استراح مدّ عنقه على الأرض.

(۲) سنن أبي داؤد كتاب المهدي ج۲، ص ۵۸۹.

ان کے پاس آئیں گے اور انھیں (مکان) سے باہر نکال کر حجرِ اسود و مقام ابرہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپؓ سے بیعتِ خلافت کریں گے۔ بعدازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی ننہال قبیلۂ کلب میں ہوگی خلیفۂ مہدیؒ اوران کے اعوان وانصار سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح و کامرانی کے بعد) خلیفہ مہدیؒ خوب دادودہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہو جائیگا (یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج وغلبہ ہوگا) بحالت خلافت، مہدیؒ دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے نوسال رہ کر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کی نمازہ جنازہ ادا کریں گے۔

﴿ضروری وضاحت﴾: ''ابدال'' بدل کی جمع ہے۔ ابدال اولیائے کرام کی اس جماعت کو کہتے ہیں جن کا بدل اللہ تعالیٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔ دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ ایک کی وفات ہوتی ہے اور دوسرا اس کی جگہ آجاتا ہے۔ تبادلہ کے اسی غیر منقطع سلسلہ کی بناء پر انہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ ابدال کے بارے میں امام سخاویؒ نے ''مقاصدِ حسنہ'' میں بطویل کلام کیا ہے۔ اسی طرح امام سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعہ میں مبسوط بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں ایک مستقل رسالہ بھی اس موضوع پر لکھا ہے جو ان کے فتاوی الحاوی میں شامل ہے۔ ابدال سے متعلق اگرچہ اکثر روایتیں غیر معتبر اور بے اصل ہیں، لیکن بلاشبہ بعض روایتیں صحیح بھی ہیں چنانچہ پیش نظر روایت صحیح ہے اور اس میں بصراحت ابدال کا ذکر موجود ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے اس سلسلہ کی روایتوں کو سرے سے باطل قرار دیا ہے۔ ان کا قول صحت سے بعید ہے۔

اَقُوْلُ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِالطُّرُقِ الثَّلاثَةِ فِيْ غَايَةٍ مِّنَ الْقُوَّةِ وَالصِّحَّةِ فَاِنَّ مُحَمَّدَ(۱) بْنَ الْمُثَنّٰى هُوَ الْعَنَزِيُّ اَبُوْ مُوْسٰى الزَّقِّيُّ الْبَصَرِيُّ الْحَافِظُ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حُجَّةٌ ـــ وَاَمَّا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ (۲) فَهُوَ الدُّسْتُوائِيُّ الْبَصَرِيُّ نَزِيْلُ الْيَمَنِ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ، وَاَمَّا اَبُوْهُ فَهُوَ هِشَامُ (۳) بْنُ اَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ سَنْبَرِ الدُّسْتُوَائِيُّ اَبُوْ بَكْرِ نِ الْبَصَرِيُّ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ وَامَّا قَتَادَةُ فَهُوَ ابْنُ دِعَامَةَ السَّدُوْسِيُّ اَبُوالْخَطَّابِ الْبَصَرِيُّ الْاَكْمَهُ اَحَدُ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ. وَاَمَّا صَالِحُ (۴) اَبُوْ الْخَلِيْلِ فَهُوَ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ الضُّبَعِيُّ اَبُوْ الْخَلِيْلِ الْبَصَرِيُّ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ وَاَمَّا صَاحِبُه فَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نُوْفَلٍ وَقَدْ صَرَّحَ بِه فِي الرِّوَايَةِ اِحْدٰى عَشَرَةَ وَ نَصَّ عَلَيْه فِيْ كُتُبِ الرِّجَالِ،

---

(۱) محمد بن المثنى بن عبيد بن قيس العنزى بفتح العين والنون خلاصة التذهيب ص ۳۵۷.

(۲) معاذ بن هشام بن سنبر الدستوائى قال ابن معين صدوق ليس بحجة وقال ابن عدى له حديث كثير ربما يغلط وارجو انه صدوق خلاصة التذهيب ص ۳۸۰ وفى تقريب التهذيب ص ۲۳۸ صدوق ربما وهم من التاسعة مات سنة مأتين.

(۳) هشام بن أبى عبدالله بن سنبر الدستوائى أبوبكر البصرى كان يبيع الثياب التى تجلب من دستواء فنسب إليها قال على بن الجعد: سمعت شعبة يقول: كان هشام أحفظ منى وأعلم عن قتادة وقال البزار الدستوائى أحفظ من أبى هلال ـ تهذيب التهذيب ج ۱۱، ص ۴۰ـ ۴۱.

(۴) صالح أبو الخليل ابن وأبى مريم الضبعى مولاهم وثقه ابن معين والنسائى، تقريب التهذيب ص ۱۱۲ و خلاصة التذهيب ص ۱۷۱.

وصریح ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزائی خیانت

”لم یکن بینی وبینکم کا معنی مرزا محمود نے یہ کیا کہ اس کے اور میرے درمیان نبی نہیں، حالانکہ لفظ لم یکن کا معنیٰ ہے کوئی نبی نہیں ہوا۔ یہ ماضی کا بیان ہے جس کو خلیفہ محمود نے چھپایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ انھیں کا رفع ہوا ہے اور وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی نزول فرع ہے صعود کی۔ ملاحظہ ہو (انجام آتھم ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۶۸) اس حدیث پاک نے بھی مرزائی تاویلات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

دوسری خیانت

مرزا محمود قادیانی نے دوسری خیانت یہ کی کہ ابوداؤد شریف میں مذکور حدیث کے الفاظ ”ویقاتل الناس علی الاسلام“ کو سرے سے کھا گئے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقاتلہ نہ کبھی کیا نہ اس کے حق میں تھے۔ وہ تو صرف انگریزوں کے لیے دعائیں کرنا جانتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عن عبداللّٰہ ابن عمر وابن العاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر. (رواہ ابن جوزی فی الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۸۳۲، مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ)

”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اور زمین میں ۴۵ سال رہ کر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے۔

اس روایت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے **”فیتزوج ویولد“** کے حصہ سے محمدی بیگم کے مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آنے کی خوشخبری پر محمول کیا ہے اور **”یدفن فی قبری“** سے اپنا فنافی الرسول ہونا ثابت کیا ہے۔ بہرحال حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا ہے۔

یہ حدیث امام ابن جوزیؒ نے نقل فرمائی ہے جو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی ششم ہیں۔ گویا صحت حدیث سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:

(۱) حدیث میں ''الی الارض'' کے لفظ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے معلوم ہوا کہ زمین پر پہلے سے نہیں ہیں۔

(۲) چونکہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہ کی تھی اس لیے اب ان کی شادی کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔

(۳) اور یہ تصریح بھی فرما دی گئی کہ قیامت کے دن حضورﷺ ایک ہی مقبرے سے ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان بمعہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔

مرزائی وہم

یہاں مرزائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضورؐ کی قبر میں کیسے دفن ہوں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خود (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پر لکھا ہے کہ ان (یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرتﷺ سے ایسے ملحق دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔ یہی مطلب مرقاۃ میں مرزائیوں کے مسلم مجدد حضرت ملا علی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

(۴) اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا دیجیے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور نبی کریمؐ سے اجازت چاہی کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہاں تو جگہ نہیں ہے صرف ایک قبر کی جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اس روایت نے بھی مرزائیوں کی تمام تاویلی خرافات کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حدیث نمبر ۴

ان روح الله عيسىٰ نازل فيكم فاذا رأيتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الى الحمرة والبياض ...... ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون.

(رواہ الحاکم عن ابی ہریرہؓ فی المستدرک ص ۴۹۰)

یہ حدیث مرزائیوں کے امام اور مجدد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لیے اس کی صحت میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس حدیث میں حضورﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قرآنی لقب ''روح اللہ'' سے یاد فرمایا۔ تمام باتوں کا ذکر کر کے فرمایا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر ۵

عن ابی هریرةؓ انه قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذ نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم. (کتاب الاسماء الامام البیہقی ص ۴۲۴)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت (مارے خوشی کے) تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب مریم کے بیٹے تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام (نماز کا) تمہیں میں سے ہوگا۔“ روایات میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لیے تیار ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ وہ ان سے نماز پڑھانے کا کہیں گے وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے کی گئی ہے۔ (آپ ہی پڑھائیں گے)

اور بعض روایات میں ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ بہر حال وہ نماز خود حضرت مہدی علیہ السلام ہی پڑھائیں گے۔ اس حدیث میں من السماء کا صاف لفظ موجود ہے اور اس کو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی چہارم امام بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اس لیے اور زیادہ معتبر ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن ابن عباسؓ (فی حدیث طویل) قال رسول الله ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً هادیاً حکماً عادلاً

(کنز العمال ج ۱۴، ص ۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

(۱) اس حدیث میں سرور عالم ﷺ نے من السماء کا لفظ اضافہ کر کے مرزا قادیانی کا منہ بند کر دیا ہے۔ (۲) اس میں اخی (میرا بھائی) فرما کر عیسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر ہیں وہی میرے بھائی ہیں (کوئی چراغ بی بی کا بیٹا حضورؐ کا مصنوعی بھائی نہیں ہے)

اس حدیث کو مرزا غلام احمد قادیانی نے (حمامتہ البشریٰ ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۷) میں نقل کیا مگر خیانت کر کے من السماء کا لفظ کھا گیا۔

حدیث نمبر ۷

عن عبداللّٰہ بن عمر (فی حدیث طویل) قال قال رسول اللّٰہ ﷺ فیبعث اللّٰہ عیسیٰ ابن مریم کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکه.

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب لاتقوم الساعۃ ص ۴۸۱)

حضور سرورِ عالم ﷺ نے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف (باب بدء الخلق) میں ہے معراج کے ذکر میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے ذکر میں فرمایا کہ:

فاذا اقرب من رایت به شبیها عروة بن مسعود.

(مشکوٰۃ ص ۵۰۸، باب بدء الخلق)

''حضرت عیسیٰ کی مشابہت زیادہ تر عروۃ بن مسعودؓ سے تھی۔''

اب آپ خود ہی فرمائیں جس عروۃ بن مسعودؓ کے مشابہ ہستی کو آسمان میں دیکھا۔ حدیث نمبر ۷ میں انہی کے نزول کا ذکر فرماتے اور پھر حضرت عروہ بن مسعودؓ سے تشبیہ دے کر ارشاد کرتے ہیں کہ یہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کریں گے۔ اس حدیث میں آپ نے خر دماغ انسانوں کو بھی بتا دیا کہ نازل ہونے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ جن کو آسمان میں دیکھا تھا۔

حدیث نمبر ۸

عن نواس بن سمعان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ......فبينما هو كذالك اذبعث الله المسيح بن مريم فينزل عندالمنارة البيضاء شرقی دمشق بين مهروذتين واضعاً كفيه علی اجنحة ملكين اذا طأ طأ راسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل كافر يجدن ريح نفسه الامات ونفسه ينتهی حيث ينتهی طرف فيطلبه حتی يدركه بباب لدفيقتله.

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

مرزا نے اپنی کتاب (ازالۃ الاوہام حصہ اول ص ۲۰۲ تا ۲۰۶، خزائن ج ۳ ص ۱۹۹ تا ۲۰۱) پر یہ حدیث نقل کی ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث نے بھی مرزا غلام احمد کی نیند حرام کر رکھی۔ کبھی کہتا ہے یہ خواب یا کشف تھا حالانکہ اس طویل حدیث کے الفاظ میں ہے "**ان يخرج وانا فيكم فانا حجيجة لكم**" اگر وہ خروج کر لے جبکہ میں تم میں ہوں تو میں اس سے جھگڑ لوں گا۔ کوئی بھی عقل مند اس کو خواب یا کشف نہیں کہہ سکتا۔ کبھی کہتا ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف سمجھ کر روایت نہیں کیا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو نقل نہ کرنا ضعف کی دلیل نہیں ورنہ حدیث مجدد۔ کسوف و خسوف کی حدیث ''**ان لمهدينا آيتين**'' اور حدیث ابن ماجہ ''**لا مهدی الا عيسی**'' بخاری میں نہیں ہیں جن پر مرزا نے اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی ہے۔ اس حدیث اور تمام احادیث نزول مسیح سے، مراد **نزول من السماء** ہے خود اسی حدیث

نواس بن سمعان کے بارہ میں (ازالۃ الاوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) پر لکھا ہے۔ ’’صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔‘‘ (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے)

حدیث نمبر ۹

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثنیھما. (رواہ مسلم فی صحیحہ ج ۱ ص ۴۰۸)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابن مریم فج روحاء میں حج کے لیے لبیک کہیں گے یا عمرے کے لیے یا دونوں کی نیت کرکے۔

- اس حدیث میں بھی سرور دو عالم ﷺ نے قسم کھائی ہے اس لیے تمام الفاظ حدیث کو ظاہر پر ہی محمول کرنا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود حج کریں گے (کوئی اور ان کی طرف سے نہیں کرے گا) اور فج روحاء سے مراد وہی روحاء کی گھاٹی ہوگی۔ نزول سے مراد نیچے اترنا ہی مراد ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۰

حضرت ربیع سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نصاریٰ حضور ﷺ کے پاس آئے اور جھگڑنے لگے۔ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں **وقالو الہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبھتان فقال لھم النبی ﷺ الستم تعلمون انہ لایکون ولد الا وھو یشبھہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء فقالو بلیٰ** (درمنثور ج ۲ ص ۳) ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جھگڑنے لگے کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔ (مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے) آپؐ نے فرمایا کہ بیٹے میں باپ کی مشابہت ہوتی ہے یا نہیں۔ انھوں نے کہا ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا پھر تمھارا رب زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت آئے گی تو انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے تو یہاں پر بہت آسان تھا کہ آپ الوہیت مسیح کے ابطال کے لیے فرما دیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ابطال الوہیت وابنیت پر زیادہ صاف دلیل ہو جاتی یا یوں ہی

فرمادیتے کہ تمھارے خیال میں تو وہ مرگئے ہیں تو پھر خدا یا خدا کے بیٹے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی بہترین دلیل تھی مگر ممکن تھا کہ کوئی مرزائی چودھویں صدی میں اپنی کورچشمی سے اسی سے موت مسیح ثابت کر دیتا سرور دو عالم ﷺ نے نہایت صفائی سے حق اور صرف حق فرمایا کہ خدا تعالیٰ حیی ہیں جو کبھی نہیں مرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی یعنی بجائے ماضی کے مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہوتے تو یقیناً اس بحث میں یہی بہتر تھا کہ **عیسیٰ، قد اتیٰ علیہ الفنا** فرمادیتے۔

حدیث نمبر ۱۱

عن الحسنؒ قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامة (درمنثور ج ۲ ص ۳۶) یہ راوی حضرت حسن بصریؒ ہیں جو سرتاج اولیاء ہیں اور جو تابعی ہو کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا یقیناً انھوں نے حدیث کسی صحابی سے حاصل فرمائی۔ یوں بھی مرسل حدیث کو جو کسی صحابیؓ کے توسط کے بغیر حضورؐ کی طرف منسوب ہو گئی۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ حجت ہے (شرح نخبہ) حضرت ملا علی قاریؒ صدی دہم کے مسلمہ مجدد تھے۔ ان کا قول کون رد کر سکتا ہے۔ بہر حال اس حدیث نے تصریح کر دی کہ ''**ان عیسیٰ لم یمت**'' کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں بلکہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ لفظ **لم یمت** بھی ہے اور **راجعٌ** بھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں روایت ہے کہ:

لما کان لیلة اسری برسول اللہ ﷺ لقی ابراھیم علیہ السلام وموسی علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام فتذاکر والساعة فبدؤا بابراھیم فسئلوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ فردعلمٌ الحدیث الیٰ عیسیٰ بن مریم فقال قد عھد الیّ فیما دون. وجبتھا فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ ٥

(ابن ماجہ باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم ص ۲۹۹)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے ملاقات کی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ پس انھوں نے قیامت کا ذکر چھیڑا اور حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس کے متعلق سوال

کیا۔ انھوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخر الامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خداعزوجل کسی کو معلوم نہیں۔ پس انھوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ (آخر تک)"

یہ حدیث امام احمد نے مرفوعاً بیان فرمائی ہے کہ یہ تمام الفاظ گویا خود حضور ﷺ کے ہیں۔ امام احمد صدی دوم کے مسلم مجدد ہیں اس لیے حدیث کی صحت میں بحث ہی نہیں ہوسکتی جیسے کہ اصول تفسیر میں لکھا جاچکا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ دجال ایک شخص کا نام ہے۔ پادریوں کے گروہ کا نام نہیں جیسے مرزا نے کہا ہے۔ اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوگیا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں وہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل دجال نے بھی دلیل وغیرہ سے قتل کی نفی کردی جیسے کہ مرزائی ہرزہ سرائی ہے کیا معراج کی رات میں مرزا قادیانی نے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہی مرزا قادیانی اس آسمان سے اترے ہیں۔ کیا انھوں نے ہی دجال کو قتل کیا ہے۔

حدیث نمبر۱۳

عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ...... فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیر ھم تعالٰ صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله ھذه الامة. (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۸۰)

مرزا غلام احمد قادیانی "وامامکم منکم" سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بھی یہی پڑھائیں گے۔ یہ امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے وامامکم منکم کا معنی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کے مطابق لیں تو یہ عطف بیان ہوگا جس کے لیے واؤ نہیں لائی جاتی جو یہاں موجود ہے۔

یہ تو عربی قواعد کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث مذکور نے صاف کردیا ہے کہ امیر قوم (یعنی مہدی علیہ السلام) کہیں گے آؤ آگے ہوکر نماز پڑھاؤ وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اللہ نے اس امت کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اب مرزائی اگر ایمان چاہتے ہیں تو ان کو مرزا کے معنوں کی بجائے سرور دو عالم ﷺ کے بیان کردہ معنوں کو قبول کر لینا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد اور حضرت حسن بصریؒ کی قسم

(فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳) میں ہے کہ امام ابن جریر نے اسناد صحیح کے

ساتھ سعید بن جبیرؓ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اسی طرح جزم فرمایا ہے کہ **لیؤمنن بہ قبل موتہ** میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر حضرت حسن بصریؒ سے جو اولیاء کے سرتاج ہیں نقل کیا ہے کہ انھوں نے بھی **قبل موتہ** کا معنی **قبل موت عیسیٰ**۔ ”**واللہ انہ الآ لحی ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعین**۔“ کیا پھر قسم کھائی اور کہا خدا کی قسم کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے وہ سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

یہاں تک آپ کو احادیث سے تفسیر کا علم ہوا جس کا انکار ایک صحابی نے بھی نہیں کیا۔

نزول مسیح ابن مریم کی نشانیاں

پیغمبر اعظم علیہ الصلوۃ والسلام بے ضرورت بات نہیں فرماتے تھے، جو بات فرماتے تو وہ مختصر مگر جامع اور تمام امور کو صاف کرنے والی ہوتی تھی۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں آپ ﷺ نے نشانات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے تاکہ کوئی نادان مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ نہ کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) آخری زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ جب نزول تواتر سے ثابت ہوگیا تو صعود وعروج خود ہی ثابت ہوگیا)

(۲) آپؐ نے بیہودہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لیے رجوع کا لفظ بھی استعمال فرمایا **راجع الیکم** کہ وہ تمھارے پاس دوبارہ آئیں گے۔

(۳) آپؐ نے تمام وسوسوں کو دور کرنے کے لیے یہ بھی فرمادیا کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۴) آپؐ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کی طرف آئیں گے، اور زمین کی طرف وہی آتا ہے جو پہلے زمین میں نہ ہو۔

(۵) آپؐ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہوگا۔

(۶) کہیں آپؐ نے مسیح فرمایا۔

(۷) ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا (چراغ بی بی نہ ہوگا)

(۸) بار بار ماں کا نام لے کر بتا دیا کہ کسی مرد۔ حکیم غلام مرتضیٰ کا بیٹا نہ ہوگا بلکہ وہی عیسیٰ ہوگا جو بن باپ پیدا ہوا اور قرآن نے ان کو ماں ہی کے نام سے پکارا۔

(۹) وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(۱۰) وہ رسولاً الی بنی اسرائیل تھے۔ کلمۃ اللہ تھے۔ روح اللہ تھے۔ وجیھاً فی الدنیا والآخرہ تھے۔ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو زبردست معجزات دیئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے پھر بھی نہ مانا تو وہ آ کر ہی دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ان کے شایان شان تمام باتیں ہو جائیں گی جو پہلے نہ ہوئی تھیں۔

(۱۱) اوروں کی ہجرت ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ساری زمین سے تھی۔ اس لیے وہ واپس زمین میں آ کر ساری زمین میں عادلانہ نظام قائم فرمائیں گے۔

(۱۲) وہ دمشق میں اتریں گے۔

(۱۳) دمشق کے مشرق کی طرف منارہ کے پاس۔

(۱۴) ان پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

(۱۵) ان کے سر سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا۔

(۱۶) فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

(۱۷) اس وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت ہو گئی ہو گی۔

(۱۸) وہ اس وقت پہلے ہی امام کو نماز پڑھنے کا کہیں گے۔

(۱۹) فارغ ہو کر وہ دجال سے لڑیں گے۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

(۲۰) یہودیوں کو شکست فاش ہو جائے گی۔

(۲۱) اگر کسی درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا وہ بھی مسلمانوں کو اطلاع دیں گے تا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۲۲) پھر باقی تمام یہود اور عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۲۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ بند کر دیں گے کیونکہ ساری دنیا اسلام کے تابع ہو گئی ہو گی۔

(۲۴) وہ غیر مسلموں سے جزیہ (ٹیکس) لینا بند کر دیں گے۔ دو وجہ سے ایک تو غیر مسلم ہی

نند ہیں گے۔ دوسرے مال کی سخت بہتات ہوگی۔

(۲۵) مال کثرت سے لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

(۲۶) اس وقت ایک سجدہ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہوگا۔

(۲۷) یہ نازل ہونے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوگا جن سے آسمان میں قیامت کی باتیں ہوئی تھیں اور انھوں نے کہا تھا کہ اتر کر دجال کو قتل کروں گا۔

(۲۸) وہ ضرور فوت ہوں گے مگر ابھی تک ان پر فنا نہیں آئی۔

(۲۹) وہ چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

(۳۰) وہ حج کریں گے۔

(۳۱) روحا کی گھاٹی سے لبیک کہیں گے۔

(۳۲) پہلے شادی نہ ہوئی تھی اب شادی کریں گے۔

(۳۳) وہ پرانے اور اپنے وقت کے رسول تھے اور اب شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔

(۳۴) جب ان کی وفات ہوگی مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

(۳۵) وہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔

(۳۶) جب وہ نازل ہوں گے ایک حربہ (ہتھیار) لے کر دجال کو قتل کریں گے۔

(۳۷) ان کے زمانے میں اتنا عدل ہوگا کہ شیر اور بکرا ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔

(۳۸) یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضورؐ سے چند صدیاں پہلے تھے اور ان کے اور حضورؐ کے درمیان کوئی پیغمبر نہ تھا۔

(۳۹) یہ وہی ہوں گے جن کا نام روح اللہ بھی تھا۔

(۴۰) ان سے پہلے مرد صالح ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ وہ مہدی ہوں گے۔

(۴۱) وہ اہل بیت سے ہوں گے۔

(۴۲) ان کا نام حضورؐ کے نام کے مطابق ہوگا۔ اور ان کے والد کا نام حضورؐ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔

(۴۳) وہ جس دجال کو قتل کریں گے وہ کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا یعنی کافر۔

(۴۴) وہ بھی طرح طرح کے عجائبات دکھائے گا۔ جس سے لوگوں کو کفر اور ایمانی پختگی کا پتہ لگے گا۔

(۴۵) وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ مگر اس دن مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر فرشتوں کے پہرے ہوں گے ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(۴۶) یہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے اس کو باب لد میں قتل کریں گے۔

(۴۷) ان کے زمانے میں یاجوج وماجوج خروج کریں گے۔ لوگ بڑے تنگ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لیے بددعا فرمائیں گے اور لڑ بھڑ کر مر جائیں گے۔

(۴۸) عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں جہاں نازل ہوں گے۔ وہ افیق نام کا ٹیلہ ہوگا۔

(۴۹) ان کی آمد معلوم کر کے مسلمان مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔ جس کی طرف حضورؐ نے کیف انتم سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۵۰) وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ حضورؐ ان کا جواب دیں گے۔

(۵۱) آپ نے حلف اٹھا کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی۔

(۵۲) ان کا نزول قیامت کی (بڑی) نشانی ہوگی۔

(۵۳) وہ حاکم (حکم) ہوں گے۔

(۵۴) عادل اور مقسط ہوں گے۔

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ بن مسعودؓ کی طرح ہوں گے۔

(۵۶) ان کا رنگ سفیدی و سرخی کی طرف مائل ہوگا۔

(۵۷) وہ صلیب کو توڑ دیں گے جس کی پوجا ہوتی تھی یا جو پجاریوں کی نشانی تھی۔

(۵۸) خنزیر کو قتل کریں گے۔ یہ نجس العین ہے اور عیسائی اس کو شیر مادر سمجھ کر کھاتے ہیں نفرت دلانے کے لیے ایسا کیا جائے گا۔ آج کل بھی یہ فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو لوگ جمع ہو کر ان کے قتل کا انتظام کرتے ہیں۔

(۵۹) دجال کے پاس اس وقت ستر ہزار یہودی لشکر ہوگا۔

(۶۰) یاجوج ماجوج کے باہمی مقاتلے اور مرنے سے بدبو ہوگی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھیں گے۔ پھر دعا فرمائیں گے۔ بارش ہوگی وہ بدبو دور کر دی جائے گی (اوکما قال)

کیا سرور عالم ﷺ جیسی ہستی نے کسی اور بات کے لیے بھی اتنا اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ کوئی اور دجال مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

اب اگر ایک احمق

کہے کہ عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے...... مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔ دمشق سے مراد قادیان ہے...... باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔ قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے...... مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔ زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں...... دجال سے مراد پادری ہیں۔

خردجال سے مراد ریل ہے۔ جس پر وہ خود بھی سوار ہوا ہے۔

مہدی سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

حارث سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

رجل فارس سے مراد بھی غلام احمد ہے

منارۃ سے مراد قادیان کا منارہ ہے جو بعد میں **مرزا غلام احمد قادیانی** نے بنایا: نزول سے مراد سفر کر کے کہیں اترنا ہے...... آسمان سے مراد آسمانی ہدایتیں ہیں۔...... عیسیٰ بن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔...... غلام احمد عیسیٰ علیہ السلام سے متحد ہے۔...... غلام احمد عین محمد ہے۔...... غلام احمد آنے والا کرشن اوتار ہے۔...... غلام احمد حضور ہی کی بعثت ثانیہ ہے۔

غلام احمد کے زمانہ میں وہ عالم گیر غلبہ اسلام ہوا۔ جو حضور کے زمانہ میں نہ ہو سکا۔

نماز میں جو دعا مانگی گئی ہے (غیر المغضوب علیہم) اس میں مرزا قادیانی کو دکھ دینے والوں سے علیٰحدگی کی دعا ہے۔

میری وحی قرآن کے برابر ہے۔...... مجھ میں تمام پیغمبروں کے کمالات جمع ہیں۔

میں حضرت حسینؓ سے قطعی افضل ہوں۔ وہ کیا ہیں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ان کا بروز اور مثیل ہو کر بھی ان سے آگے نکل گیا ہوں۔

بلکہ تمام انبیاء سے میرے معجزے زیادہ ہیں اور میں معرفت میں کسی پیغمبر سے کم نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو کہے یہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا یہ۔ اور وہ بیٹا کہنے لگے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

اور اس کے چیلے اکمل کے اشعار ذیل کے مطابق حضور سے افضل ہے (معاذ اللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

پھر ان شعروں کو مرزا غلام احمد قادیانی سن کر تحسین کریں اور جزاک اللہ کہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

متفرقات

خودکاشتہ پودا

مرزائی نمائندہ (امام جماعت مرزائیہ) مرزا ناصر احمد نے خودکاشتہ پودے کے بارہ میں کہا کہ خاندان کو کہا گیا ہے۔ مگر اٹارنی جنرل صاحب نے ممبروں کی لکھی ہوئی فہرست بتائی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے وہیں لکھی ہے گویا مرزا غلام احمد قادیانی اس فرقہ کو خودکاشتہ پودا کہہ رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں چلو مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان ہی انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی اسی انگریزی پودے کی شاخ ہوئے۔ اگر وہ پودا پلید ہے تو پودے کی شاخیں کس طرح پاک ہوسکتی ہیں۔

اتمام حجت

مرزا ناصر احمد نے عام مسلمانوں کو بڑا کافر کہنے سے گریز کر کے چھوٹا کافر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد کے ہاں اتمام حجت کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے کا دل یہ مان جائے کہ بات تو سچی ہے پھر انکار کرے۔ تو دنیا کے ستر کروڑ مسلمان تو مرزا غلام احمد قادیانی کو کاذب مفتری سمجھتے ہیں۔ ان پر ان کے ہاں اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ امت اسلامیہ سے خارج یعنی بڑے کافر نہیں ہیں۔ لیکن خودکاشتہ پودا تھے بڑی احتیاط سیکھی تھی۔ پہلے لکھ دیا کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۲۰۷)

کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں پھر بعد میں بڑے زور شور سے خود ہی مسیح موعود بن گئے (ازالہ اوہام ص ۳۹ خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)۔ اور جب دیکھا کہ علماء کرام کے سامنے دال نہیں گلتی تو فنافی الرسول کی آڑلی اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۱ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

زبردست اور لاجواب چیلنج

ہم تمام امت مرزائیہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے کسی مجدد محدث صحابیؓ اور ولی کے کلام سے یہ ثابت کردو کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم سے مراد کوئی ان کا مثیل مراد ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ یا ان سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تیرہ سو سال کے کسی محدث یا مجدد کا قول پیش کرو۔

دوسرا چیلنج

تیرہ سو سال کے اندر کسی زمانہ کے بارہ میں یہ ثابت کرو کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور مسلمانوں نے اس کو طاقت ہوتے ہوئے برداشت کیا ہو۔ یا کسی نے کسی مدعی نبوت سے یہ دریافت کیا ہو کہ تمہارا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے یا غیر تشریعی کا بروزی اور ظلی کا یا مستقل کا۔ تو اس طرح آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک اور ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں نے دنیا بھر میں یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ نبوت بند ہو گئی یا نبی آ سکتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے ہاں نہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا نہ بعد میں قیامت تک آئے گا۔ تو یہ ساری بحث صرف امت کو الجھانے کے لیے ہے۔ بات یہ کرو کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام بن سکتے ہیں یا آنے والا وہی ہے جس کو تیرہ سو سال کے تمام محدثین صحابہ کرامؓ اور مجددین نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کہ وہی آئیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی

اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسیح کے آنے کی پیش گوئی کو مشہور و معروف اور متواتر بھی قرار دیا اور (ازالۃ الاوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) پر صاف لکھ دیا ”یہ اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ اس کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔“ مگر یہ لکھ مارا کہ ”خدا نے قرآن کے معنی لوگوں سے چھپا دیئے۔“ (آئینہ کمالات ص ۴۲۶ خزائن ج ۵ ص ۴۲۶) حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مامور و مجدد بنا کر ان پر دس سال تک نہ کھولے۔ اور یہ بھی لکھ مارا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ اور بچنے کے لیے پرانے اولیاء صلحاء اور صحابہ کو معذور قرار دے دیا کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پھر کبھی یہ کہا کہ پہلا اجماع وفات مسیح پر ہوا تو پھر مسئلہ مسلمانوں سے کیسے چھپا رہا۔ کبھی شرک عظیم کہہ کر خود بھی مشرک بنے رہے۔ اور کبھی اپنی ضرورت کے لیے تیرہ سو سال بعد قرآن دانی کا دعویٰ کر کے خود مسیح ابن مریم بن بیٹھے۔ بھلا جو چیز شرک عظیم ہے جس کے ماننے سے آدمی مشرک اعظم بنتا ہے۔ خدا ایسے قرآنی مسئلے کو لوگوں سے چھپا سکتا ہے۔ پھر قرآن کے نزول کا فائدہ کیا ہوا۔

تیسرا چیلنج

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن کے بعض معانی قرون اولیٰ سے چھپا دیں اور

صدیوں کے مجددین اولیاء کرام اور علماء کرام مشرکانہ معنی پر جمے رہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی مجدد و مامور ہو کر بھی دس سال تک عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے۔ اور کیا شرک عظیم کو اجتہاد کی وجہ سے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ کیا خود قرآن پاک نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون نہیں فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن (ذکر) اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے...... کیا حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ اس کے معانی کو صدیوں تک بہترین حضرات کی آنکھوں سے خود خدا اوجھل کر دے۔ حالانکہ خود مرزا نے بھی کہا کہ قرآن پاک ذکر ہے اور ذاکر قیامت تک رہیں۔ اس کا مفہوم دلوں میں رہے گا۔ اس کے مقاصد و مطالب کی حفاظت اصل کام ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۵۵۔۵۴ خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

چوتھا چیلنج

کیا کسی نبی نے کافر حکومت کی اتنی خوشامد کی ہے اور اتنی دعائیں دی ہیں اور اتنی خدمت کی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کی کی ہے۔

پانچواں چیلنج

اگر کوئی ایسا نبی آنا تھا جس کا انکار کر کے ساری امت کافر ہو جاتی تو کیا سرور عالم ﷺ نے جہاں اور خبریں مستقبل کی دیں وہاں یہ ضروری نہ تھا کہ ستر کروڑ آدمیوں کی امت کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ فرما دیتے۔ کیا لانبی بعدی فرما کر اور عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر کر کے اور مریم کے بیٹے کے نازل ہونے اور دوبارہ آنے کی متواتر خبریں دے کر خود آپ نے امت کے لیے سامان کفر (العیاذ باللہ) تجویز نہیں کیا۔

مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کے ساتھ دل سے صحیح مان لینے کی دم لگا کر ایجاد بندہ کا کام کیا ہے۔

خود مرزا کا قول ہے۔ ”اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

دیکھیے اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچا سمجھ کر انکار کرنے کی دم نہیں لگائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگلا مانے یا نہ مانے سمجھے یا نہ سمجھے جب اس کی سامنے دلیل سے بات ہو گئی۔ دعوت حق پہنچ گئی اب اس پر اتمام حجت ہو گیا چاہے مانے یا نہ مانے۔

اگر اس طرح نہ کیا جائے تو دنیا کے زیادہ تر کافر جو حضور ﷺ کو نبی نہیں سمجھتے ان کے انکار سے وہ کیوں بڑے کافر ہوئے۔

مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے انکار سے خدا آخرت میں سزا دے گا۔ دنیا میں یہ مسلمانوں ہی میں شمار ہیں اور ان سے ملکی وسیاسی سلوک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ اس طرح وہ اپنی تکفیر پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہو کہ دل کی بات خدا جانتا ہے۔ یہاں قاضی اور عدالت بھی ظاہر پر فیصلہ کریں گے۔ اگر مرزا نبی ہے تو اس کا انکار کفر ہے پھر کوئی آدمی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ مانے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اگر نبوت ختم ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے سب قطعی کافر ہیں۔

دوسری طرح سنیے قرآن پاک میں ہے۔ ”وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا“
”کہ ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے۔“

یہاں صرف رسول کے بھیجنے کا ذکر ہے۔ اس کو دل سے سچا سمجھ کر انکار کا ذکر نہیں ہے اور رسول بھیجنے کے بعد منکر رسول کو صرف عذاب اخروی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ پھر قرآن نے صرف یہ بتایا ہے کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ”ماجاء نامن نذیر“ کہ ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اس میں سمجھنے نہ سمجھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ایجاد مرزا ہے۔ ہاں بعض کافر ایسے بھی ہیں جو دل سے سچا سمجھنے کے باوجود انکار کرتے ہیں مگر بعض دوسرے بھی ہیں۔

تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے عام مسلمانوں کو کافر کہا لیکن اپنی اس تکفیر کو عجیب طریقہ سے چھپالیا۔ کہ چونکہ دوسروں نے مجھے کافر کہا اور مسلمان کو کافر کہنے سے وہ خود ہی کافر ہو گئے۔ یا انہوں نے قرآن وحدیث کے بیان کردہ مسیح موعود کا انکار کیا۔ اس لیے وہ خود ہی کافر ہو گئے۔

واہ جی مرزا واہ! آپ اگر خدا بن بیٹھیں تو آپ کو لوگ گلے لگائیں گے یا کافر مطلق کہیں گے۔ پھر آپ کہیں گے کیا کروں یہ لوگ مجھے کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہو گئے۔ آپ نبی بنیں پیغمبروں کی توہین کریں مسلمان مجبوراً آپ کو کافر کہیں گے۔ پس آپ کے لیے یہ بہانہ کافی ہے کہ یہ لوگ مجھے کافر کہنے سے کافر ہو گئے۔

سچ پوچھیں تو آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔ ایک غلط دعووں کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو اپنی منطق کے لحاظ سے کافر بن جانے کا سبب بننے سے......

(٢٦)...... وَبِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمْلَأُ الْاَرْضُ جَوْرًا وَ ظُلْمًا فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ عِتْرَتِیْ فَیَمْلِکُ سَبْعًا اَوْتِسْعًا فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا وَ قِسْطًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَ ظُلْمًا (١)

(٢٦)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (آخری زمانہ میں) زمین جور و ظلم سے بھر جائے گی تو میری اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا اور سات سال یا نو سال خلافت کرے گا (اور اپنے زمانہ خلافت میں) زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے پہلے وہ جور و ظلم سے بھر گئی ہوگی۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ یُخْرِجَاه وَاَخْرَجَهُ الذَّهَبِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ تَلْخِیْصِه ثُمَّ سَکَتَ عَلَیْهِ (٢).

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوالْعَبَّاسِ الْعَلَّامَةُ نُوْرُالدِّیْنِ الْهَیْثَمِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالی فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِد (٣).

---

(١) المستدرک ج٤، ص ٥٥٨.

(٢) و سکت عنه الذهبی مکتفیاً بکلامه علی الحدیث الذی أخرجه الحاکم من طریق آخر قبل هذا الموضع بصفحة فی ج٤، ص ٥٥٧ ونقله الشیخ أیضاً تحت رقم ٢٢ و اللّٰه أعلم

(٣) هو العلامة الإمام الحافظ نور الدین علی بن أبی بکر بن سلیمان أبو الحسن الهیثمی المصری القاهری ولد سنة ٧٣٥هـ و توفی سنة ٨٠٧هـ له کتب و تخاریج فی الحدیث منها مجمع الزوائد ومنبع الفوائد طبع فی عشرة أجزاء قال الکتانی و هو من أنفع کتب الحدیث بل لم یوجد مثله کتاب ولا صنف نظیره فی هذا الباب وللسیوطی بغیة الرائد فی الذیل علی معجم الزوائد، لکنه لم یتم و ترتیب الثقات لابن حبان ، (مخطوطة) و تقریب البغیة فی ترتیب أحادیث الحلیة (مخطوطة) ومجمع البحرین فی زوائد المعجمین والمقصد العلی فی زوائد أبی یعلی الموصلی (مخطوطة) وزوائد ابن ماجة علی الکتب الخمسة (مخطوطة) وموارد الظمان أبی زوائد ابن حبان و غایة المقصد فی زوائد احمد، والبهر الذخار فی زوائد مسند البزار، والبدر المنیر فی زوائد المعجم الکبیر، وبغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث، الأعلام للزرکلی ج

(۲۷)......عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ اُبَشِّرُکُمْ بِالْمَهْدِیِّ یُبْعَثُ فِیْ اُمَّتِی عَلٰی اخْتِلَافٍ مِّنَ النَّاسِ وَزِلْزَالٍ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّظُلْمًا یَرْضٰی عَنْہُ سَاکِنُ السَّمَاءِ وَسَاکِنُ الْاَرْضِ یَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا. قَالَ لَہ رَجُلٌ مَا صِحَاحًا؟ قَالَ بِالسَّوِیَّةِ بَیْنَ النَّاسِ وَیَمْلَأُ اللّٰہُ قُلُوْبَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غِنًی وَّ یَسَعُهُمْ عَدْلُہ حَتّٰی یَأْمُرَ مُنَادِیًا فَیُنَادِیْ فَیَقُوْلُ : مَنْ لَّہ فِی الْمَالِ حَاجَةٌ ؟ فَمَا یَقُوْمُ مِنَ النَّاسِ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ فَیَقُوْلُ: اَنَا فَیَقُوْلُ لَہ! اِئْتِ السَّدانَ یَعْنِی الْخَازِنَ فَقُلْ لَّہ اِنَّ الْمَهْدِیَّ یَأْمُرُکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مَالًا فَیَقُوْلُ لَہ اِحْثِ فَیَحْثِیْ حَتّٰی اِذَا جَعَلَہ فِیْ حِجرِہٖ وَائْتَزَرَہ نَدِمَ فَیَقُوْلُ کُنْتُ اَجْشَعُ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسًا اَوْ عَجَزَ عَنِّیْ مَا وَسِعَهُمْ؟ قَالَ فَیَرُدُّہُ فَلَا یُقْبَلُ مِنْہُ فَیُقَالُ لَہ :اِنَّا لَانَأْخُذُ شَیْئًا اَعْطَیْنَاہُ فَیَکُوْنُ کَذَالِکَ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِیْنَ اَوَ تِسْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ لَا خَیْرَ فِی الْعَیْشِ بَعْدَہُ اَوْ قَالَ ثُمَّ لَا خَیْرَ فِی الْحَیَاةِ بَعْدَہُ.

(۲۷)۔۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں تمھیں مہدیؒ کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں اختلاف واضطراب کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوگے۔ وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے داد ودہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا) اللہ تعالیٰ (اس کے دورِ خلافت میں) میری امت کے دلوں کو استغناء وبے نیازی سے بھر دے گا۔ (اور بغیر امتیاز وترجیح کے) اس کا انصاف سب کو عام ہوگا وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو (وہ مہدیؒ کے پاس آ جائے اس اعلان پر)

مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ مہدیؒ اس سے کہے گا! خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدیؒ نے مجھے مال دینے کا تمھیں حکم دیا ہے (یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا اپنے دامن میں بھر لے چنانچہ وہ (حسب خواہش) دامن میں بھر لے گا اور خزانے سے باہر لائے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا کیا) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا، میرے ہی لیے وہ چیز ناکافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی ووافی ہے۔ (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا، مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے۔ مہدیؒ عدل وانصاف اور داد و دہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا۔ اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہیں ہوگی۔

قُلْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ بِاخْتِصَارٍ كَثِيْرٍ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ بِاَسَانِيْدِهِ وَاَبُوْ يَعْلٰى بِاخْتِصَارٍ كَثِيْرٍ وَرِجَالُهُمَا ثِقَاتٌ(۱)

(۲۸)...... وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَيَأْتِيْ مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ بَيْتِه وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَيَتَجَهَّزُ اِلَيْهِ جَيْشٌ مِّنَ الشَّامِ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَيَأْتِيْهِ عَصَائِبُ الْعِرَاقِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ وَيَنْشَؤُ رَجُلٌ بِالشَّامِ وَاَخْوَالُه مِنْ كَلْبٍ فَيُجَهِّزُ اِلَيْهِ جَيْشٌ فَيَهْزِمُهُمُ اللّٰهُ فَتَكُوْنُ الدَّائِرَةُ عَلَيْهِمْ فَذٰلِكَ يَوْمُ كَلْبٍ

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۳.

الْخَائِبُ مَنْ خَابَ مِنْ غَنِيْمَةِ كَلْبٍ فَيَفْتَحُ الْكُنُوْزَ وَيَقْسِمُ الْاَمْوَالَ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِه اِلَى الْاَرْضِ فَيَعِيْشُوْنَ بِذَالِكَ سَبْعَ سِنِيْنَ اَوْ قَالَ تِسْعَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَرِجَالُه رِجَالُ الصَّحِيْحِ(۱)

(۲۸)......حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا۔ (یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر، یہ صورت حال دیکھ کر) خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ میرے اوپر بارِ خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔ (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدیؒ ہیں) اسے گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجرِ اسود ومقام ابراہیم کے درمیان زبردستی اسکے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرلیں گے (اس کی بیعتِ خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کے لیے) شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیداء (مکہ ومدینہ کے درمیانی میدان) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننہال قبیلۂ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفۂ مہدیؒ کے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا پھر خلیفۂ مہدیؒ خزانوں کو

---

(۱)۔ مجمع الزوائد ج۷، ص ۳۱۵ ومکان ابن القیم فی المنار المنیف ص ۱۴۴ وقال رواه الامام احمد باللفظین و رواه ابو داؤد من وجه آخر عن قتادة عن ابی الخلیل عن عبداللہ بن الحارث عن ام سلمة نحوه (وقد مر تحت رقم ۱۱) و رواه ابو یعلی الموصلی فی مسنده من حدیث قتادة عن صالح ابی الخلیل عن صاحب له وربما قال صالح عن مجاهد عن ام سلمة والحدیث حسن ومثله مما یجوز أن یقال فیه صحیح۔

کھول دیں گے اور خوب داد و دہش کریں گے اور اسلام پورے طور پر دُنیا میں تمام ہو جائے گا۔ لوگ اسی عیش و راحت کے ساتھ سات یا نو سال رہیں گے، (یعنی جب تک خلیفۂ مہدیؑ حیات رہیں گے لوگوں میں فارغ البالی اور چین و سکون رہے گا)۔

(۲۹)…… وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيَّ قَالَ اِنْ قَصُرَ فَسَبْعٌ وَاِلَّا ثَمَانٌ وَاِلَّا فَتِسْعٌ وَلَيَمْلَأَنَّ الْاَرْضَ قِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُه ثِقَاتٌ وَفِیْ بَعْضِهِمْ بَعْضُ ضُعْفٍ (۱)

(۲۹)…… حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدیؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر انکی مدت خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

(۳۰)…… وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِی الْمَالَ فِی النَّاسِ حَثْيًا لَا يَعُدُّه عَدًّا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِه لَيَعُوْدَنَّ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُه رِجَالُ الصَّحِيْحِ (۲)

(۳۰)…… حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر تقسیم کرے گا، شمار نہیں کرے گا۔ (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بناء پر بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قدرت میں میری جان ہے، البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امر اسلام مضمحل ہو جانے کے بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرلے گا)۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج۷، ص ۳۱۷.

(۲) مجمع الزوائد ج۷، ص ۳۱۷.

(۳۱) ......وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْه وسلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِی الْمَهْدِیُّ اِنْ قَصُرَ فَسَبْعٌ وَالاَ ثَمَانٌ وَاِلاَّ فَتِسْعٌ تَنْعَمُ اُمَّتِی فِیْهَا نِعْمَةً لَمْ یَنْعَمُوا مِثْلَهَا یُرْسِلُ السَّمَاءُ عَلَیْهِمْ مِدْرَارًا ولا یَدَّخِرُ الْاَرْضُ شَیْئًا مِّنَ النَّبَاتِ وَالْمَالِ كَدُوْسٌ یَقُوْمُ الرَّجُلُ یَقُوْلُ یَا مَهْدِیُّ اَعْطِنِیْ فَیَقُوْلُ خُذْهُ، رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَرِجَالُه ثِقَاتٌ(۱) قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّةُ اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی(۲)

(۳۱)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک مہدیؓ ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری امت اس کے زمانہ میں اس قدر خوش حال ہوگی کہ اتنی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اُگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہوکر مال کا سوال کرے گا تو مہدیؓ کہیں گے (اپنی حسب خواہش خزانہ میں جاکر) خود لے لو۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷

(۲) الإمام ابوبکر عبدالله بن محمد بن أبی شیبة العبسی مولاهم الکوفی ولد سنة ۱۵۹ وتوفی سنة ۲۳۵ هـ حافظ الحدیث له فیه کتب منها المسند والمصنف جمع فیه الأحادیث علی طریقة المحدثین بالأسانید وفتاوی التابعین وأقوال الصحابة مرتباً علی الکتب والأبواب علی ترتیب الفقه وهو أکبر من مصنف عبدالرزاق بن همام رقبةً (الأعلام للزرکلی ج۴، ص ۱۱۷، ۱۱۸ والمستطرفة للکتانی ص ۳۶)

(۳۲)...... حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ(۱) وَاَبُوْدَاوُدَ(۲) عَنْ يَّاسِيْنَ(۳) الْعِجْلِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ(۴) بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيهِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهُ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنَّا اَهْلِ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ لَيْلَةٍ(۵)

---

(۱) الفضل بن دكين وهو لقب واسمه عمروبن حماد بن زهير بن درهم التيمى مولى آل طلحة أبو نعيم الملائى الكوفى الأحول روى عنه البخارى فأكثر قال أحمد أبو نعيم صدوق ثقة موضع للحجة فى الحديث وقال ابن سعد وكان ثقة مأموناً كثير الحديث حجة .الخ (تهذيب التهذيب ج۸ ،ص ۲۴۳ ـ ۲۴۸).

(۲) عمر بن سعد بن عبيد أبو داؤد الحضرى الكوفى و حضر موضع بالكوفة قال ابن معين ثقة، وقال ابو حاتم صدوق كان رجلا صالحا وقال الاجرى عن ابى داؤد كان جليلا جدا وقال ابن سعد كان ناسكا زاهدا له فضل وتواضع الخ تهذيب التهذيب ج۷، ص ۳۹۷ـ ۳۹۸.

(۳) ياسين بن شيبان ويقال ابن سنان العجلى الكوفى ـ تهذيب التهذيب ج ۱۱، ص ۱۵۲ وقال الحافظ ايضا فى التقريب الياسين بن شيبان وابن سنان العجلى الكوفى لا بأس به من السابعة ووهم من زعم انه ابن معاذ الزيات ـ ص ۲۷۳،

(۴) ابراهيم بن محمد ابن الحنفية قال محمد بن اسحاق العجلى ثقة الخ تهذيب التهذيب ج ۱، ص ۱۳۶ .

(۵) مصنف ابن ابى شيبة ج ۱۵ ،ص ۱۹۷ طبع الدار السلفية ،بمبئى الهند ـ تهذيب التهذيب ج ۱۱، ص ۱۰۹ ـ ۱۱۴ . اى يتوب عليه ويوفقه ويلهمه ويرشده بعد ان لم يكن كذلك (الفتن والملاحم ابن كثير ج ۱، ص ۳۱) وهذا الحديث اخرجه الحفاظ فى كتبهم منهم الحافظ ابو عبدالله محمد بن يزيد ابن ماجة فى سننه فى كتاب الفتن والحافظ ابو بكر البيهقى والامام احمد بن حنبل فى مسند على بن ابى طالب وقال الشيخ احمد شاكر اسناده صحيح.

(۳۳) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ (۱) عَنْ يَّاسِينَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَه، وَلَمْ يَرْفَعْهُ (۲)

(۳۲-۳۳)..... حضرت علیؓ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مہدیؑ میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنادے گا (یعنی اپنی توفیق وہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچادے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے)۔

اَقُوْلُ اِنَّ الْفَضْلَ بْنَ دُكَيْنٍ وَاَبَادَاوُدَ اَعْنِي الْحِضْرِيَّ الْكُوْفِيَّ وَوَكِيعًا مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمَعْرُوْفِيْنَ اَخْرَجَ لَهُمُ السِّتَّةُ اِلَّا اَبَادَاوُدَ الْحِضْرِيَّ فَلَمْ يُخْرِجْ اِلَّا مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْاَرْبَعَةُ وَاَمَّا يَاسِيْنُ فَهُوَ ابْنُ شَيْبَانَ وَيُقَالُ ابْنُ سِنَانَ الْكُوْفِيُّ قَالَ الدُّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِه بَأْسٌ، وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ صَالِحٌ وَقَالَ اَبُوْزُرْعَةَ: لَا بَأْسَ بِه وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْهِ نَظَرٌ وَلَا اَعْلَمُ حَدِيْثًا غَيْرَ هٰذَا وَقَالَ يَحْيَىٰ بْنُ يَمَانٍ :رَأَيْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَسْأَلُ يَاسِيْنَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ بِه وَوَقَعَ فِيْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ يَاسِيْنَ غَيْرُ مَنْسُوْبٍ فَظَنَّهُ بَعْضُ الْحُفَّاظِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ يَاسِيْنَ بْنَ مُعَاذٍ الزَّيَّاتَ فَضَعَّفَ الْحَدِيْثَ بِه فَلَمْ يَصْنَعْ شَيْئًا الخ (مِنْ تَهْذِيْبِ

---

(۱) وكيع بن الجراح بن مليح الرؤاسي ابو سفيان الكوفي الحافظ قال الامام احمد بن حنبل ما رأيت ادعى للعلم من وكيع ولا احفظ منه وقال نوح بن حبيب القدسي رأيت الثوري ومعمرا ومالكا فما رأت عيناى مثل وكيع الخ تهذيب التهذيب ج ۱۱، ص ۱۰۹۔ ۱۱۴.

(۲) مصنف ابن أبي شيبة ج ۱۵، ص ۱۹۷، طبع الدار السلفية، بمبئی.

التَّهْذِيْبِ) وَاَمَّا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الثِّقَاتِ وَقَالَ الْعِجْلِىُّ ثِقَةٌ اَخْرَجَ لَهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِىُّ فِىْ مُسْنَدِ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ الخ وَالْحَاصِلُ اَنَّ الرِّوَايَةَ رِجَالُهَا ثِقَاتٌ وَ تَبَيَّنَ مِنْ كَلَامِ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرِ الْعَسْقَلَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ تَضْعِيْفَ مَنْ ضَعَّفَ الْحَدِيْثَ اِنَّمَا كَانَ نَاشِئًا بِظَنِّهِ الْفَاسِدِ وَلِاَجْلِ هٰذَا صَرَّحَ فِى التَّقْرِيْبِ اَيْضًا، نَعَمْ لَوْكَانَ الْمُرَادُ يَاسِيْنَ الزَّيَّاتَ لَكَانَتِ الرِّوَايَةُ ضَعِيْفَةً وَقَدْ نَصَّ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ عَلٰى اَنَّهُ الْعِجْلِىُّ فَالْحَدِيْثُ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

(۳۴)...... حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَا فِطْرٌ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِّنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِىْ اسْمُهُ اسْمِىْ وَاسْمُ اَبِيْهِ اسْمَ اَبِى الخ (۱)

(۳۴)...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدیؒ ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا۔ (یعنی اس کا نام بھی محمد بن عبداللہ ہوگا۔)

اَقُوْلُ رِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ كُلُّهُمْ رِجَالُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ غَيْرُ فِطْرٍ فَاِنَّه لَمْ يَرْوِ عَنْهُ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَمَّا الْبُخَارِىُّ وَالْاَرْبَعَةُ فَقَدْ اَخْرَجُوْا لَه، وَثَّقَهُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَعِيْنٍ وَالْعِجْلِىُّ وَابْنُ سَعْدٍ وَّ مِنَ النَّاس

---

(۱) مصنف ابن أبي شيبة ج ۱۵، ص ۱۹۸.

مَنْ يَسْتَضْعِفُه .(۱)

(۳۵)...... حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِیْ بَزَّةَ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِیْ يَمْلَأُ هَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا(۲)

(۳۵)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا (تو اللہ تعالیٰ اسی کو طویل اور دراز کردے گا اور) میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مہدیؓ) کو پیدا کریگا۔ جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی۔

اَقُوْلُ رِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ كُلُّهُمْ رِجَالُ الصِّحَاحِ السِّتَّةِ غَيْرُ فِطْرٍ فَاِنَّه مِنْ رُوَاةِ الْبُخَارِيِّ وَالْاَرْبَعَةِ خَلاَ مُسْلِمٍ كَمَامَرَّ.

---

(۱) فطر بن خليفة القرشي المخزومي مولاهم أبو بكر الخياط الكوفي قال الإمام أحمد بن حنبل: ثقة صالح الحديث وقال أحمد كان عند يحيى بن سعيد ثقة، قال ابن أبي خيثمة عن ابن معين ثقة وقال العجلي كوفي ثقة حسن الحديث وكان فيه تشيع قليل وقال أبو حاتم صالح الحديث وقال أبو داؤد عن أحمد بن يونس كنا نمرّ على فطر وهو مطروح لا نكتب عنه وقال النسائي لا بأس به وقال في موضع آخر ثقة، حافظ، كيس. وقال ابن سعد كان ثقة ان شاء الله ومن الناس من يستضعفه وقال الساجي صدوق. وقال الساجي أيضاً وكان يقدّم علياً على عثمان وكان أحمد بن حنبل يقول هو خشبي (أى من الخشبية فرقة من الجهمية) وقال الدار قطني فطر زائغ ولم يحتج به البخاري. الخ تهذيب التهذيب ج۸، ص ۲۷۰ ـ ۲۷۱)

(۲) مصنف ابن أبي شيبة ج۱۵، ص ۱۹۸.

(۳۶) ...... حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا مُوْسَى الْجُهَنِيُّ ثَنِى عُمَرُ بْنُ قَيْسِ الْمَاصِرُ ثَنِى مُجَاهِدٌ ثَنِىْ فُلَانٌ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَهْدِىَّ لَا يَخْرُجُ حَتّىٰ يُقْتَلَ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ فَاِذَا قُتِلَتِ النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غَضِبَ عَلَيْهِمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ فَاَتَى النَّاسُ الْمَهْدِىَّ فَزَفُّوْهُ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلٰى زَوْجِهَا لَيْلَةَ عِرْسِهَا وَهُوَ يَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلاً وَّ يُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَتَمْطُرُ السَّمَاءُ مَطَرَهَا وَتَنْعَمُ اُمَّتِىْ فِىْ وِلَايَتِهِ نِعْمَةً لَمْ تَنْعَمُهَا قَطُّ(۱)

(۳۶)...... امام مجاہدؒ (مشہور تابعی) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ''نفسِ زکیّہ'' کے قتل کے بعد ہی خلیفہ مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔ جس وقت نفسِ زکیّہ قتل کردیے جائیں گے تو زمین وآسمان والے ان قاتلین پر غضب ناک ہوں گے۔ بعدازاں لوگ مہدیؓ کے پاس آئیں گے اور انھیں دلہن کی طرح آراستہ وپیراستہ کریں گے اور میری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ (ان کے زمانۂ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار کو اگادے گی اور آسمان خوب برسے گا اور ان کے دورِ خلافت میں امت اس قدر خوش حال ہوگی کہ ایسی خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔

﴿ضروری تنبیہ﴾ ایک نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں جنھوں نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا اور شہید ہوئے تھے۔ حدیث بالا میں مشہور ''نفسِ زکیّہ'' سے مراد یہ نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے بزرگ ہیں

---

(۱) مصنف ابن أبى شيبة ج ۱۵، ص ۱۹۹ هو من كلام الصاحبى ولكن له حكم المرفوع لأنه لا يعلم من قبل الرأى.

جو آخر زمانہ میں ہوں گے اور ان کی شہادت کے فوراً بعد مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔ شیخ محمد بن عبدالرسول الزرنجیؒ نے اپنی مشہور تالیف ''الإشاعة لأشراط الساعة '' میں یہ بات بصراحت تحریر کی ہے۔

اَقُوْلُ اَمَّا عَبْدُ اللهِ (۱) بْنُ نُمَيْرٍ فَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ الْخَارِنِيُّ الْكُوْفِيُّ اَخْرَجَ لَهُ السِّتَّةُ وَاَمَّا مُوْسٰى (۲) الْجُهَنِيُّ فَهُوَ مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ اللهِ اَوِابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيُّ الْكُوْفِيُّ وَثَّقَه اَحْمَدُ وَابْنُ مَعِيْنٍ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ لَا بَأْسَ بِه ثِقَةٌ صَالِحٌ اَخْرَجَ لَه مُسْلِمٌ وَالتِّرمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَمَّا عُمَرُ (۳) بْنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ فَهُوَ الْكُوْفِيُّ وَ ثَّقَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَاَبُوْ حَاتِمٍ وَاَبُوْدَاوُدَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى اَخْرَجَ لَهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْبُخَارِيُّ فِى الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِى الثِّقَاتِ وَذَكَرَهُ ابْنُ شَاهِيْنٍ فِى الثِّقَاتِ

---

(۱) عبدالله بن نمير الهمداني الخارني أبو هشام الكوفي ثقة صاحب حديث من أهل السنة من كبار التاسعة الخ (تقريب ص ۱۴۴ وخلاصة التذهيب ص ۲۱۷) وقال العجلي ثقة صالح الحديث صاحب سنة وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث صدوق تهذيب التهذيب ج ۴، ص ۵۲ ـ ۵۳.

(۲) موسى الجهني فهو موسى بن عبدالله ويقال ابن عبدالرحمن الجهني ابو سلمة الكوفي ثقة عابد، لم يصح ان القطان طعن فيه (التقريب ص ۲۵۷) ووثقه القطان وقال العجلي ثقة في عداد . الشيوخ وقال ابوزرعة صالح و ذكره ابن حبان في الثقات وقال ابن سعد كان ثقة قليل الحديث (تهذيب التهذيب ج ۱۰، ص ۳۱۶).

(۳) عمر بن قيس الماصر بن ابى مسلم الكوفي ابو الصباح مولى ثقيف قال ابن معين وابو حاتم ثقة وقال الأجرى سئل ابو داؤد عن عمر بن قيس فقال من الثقات وابوه اشهر واو ثق و ذكره ابن حبان في الثقات وذكره ابن شاهين في الثقات (تهذيب التهذيب ج ۷ ص ۴۳۰ ـ ۴۳۱).

قَالَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ يَعْنِىْ الْمِصْرِىَّ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ ثِقَةٌ وَاَمَّا مُجَاهِدٌ (۱) فَهُوَ اِمَامٌ مَشْهُوْرٌ اَخْرَجَ لَه الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ وَغَيْرُ هُمْ فَالْحَاصِلُ اَنَّ الرِّوَايَةَ صَحِيْحٌ وَرِجَالُهَا كُلُّهُمْ مُوَتَّقُوْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

(۳۷)...... حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا ابْنُ اَبِى ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ اَبَا قَتَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُبَايَعُ لِلرَّجُلِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَلَنْ يَّسْتَحِلَّ الْبَيْتَ اِلَّا اَهْلُه فَاِذَا اسْتَحَلُّوْه فَلَا تَسْئَلُ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَأْتِى الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُوْنَ خَرَابًا لَا يُعَمَّرُ بَعْدَه اَبَدًا وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَه(۲)

(۳۷)...... حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ایک شخص (یعنی مہدیؓ) سے حجر اسود اور مقام ابرہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور کعبہ کی حرمت و عظمت اس کے اہل ہی پامال کریں گے اور جب اس کی حرمت پامال کردی جائے گی تو پھر عرب کی تباہی کا حال مت پوچھو (یعنی ان پر اس قدر تباہی آئے گی جو بیان سے باہر ہے) پھر حبشی چڑھائی کردیں گے اور مکہ معظّمہ کو بالکل ویران کردیں گے اور یہی کعبہ کے (مدفون) خزانہ کو نکالیں گے۔

---

(۱) اما مجاهد، فهو مجاهد بن جبر امام مشهور من كبار التابعين قال الذهبى اجمعت الامة على امامة مجاهد والا حتجاج به (تهذيب التهذيب ج ۱۰، ص ۳۸ ـ ۴۰)

(۲) مصنف ابن ابى شيبة ج ۱۵، ص ۵۳.

اَقُوْلُ اَمَّا یَزِیْدُ (۱) بْنُ هَارُوْنَ فَهُوَ السُّلَمِیُّ اَبُوْ خَالِدِ نِ الْوَاسِطِیُّ اَحَدُ الْاَعْلَامِ الْحُفَّاظِ الْمَشَاهِیْرِ رَوٰی عَنْهُ السِّتَّةُ قَالَ اَحْمَدُ کَانَ حَافِظًا مُتْقِنًا وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ اِمَامٌ لَا یُسْئَلُ عَنْ مِثْلِه وَاَمَّا ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ (۲) فَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ الْحَارِثِ بْن اَبِی ذِئْبِ الْقُرَشِیُّ الْعَامِرِیُّ مِنْ أَئِمَّةِ الْمَدَنِیّ أَحَدُ الْاَعْلَامِ اَخْرَجَ لَه السِّتَّةُ قَالَ اَحْمَدُ یَشْبَهُ بِابْنِ الْمُسَیَّبِ وَهُوَ اَصْلَحُ وَ اَوْرَعُ وَاَقْوَمُ بِالْحَقِّ مِنْ مَالِکٍ وَاَمَّا سَعِیْدُ بْنُ سَمْعَانَ (۳) فَهُوَ الْاَنْصَارِیُّ الزُّرَقِیُّ اَخْرَجَ لَه اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَقَالَ النَّسَائِیُّ ثِقَةٌ وَذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَقَالَ الْبُرْقَانِیُّ عَنِ الدَّارَ قُطْنِیّ ثِقَةٌ وَقَالَ الْحَاکِمُ تَابِعِیٌّ مَعْرُوْفٌ وَقَالَ الْاَزْدِیُّ ضَعِیْفٌ الخ

---

(۱) یزید بن هارون بن وادی ویقال زاذان بن ثابت السلمی مولاهم ابو خالد الواسطی احد الاعلام الحفاظ المشاهیر قیل اصله من بخاری قال احمد کان حافظا للحدیث وقال ابن المدینی مارأیت احفظ منه وقال ابن معین ثقة وقال العجلی ثقة بثت وقال ابو حاتم ثقة امام صدوق لا یسأل عن مثله (تهذیب التهذیب ج ۱۱ ، ص ۳۲۱ـ ۳۲۳)

(۲) ابن ابی ذئب فهو محمد بن عبدالرحمن بن المغیرة بن الحارث بن ابی ذئب القرشی العامری وابو الحارث المدنی قال احمد صدوق افضل من مالک الا مالکا أشد ثقة للرجال منه وقال ابن معین ابن ابی ذئب ثقة وکل من روی عنه ابن ابی ذئب ثقة الا ابا جابر البیاضی وکل من روی عنه مالک ثقة الا عبدالکریم ابا امیة وقال ابن حبان فی الثقات کان من فقهاء اهل المدینة وعبادهم وکان اقول اهل زمانه للحق (تهذیب التهذیب ج ۹ ، ص ۲۷۰ ـ ۲۷۲)

(۳) سعید بن سمعان الانصاری الزرقی مولاهم المدنی (تهذیب التهذیب ج۴ ، ص ۴۰)
وقال الحافظ فی التقریب سعید بن سمان الانصاری الزرقی مولاهم المدنی ثقة لم یصب الازدی فی تصعیفه من الثالثة. (۲۳۸ طبع فی بیروت ۱۴۰۸ھ).

﴿تشریح﴾ مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک اہل حبشہ تم سے جنگ نہ کریں تم بھی ان سے نہ لڑو کیونکہ خانۂ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی پنڈلیوں والا نکالے گا۔ اس مضمون کی دیگر صحیح حدیثیں بھی موجود ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدّین دہلوی قدّس سرّہٗ اپنے رسالہ ''قیامت نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب سارے ایمان دار جہان سے اٹھ جائیں گے، تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت ساری روئے زمین پر پھیل جائے گی۔ وہ کعبہ کو ڈھا ڈالیں گے اور حج موقوف ہو جائے گا۔ (ترجمہ قیامت نامہ ص۲۲ از مولانا محمد ابراہیم داناپوریؒ)

وَهٰذَا مَا وَجَدْنَاهُ بِخَطِّ الشَّيْخِ الْمَدَنِيِّ قُدِّسَ سِرُّه وَقَدِ اطَّلَعْتُ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الْوَارِدَةِ فِيْ ذِكْرِ الْمَهْدِيِّؓ فَاَوْرَدْتُّهَا تَتِمَّةً وَتَعْمِيْمًا لِلْفَائِدَةِ وَاِلَيْكُمْ تِلْكَ الْاَحَادِيْثُ.

الذیل والاستدراک

(۱)……عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (۱) رَوَاہ الْاِمَامُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ فِی کِتَابِ الْاَنْبِیَاءِ، بَابُ نَزُوْلِ عِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ. (۲)

(۱)……حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا۔ جب تم میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

(۲)…… وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قَالَ وَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا، اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ (۳)

---

(۱) إمامكم منكم معناه يصلى (اى عيسى عليه السلام) معكم بالجماعة والإمام من هذه الأمة (عمدة القارى ج۱۶، ص۴۰) وقال ملا على القارى والحاصل إن إمامكم واحد منكم دون عيسى عليه السلام (مرقاة شرح المشكوة ج۵، ص ۲۲۲) وقال الحافظ ابن حجر قال أبو الحسين الخسعمى الآبرى فى مناقب الشافعیؒ تواترت الأخبار بأن المهدى من هذه الأمة وإن عيسى عليه السلام يصلى خلفه (فتح البارى ج ۶، ص ۴۹۳).

(۲) صحیح البخاری: ج ۱، ص ۴۹۰.

(۳) اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ ج ۱ ص۸۷.

(۲)...... حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے ایک جماعت قیام حق کے لیے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں ان مبارک کلمات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا تشریف لایئے ہمیں نماز پڑھایئے (اس کے جواب میں) عیسیٰ علیہ السّلام فرمائیں گے (اس وقت) امامت نہیں کروں گا۔ تمہارا بعض بعض پر امیر ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے) اس فضیلت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کی ہے۔

﴿تشریح﴾ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام نزول کے وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں گے اور امام خود عیسیٰ علیہ السّلام نہیں ہوں گے، بلکہ امت کا ایک فرد یعنی خلیفۂ مہدیؒ ہوں گے، چنانچہ حافظ ابن حجر بحوالہ مناقب الشافعی از امام ابوالحسین آبریؒ لکھتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک نماز خلیفۂ مہدیؒ کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ (۱)

(۳)...... وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ اَبِی اُسَامَةَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِالْکَرِیْمِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عَقِیْلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمُ الْمَهْدِیُّ تَعَالَ صَلِّ لَنَا، اَلْحَدِیْثُ ذَکَرَهُ الشَّیْخُ ابْنُ الْقَیِّمِ فِی الْمَنَارِ الْمُنِیْفِ (۱۴۷) وَعَزَاهُ لِلْحَافِظِ ابْنِ اَبِی اُسَامَةَ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَقَالَ وَهٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ.

---

(۱) فتح الباری ج ۶، ص ۴۹۳

(۳)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام (آسمان سے) اتریں گے تو امت کا امیر مہدیؓ ان سے عرض کرے گا ، آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے تو عیسیٰ علیہ السّلام فرمائیں گے تمہارا بعض بعض پر امیر ہے۔ اس فضیلت کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مرحمت فرمائی ہے۔ (۱)

﴿تشریح﴾ اس حدیث میں امام کے بارے میں تصریح آگئی کہ وہ خلیفۂ مہدیؓ ہوں گے۔ لہٰذا بخاری شریف و مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں بھی امام اور امیر سے مراد خلیفۂ مہدیؓ ہی ہیں۔

اَقُوْلُ اَلْحَارِثُ بْنُ اَبِی اُسَامَةَ هُوَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ اَبُوْ مُحَمَّدِنِ الْحَارِثُ بْنُ مُحَمَّدِ اَبِی اُسَامَةَ التَّمِيْمِیُّ الْبَغْدَادِیُّ صَاحِبُ الْمُسْنَدِ (الْمُتَوَفّٰی ۲۸۲ھ) (۲) وَاَمَّا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِالْكَرِيْمِ فَهُوَ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِالْكَرِيْمِ بْنِ مَعْقِلِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَبُوْ هِشَامِ الصَّنْعَانِیُّ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَه اَبُوْدَاوُدَ فِیْ سُنَنِه وَابْنُ مَاجَةَ فِیْ تَفْسِيْرِه (۳) وَاَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَهُوَ ابْنُ عَقِيْلِ بْنِ مَعْقِلِ الصَّنْعَانِیُّ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَه اَبُوْدَاوُدَ (۴) وَاَمَّا عَقِيْلٌ فَهُوَ ابْنُ مَعْقِلِ بْنِ مُنَبِّهِ الْيَمَانِیُّ ابْنُ اَخِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ صَدُوْقٌ اَخْرَجَ لَه اَبُوْ دَاوُدَ (۵) وَاَمَّا وَهْبٌ

---

(۱) المنار المنیف ۱۴۷ بحوالۃ مسند ابی اسامۃ.

(۲) الرسالة المستطرفة ص ۵۶.

(۳) تهذيب التهذيب ص ۸.

(۴) تقريب التهذيب ص ۹۲.

(۵) تقريب التهذيب ص ۳۹۶

فَهُوَ ابْنُ مُنَبِّهِ بْنِ كَامِلِ الْيَمَانِيُّ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْاَبْنَاوِيُّ (بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَسُكُوْنِ الْمُوَحَّدَةِ بَعْدَهُ نُوْنٌ)ثِقَةٌ اَخْرَجَ لَهُ اَصْحَابُ السِّتَّةِ سِوَى ابْنِ مَاجَةَ وهُوَ اَخْرَجَ لَهُ اَيْضًا فِيْ تَفْسِيْرِهِ(١) فَالْحَاصِلُ اِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ جَيِّدٌ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ قَيِّمٍ وَقَدْ صَرَّحَ فِيْهِ وَصْفَ الْاَمِيْرِ الْمَذْكُوْرِ بِاَنَّهُ الْمَهْدِيُّ فَيَكُوْنُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُفَسِّرًا لِلْمُرَادِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الَّذِىْ اَوْرَدَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فتنبّه.

(٣)...... وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ خِفَّةٍ مِنَ الدِّيْنِ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ ثُمَّ قَالَ ثُمَّ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُنَادِيْ مِنَ السَّحَرِ فَيَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَخْرُجُوْا اِلَى هٰذَا الْكَذَّابِ الْخَبِيْثِ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَجُلٌ جِنِّيٌّ فَيَنْطَلِقُوْنَ فَاِذَا هُمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتُقَامُ الصَّلوٰةُ فَيُقَالُ لَه تَقَدَّمْ يَا رُوْحَ اللهِ فَيَقُوْلُ لِيَتَقَدَّمْ اِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ فَاِذَا صَلُّوْا صَلٰوةَ الصُّبْحِ خَرَجُوْا اِلَيْهِ قَالَ فَحِيْنَ يَرَاهُ الْكَذَّابُ يَنْمَاثُ كَمَا يَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

(رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِى الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ. وَقَالَ الشَّيْخُ الذَّهَبِىُّ فِيْ تَلْخِيْصِه هُوَ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ)(٢) لِيَتَقَدَّمْ اِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ وَالْإِمَامُ حِيْنَئِذٍ هُوَالْمَهْدِيُّ كَماجَاءَ التَّصْرِيْحُ فِي الْحَدِيْثِ رقم ٤٠.

---

(١)تقريب التهذيب ص ٥٨٥

(٢) المستدرک ج٤، ص ٥٣٠.

(۴)...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین کے کمزور ہو جانے کی حالت میں دجّال نکلے گا اور دجّال سے متعلق تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا بعد ازاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام (آسمان سے) اتریں گے اور بوقتِ سحر (یعنی صبح صادق سے پہلے) آواز دیں گے کہ اے مسلمانو! تمہیں اس جھوٹے خبیث سے مقابلہ کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کوئی جنّات ہے۔ پھر آگے بڑھ کر دیکھیں گے تو انھیں عیسیٰ علیہ السّلام نظر آئیں گے۔ پھر نماز فجر کے لیے اقامت ہوگی تو ان کا امیر کہے گا، اے روح اللہ امامت کے واسطے آگے تشریف لائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فرمائیں گے، تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں گے تو (حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی قیادت میں) دجّال سے مقابلہ کے لیے نکلیں گے۔ دجّال جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھے گا تو (مارے خوف کے) نمک کے پگھلنے کی طرح پگھلنے لگے گا۔

(۵)...... وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْعَمُ اُمَّتِی فِیْ زَمَنِ الْمَهْدِیِّ نِعْمَةً لَّمْ یَنْعَمُوْا قَطُّ وَیُرْسِلُ السَّمَاءُ عَلَیْهِمْ مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الْاَرْضُ شَیْئًا مِنْ نَّبَاتِهَا اِلَّا اَخْرَجَتْهُ. اَوْرَدَهُ الْهَیْثَمِیُّ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ وَقَالَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ(۱).

(۵)...... حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مہدیؓ کے زمانہ میں میری امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار اُگا دے گی۔

---

(۱) مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷.

(٦)......عَنْ اَبِی اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فَقَالَتْ اُمُّ شَرِیْکٍ بِنْتُ اَبِی الْعَکْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَیْنَ الْعَرَبُ یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ هُمْ یَوْمَئِذٍ قَلِیْلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَیْتِ الْمَقْدِسِ وَاِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ قَدْ تَقَدَّمَ یُصَلِّیْ بِهِمُ الصُّبْحَ اِذْ نَزَلَ عَلَیْهِمُ ابْنُ مَرْیَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذٰلِکَ الْاِمَامُ یَنْکُصُ یَمْشِی الْقَهْقَرٰی لِیَتَقَدَّمَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَیَضَعُ عِیْسٰی یَدَه بَیْنَ کَتِفَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ لَه تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَکَ اُقِیْمَتْ فَیُصَلِّی بِهِمْ اِمَامُهُمْ اَلْحَدِیْثُ. رَوَاهُ الْحَافِظُ ابْنُ مَاجَةَ الْقَزْوِیْنِیُّ وَذَکَرَهُ الْمُحَدِّثُ الْکَشْمِیْرِیُّ فِیْ کِتَابِه التَّصْرِیْحِ ص ۱۴۲ وَعَزَاهُ اِلَی ابْنِ مَاجَةَ (۱) وَقَالَ اِسْنَادُه قَوِیٌّ وَاَمَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَالْمُرَادُ بِه الْمَهْدِیُّ کَمَا جَاءَ التَّصْرِیْحُ بِه فِی الْحَدِیْثِ الَّذِی مَرَّسَابِقًا تَحْتَ رقمْ (۱۱)

(٦)......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس میں ہے کہ ایک صحابیہ ام شریک بنتِ ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عرب اس وقت کہاں ہوں گے؟ (مطلب یہ ہے کہ اہل عرب دین کی حمایت میں مقابلے کے لیے کیوں سامنے نہیں آئیں گے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عرب اس وقت کم ہوں گے اور ان میں بھی اکثر بیت المقدس (یعنی شام) میں ہوں گے اور ان کا امام و امیر ایک رجلِ صالح (مہدیؓ) ہوگا۔ جس وقت ان کا امام نمازِ فجر کے لیے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام اسی وقت (آسمان سے) اتریں گے۔ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السّلام نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السّلام کے امام کے مونڈھوں کے درمیان

---

(۱) سنن ابن ماجه فی حدیث طویل ص ۳۰۷،۳۰۸.

ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے، آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ تمہارے ہی لیے اقامت کہی گئی ہے تو امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔

(۷)......وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَرْفُوْعًا وَيَنْزِلُ عِيْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيَقُوْلُ لَه اَمِيْرُهُمْ يَا رُوْحَ اللّٰهِ تَقَدَّمْ صَلِّ فَيَقُوْلُ هٰذِه الْاُمَّةُ اُمَرَاءُ بَعْضُهُم عَلٰی بَعْضٍ فَيَتَقَدَّمُ اَمِيْرُهُمْ فَيُصَلِّي، اَلْحَدِيْثُ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَصَحَّحَه وَاَوْرَدَهُ الشَّيْخُ الْهَيْثَمِيُّ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِد عَنْ اَحْمَدَ وَ الطَّبْرَانِيِّ ثُمَّ قَالَ وَفِيْهِ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَفِيْهِ ضُعْفٌ وَقَدْ وُثِّق وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيْحِ(۱)

(۷)......حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عیسیٰ علیہ السّلام نمازِ فجر کے وقت (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کا امام ان سے عرض کرے گا، اے روح اللہ آگے تشریف لائیے، نماز پڑھائیے، تو عیسیٰ علیہ السّلام فرمائیں گے۔ اس امت کا بعض بعض پر امیر ہے تو مسلمانوں کا امیر آگے بڑھے گا اور نماز پڑھائے گا۔

﴿تشریح﴾ عیسیٰ علیہ السّلام اس دن کی نمازِ فجر اس وقت کے امام کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بھی امامت کے فرائض انجام دیں گے جیسا کہ دیگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

---

(۲) المستدرک ج ۴، ص ۴۷۸ و مجمع الزوائد ج۷، ص ۳۴۲.

(۸)……وَعَنْ عَلِيّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ فِتْنَۃٌ یَحْصُلُ النَّاسُ فِیْنَا کَمَا یَحْصُلُ الذَّھَبُ فِی الْمَعْدِنِ فَلاَ تَسُبُّوْا اَھْلَ الشَّامِ وَلٰکِنْ سُبُّوْا شِرَارَھُمْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الْاَبْدَالَ یُوْشِکُ اَنْ یُّرْسَلَ عَلٰی اَھْلِ الشَّامِ سَیْبٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَیُغْرِقُ جَمَاعَتَھُمْ حَتّٰی لَوْ قَاتَلَتْھُمُ الثَّعَالِبُ غَلَبَتْھُمْ فَعِنْدَ ذٰلِکَ یَخْرُجُ خَارِجٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْ ثَلٰثِ رَایَاتٍ اَلْمُکَثِّرُ یَقُوْلُ لَھُمْ خَمْسَۃَ عَشَرَ اَلْفًا وَالْمُقَلِّلُ یَقُوْلُ اِثْنَا عَشَرَ، اَمَارَاتُھُمْ اُمَّتْ اُمَّتْ یَلْقَوْنَ سَبْعَ رَایَاتٍ تَحْتَ کُلِّ رَایَۃٍ رَجُلٌ یَطْلُبُ الْمُلْکَ فَیَقْتُلُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا وَ یَرُدُّ اللّٰہُ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ اُلْفَتَھُمْ وَ نَعِیْمَھُمْ وَقَاصِیَھُمْ وَدَانِیَھُمْ.

قَالَ الشَّیْخُ الْھَیْثَمِیُّ اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَفِیْہِ ابْنُ لَھِیْعَۃَ وَھُوَ لَیِّنٌ وَبَقِیَّۃُ رِجَالِہ ثِقَاتٌ وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ وَاَقَرَّہُ الذَّھَبِیُّ وَفِیْہِ رِوَایَۃٌ ثُمَّ یَظْھَرُ الْھَاشِمِیُّ فَیَرُدُّ اللّٰہُ النَّاسَ اُلْفَتَھُمْ وَلَیْسَ فِیْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ اِبْنُ لَھِیْعَۃَ وَھُوَ اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ کَمَا ذُکِرَ.(۱)

(۸)……حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آخر زمانہ میں فتنے برپا ہوں گے۔ ان فتنوں سے لوگ اس طرح چھنٹ جائیں گے جس طرح سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے۔ (یعنی فتنوں کی کثرت وشدّت کی وجہ سے پختہ مومن ہی ایمان پر ثابت رہیں گے)۔ لہٰذا تم لوگ اہلِ شام کو بُرا بھلا مت کہو بلکہ ان میں جو بُرے لوگ ہیں

---

(۱) مجمع الزوائد ج۷، ص ۳۱۷ والمستدرک ج ۴، ص ۵۵۳.

ان کو بُرا بھلا کہو، اس لیے کہ اہل شام میں اولیاء بھی ہیں۔ عنقریب اہل شام پر آسمان سے سیلاب آئے گا (یعنی آسمان سے موسلا دھار بارش ہوگی جو سیلاب کی شکل اختیار کر لے گی) جو ان کی جماعت کو غرق کر دے گا۔ (اس سیلاب کی بناء پر ان کی حالت اس قدر کمزور ہو جائے گی کہ) اگر اُن پر لومڑی حملہ کر دے تو وہ بھی غالب ہو جائے گی۔ اسی (انتہائی فتنہ و ضعف کے زمانہ میں) میرے اہلِ بیت سے ایک شخص (یعنی مہدیؓ) تین جھنڈوں میں ظاہر ہوگا (یعنی ان کا لشکر تین جھنڈوں پر مشتمل ہوگا) اس کے لشکر کو زیادہ تعداد میں بتانے والے کہیں گے کہ ان کی تعداد پندرہ ہزار ہے اور کم بتانے والے اسے بارہ ہزار بتائیں گے۔ اس لشکر کا علامتی کلمہ امت امت ہوگا۔ (یعنی جنگ کے وقت اس لشکر کے سپاہی لفظ امت امت کہیں گے تاکہ ان کے ساتھی سمجھ جائیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے، عام طور پر جنگوں کے موقع پر اس طرح کے الفاظ باہم طے کر لیے جاتے تھے۔ بطورِ خاص شب خون کے موقعوں پر اس اصطلاح کا استعمال اہم سمجھا جاتا تھا تاکہ لاعلمی میں اپنے آدمی کے ہاتھوں اپنا ہی آدمی نہ مار دیا جائے۔ ویسے امت امت کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ دشمنوں کو موت دے یا اے مسلمانو! دشمنوں کو مارو) مسلمانوں کا یہ لشکر سات جھنڈوں پر مشتمل لشکر سے مدِ مقابل ہوگا۔ جس میں سے ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا سربراہ ملک و سلطنت کا طالب ہوگا۔ (یعنی یہ لوگ ملک و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے مسلمانوں سے جنگ کریں گے) اللہ تعالیٰ ان سب کو (مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں) ہلاک کر دے گا (نیز) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جانب ان کی باہمی یگانگت و الفت، نعمت و آسودگی لوٹا دے گا اور ان کے قریب و دور کو جمع کر دے گا۔

(٩) ......وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْمَهْدِيَّ فَقَالَ: هُوَحَقٌّ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ فَاطِمَةَ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ طَرِيْقِ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَسَكَتَ، وَاَيْضًا عَنْهُ الْإِمَامُ الذَّهَبِيُّ (١) وَ اَوْرَدَهُ النَّوَّابُ صِدِّيْقْ حَسَنْ خَانُ اَلْقَنُّوْجِيُّ فِي الْاِذَاعَةِ وَقَالَ صَحِيْحٌ(٢)

(٩)......اُمُّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مہدیؓ کا ذکر کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا مہدیؓ حق ہے۔ (یعنی ان کا ظہور برحق اور ثابت ہے) اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔

قَدْ تَمَّ التَّعْلِيْقُ وَالتَّحْقِيْقُ وَالْاِسْتِدْرَاكُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ اسْمُه عَلٰى يَدِ الْعَاجِزِ حَبِيْبِ الرَّحْمٰنِ الْقَاسِمِيِّ فِيْ ١٢، رَبِيْعِ الثَّانِيْ ١٤١٤ھ۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلاً وَاٰخِيْرًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ.

---

(١) المستدرک ج ۴ ص ٥٥٧.

(٢) الإذاعة لما كان ويكون بين يدى الساعة ص ٦٠ مطبوعة الصديقي بريس ١٢٩۴ھ.

رعایتی قیمت **مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ پاکستان** رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150/-	**مقدمہ قادیانی مذہب** پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75/-	**خاتم النبیین** حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 70/-	**تحفہ قادیانیت** جلد اول مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-
تحفہ قادیانیت جلد دوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-	**تحفہ قادیانیت** جلد سوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-	**تحفہ قادیانیت** جلد چہارم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-	**تحفہ قادیانیت** جلد پنجم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150/-
احتساب قادیانیت جلد اول مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100/-	**احتساب قادیانیت** جلد دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد چہارم حضرت کشمیریؒ ، حضرت تھانویؒ حضرت عثمانیؒ ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125/-
احتساب قادیانیت جلد پنجم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد ششم قاضی سلیمان منصور پوریؒ پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد ہفتم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد ہشتم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125/-
احتساب قادیانیت جلد نہم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد دہم مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد یازدہم بابو پیر بخشؒ قیمت: 125/-	**احتساب قادیانیت** جلد دوازدہم بابو پیر بخشؒ قیمت: 125/-
احتساب قادیانیت جلد سیزدہم مفتی محمد شفیعؒ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ علامہ شمس الحق افغانیؒ قیمت: 125/-	**قومی تاریخی دستاویز** مولانا اللہ وسایا قیمت: 100/-	**آئینہ قادیانیت** مولانا اللہ وسایا قیمت: 50/-	**قادیانی شبہات کے جوابات** جلد اول مولانا اللہ وسایا قیمت: 50/-
قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم مولانا اللہ وسایا قیمت: 100/-	**رئیس قادیان** مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100/-	**سوانح مولانا تاج محمودؒ** صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 80/-	**رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام** مولانا عبداللطیف مسعودؒ قیمت: 100/-

نوٹ تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت 600/-، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت 1300/-

رابطہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب

اور مرزا قادیانی کے متضاد اقوال

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

مخدوم الصلحاء والعلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا وجود اسلامیان وطن کے لیے عطیہ خداوندی تھا۔ آپ کی ذات گرامی سے حق تعالیٰ نے پاکستان میں احیاء اسلام کے لیے گرانقدر کام لیا۔ آپ کے خطبات جمعہ، ملفوظات مجالس، کتب ورسائل، ترجمہ قرآن مجید کے فیوض وبرکات سے آج ایک زمانہ متمتع ہو رہا ہے۔ آپ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے پہلے امیر مرکزیہ تھے۔ یہ سب آپ کی باقیات الصالحات ہیں۔ تقریباً ہر بددین فتنہ کے خلاف تحریری وتقریری طور پر آپ نے کام کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آپ کی ایمان پرور یادیں، جہاد آفریں کوششیں تاریخ کا انمٹ حصہ ہیں۔ انھیں یادوں میں سے ایک یہ کتابچہ بھی ہے۔ جسے ’’احتسابِ قادیانیت‘‘ کی اس جلد میں شائع کرنے کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

خاکپائے حضرت لاہوریؒ
فقیر اللہ وسایا، ۱۰؍دسمبر ۲۰۰۵ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم.

برادرانِ اسلام! تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کے باطل فرقہ کی اشاعت کا دروازہ تقریباً بند ہو چکا تھا۔ کیوں کہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس باطل اور کفر پرست فرقہ کا پول اس قدر کھول دیا تھا کہ انھیں اتنی ہمت نہیں ہوسکتی تھی کہ کہیں اہل سنت والجماعت کے مقابلہ پر آئیں۔ انھیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں کہ انھیں مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ بالخصوص مجلس احرار ہند کے صدر مجاہد اعظم، مجسمۂ شجاعت، عاشق قرآن، حافظ قرآن، مقرر سحر بیان، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احراری فوج کی معیت میں مرزائیت کے قلعہ پر اپنی تقریروں کے گولوں سے وہ بمباری کی کہ مرزائیت کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ مرزائیت کے قلعہ کے مسمار ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے مرزائیوں کے مسلمان ہونے یا ان کے خادم اسلام ہونے کا خیال نکل گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں عقیدہ راسخ ہوگیا کہ فرقہ مرزائیہ اسلام کے بھیس میں اسلام سے دشمنی کر رہا ہے۔

تقسیم ملک

کے بعد اس فرقہ باطلہ نے پھر سر اٹھایا۔ کیونکہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ کئی مرزائی معزز عہدوں پر برسر اقتدار آ گئے۔ اور وہ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے اور ہر ممکن کوشش کر کے انھیں اچھی سی اچھی جگہیں دلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اس لیے بہت سے نوجوان روٹی کی خاطر مرزائیت کی رو میں بہتے نظر آتے ہیں۔ ابھی چند دن کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک نوجوان کلرک آیا اور کہا کہ ہم چند دوست ہیں سوائے میرے باقی سب مرزائی ہونے پر آمادہ ہو چکے ہیں کہ ہمارے مسلمان افسر ہماری کوئی مدد نہیں کرتے۔ اور مرزائی افسر اپنے چھوٹے چھوٹے آدمی کے لیے پوری امداد کرتے ہیں۔ اور اسے کامیاب کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی رائے

راقم الحروف (مولانا احمد علی لاہورؒ) ایک مرتبہ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم و مغفور سے ملا اور ان سے میں نے سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب! نوجوان طبقہ کیوں مرزائیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ فرمانے لگے، مولوی صاحب! روٹی کے باعث ادھر جھک جاتے ہیں۔

روٹی کے لیے ایمان نہ بیچیں

برادرانِ اسلام! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں انسان ہوتا ہے۔ اس وقت فرشتہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے انسان کا رزق مقدر لکھ دیتا ہے۔ میرے بھائیو! جو رزق ماں کے پیٹ میں مقدر ہو چکا ہے۔ اس میں سے ایک دانہ بھی چھوڑ کر انسان دنیا سے نہیں جائے گا اور نہ اس رزقِ مقدر سے ایک دانہ زائد کھا کر جائے گا۔ جب واقعہ یہ ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مسلمان روٹی کے لیے اپنا ایمان نہ بیچیں۔ ورنہ یاد رکھیے۔ ایمان بیچ کر روٹی حاصل کرنے میں دنیا تو برباد ہو گی مگر اس کے ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔

نفرت بلا سبب نہیں ہے

برادرانِ ملت! مرزائیوں سے مسلمانوں کی نفرت بلا سبب نہیں ہے بلکہ اس کے لیے کئی اسباب ہیں۔ ان کی مختصر سی فہرست پیش کرتا ہوں۔

پہلا سبب: مرزا غلام احمد نے ایسی امت تیار کی ہے جو کہ انگریزوں کی وفادار فوج ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی، جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لیے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپے کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔" (تحفہ قیصریہ، ص ۱۲۱۱، خزائن ج ۱۲، ص ۲۶۳۔۲۶۴)

مسلمانوں کی نظر میں انگریز

مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کو اس کے موجودہ خیالات وحالات کی بناء پر خدا تعالیٰ کا دشمن، رسول اللہ ﷺ کا دشمن، قرآن کا دشمن، اسلام کا دشمن، مسلمان کا دشمن جانتے ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو اس کی وفادار فوج بنانا چاہتا ہے جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

نتیجہ: ان حالات میں مسلمان کیوں نہ مرزائیت سے متنفر ہوں۔

دوسرا سبب...... خدا تعالیٰ کی توہین

(اپنے خدا ہونے کا دعویٰ)

ایک طرف تو مرزا غلام احمد قادیانی خدا تعالیٰ کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ اپنی کتاب دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸، ص ۲۳۱ میں کہتا ہے۔

"سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

اور دوسری طرف خود خدا ہونے کا مدعی ہے کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور کیا یہ دعویٰ نمرود اور فرعون جیسا نہیں ہے؟ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔

’’میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳، ص ۱۰۳)

تیسرا سبب...... خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَظْهَرُا الْحَقِّ وَالْعُلیٰ کَاَنَّ اللّٰہُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ.

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

چوتھا سبب...... خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلة اولادی. (حاشیہ اربعین نمبر ۴، ص ۱۹، خزائن ج ۱۷، ص ۴۵۲)

پانچواں سبب...... رسول اللہ ﷺ کی توہین

۱ محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر نمبر ۴۳ جلد ۲، ص ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

کیا ان شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

جو شخص انگریزوں کے لیے ظاہر و باطن فوج تیار کرنے والا ہو۔ اور جو شخص خود کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا کہے اور جو شخص انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے۔ بلکہ رسول ﷺ سے اپنے آپ کو افضل سمجھے، کیا مسلمان اس سے خوش ہو سکتے ہیں؟ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

نوٹ: یہ اشعار اس نظم کے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید اکمل آف گولیکے نے لکھی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور مرزا قادیانی اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور اس وقت خود مرزا قادیانی اور کسی دوسرے نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور اعوانہم وہیں موجود تھے۔ (الفضل قادیان ج ۳۲ ش ۱۹۶ اس ۴ مورخہ ۲۲ راگست ۱۹۴۴ء)

۲ رسول اللہ ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷، ص ۱۵۳)

اور اپنے معجزات کی تعداد، (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) پر دس لاکھ بتلائی ہے۔ کیا یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

۳ ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں جو صریح کفر ہے۔

چھٹا سبب...... رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی توہین

''میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے لیے نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹، ص ۱۴۰، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، حاشیہ خزائن ج ۱۷، ص ۵۱)

مسلمانوں کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود کے فتوے

۱ کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو:

''قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر ایمان لے آیا ہے لیکن حقیقی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں ہے پھر غیر احمدی کا جنازہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔'' (انوار خلافت ص ۹۲)

۲ مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں:

''غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں ہے۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں...... اس لیے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح اپنے دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔'' (برکات خلافت ص ۷۳، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

۳ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں:

''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔'' (انوار خلافت، ص ۸۹)

۴ غیر احمد ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں:

''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقینا حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔''

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶، مصنفہ بشیر الدین محمود)

۵ تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں:

''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵)

۶ غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو:

''پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔'' (انوار خلافت ص ۹۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا

''میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔''

(کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳، ص ۱۰۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین بزبانِ مرزا غلام احمد قادیانی

۱ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(حاشیہ ضمیمہ آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱، ص ۲۹۱)

''آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱، ص ۲۹۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں کتابوں کی

پچاس الماریاں لکھیں:

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵، ص ۱۵۵)

ساتواں سبب مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے سب مسلمان حرام زادے ہیں

''ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔''

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۵۴۷-۵۴۸، خزائن ج ۵، ص ایضاً)

آٹھواں سبب: مرزا کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بدتر ہیں:

''میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔''

(ترجمہ عربی نجم الہدیٰ، ص ۱۰، خزائن ج ۱۴، ص ۵۳)

نواں سبب: مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے:

''خدا نے مجھے ہزارہا نشانات (معجزات) دیے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳، ص ۳۳۲)

کیا یہی شرافت ہے؟

برادرانِ اسلام! کیا یہی شرافت ہے جس کے بل بوتے پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہیں کیا پیغمبروں کے یہی اخلاق ہوتے ہیں؟ مرزا غلام احمد نے اپنے نہ ماننے والے سب مسلمانوں کو حرام زادہ سور اور شیطان سے تعبیر کیا ہے اور سب مسلمان عورتوں کو کتیاں بنا دیا ہے ایسے گرے ہوئے اخلاق کا انسان شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائے کہ نبی اور رسول ہو۔

پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ

پیغمبر تو سب سے بڑھ کر اعلیٰ درجے کا با اخلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے: ''بے شک تو (اے پیغمبر) بڑے خلق والا ہے۔'' (القلم۔۴)

دسواں سبب...... انگریزوں کا خود کاشتہ پودا

نبوت کا دعویٰ

”اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔“

(مائدہ، ۵۱)

اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ جو یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھے وہ انھیں میں سے۔ اور مرزا قادیانی مسلمانوں کے نبی بنتے ہیں اور نصاریٰ کے یارِ غار ہیں:

”صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ ”اس خود کاشتہ پودا“ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔ اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار، دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔ تا کہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔“

درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ۔

منجانب: خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳، ص ۲۱)

حاصل: یہ کہ: مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت خداداد نہیں تھی۔ بلکہ انگریزوں نے اسے نبی بنایا تھا۔ اس لیے انگریزوں کی حمایت کے لیے مرزا صاحب نے پچاس الماریاں کتابوں کی لکھ کر تمام ممالکِ اسلامیہ میں وہ کتابیں شائع کیں۔

گیارھواں سبب

عیسائی حکومت کے خلاف جہاد کرنے والے حرامی ہیں:

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو

عیسائیت کی تصویر اور اس کے خال و خط تھے وہ اسلام کے مخالف تھے۔ اسی لیے اس وقت کے عیسائی اسلام سے ٹکرائے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی:

ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ، واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ. (بخاری ج ۲، ص ۹۸۱۔ باب کیف کان یمین النبی ﷺ)

''کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہو گا۔ قیصر ہلاک ہو گا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہو گا۔''

اس فرمان کی بنا پر صحابہ کرامؓ نے قیصر کی حکومت کو تباہ کیا۔ اس کے بعد صلیبی جنگوں میں عیسائی طاقتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہیں۔ گویا کہ ابتداء اسلام سے آج تک عیسائیوں سے جہاد ہوتا رہا۔ انگریزوں نے ہی خلافت اسلامی کو پارہ پارہ کیا۔ انگریزوں نے ہی فلسطین میں یہودیوں کو آباد کیا۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انگریزوں سے جہاد کرنے والے حرامی ہیں:

''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یہ یاد رہے کہ سوال ان کا نہایت ہی حماقت کا ہے کیونکہ جن کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔'' (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق، ملحقہ شہادت القرآن، ص ۸۴، خزائن ج ۶، ص ۳۸۰)

بارھواں سبب: ممانعت جہاد اور اطاعت انگریزی میں کتابوں کی:

پچاس الماریاں

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار تقسیم کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام، کابل اور روم تک پہنچایا۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ بن جائیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵، ص ۱۵۵)

تیرھواں سبب: مرزا کا دین انگریز کی وفاداری

''دوستو! میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس

نے ظالموں کے ہاتھوں سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔" (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ملحقہ شہادت القرآن، ص۸۴، خزائن ج۶، ص۳۸۰)

وہ حکومت برطانیہ جو خدا کی دشمن (بحیثیت تثلیث پرست ہونے کے) رسول اللہ ﷺ کی دشمن (کہ آپ کو سچا نبی نہیں مانتی) قرآن کی دشمن (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں مانتی) اسلام کی دشمن (کہ اس کے مٹانے کے درپے رہے) مسلمان کی دشمن (کہ ہمیشہ مسلمانوں کے درپے آزار رہی) ایسی بے ایمان و دشمن اسلام حکومت کی وفاداری مرزا قادیانی کا جزو ایمان ہے کیا کوئی سچا مسلمان مرزا قادیانی کے اس عقیدہ میں ہم خیال ہوسکتا ہے؟ ہاں وہ لوگ مرزا قادیانی کے ہمنوا ہوسکتے ہیں جو اپنے گناہوں کے سبب سے اپنی عقل سلیم کھو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی سمجھ بوجھ سلب کرلی ہو۔ **اللھم لا تجعلنا منھم.**

چودھواں سبب...... نبوت کا دعویٰ

"سچا وہ خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸، ص۲۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا مسلمان ہر جھوٹے مدعی نبوت کو اس حدیث کی بنا پر دجال کہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمانوں کے عقیدہ میں انہیں دجالوں میں سے ایک ہیں۔

پندرھواں سبب...... عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ

"اس خدا کی تعریف جس نے مسیح بن مریم بنایا۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۷۵، اربعین نمبر۳، ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱)

یہ دعویٰ تو تقریباً تمام کتابوں میں موجود ہے۔ مسلمان تو اس عیسیٰ ابن مریم کی آمد کے قائل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے تقریباً پونے پانچ سو سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور جو دمشق میں آسمان سے نازل ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنا دین بنائیں گے۔

سولھواں سبب...... ابراہیمؑ ہونے کا دعویٰ

"آیت: **واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی** ۔ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ

جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔‘‘

(اربعین نمبر ۳، ص ۳۲ خزائن ج ۱۷، ص ۴۲۱)

اس دعویٰ میں قرآن کی آیت کی تحریف ہے اللہ تعالیٰ ایسی بے ایمانیوں سے بچائے کیا رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک مسلمان گمراہ ہی رہے کہ انھوں نے اس آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ کو غلط سے بنائے رکھا تھا؟ (معاذ اللہ)

برادرانِ اسلام! آئندہ درج شدہ حوالہ جات سے یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ قادیانی نبی اپنے ہی فیصلہ کے مطابق کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ملعون ہے، پاگل ہے، منافق ہے، مخبوط الحواس ہے اور جھوٹا ہے۔

قادیانی نبی کی متضاد باتیں

’’قادیان طاعون سے اس لیے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱۸، ص ۲۲۶) ’’اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر ہیبت اثر ڈالے گی مگر قادیان یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا۔‘‘ (اخبار الحکم، ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)	’’طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔‘‘ (حقیقۃ الوحی حاشیہ ۸۴، خزائن ج ۲۲، ص ۸۷)
چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لیے اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں۔ منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقہ سے نکل کر قادیان یا دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے ہرگز نہ ہلیں۔ (اشتہار لنگر خانہ کا انتظام مجموعہ اشتہارات ج ۳، ص ۲۶۷ حاشیہ)	’’مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑنے والے ٹھہرائے جائیں گے۔‘‘ (ریویو ج ۹، ص ۳۶۵، ستمبر ۱۹۰۷ء، مریدوں کے لیے عام ہدایت)

برادرانِ اسلام! میں اس رسالہ میں مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے سے ثابت کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرام زادے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے شیطان ہیں۔	”کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۲۶، حاشیہ خزائن ج۳، ص۱۱۵) ”جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔“ (ازالہ ص۱۳، خزائن ج۳، ص۱۰۹) ”گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔“ (ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴، ص ۵، خزائن ج۱۷ص۴۷۱)
”ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، حاشیہ خزائن ج ۱۱، ص۲۹۳)	مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔ (البشریٰ جلد نمبر۱، صفحہ۲۴) ”حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بےنفس بندے تھے۔“ (مقدمہ براہین احمدیہ ص۱۰۴، حاشیہ خزائن ج۱، ص۹۴)
مرزا قادیانی مسیحؑ کے معجزے کے متعلق کہتے ہیں: ”ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔“ (ازالہ اوہام ص۳۰۷، حاشیہ خزائن ج۳، ص۲۵۶)	”حضرت مسیح کی چڑیاں باوجود یہ کہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۶۸، خزائن ج۵، ص ایضاً)
”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ خزائن ج۱۱، ص۲۹۰)	”اور سچ صرف اس قدر ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھلائے جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے۔“ (ریویو آف...... ج۱ نمبر۹، ص۳۴۲، ماہِ ستمبر۱۹۰۲ء)
”حضرت مسیح کی حقیقت نبوت کی یہ ہے کہ وہ براہِ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے۔“ (اخبارِ بدر ج۱ نمبر۸ ص۶۸، ۸ رمضان ۱۳۲۰ھ)	”حضرت مسیح کی جو بزرگی ملی۔ وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ملی۔“ (مکتوب احمدیہ، ج۱۳، ص۱۲)

’’خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا۔‘‘ (البشریٰ ج ۲، ص ۶۸)	’’حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسفؑ کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، حاشیہ خزائن ج ۳، ص ۲۵۵)
’’یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کو یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی۔ اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز ج ۱، نمبر ۴، ص ۱۵۹، اپریل ۱۹۰۲ء)	’’خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، حاشیہ خزائن ج ۱۱، ص ۲۹۳) نوٹ: مرزا قادیانی کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے نام ہیں۔ چنانچہ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ’’مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳، ص ۵۲)

حضرۃ مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں

’’میرا یہ دعوے ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۷، ص ۲۹۵)	’’اس عاجز نے جو مثیل مسیح کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود کا خیال کر بیٹھے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۱۹۵، خزائن ج ۳، ص ۱۹۲)
’’وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۲۹۱، خزائن ج ۳، ص ۲۴۹)	’’جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتا لگتا ہے اس کا انھیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲، ص ۳۱)
’’یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۲۶۳، خزائن ج ۳، ص ۴۳۶)	’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۹۲، خزائن ج ۲۱، ص ۳۶۵)

”ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔“ (حمامۃ البشریٰ ص ۲۱، خزائن ج ۷، ص ۲۰۲)	”مسیح آسمان پر جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔“ (تشحید الاذہان، ج ۱ نمبر ۲ ص ۵، ماہ جون ۱۹۰۶ء ملفوظات ج ۸، ص ۴۴۵)
”بائبل اور ہماری حدیثوں اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳، ص ۵۲)	”حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا۔ یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۳۰، خزائن ج ۲۱، ص ۴۰۶)
”آپ کے ہاتھ میں سوائے مکرو فریب کے کچھ نہ تھا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱، ص ۲۹۱)	”ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵، ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۱، ص ۲۶۳)
”حضرت عیسیٰ تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱، ص ۴۳۱)	”حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔“ (نصرۃ الحق براہین احمدیہ، ص ۴۵، خزائن ج ۲۱، ص ۵۸)
”میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔“ (تریاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵، ص ۴۳۲)	”دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲، ص ۱۸۵)
مسیح کے چال چلن کے متعلق مرزا لکھتا ہے:: ”ایک کھاؤ پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ، ج ۳، ص ۲۳، ۲۴)	”انھوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسی دعویٰ نہیں کیا۔ جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔“ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، خزائن ج ۲۰، ص ۲۳۶)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے

”وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ اور مجھے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷، ص ۲۹۷)	”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰، ص ۱۲۷) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲، ص ۴۰۶)
”اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہان محمد مصطفےٰ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ میں نبوت کا مدعی بنتا۔“ (حمامۃ البشریٰ ص ۸۳، خزائن ج ۷، ص ۳۰۲)	”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۸، ص ۲۳۱)

مرزا کا اپنے ملعون ہونے کا فیصلہ

”ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج ۶، ص ۲، ۳۔ مجموعہ اشتہارات ج ۲، ص ۲۹۷)	”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (اخبار بدر ۵، مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج ۱۰، ص ۱۲۷) ”نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲، ص ۴۰۶)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ منافق اور پاگل ہیں

”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“ (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰، ص ۱۴۳)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ مخبوط الحواس ہیں

”اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲، ص ۱۹۱)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ دانش مند نہیں

اوران کے حواس درست نہیں

”کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔“

(ازالہ اوہام، ص ۲۳۹، خزائن ج ۳، ص ۲۲۰)

مرزا کا اپنے متعلق فیصلہ کہ جھوٹے ہیں

’جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ، ص ۱۱۱، ج ۵، خزائن ج ۲۱، ص ۲۷۵)

برادرانِ اسلام: بندہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح پوزیشن آپ کے سامنے واضح کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے مدنی اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور جو لوگ مرزائی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں تائب ہو کر پھر اسلام کا متبع بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بحضور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ اللہ! مُحمّد ترا نام اے ساقی
اَن گِنت تجھ پہ درُود اور سلام اے ساقی
بعد اللہ کے ہے تیرا مقام اے ساقی
کِس کی جُرأت ہے کرے اِس میں کلام اے ساقی
از اَزل تا بہ اَبد تیری ہی سرداری ہے
سیّدُ الکُل ہے تُو ہے سب کا اِمام اے ساقی
تجھ پہ اللہ کی رحمت کا ہے سایہ ہر دم
کُل جہاں پر تری رحمت ہے مُدام اے ساقی
فرشیوں پر تو عِنایات کی کچھ حد ہی نہیں
عرشیوں پر بھی ترا فیض ہے عام اے ساقی
واسطہ تجھ کو براہیمؑ کی فرزندی کا
ایک کوثر کا چھلکتا ہُوا جام اے ساقی
آلِ اطہارؓ کے صدقے ہو عطا اِک ساغر
اِک پیالہ پئے اصحابؓ کرام اے ساقی
خستہ جانوں سے کوئی پُوچھے حلاوت اس کی
راحتِ جان و جگر ہے ترا نام اے ساقی
کبھی تنہائی میں محسوس کِیا کرتا ہُوں
صحنِ دل میں ترا آہستہ خرام اے ساقی
مہ جبیں لاکھ سہی شہرۂ آفاق مگر
اُن کے حلقے میں ہے تو ماہِ تمام اے ساقی
نازنیں ایک سے اِک بڑھ کے جہاں میں آئے
ہے تری ذات مگر رشکِ خیام اے ساقی
وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ ہے خُدا کا اِرشاد
از اُفُق تا بہ اُفُق تیرا پیام اے ساقی
مٹنے والے ہیں سبھی نقش جہانداروں کے
نقش ہے تیرا فقط نقشِ دوام اے ساقی
تجھ پہ اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا سلام
ہم غلاموں کی بھی جانب سے سلام اے ساقی
سوچتا ہوں غمِ دل عرض کروں یا نہ کروں
اِن دنوں فکر سے ہے جینا حرام اے ساقی
خوار ہے عالَمِ اِسلام نصاریٰ کے تلے
آج اُمّت کا دِگرگوں ہے نِظام اے ساقی
نگہِ لُطف غریبوں پہ خُدارا ہو جائے
پھر سنور جائے یہ بگڑا ہُوا کام اے ساقی
دل مرا ڈُوب رہا ہے کہ تہی دامن ہُوں
ہونے والی ہے اُدھر زیست کی شام اے ساقی
ایک اُمّیدِ شفاعت ہے فقط زادِ سفر
جس سے ہمّت سی ہے کچھ گام بگام اے ساقی

لاج رکھنا کہ ترے رحم و کرم پر ہے نفیسؔ
ہے ترے در کا غلام ابنِ غلام اے ساقی

نفیس الحسینی

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ملت اسلامیہ کا موقف

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تعارف!

نحمده ونصلى علىٰ رسوله خاتم النبيين ، امابعد!

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ربوہ اور لاہوری پارٹی کے مرزائی سربراہوں نے اپنا اپنا موقف قومی اسمبلی میں پیش کیا۔

امت محمدیہ کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی زیرنگرانی مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مرزائیت سے متعلق مذہبی وسیاسی مواد جمع کیا جس سے مرزائیت کی مذہبی وسیاسی حیثیت کو سمجھا، پرکھا، ناپا، تولا جاسکتا ہے۔ مذہبی حصہ کی ترتیب وتدوین حضرت مولانا محمد تقی عثمانی جسٹس سپریم کورٹ وفاقی شرعی عدالت اور سیاسی حصہ کی ترتیب وتدوین مولانا سمیع الحق ممبر سینٹ آف پاکستان نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اسی ہزار روپے کی لاگت سے اسے شائع کردیا۔ جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔ یہ کتاب ردقادیانیت پر لٹریچر کا نچوڑ ہے۔ اسے عربی، انگریزی میں بھی جماعت نے شائع کیا۔ اکوڑہ خٹک ومکتبہ امدادیہ ملتان نے اس کا اردو ایڈیشن شائع کیا ہے۔

اب اسے احتساب قادیانیت کی پندرھویں جلد میں شائع کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا مفتی محمودؒ مفکر اسلام سے اس تعلق کو ہمارے کے لئے سعادت دارین کا باعث بنائیں۔ وماذالك على الله بعزيز!

فقیر: اللہ وسایا... ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ... ۹/۵/۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ
اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ.

"اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ آئی ہو۔" (انعام ۹۳)

ارشاد آنحضرت ﷺ

اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.

"میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (حدیث صحیح)

(ابو داؤد جلد دوم ص ۱۲۷ باب الفتن ترمذی، جلد دوم ص ۴۵ ابواب الفتن)

مصور پاکستان کی فریاد

"میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے، یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔" حرف اقبال، ص ۱۲۸: مطبوعہ لاہور

"ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا، کہ حکومت اس نے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے (ہندوؤں سے) علیحدگی کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے

مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے

"مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، دو حالتوں سے خالی نہیں، یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتراء علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے، تو ایسی صورت میں نہ صرف، وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے، اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا، تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔"

"کلمۃ الفصل" ص ۱۲۳ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

قادیانی لاہوری جماعت کے امیر محمد علی لاہوری کا ایک بیان

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

"تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔"

(اقتباس از "مباحثہ راولپنڈی" مطبوعہ قادیان، ص ۲۴۰)

عقیدۂ ختم نبوت

اور

مرزائی جماعتیں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ!

''یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرارداد

جناب اسپیکر، قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انھیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکۃ المکرمہ مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی

تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انھیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

۱۔ دستخط مولانا مفتی محمود
۲۔ " مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری
۳۔ " مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی
۴۔ " پروفیسر غفور احمد
۵۔ " مولانا سیّد محمد علی رضوی
۶۔ " مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)
۷۔ " چوہدری ظہور الٰہی
۸۔ " سردار شیر باز خان مزاری
۹۔ " مولانا محمد ظفر احمد انصاری
۱۰۔ " جناب عبدالحمید جتوئی
۱۱۔ " صاحبزادہ احمد رضا خاں قصوری
۱۲۔ " جناب محمود اعظم فاروقی
۱۳۔ " مولانا صدر الشہید
۱۴۔ " مولانا نعمت اللہ
۱۵۔ " جناب عمرہ خاں
۱۶۔ " مخدوم نور محمد
۱۷۔ " جناب غلام فاروق
۱۸۔ " سردار مولا بخش سومرو
۱۹۔ " سردار شوکت حیات خان
۲۰۔ دستخط حاجی علی احمد تالپور
۲۱۔ " جناب راؤ خورشید علی خاں
۲۲۔ " جناب رئیس عطا محمد خاں مری

نوٹ بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے۔

۲۳۔ " نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی
۲۴۔ " جناب غلام حسن خاں ڈھانڈلہ
۲۵۔ " جناب کرم بخش اعوان
۲۶۔ " صاحبزادہ محمد نذیر سلطان
۲۷۔ " مہر غلام حیدر بھروانہ
۲۸۔ " میاں محمد ابراہیم برق
۲۹۔ " صاحبزادہ صفی اللہ
۳۰۔ " صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری
۳۱۔ " ملک جہانگیر خان
۳۲۔ " جناب عبدالسبحان خان
۳۳۔ " جناب اکبر خاں مہمند
۳۴۔ " میجر جنرل جمالدار
۳۵۔ " حاجی صالح خاں
۳۶۔ " جناب عبدالمالک خاں
۳۷۔ " خواجہ جمال محمد کوریجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے، وہ یہ ہے کہ، نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہو گئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی آ سکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ ’’ختم نبوت‘‘ کے نام سے معروف ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلا مبالغہ بیسیوں آیات اور آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مفصل کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی۔ البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطورِ خاص توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے عقیدۂ ختم نبوت کی سینکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبر بھی دی تھی کہ:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْباً مِنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ. ’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔‘‘
(صحیح بخاری ص۱۰۵۴ ج ۲ کتاب الفتن، صحیح مسلم ص ۳۹۷ ج ۲ کتاب الفتن)

نیز ارشاد فرمایا تھا کہ:

اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. ’’قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘
(ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ باب الفتن، ترمذی ص ۴۵ ج ۲ ابواب الفتن)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے بعد ہونے والے مدعیانِ نبوت کے لیے ''دجال'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں، ''شدید دھوکہ باز'' اس لفظ کے ذریعہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے پوری امت کو خبردار فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جو مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بجائے دجل و فریب سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس مقصد کے لیے امت کے مسلمہ عقائد میں ایسی کتر بیونت کی کوشش کریں گے جو بعض ناواقفوں کو دھوکے میں ڈال سکے۔ اس دھوکے سے بچنے کے لیے امت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق تاریخ میں آپ ﷺ کے بعد جتنے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے انھوں نے ہمیشہ اسی دجل و تلبیس سے کام لیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنے دعوائے نبوت کو چکانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم اور سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پا چکی تھی، اس لیے تاریخ میں جب کبھی کسی شخص نے اس عقیدے میں رخنہ اندازی کر کے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے باجماعِ امت ہمیشہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ قرونِ اولیٰ کے وقت سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کسی مدعی نبوت کا مسئلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل وشواہد پیش کرتا ہے؟ اس کے بجائے صرف اس کے دعوائے نبوت کی بناء پر اسے کافر قرار دے کر اس کے ساتھ کافروں ہی کا سا معاملہ کیا۔ وہ مسیلمۂ کذاب ہو یا اسودِ عنسی یا سجاح یا طلیحہ یا حارث، یا دوسرے مدعیانِ نبوت، صحابہ کرامؓ نے ان کے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں، بلکہ جب ان کا دعوائے نبوت ثابت ہو گیا تو انھیں باتفاق کافر قرار دیا اور ان کے ساتھ کافروں ہی کا معاملہ کیا۔ اس لیے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم، ناقابل تاویل اور اجماعی طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اسی دَجل وفریب میں داخل ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے خبردار کیا تھا کیونکہ اگر اس قسم کی تاویلات کو کسی بھی درجے میں گوارا کر لیا جائے تو اس سے نہ عقیدۂ توحید سلامت رہ سکتا ہے نہ عقیدۂ آخرت اور نہ کوئی دوسرا بنیادی عقیدہ۔ اگر کوئی شخص عقیدۂ ختم نبوت کا مطلب یہ بتانا شروع کر دے کہ تشریعی نبوت تو ختم ہو چکی لیکن غیر تشریعی نبوت باقی ہے تو اس کی یہ

بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ عقیدۂ توحید کے مطابق بڑا خدا تو صرف ایک ہی ہے لیکن چھوٹے چھوٹے معبود اور دیوتا بہت سے ہو سکتے ہیں، اور وہ سب قابل عبادت ہیں۔ اگر اس قسم کی تاویلات کو دائرہ اسلام میں گوارا کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام کا اپنا کوئی عقیدہ، کوئی فکر، کوئی حکم اور کوئی اخلاقی قدر متعین نہیں ہے بلکہ (معاذ اللہ) یہ ایک ایسا جامہ ہے جسے دنیا کا بدتر سے بدتر عقیدہ رکھنے والا شخص بھی اپنے اوپر فٹ کر سکتا ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ قرآن وسنت کے متواتر ارشادات کے مطابق اپنے سرکاری احکام، عدالتی فیصلوں اور اجماعی فتاویٰ میں اسی اصول پر عمل کرتی آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو، اسے اور اس کے متبعین کو بلا تامل کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا چاہے وہ عقیدۂ ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہو، یا مسیلمہ کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپ ﷺ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آ سکتے ہیں یا سجاح کی طرح یہ کہتا ہو کہ مردوں کی نبوت ختم ہوگئی اور عورتیں اب بھی نبی بن سکتی ہیں، یا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کہ غیر تشریعی ظلی اور بروزی اور امتی نبی ہو سکتے ہیں۔

امت مسلمہ کے اس اصول کی روشنی میں جو قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے قطعی طے شدہ اور ناقابل بحث وتاویل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعوؤں کو ملاحظہ فرمائیے۔

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

”میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“ (نزول مسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱)

”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔“ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

”میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بہ چشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام

میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد ﷺ اور احمد ہوں۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

"چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا بار، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ا خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے"

(نزول المسیح ص ۹۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی "انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔" یہ صرف ایک انتہائی مختصر نمونہ ہے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قسم کے دعوؤں سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا قادیانی کے درجہ بدرجہ دعوے بعض مرتبہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں انھوں نے علی الاطلاق دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے لیکن خود مرزا قادیانی نے واضح کر دیا ہے کہ وہ مجدد، محدث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے "ترقی" کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوت کے منصب تک پہنچے ہیں۔ انھوں نے اپنے دعوؤں کی جو تاریخ بیان کی ہے، اسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں تاکہ ان کی عبارت کو پورے سیاق و سباق میں دیکھ کر ان کا پورا مفہوم واضح ہو سکے۔ کسی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا تھا کہ آپ کی عبارتوں میں یہ تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو "غیر نبی" لکھتے ہیں اور کہیں اپنے آپ کو "مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر" قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں:

''اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں، اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول ﷺ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔ اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا...... جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی...... میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں...... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں، جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

مرزا قادیانی کی یہ عبارت اپنے مدعا پر اس قدر صریح ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں، اس عبارت کے بعد اگر کوئی شخص ان کی اس زمانے کی عبارتیں پیش کرتا ہے۔ جب وہ دعوائے نبوت کی نفی کرتے تھے اور جب (بزعم خویش) انھیں اپنے نبی ہونے کا علم نہیں ہوا تھا تو اسے دجل وفریب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ جس پر ان کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ انھوں نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک ان کے انتقال کے دن اخبارِ عام میں شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا کہ:

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں؟ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(اخبارِ عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوت مرزا محمود ص ۲۷۱ و مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۶)

یہ خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶ مئی کو اخبارِ عام میں شائع ہوا اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہو گیا۔

غیر تشریعی نبوت کا افسانہ بعض مرتبہ مرزائی صاحبان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور غیر تشریعی نبوت عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں لیکن دوسری مرزائی تاویلات کی طرح اس تاویل کے بھی صغریٰ کبریٰ دونوں غلط ہیں۔ اوّل تو یہ بات ہی سرے سے درست نہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ صرف غیر تشریعی نبوت کا تھا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت تشریعی حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے روز افزوں دعاوی کے دور میں ایک مرحلہ ایسا بھی آیا ہے جب انھوں نے غیر تشریعی نبوت سے بھی آگے قدم بڑھا کر واضح الفاظ میں اپنی وحی اور نبوت کو تشریعی قرار دیا ہے اور اسی بناء پر ان کے متبعین میں سے ظہیر الدین اروپی کا فرقہ انھیں کھلم کھلا تشریعی نبی مانتا تھا۔ اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی چند عبارتیں یہ ہیں۔ اربعین نمبر ۴ میں لکھتے ہیں:

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام

ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی** یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاً امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔“

(اربعین نمبر۴ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی نے واضح الفاظ میں اپنی وحی کو تشریعی وحی قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دافع البلاء میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تشریعی نبی تھے اور جو شخص آپ سے ”تمام شان میں“ یعنی ہر اعتبار سے بڑھ کر ہو تو وہ تشریعی نبی کیوں نہیں ہوگا؟ اس لیے یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اس کے علاوہ مرزائی صاحبان عملاً مرزا قادیانی کو تشریعی نبی ہی قرار دیتے ہیں، یعنی ان کی ہر تعلیم اور ان کے ہر حکم کو واجب الاتباع مانتے ہیں۔ خواہ وہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہو، چنانچہ مرزا قادیانی نے اربعین میں لکھا ہے:۔

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“ (اربعین نمبر۴ ص ۱۳ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

حالانکہ نبی کریم ﷺ کا واضح اور صریح ارشاد موجود ہے کہ **اَلْجِهَادُ مَاضٍ منذ بعثنی اللّٰه الیٰ ان یقاتل آخر امتی الدجال.** (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۲ باب الغزو مع آئمۃ الجور) ”یعنی جہاد بعثت نبوی ﷺ سے قیامت تک جاری رہے گا۔“ مرزائی صاحبان شریعت محمدیہ کے اس صریح اور واضح حکم کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کے حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ اس طرح شریعت محمدیہ میں جہاد، خمس، فئی، جزیہ اور غنائم کے تمام احکام جو حدیث اور فقہ کی کتابوں

میں سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، ان سب میں مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا قول کے مطابق تبدیلی کے قائل ہیں۔ اس کے بعد تشریعی نبوت میں کون سی کسر باقی رہ جاتی ہے؟

ختم نبوت میں کوئی تفریق نہیں

اور اگر بالفرض یہ درست ہو کہ مرزا قادیانی ہمیشہ غیر تشریعی نبوت ہی کا دعویٰ کرتے رہے ہیں تب بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت میں یہ تفریق کرنا کہ فلاں قسم کی نبوت ختم ہو گئی ہے اور فلاں قسم کی باقی ہے، اسی ”دجل و تلبیس“ کا ایک جزو ہے جس سے سرکارِ دو عالم ﷺ نے خبردار فرمایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کی کون سی آیت یا سرکارِ دو عالم ﷺ کے کون سے ارشاد میں یہ بات مذکور ہے کہ ختم نبوت کے جس عقیدے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے سینکڑوں بار دہرایا جا رہا ہے وہ صرف تشریعی نبوت کے لیے ہے اور غیر تشریعی نبوت اس سے مستثنیٰ ہے؟ اگر غیر تشریعی انبیاء کا سلسلہ آپ ﷺ کے بعد بھی جاری تھا تو قرآن کریم کی ابدی آیات نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی لاکھوں احادیث میں سے کسی ایک حدیث نے، یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار اقوال میں سے کسی ایک قول ہی نے یہ بات کیوں بیان نہیں کی؟ بلکہ کھلے لفظوں میں ہمیشہ یہی واضح کیا جاتا رہا کہ ہر قسم کی نبوت بالکل منقطع ہو چکی اور اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا، ختم نبوت کی سینکڑوں احادیث میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل احادیث دیکھئے۔

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ.

(رواہ الترمذی ج ۲ ص ۵۳ ابواب الرؤیا وقال صحیح)

”بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی۔ پس نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔“

یہاں اوّل تو نبی اور رسول کے ساتھ نبوت اور رسالت کے وصف ہی کو بالکلیہ منقطع قرار دیا گیا، دوسرے رسول اور نبی دو لفظ استعمال کر کے دونوں کی علیحدہ علیحدہ نفی کی گئی اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جہاں یہ دونوں لفظ ساتھ ہوں وہاں رسول سے مراد نئی شریعت لانے والا اور نبی سے مراد پرانی شریعت ہی کا متبع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث نے تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوت کو صراحۃً ہمیشہ کے لیے منقطع قرار دے دیا۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری اوقاتِ حیات میں جو بات بطورِ وصیت ارشاد فرمائی، اس میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ الفاظ بھی تھے۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

(رواہ مسلمؒ ج ۱ ص ۱۹۱ باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود، النسائی وغیرہ)

"اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔"

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ. "بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا خلفاء کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا ارشاد ہے، فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو۔"

(صحیح بخاری ص ۴۹۱ ج ۱ کتاب الانبیاء ومسلم ص ۱۲۶ ج ۲ کتاب الامارۃ)

اس حدیث میں جن انبیائے بنی اسرائیل کا ذکر ہے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے، بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی شریعت کا اتباع کرتے تھے لہٰذا غیر تشریعی نبی تھے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے بتا دیا کہ میری امت میں ایسے غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہوں گے۔ نیز لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کہنے کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء تک کا ذکر کر دیا لیکن کسی غیر تشریعی یا ظلی بروزی نبی کا کوئی اشارہ بھی نہیں دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزائی اعتقاد کے مطابق دنیا میں ایک ایسا عظیم نبی آنے والا تھا، جو تمام انبیائے بنی اسرائیل سے افضل تھا۔ اس میں (معاذ اللہ) تمام کمالات محمدیہ ﷺ دوبارہ جمع ہونے والے تھے اور اس کے تمام انکار کرنے والے کافر، گمراہ، شقی اور عذابِ الٰہی کا نشانہ بننے والے تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے نہ صرف یہ کہا کہ آپ ﷺ کے بعد تمام نبوت کا دعویٰ کرنے والے دجال ہوں گے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ آپ ﷺ کے بعد کے خلفاء تک کا ذکر کیا گیا، لیکن ایسے عظیم الشان نبی کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا نکلتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے (معاذ اللہ) اپنے بندوں کو جان بوجھ کر ہمیشہ کے لیے ایک گمراہ کن دھوکے میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ علی الاطلاق ہر قسم کی نبوت کو ختم سمجھیں اور آنے والے غیر تشریعی نبی کو جھٹلا کر کافر، گمراہ اور مستحق عذاب بنتے رہیں کیا کوئی شخص دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے اس بات کا تصور بھی کر سکتا ہے؟

عربی صرف ونحو کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ عربی زبان کے قواعد کی رو سے **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) کا جملہ ایسا ہی ہے جیسے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) لہٰذا اگر اول الذکر جملے میں کسی چھوٹے درجے کے غیرتشریعی یا طفیلی نبی کی گنجائش نکل سکتی ہے تو کوئی شخص یہ کیوں نہیں کہہ سکتا کہ مؤخر الذکر جملے میں ایسے چھوٹے خداؤں کی گنجائش ہے جن کی معبودیت (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا ظل، بروز ہونے کی وجہ سے ہے، اور جو مستقل بالذات خدا نہیں۔ ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ دنیا کی بیشتر مشرک قومیں ایسی ہیں جو مستقل بالذات خدا صرف اللہ تعالیٰ کو قرار دیتی ہیں اور ان کا شرک صرف اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ ایسے دیوتاؤں اور معبودوں کے بھی قائل ہیں جن کی خدائی مستقل بالذات نہیں۔ کیا ان کے بارہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے قائل ہیں؟ اگر بالواسطہ خداؤں کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا پہلا عقیدہ یعنی عقیدۂ توحید سلامت نہیں رہ سکتا تو آپ ﷺ کے بعد بالواسطہ یا غیرتشریعی انبیاء کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا دوسرا عقیدہ یعنی عقیدۂ ختم نبوت کیسے سلامت رہ سکتا ہے؟

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزولِ ثانی کے عقیدے کو عقیدۂ ختم نبوت سے متضاد قرار دینا اسی خلط مبحث کا شاہکار ہے جسے احادیث میں مدعیانِ نبوت کے ''دجل'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ختم نبوت کی آیات اور احادیث کو پڑھ کر ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی وہی مطلب سمجھے گا، جو پوری امت نے اجماعی طور پر سمجھے ہیں، یعنی یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، اس سے یہ نرالا نتیجہ کوئی ذی ہوش نہیں نکال سکتا کہ آپ ﷺ کے بعد پچھلے انبیاء علیہم السلام کی نبوت چھن گئی ہے یا پچھلے انبیاء میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ اگر کسی شخص کو **آخِرُ الْاَوْلَاد** یا **خَاتِمُ الْاَوْلَاد** یعنی فلاں شخص کا آخری لڑکا قرار دیا جائے تو کیا کوئی شخص بقائمی حواس اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ اس لڑکے سے پہلے جتنی اولاد ہوئی تھی وہ سب مرچکی؟ پھر آخر خاتم الانبیاء یا آخر الانبیاء کے لفظ کا یہ مطلب کونسی لغت، کونسی عقل اور کونسی شریعت کی روشنی میں لیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تھے وہ سب وفات پاچکے؟

خود مرزا قادیانی ''خاتم الاولاد'' کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''سوضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بہ کمال وتمام دورۂ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵۶ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

آگے لکھتا ہے:

”میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم اولاد تھا۔“ (تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

خود مرزا قادیانی کی اس تشریح کے مطابق بھی خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ماں کے پیٹ سے نہیں نکلے گا۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ عقل و خرد کی آخر کون سی منطق سے آیت خاتم النبیین کے منافی ہوسکتا ہے؟

ظلی اور بروزی نبوت کا افسانہ

اسی طرح مرزائی صاحبان بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ظلی اور بروزی نبوت تھی جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کا پرتو ہونے کی وجہ سے عقیدہ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے لیکن درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے ظلی اور بروزی نبوت کا عقیدہ مستقل بالذات نبوت سے بھی کہیں زیادہ سنگین، خطرناک اور کافرانہ ہے۔ جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... تقابل ادیان کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ ”ظل اور بروز“ کا تصور خالصۃً ہندوانہ تصور ہے اور اسلام میں اس کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔

۲...... ظلی اور بروزی نبوت کا جو مفہوم خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا ہے اس کی رو سے ایسا نبی پچھلے تمام انبیاء سے زیادہ افضل اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ وہ (معاذ اللہ) افضل الانبیاء ﷺ کا بروز یعنی (معاذ اللہ) آپ ﷺ ہی کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ہے۔ اسی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد مرتبہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اپنے آپ کو براہِ راست سرکارِ دو عالم ﷺ قرار دیا ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

آنحضرت ہونے کا دعویٰ ”اور آنحضرت کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۳ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

”میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“
(نزول المسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱ حاشیہ)

”میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد

رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے ہر مسلمان کا کلیجہ تھرائے گا، لیکن انھیں اس لیے نقل کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ ہے خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں "ظلی" اور "بروزی" نبوت کی تشریح، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مستقل بالذات نبوت کا دعویٰ لازم نہیں آتا۔ سوال یہ ہے کہ جب اس ظل اور بروز کے گورکھ دھندے کی آڑ میں مرزا قادیانی نے (معاذ اللہ) "تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے" اپنے دامن میں سمیٹ لیے تو اب کون سا نبی ایسا رہ گیا جس سے اپنی افضلیت ثابت کرنے کی ضرورت رہ گئی ہو؟ اس کے بعد بھی اگر ظلی بروزی نبوت کوئی ہلکے درجے کی نبوت رہتی ہے اور اس کے بعد بھی عقیدۂ ختم نبوت نہیں ٹوٹتا تو پھر یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ عقیدہ ختم نبوت (معاذ اللہ) ایسا بے معنی عقیدہ ہے جو کسی بڑے سے بڑے دعوائے نبوت سے بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

مرزا قادیانی پچھلے نبیوں سے افضل خود مرزائی صاحبان اپنی تحریروں میں اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ظلی نبوت بہت سے ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے افضل ہے، جنھیں بلاواسطہ نبوت ملی ہے، چنانچہ مرزا قادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے قادیانی لکھتے ہیں:

"اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جائے کہ "من تو شدم تو من شدی" کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم ﷺ کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی، تب جا کر ظلی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا یہ تقاضا

ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے۔ وہ ہوش میں آئے اور اپنے اسلام کی فکر کرے، کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم ﷺ میں رکھے گئے، بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۱۳ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

آگے مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل قرار دے کر لکھتے ہیں:۔

”پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں، بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجے کو بلند کیا ہے وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ جس تک انبیائے بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچالے۔“ (حوالہ بالا ص ۱۱۴)

اور مرزا قادیانی کے دوسرے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ دوئم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

”پس ظلی اور بروزی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مسیح موعود کس طرح ایک اسرائیلی نبی کے مقابلہ میں یوں فرماتا کہ:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(القول الفصل ص ۱۶ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۱۵ء)

خاتم النبیین ماننے کی حقیقت یہ ہے خود مرزائی صاحبان کے الفاظ میں اس ظلی

اور بروزی نبوت کی پوری حقیقت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی عقل وفہم اور دیانت وانصاف کا کوئی ادنیٰ حصہ ملا ہے وہ مذکورہ بالا تحریریں پڑھنے کے بعد اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ”ظلی اور بروزی نبوت“ کے عقیدے سے زیادہ کوئی عقیدہ بھی ختم نبوت کے منافی اور اس سے متضاد نہیں ہو سکتا، ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور ظلی بروزی نبوت کا عقیدہ یہ کہتا ہے کہ نہ صرف آپ ﷺ کے بعد نبی آ سکتا ہے بلکہ ایسا نبی آ سکتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ نبوت کا حامل ہو، جو افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”تمام کمالات“ اپنے اندر رکھتا ہو اور جو تمام انبیاء کے مراتب کمال کو پیچھے چھوڑتا ہوا سرکار دو عالم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو سکے۔ (معاذ اللہ)

آنحضرت ﷺ سے بھی افضل بلکہ اس عقیدے میں اس بات کی بھی پوری گنجائش موجود ہے کہ کوئی شخص مرزا قادیانی کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے بھی افضل قرار دے دے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی آپ ﷺ ہی کا ظہورِ ثانی قرار پائے تو آپ کا ظہورِ ثانی پہلے ظہور سے اعلیٰ بھی ہو سکتا ہے اور یہ محض ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ مرزائی رسالے ”ریویو آف ریلیجنز“ کے سابق ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل کی ایک نظم ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار ”بدر“ میں شائع ہوئی تھی جس کے دو شعر یہ ہیں:

امام اپنا عزیز و اس زمان میں
غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار ”بدر“ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۴)

یہ محض ”مریداں می پرانند“ والی شاعری نہیں ہے، بلکہ یہ اشعار شاعر نے خود مرزا

غلام احمد قادیانی کو سنائے اور انھیں لکھ کر پیش کیے، اور مرزا قادیانی نے ان پر جزاک اللہ کہہ کر داد دی ہے۔ چنانچہ قاضی اکمل ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء کے الفضل میں لکھتے ہیں:۔

''وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور (مرزا قادیانی) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا، حالانکہ مولوی محمد علی (امیر جماعت لاہور) اور اعوانہم موجود تھے اور جہاں تک حافظہ مدد کرتا ہے، بوثوق کہا جا سکتا ہے کہ سن رہے تھے اور اگر وہ اس سے بوجہ مرورِ زمانہ انکار کریں تو یہ نظم ''بدر'' میں چھپی اور شائع ہوئی۔ اس وقت ''بدر'' کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں ''الفضل'' کی ہے مفتی محمد صادق ایڈیٹر سے ان لوگوں کے محبانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ وہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں اور خود کہہ دیں کہ آیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ناراضی یا ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیتا۔''

(الفضل ج ۳۲ نمبر ۱۹۶ مورخہ ۲۲ اگست ۴۴ء ص ۶ کالم نمبر ۱)

آگے لکھتے ہیں:

''یہ شعر خطبۂ الہامیہ کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود کے زمانے میں کہا گیا اور ان کو سنا بھی دیا گیا اور چھاپا بھی گیا۔'' (ایضاً ص ۶ کالم ۲، ۳)

اس سے واضح ہے کہ یہ محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہ تھی، بلکہ ایک مذہبی عقیدہ تھا، اور ظلی بروزی نبوت کے اعتقاد کا وہ لازمی نتیجہ تھا جو مرزا قادیانی کے خطبہ الہامیہ سے ماخوذ تھا، اور مرزا قادیانی نے بذاتِ خود اس کی نہ صرف تصدیق بلکہ تحسین کی تھی، خطبہ الہامیہ کی جس عبارت سے شاعر نے یہ شعر اخذ کیے ہیں۔ وہ یہ ہے، مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی بس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں، یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے، اس لیے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں، اور اس لیے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لیے

صدیوں کے شمار کو رسول کریم ﷺ کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کے مانند اختیار فرمایا تاکہ یہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمالِ تمام رکھتا ہے، دلالت کرے۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۱، ۲۷۲ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا بروزی طور پر آنخضرت ﷺ سے بڑھ جانا خود مرزا قادیانی کا عقیدہ تھا جسے انھوں نے خطبہ الہامیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں بیان کیا اس کی تشریح کرتے ہوئے قاضی اکمل نے وہ اشعار کہے اور مرزا قادیانی نے ان کی تصدیق وتحسین کی۔

ہر شخص آنخضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے

پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ مرزائی صاحبان کا عقیدہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ صرف مرزا قادیانی ہی نہیں، بلکہ ہر شخص اپنے روحانی مراتب میں ترقی کرتا ہوا (معاذ اللہ) آنخضرت ﷺ سے بڑھ سکتا، چنانچہ مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:۔

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۹ عنوان خلیفہ المسیح کی ڈائری)

یہیں سے یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ مرزائی صاحبان کی طرف سے بعض اوقات مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ آنخضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، اس کی اصلیت کیا ہے؟ خود مرزا قادیانی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اللہ جل شانہ نے آنخضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے یعنی آپ ﷺ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

ظل و بروز کے مذکورہ بالا اعتقادات کے ساتھ مرزا قادیانی کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس افاضہ کمال کی ایسی مہر تھی جو بالکل اپنے جیسے، بلکہ اپنے سے افضل و اعلیٰ نبی تراشتی تھی۔ قرآن و حدیث، لغت عرب اور عقل انسانی

کے ساتھ اس کھلے مذاق کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے ''معبودِ واحد'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کائنات عالم میں وہ تنہا ذات ہے۔ جس کی قوتِ قدسیہ خدا تراش ہے اور اپنے جیسے خدا پیدا کرسکتی ہے اگر قرآنِ کریم کی آیات اور امت کے بنیادی عقائد کے ساتھ ایسی گستاخانہ دل لگی کرنے کے بعد بھی کوئی شخص دائرہ اسلام میں رہ سکتا ہے تو پھر روئے زمین کا کوئی انسان کافر نہیں ہوسکتا۔

دعویٰ نبوت کا منطقی نتیجہ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت پچھلے صفحات میں روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے، اور قرآن، حدیث، اجماع اور تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات طے ہوچکی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ اور اس کے متبعین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ صرف اسلام ہی کا نہیں، عقل عام کا بھی فیصلہ ہے۔ مذاہب عالم کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ جب کبھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حق و باطل کی بحث سے قطع نظر، جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں وہ فوراً دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو اس شخص کی تصدیق کرتا ہے اور اسے سچا مانتا ہے، اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اس کی تصدیق اور پیروی نہیں کرتا۔ ان دونوں گروہوں کو دنیا میں کبھی بھی ہم مذہب قرار نہیں دیا گیا بلکہ ہمیشہ دونوں کو الگ الگ مذہبوں کا پیرو سمجھا گیا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے

---

[۱] یہ اور بات ہے کہ خود مرزا قادیانی کے اعتراف کے مطابق اس عظیم الشان مہر سے صرف ایک ہی نبی تراشا گیا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھے فرماتے ہیں کہ ''اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فردِ مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال و اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

یہ لکھتے وقت مرزا قادیانی کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ خاتم النبیین جمع کا صیغہ ہے لہٰذا اس مہر سے کم از کم تین نبی تو تراشے جانے چاہیے تھے۔

اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔''[۱]

(الحکم ج ۱، ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء منقول از ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۴۳ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان ۱۹۲۵ء)

مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو جاتی ہے کہ دعوائے نبوت کے بانٹے ہوئے یہ دو فریق کبھی ہم مذہب نہیں کہلائے، بلکہ ہمیشہ حریف مذہبوں کی طرح رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے سارے بنی اسرائیل ہم مذہب تھے، لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو فوراً دو بڑے بڑے حریف مذہب پیدا ہو گئے ایک مذہب آپ کے ماننے والوں کا تھا جو بعد میں عیسائیت یا مسیحیت کہلایا اور دوسرا مذہب آپ کی تکذیب کرنے والوں کا تھا جو یہودی مذہب کہلایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے متبعین اگرچہ پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے، لیکن یہودیوں نے کبھی ان کو اپنا ہم مذہب نہیں سمجھا اور نہ عیسائیوں نے کبھی اس بات پر اصرار کیا کہ انھیں یہودیوں میں شامل سمجھا جائے۔ اسی طرح جب سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور تورات، زبور اور انجیل تینوں پر ایمان لائے۔ اس کے باوجود نہ عیسائیوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے متبعین کو اپنا ہم مذہب سمجھا، اور نہ مسلمانوں نے کبھی یہ کوشش کی کہ انھیں عیسائی کہا اور سمجھا جائے، پھر آپ ﷺ کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے متبعین مسلمانوں کے حریف کی حیثیت سے مقابلے پر آئے اور مسلمانوں نے بھی انھیں امت اسلامیہ سے بالکل الگ ایک مستقل مذہب کا حامل قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کیا حالانکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا، بلکہ اس کے یہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں **اشهد ان محمداً رسول الله** کا کلمہ شامل تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ:۔

وكان يؤذن للنبی ﷺ ويشهد فی الاذان أن محمدًا رسول الله وكان الذی يؤذن لهٗ عبدالله بن النواحة وكان الذی يقيم له حجير بن عمير.

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۶ سن ۱۱ھ)

''مسیلمہ نبی کریم ﷺ کے نام پر اذان دیتا تھا اور اذان میں اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت

---

[۱] یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں ایک شقی یعنی کافر اور دوسرا سعید یعنی مسلمان پھر پہلی قسم کو جہنمی اور دوسری کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔ فَمِنۡهُمۡ شَقِیٌّ وَّسَعِیۡدٌ. (ھود ۱۰۵)

کہنے والا حجیر بن عمیر تھا۔"

مذاہب عالم کی یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے کبھی ایک مذہب کے سائے میں جمع نہیں ہوئے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا یہ سو فیصد منطقی نتیجہ ہے کہ جو فریق ان کو سچا اور مامور من اللہ سمجھتا ہے وہ ان لوگوں کے مذہب میں شامل نہیں رہ سکتا جو ان کے دعووں کی تکذیب کرتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کو ایک دین کے پرچم تلے جمع کرنا صرف قرآن و سنت اور اجماع امت ہی سے نہیں، بلکہ مذاہب کی پوری تاریخ سے بغاوت کے مرادف ہے۔

مرزائی صاحبان کی جماعت لاہور کے امیر محمد علی لاہوری قادیانی نے ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

> **"The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism."**

(منقول از مباحثہ[1] راولپنڈی ص ۲۴۰)

یعنی "احمدیت کی تحریک اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔"

کیا عیسائیت اور یہودیت کو کوئی انسان ایک مذہب قرار دے سکتا ہے؟

خود مرزائیوں کا عقیدہ کہ وہ الگ ملت ہیں

مرزائی صاحبان کو اپنی یہ پوزیشن خود تسلیم ہے کہ ان کا اور ستر کروڑ مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے، وہ اپنی بے شمار تقریروں اور تحریروں میں اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کر چکے ہیں کہ جن مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں میں ان کی تکذیب کی ہے وہ سب دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی مذہبی کتابوں کی تصریحات درج ذیل ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خطبہ الہامیہ میں جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے

---

[1] یہ مرزائی صاحبان کی دونوں جماعتوں کا باہمی تحریری مباحثہ ہے جو دونوں کے مشترک خرچ پر شائع کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس میں جو عبارتیں منقول ہیں وہ دونوں جماعتوں کے نزدیک مستند ہیں۔

کہ وہ پورے کا پورا بذریعہ الہام نازل ہوا تھا۔ کہتے ہیں:

”وَاتَّخذت روحانیة نبینا خیر الرسل مظهرًا من امتهٖ لتبلغ کما لظهورها و غلبة نورها کما کان وعد اللّٰه فی الکتاب المبین فانا ذلک المظهر الموعود والنور المعهود فامن ولا تکن من الکافرین وان شئت فاقرأ قولهٗ تعالٰی هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔“

”اور خیرالرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لیے اور اپنے نور کے غلبہ کے لیے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالٰی نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں، پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالٰی کے قول کو پڑھ **هو الذی ارسل رسولهٗ بالهدی۔**“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۶۷ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

اور حقیقۃ الوحی میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:۔

”کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوصِ صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹، ۱۸۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵، ۱۸۶)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔“

آگے لکھتے ہیں:

”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔“

مزید لکھتے ہیں:

”خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا، اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، ۱۶۴ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷، ۱۶۸)

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام اپنے خط میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (تذکرہ ص ۶۰۷)

نیز ”معیار الاخیار“ میں مرزا قادیانی اپنا ایک الہام اس طرح بیان کرتے ہیں:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(اشتہار معیار الاخیار ص ۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

نزول المسیح میں لکھتے ہیں:

”جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزول المسیح ص ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)

اور اپنی کتاب الہدیٰ میں اپنے انکار کو سرکار دو عالم ﷺ کے انکار کے مساوی قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور انس و جن میں ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا، دوسرا وہ خاتم الخلفاء (یعنی بزعم خود مرزا قادیانی) پر ایمان نہ لایا۔“ (الہدیٰ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۵)

اور انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“ (انجام آتھم ص ۶۲ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

نیز اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے کہ:

”حضرت مسیح موعود ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے؟“

اس کا طویل جواب دیتے ہوئے آخر میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

''ان کو چاہیے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انھوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں، ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے۔''

(اخبار بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء منقول از نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۳۰۷ ج ۱)

مرزائی خلیفہ اوّل حکیم نور الدین قادیانی کے فتوے

مرزائی صاحبان کے پہلے خلیفہ جن کی خلافت پر دونوں مرزائی گروپ متفق تھے، فرماتے ہیں۔ ''ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے، خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے، ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا قادیانی کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔''

(نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۵ ج ۱ بحوالہ اخبار الحکم ج ۱۵ نمبر ۸ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۱۱ء)

نیز ایک اور موقعہ پر کہتے ہیں:

''محمد رسول اللہ ﷺ کے منکر یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اس کا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیحا ایسا تھا کہ اس کا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔''

(نہج المصلی فتاویٰ احمدیہ ص ۳۸۵ ج ۱ بحوالہ الحکم نمبر ۱۹ ج ۱۸، ۲۸ مئی ۱۹۱۴ء)

خلیفہ دوم مرزا محمود احمد قادیانی کے فتاویٰ

اور مرزائی صاحبان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کہتے ہیں:۔

''جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی

عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے، ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو؟ کیا اس لیے دیتے ہو کہ وہ تمہاری قوم کا ہوتا ہے؟ مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی شناخت اور امتیاز کے لیے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری قوم تمہاری گوت تمہاری ذات احمدی ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو، مومن کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ جب حق آ جائے تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔" (ملائکۃ اللہ ص ۴۶، ۴۷ از مرزا محمود قادیانی)

نیز انوارِ خلافت میں کہتا ہے:

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوارِ خلافت ص ۹۰ از محمود قادیانی)

اور آئینہ صداقت میں تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تک نہیں سنا وہ بھی کافر ہیں، کہتا ہے:۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود قادیانی)

مرزا بشیر احمد، ایم اے قادیانی کے اقوال

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے، پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر قادیانی پسر مرزا قادیانی)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مسیح موعود کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتراء علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے، اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے

ہمکلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو، کیونکہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ اگر مدعی کافر نہیں ہے تو مکذب ضرور کافر ہے، پس خدارا اپنا نفاق چھوڑو اور دل میں کوئی فیصلہ کرو۔"
(کلمۃ الفصل ص ۱۲۳)

محمد علی لاہوری قادیانی کے اقوال

محمد علی لاہوری قادیانی (امیر جماعت لاہور) انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں:

> **The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.**

"یعنی احمدی تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔" (منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

اس میں محمد علی لاہوری قادیانی نے "احمدیت" کو "اسلام" سے اسی طرح الگ مذہب قرار دیا ہے جس طرح عیسائیت یہودیت سے بالکل الگ مذہب ہے۔

نیز ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں۔

"افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا قادیانی کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت ﷺ کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دُہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۸ ص ۳۱۸، اگست ۱۹۰۷ء، منقول از تبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل قادیانی ص ۴۲)

یہاں یہ واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی یا ان کے متبعین کی عبارتوں میں کہیں کہیں ضمناً اپنے مخالفین کے لیے "مسلمان" کا لفظ استعمال ہوگیا ہے اس کی حقیقت بیان

کرتے ہوئے ملک محمد عبداللہ قادیانی ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

> ”آپ نے اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے، کیونکہ عرف عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔“

(احمدیت کے امتیازی مسائل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۴۱ء ج ۴۰ نمبر ۱۲ ص ۳۸)

مسلمانوں سے عملی قطع تعلق مذکورہ بالا عقائد کی بنا پر مرزائی صاحبان نے خود اپنے آپ کو ایک الگ ملت قرار دے دیا، اور جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے، ان کا یہ طرز عمل مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں اور تحریروں کا بالکل منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ انھوں نے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلق قائم کرنے اور ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بالکلیہ ممانعت کر دی۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ:

> ”تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لیے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے، کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمھارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمھیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمھارے سر پر ہو اور تمھارے اعمال حبط ہو جائیں۔“

(تحفہ گولڑدیہ ص ۲۸ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

غیر احمدیوں کے ساتھ شادی بیاہ مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ دوم قادیانی) لکھتے ہیں:۔

> ”حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا، اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں

اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا (اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے)۔" (انوارِ خلافت ص ۹۳، ۹۴ از مرزا محمود قادیانی)

آگے لکھتے ہیں:

"میں کسی کو جماعت سے نکالنے کا عادی نہیں لیکن اگر کوئی اس حکم کے خلاف کرے گا تو میں اس کو جماعت سے نکال دوں گا۔" (ایضاً)

البتہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینے کو قادیانی مذہب میں جائز قرار دیا گیا ہے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے صاحبزادے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

غیر احمدیوں کی نمازِ جنازہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔"

(انوارِ خلافت ص ۹۳ از مرزا محمود قادیانی)

قائداعظم کی نمازِ جنازہ چنانچہ اپنے مذہب اور خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں چودھری ظفر اللہ خان قادیانی سابق وزیر خارجہ پاکستان نے قائداعظم کی نمازِ جنازہ میں بھی شرکت نہیں کی۔ منیر انکوائری کمیشن کے سامنے اس کی وجہ انھوں نے یہ بیان کی کہ:۔

"نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا جس کی امامت مولانا کر رہے تھے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ص ۲۱۲)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائداعظم کی نمازِ جنازہ کیوں ادا نہیں کی؟ تو اس کا جواب انھوں نے یہ دیا۔

”آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔“
(زمیندار لاہور ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

جب اخبارات میں یہ واقعہ منظر عام پر آیا تو جماعت ربوہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ:۔

”جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“ (ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان ”احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ“)

اور قادیانی اخبار ”الفضل“ کا جواب یہ تھا کہ:

”کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسولِ خدا نے۔“
(الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء ص ۴ کالم ۲ ج ۴۰ شمارہ نمبر ۲۵۲)

بعض لوگ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کے اس طرز عمل پر اظہار تعجب کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں تعجب کا کوئی موقع نہیں۔ انھوں نے جو دین اختیار کیا تھا یہ اس کا لازمی تقاضا تھا ان کا دین، ان کا مذہب، ان کی امت، ان کے عقائد، ان کے افکار ہر چیز مسلمانوں سے نہ صرف مختلف بلکہ ان سے بالکل متضاد ہے، ایسی صورت میں وہ قائداعظم کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے؟

خود اپنے آپ کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

مذکورہ بالا توضیحات سے یہ بات دو اور دو چار کی طرح کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ مرزائی مذہب مسلمانوں سے بالکل الگ مذہب ہے جس کا امت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں، اور اپنی یہ پوزیشن خود مرزائیوں کو مسلم ہے کہ ان کا اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے اور وہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر سے الگ ایک مستقل امت ہے۔ چنانچہ انھوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:۔

”میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی

تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں، تم ایک پارسی پیش کر دو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔''

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ ''الفضل'' ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

کیا اس کے بعد بھی اس مطالبے کی معقولیت میں کسی انصاف پسند انسان کو کوئی ادنیٰ شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ مرزائی امت کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے؟

مرزائی بیانات کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

یہاں ایک اور اہم حقیقت کی طرف توجہ دلانا از بس ضروری ہے اور وہ یہ کہ مرزائی صاحبان کا نوے سالہ طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے جماعتی مفادات کی خاطر بسا اوقات صریح غلط بیانی سے بھی نہیں چوکتے۔ پیچھے ان کی وہ واضح اور غیر مبہم تحریریں پیش کی جا چکی ہیں جن میں انھوں نے مسلمانوں کو کھلم کھلا کافر قرار دیا ہے اور جتنی تحریریں پیچھے پیش کی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ مزید پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن اپنی تقریر و تحریر میں ان گنت مرتبہ ان صریح اعلانات کے باوجود منیر انکوائری کمیشن کے سوال کے جواب میں ان دونوں جماعتوں نے یہ بیان دیا کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے۔

ان کا یہ بیان ان کے حقیقی عقائد اور سابقہ تحریرات سے اس قدر متضاد تھا کہ منیر انکوائری کمیشن کے جج صاحبان بھی اسے صحیح باور نہ کر سکے۔ چنانچہ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:۔

''اس مسئلے پر کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو ایسا کافر سمجھتے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہے؟ احمدیوں نے ہمارے سامنے یہ موقف ظاہر کیا ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں، اور لفظ ''کفر'' جو احمدی لٹریچر میں ایسے اشخاص کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس سے کفر خفی یا انکار مقصود ہے یہ ہرگز کبھی مقصود نہیں ہوا کہ ایسے اشخاص دائرہ اسلام سے خارج ہیں، لیکن ہم نے اس موضوع پر احمدیوں کے بے شمار سابقہ اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے نزدیک ان کی کوئی تعبیر اس کے سوا ممکن نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو ص ۲۱۲، ۱۹۵۳ء)

چنانچہ جب تحقیقات کی بلا ٹل گئی تو وہی سابقہ تحریریں جن میں مسلمانوں کو برملا کافر کہا گیا تھا پھر شائع ہونی شروع ہوگئیں، کیونکہ وہ تو ایک وقتی چال تھی جس کا اصل عقیدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

یہی حال سرکارِ دوعالم ﷺ کو آخری پیغمبر ماننے کا ہے کہ مرزائی پیشواؤں کی ایسی صریح تحریروں کا ایک انبار موجود ہے جس میں انھوں نے اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبیوں کی آمد بند نہیں ہوئی بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً ان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا تھا کہ:۔

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، تو کذاب ہے آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔“

(انوارِ خلافت ص ۶۵ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

لیکن حال ہی میں جب پاکستان کے دستور میں صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں یہ الفاظ بھی تجویز کیے گئے کہ ”میں آنحضرت ﷺ کے آخری پیغمبر ہونے پر اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“ تو قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد قادیانی نے اعلان فرمایا کہ:۔

”میں نے اس حلف نامے کے الفاظ پر بڑا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک احمدی کے راستے میں اس حلف کو اٹھانے میں کوئی روک نہیں۔“

(الفضل ربوہ ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء ج ۶۷، ۶۶ نمبر ۱۰۶ ص ۴، ۱۵ کالم نمبر ۱، ۲)

ملاحظہ فرمائیے کہ جو بات خلیفہ دوم کے نزدیک انسان کو جھوٹا اور کذاب بنا دیتی ہے اور جس کا اقرار تلواروں کے درمیان بھی جائز نہیں تھا، جب عہدۂ صدارت و وزارت عظمٰی اس پر موقوف ہو گیا تو اس کے حلفیہ اقرار میں بھی کچھ حرج نہ رہا۔

لہٰذا مرزائی صاحبان کے بارے میں حقیقت تک پہنچنے کے لیے وہ بیانات ہمیشہ گمراہ کن ہوں گے جو وہ کوئی بپتا پڑنے کے موقع پر دیا کرتے ہیں۔ ان کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے ان کی اصل مذہبی تحریروں اور ان کے نوے سالہ طرزِ عمل کا مطالعہ ضروری ہے، یا تو وہ اپنے تمام سابقہ عقائد، تحریروں اور بیانات سے کھلم کھلا توبہ کر کے ان سب سے برأت کا اعلان کریں اور اس بات کا عملی ثبوت فراہم کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ یا پھر جرأت مندی سے اپنے ان عقائد اور بیانات کو قبول کر کے اپنی اس پوزیشن پر راضی ہوں جو ان کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے اس کے سوا جو بھی تیسرا راستہ اختیار کیا جائے گا وہ محض دفع الوقتی کی ترکیب ہوگی جس سے کسی ذمہ دار ادارے یا حق کے طلب گار کو دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔

لاہوری جماعت کی حقیقت

مرزائی صاحبان کی لاہوری جماعت، جس کے بانی محمد علی لاہوری قادیانی تھے، بہ کثرت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتی، بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتی ہے۔ اس لیے اس پر ختم نبوت کی خلاف ورزی کے الزام میں کفر عائد نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا مختصر سا جواب تو یہ ہے کہ جس شخص کا جھوٹا دعویٰ نبوت ثابت ہو چکا ہو۔ اسے صرف نبی ماننا ہی نہیں سچا ماننا اور واجب الاطاعت سمجھنا بھی کھلا کفر ہے۔ چہ جائیکہ اسے مسیح موعود، مہدی اور مجدد اور محدث (صاحب الہام) قرار دیا جائے۔ جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے، کسی شخص کا دعویٰ نبوت جو دو حریف مذہب پیدا کرتا ہے، وہ اسے سچا ماننے والوں اور جھوٹا ماننے والوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو جماعت اسے سچا قرار دیتی ہے وہ ایک مذہب کی پیرو قرار پاتی ہے اور جو جماعت اس کی تکذیب کرتی ہے وہ دوسرے مذہب میں شامل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب مرزا غلام احمد قادیانی کا مدعی نبوت ہونا روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے تو اب اس کو پیشوا ماننے والی تمام جماعتیں ایک ہی مذہب میں داخل ہوں گی، خواہ وہ اسے نبی کا نام دیں، یا مسیح موعود، مہدی معہود اور مجدد کا، لیکن اس مختصر جواب کے ساتھ لاہوری جماعت کی پوری حقیقت واضح کر دینا بھی مناسب ہوگا۔

واقعہ یہ ہے کہ عقیدہ و مذہب کے اعتبار سے ان دونوں جماعتوں میں عملاً کوئی فرق نہیں۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور ان کے بعد ان کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدین کے انتقال تک جماعت قادیان اور جماعت لاہور کوئی الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس پورے عرصہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام متبعین خواہ مرزا بشیر الدین ہوں یا محمد علی لاہوری پوری آزادی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو “نبی” اور “رسول” کہتے اور مانتے رہے۔ محمد علی لاہوری عرصہ دراز تک مشہور قادیانی رسالے “ریویو آف ریلیجنز” کے ایڈیٹر رہے اور اس عرصہ میں انھوں نے بے شمار مضامین میں نہ صرف مرزا قادیانی کے لیے “نبی” اور “رسول” کا لفظ استعمال کیا، بلکہ ان کے لیے نبوت و رسالت کے تمام لوازم کے قائل رہے ان کے ایسے مضامین کو جمع کیا جائے تو ایک پوری کتاب بن سکتی ہے۔ تاہم یہاں محض

نمونے کے طور پر ان کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک بیان دیا جس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ جو شخص مرزا قادیانی کی تکذیب کرے۔ وہ "کذاب" ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کو اگر مرزا قادیانی نے کذاب لکھا تو ٹھیک کہا۔ اس بیان میں وہ لکھتے ہیں:۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی ملزم مدعی نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔" (حلفیہ شہادت بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء منقول از ماہنامہ فرقان قادیان ج ا نمبر ا ص ۱۵ ماہِ جنوری ۱۹۴۲ء)

"آنحضرت کے بعد خداوند تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کے لیے جو آپ کے رنگ میں رنگیں ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لیے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔" (ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۵ ص ۸۶ مئی ۱۹۰۶ء بحوالہ تبدیلی عقائد از محمد اسماعیل قادیانی ص ۲۲ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان)

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لیے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت توبہ لیں۔ آپ کو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا اور سالہا سال تک گوشہ خلوت سے باہر نہیں نکلے، یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔"

(ریویو ج ۵ نمبر ۴ ص ۱۳۲)

"مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے، مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیے مانگنے والا...... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔" (تقریر محمد علی در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ا نمبر ا ص ۱۱)

یہ اقتباسات تو محض بطور نمونہ محمد علی لاہوری قادیانی بانی جماعت لاہور کی تحریروں سے پیش کیے گئے ہیں لیکن یہ صرف انہی کا عقیدہ نہ تھا بلکہ پوری جماعت لاہور نے اپنے ایک حلفیہ بیان میں انہی عقائد کا اقرار کیا ہے۔

لاہوری جماعت کا حلفیہ بیان "پیغام صلح" جماعت لاہور کا مشہور اخبار ہے۔ اس کی ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں پوری جماعت کی طرف سے یہ حلفیہ بیان شائع ہوا:۔

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبارِ ہذا

کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیّدنا وہادینا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں، کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔''

(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۲ بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۱۳، ۱۴)

اس حلفیہ بیان کے بعد لاہوری جماعت کے اصل عقائد سے ہر پردہ اٹھ جاتا ہے۔ لیکن جب مرزائیوں کے خلیفہ اوّل حکیم نور الدین کا انتقال ہوتا ہے اور خلافت کا مسئلہ اٹھتا ہے تو محمد علی لاہوری قادیانی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور انھیں خلیفہ تسلیم کرنے سے انکار کر کے قادیان سے لاہور چلے آتے ہیں اور یہاں اپنی الگ جماعت کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مرزا بشیر الدین خلیفہ دوم مقرر کیے گئے اور ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو اس فیصلے سے اختلاف کرنے والی جماعت لاہور کا پہلا جلسہ ہوا۔ اس جلسے میں جو قرارداد منظور کی گئی وہ یہ تھی:۔

''صاحبزادہ قادیانی (مرزا بشیر الدین) کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں، یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کرلیں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انھیں امیر تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود نے دیے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے۔''

(ضمیمہ پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء بحوالہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۷)

اس قرارداد سے واضح ہے کہ لاہوری جماعت کو اس وقت نہ جماعت قادیان کے عقائد پر اعتراض تھا اور نہ وہ مرزا بشیر الدین کو خلافت کے لیے نااہل قرار دیتے تھے، جھگڑا تھا تو اس بات پر تھا کہ تمام اختیارات انجمن احمدیہ کو دیے جائیں نہ کہ خلیفہ کو، لیکن جب مرزا بشیر الدین محمود نے اس تجویز کو منظور نہ کیا تو محمد علی لاہوری نے لکھا:

''خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے، تو کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ اگر

ایک شخص کی بیعت کرلی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ۔"

(پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء منقول از فرقان جنوری ۱۹۴۲ء ج ۱ نمبر ۱ ص ۷ حوالہ بالا)

یہ تھا قادیانی اور لاہوری جماعتوں کا اصل اختلاف جس کی بنا پر یہ دونوں پارٹیاں الگ ہوئیں اس سیاسی اختلاف کی بنا پر جب قادیانی جماعت نے لاہوری جماعت پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو لاہوری گروپ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے پر مجبور ہوا چنانچہ جب جماعت لاہور نے اپنا الگ مرکز قائم کیا تو کچھ اپنی علیحدگی کو خوبصورت بنانے کی تدبیر، کچھ قادیانی جماعت کے بغض اور کچھ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی فکر کی وجہ سے اس جماعت نے اپنے سابقہ عقائد اور تحریروں سے رجوع اور توبہ کا اعلان کیے بغیر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتے ہیں۔

قادیان اور لاہور کی جماعتوں میں کوئی فرق نہیں

لیکن اگر لاہوری جماعت کے ان عقائد کو بھی دیکھا جائے جن کا اعلان انھوں نے ۱۹۱۴ء کے بعد کیا ہے۔ تب بھی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا یہ موقف محض ایک لفظی ہیر پھیر ہے اور حقیقت کے اعتبار سے ان کے اور قادیانی جماعت کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں ہے، جس طرح وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام کو حجت اور واجب الاتباع مانتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اسے حجت اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کفریات کی تصدیق کرتے ہیں، اسی طرح یہ بھی اسے واجب التصدیق قرار دیتے ہیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو اپنے لیے الہامی سند اور مذہبی اتھارٹی سمجھتے ہیں، اسی طرح یہ بھی انھیں مذہبی ماخذ کی حیثیت دیتے ہیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کے مخالفین کو کافر کہتے ہیں اسی طرح یہ بھی مرزا قادیانی کو کافر اور جھوٹا قرار دینے والوں کے کفر کے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لیے لفظ نبی استعمال کرنے کو علی الاطلاق جائز سمجھتی ہے اور لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لیے اس لفظ کے استعمال کو صرف لغوی یا مجازی حیثیت میں جائز قرار دیتی ہے۔

اس حقیقت کی تشریح اس طرح ہوگی کہ لاہوری جماعت جن بنیادی عقیدوں میں اپنے آپ کو قادیانی جماعت سے ممتاز قرار دیتی ہے، وہ دو عقیدے ہیں:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے لفظ نبی کا استعمال۔ ۲...... غیر احمدیوں کو کافر کہنا۔

لاہوری جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتی بلکہ صرف مجدد

مانتی ہے اور غیر احمدیوں کو کافر کے بجائے صرف فاسق قرار دیتی ہے۔ اب ان دونوں باتوں کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے:

نبی نہ ماننے کی حقیقت لاہوری جماعت اگرچہ اعلان تو یہی کرتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، بلکہ ''مجدد'' مانتے ہیں۔ لیکن ''مجدد'' کا مطلب کیا ہے؟ بعینہٖ وہ جسے قادیانی جماعت ظلی اور بروزی نبی کہتی ہے چنانچہ محمد علی لاہوری قادیانی اپنی کتاب ''النبوۃ فی الاسلام'' میں جو جماعت لاہور کی علیحدگی کے بہت بعد کی تصنیف ہے، لکھتے ہیں:

''انواعِ نبوت میں سے وہ نوع جو محدث کو ملتی ہے وہ چونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول کے ملتی ہے، جیسا توضیح المرام میں لکھا تھا کہ وہ نوعِ مبشرات ہے۔ اس لیے وہ تحدید ختم نبوت سے باہر ہے اور یہ حضرت مسیح موعود ہی نہیں کہتے بلکہ حدیثوں نے صاف طور پر ایک طرف محدثوں کا وعدہ دے کر اور دوسری طرف مبشرات کو باقی رکھ کر یہی اصول قرار دیا ہے۔ گویا نبوت تو ختم ہے، مگر ایک نوعِ نبوت باقی ہے اور وہ نوعِ مبشرات ہیں، وہ ان لوگوں کو ملتی ہے جو کامل طور پر اتباع حضرت نبی کریم ﷺ کا کرتے ہیں اور فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب بعینہٖ اسی اصول کو ''چشمہ معرفت'' میں جو آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی سب سے آخری کتاب ہے۔ بیان کیا ہے، (دیکھو ص ۳۲۴) ''تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے، مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں، یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے، یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے۔''

اب دیکھو کہ یہاں بھی نبوت کو تو ختم ہی کہا ہے۔ لیکن ایک قسم کی نبوت باقی بتائی ہے اور وہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اسی کتاب کے ص ۱۸۲ پر یہ بھی صاف لکھ دیا ہے کہ وہ نبوت جس کو ظلی نبوت یا نبوتِ محمدیہ قرار دیتے ہیں، وہ وہی مبشرات والی نبوت ہے۔''

(النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

آگے مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کرتے ہوئے اور انھیں درست قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''درحقیقت جو کچھ فرمایا ہے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ کہا ہے) گو اس کے الفاظ میں تھوڑا تھوڑا تغیر ہو، مگر ماحصل سب کا ایک ہی ہے، یعنی یہ کہ اوّل فرمایا کہ

صاحب خاتم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر فرمایا کہ صاحب خاتم ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کی مہر سے ایک ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔ اب امتی ہونے کے معنی یہی ہیں کہ کامل اطاعت آنحضرت ﷺ کی جائے اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی محبت میں فنا کر دیا جائے تب آپ ﷺ کے فیض سے ایک قسم کی نبوت بھی مل سکتی ہے، وہ نبوت کیا ہے؟ اس کو آخر میں جا کر صاف حل کر دیا ہے کہ وہ ایک ظلی نبوت ہے جس کے معنی ہیں فیض محمدی سے وحی پانا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔'' (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۳ از محمد علی لاہوری قادیانی)

محمد علی لاہوری قادیانی کی ان عبارتوں کو اہل قادیان اور اہل ربوہ کے ان عقائد سے ملا کر دیکھئے جو پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔ کیا کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ لیکن آگے فرق ظاہر کرنے کے لیے لفظوں کا یہ کھیل بھی ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت مسیح موعود نے اپنی پہلی اور پچھلی تحریروں میں ایک ہی اصول باندھا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ باب نبوت تو مسدود ہے مگر ایک نوع کی نبوت مل سکتی ہے یوں نہیں کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔ مگر ایک نوع کی نبوت باقی رہ گئی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ یوں نہیں کہیں گے کہ ایک شخص اب بھی نبی ہو سکتا ہے، یوں کہیں گے کہ ایک نوع کی نبوت اب بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے، اس کا نام ایک جگہ مبشرات، ایک جگہ جزوی نبوت، ایک جگہ محدثیت، ایک جگہ کثرتِ مکالمہ رکھا ہے مگر نام کوئی بھی رکھا ہو، اس کا بڑا نشان یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایک انسانِ کامل محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے مل سکتی ہے وہ فنا فی الرسول[1] سے حاصل ہوتی ہے، وہ نبوتِ محمدیہ ﷺ کی مستفاض ہے۔ وہ چراغ نبوی ﷺ کی روشنی ہے، وہ اصلی کوئی چیز نہیں، ظل ہے۔'' (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

کیا یہ لفظوں کے معمولی ہیر پھیر سے ظل و بروز کا بعینہٖ وہی فلسفہ نہیں ہے جو مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے الفاظ میں پیچھے بیان کیا جا چکا ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو حقیقت کے لحاظ سے قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں فرق کیا رہ گیا؟ اور یہ صرف محمد علی لاہوری قادیانی ہی کا نہیں، پوری لاہوری جماعت کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ قادیانی

---

[1] فنا فی الرسول سے نبوت مل جاتی ہے تو شاید فنا فی اللہ سے خدائی بھی مل جاتی ہوگی۔

جماعت اور لاہوری جماعت کے درمیان جو مباحثہ راولپنڈی میں ہوا اور جسے دونوں جماعتوں نے مشترک خرچ پر شائع کیا اس میں لاہوری جماعت کے نمائندے نے صراحۃً کہا کہ:

”حضرت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) آنحضرت ﷺ کے اظلال میں ایک کامل ظل ہیں۔ پس ان کی بیوی اس لیے ام المؤمنین ہے اور یہ بھی ظلی طور پر مرتبہ ہے۔“

(مباحثہ راولپنڈی ص ۱۹۶)

نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ:

”حضرت مسیح موعود نبی نہیں، مگر آنحضرت ﷺ کی نبوت ان میں منعکس ہے۔“

(مباحثہ راولپنڈی ص ۱۹۶)

یہ سب وہ عقائد ہیں جنھیں لاہوری جماعت اب بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے مسئلہ میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں صرف لفظی ہیر پھیر کا اختلاف ہے۔ لاہوری جماعت اگرچہ مرزا قادیانی کا لقب مسیح موعود اور مجدد رکھتی ہے۔ لیکن ان الفاظ سے اس کی مراد بعینہٖ وہ ہے جو قادیانی جماعت ظلی، بروزی یا غیر تشریعی یا امتی نبی کے الفاظ سے مراد لیتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لاہوری جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ”مسیح موعود“، ”مجدد“ اور ”مہدی“ کا یہ مقام جسے مرزا قادیانی نے ہزارہا مرتبہ لفظ ”نبی“ سے تعبیر کیا اور جس کے لیے وہ خود ۱۹۱۴ء تک بلا تکلف یہی لفظ استعمال کرتے رہے، خلافت کا نزاع پیدا ہونے کے بعد اس کے لیے ”نبوت“ کا لفظ اور صرف لفظ مجازی یا لغوی قرار پا گیا جسے مرزا قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کے لیے اب بھی استعمال کیا جاتا ہے، لیکن عام تحریروں میں اس کا استعمال مصلحۃً ترک کر دیا گیا ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے بالکل صحیح بات کہی تھی کہ:

”تحریک احمدیت دو جماعتوں میں منقسم ہے جو قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے نام سے موسوم ہیں۔ اوّل الذکر جماعت بانی احمدیت کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ آخر الذکر نے اعتقاداً یا مصلحۃً قادیانیت کی شدت کو کم کر کے پیش کرنا مناسب سمجھا۔“

(حرف اقبال ص ۴۹ المنار اکادمی مطبوعہ ۱۹۴۰ء)

یہاں یہ حقیقت بھی واضح کر دینا مناسب ہے کہ لاہوری صاحبان نے جو تاویل کی ہے کہ مرزا قادیانی نے ہر جگہ اپنے لیے لفظ ”نبی“ مجازی یا لغوی طور پر استعمال کیا ہے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔[1] اس تاویل کے لیے انھوں نے ”حقیقی نبوت“ کی ایک مخصوص

---

[1] اگرچہ مرزا قادیانی کی بے شمار تحریریں اس دعویٰ کی بھی تردید کرتی ہیں۔

اصطلاح گھڑی ہے جو شرعی اصطلاح سے بالکل الگ ہے، اس حقیقی نبی کے لیے انھوں نے بہت سی شرائط عائد کی ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں:

۱...... ''حقیقی نبی صرف وہ ہوگا جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے ہوں۔ نزولِ جبرئیل علیہ السلام کے بغیر کوئی حقیقی نبی نہیں ہوسکتا۔'' (ملخص النبوۃ فی الاسلام از محمد علی لاہوری ص ۲۸)

۲...... ''حقیقی نبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کو منسوخ یا اس میں ترمیم کر سکے۔'' (ملخص النبوۃ فی الاسلام طبع لاہور ۱۹۷۴ء ص ۴۷)

۳...... ''وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔'' (النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۵۶)

۴...... ''ہر حقیقی نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب لائے۔''
(ملخص النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۶۰)

حقیقی نبوت کے لیے اس طرح کی بارہ شرائط عائد کرنے کے بعد انھوں نے ثابت کیا ہے کہ چونکہ یہ شرائط مرزا قادیانی کی نبوت میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لیے ان پر حقیقی معنی میں لفظ نبی کا اطلاق درست نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ شریعت کی معروف اصطلاح میں نبی کے لیے نہ کتاب لانا ضروری ہے، نہ یہ ضروری ہے کہ اس کی وحی عبادتوں میں ضرور پڑھی جائے، نہ یہ لازمی ہے کہ نبی اپنے سے پہلی شریعت کو ہمیشہ منسوخ ہی کر دے اور نہ نبوت کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اس میں وحی لانے والے ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام ہی ہوں۔ لہٰذا ''حقیقی نبوت'' صرف اسی نبوت کو قرار دینا جس میں یہ ساری شرائط موجود ہوں، محض ایک ایسا حیلہ ہے جس کے ذریعے کبھی مرزا قادیانی کو نبی قرار دینا اور کبھی ان کی نبوت سے انکار کرنا آسان ہو جائے کیونکہ یہ شرائط عائد کر کے تو بہت سے انبیائے بنی اسرائیل کے بارے میں بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ''حقیقی نبی'' نہیں تھے، کیونکہ نہ ان پر کتاب اتری نہ ان کی وحی کی تلاوت کی گئی اور نہ وہ کوئی نئی شریعت لے کر آئے لیکن وہ انبیاء تھے۔

تکفیر کا مسئلہ لاہوری جماعت جس بنیاد پر اپنے آپ کو اہل قادیان سے ممتاز قرار دیتی ہے، وہ اصل میں تو نبوت ہی کا مسئلہ ہے جس کے بارے میں پیچھے واضح ہو چکا کہ وہ صرف لفظی ہیر پھیر کا فرق ہے، ورنہ حقیقت کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔ دوسرا مسئلہ جس کے بارے میں جماعت لاہور کا دعویٰ ہے کہ وہ جماعت قادیان سے مختلف ہے، تکفیر کا مسئلہ ہے، یعنی لاہوریوں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان قرار دیتی ہے، لیکن

یہاں بھی بات اتنی سادہ نہیں جتنی بیان کی جاتی ہے اس مسئلہ پر امیر جماعت محمد علی لاہوری قادیانی نے ایک مستقل کتاب ''ردتکفیر اہل قبلہ'' کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب کو بغور پڑھنے کے بعد ان کا جو نقطہ نظر واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود نہ ماننے والوں کی دو قسمیں ہیں:

۱...... ''وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے مگر انھیں کافر اور کاذب بھی نہیں کہتے۔ ایسے لوگ ان کے نزدیک بلاشبہ کافر نہیں ہیں بلکہ فاسق ہیں۔''

(ملخص النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۲۱۵)

۲...... وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر یا کاذب کہتے ہیں ان کے بارے میں ان کا مسلک بھی یہی ہے کہ وہ ''کافر'' ہیں۔ چنانچہ محمد علی قادیانی لکھتے ہیں:

''گویا آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی تکفیر کرنے والے اور وہ منکر جو آپ کو کاذب یعنی جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں، ایک قسم میں داخل ہیں اور ان کا حکم ایک ہے، اور دوسرے منکروں کا حکم الگ ہے۔''

آگے پہلی قسم کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''حضرت مسیح موعود نے اب بھی اپنے انکار یا اپنے دعویٰ کے انکار کو وجہ کفر قرار نہیں دیا۔ بلکہ وجہ کفر صرف اسی بات کو قرار دیا ہے کہ مفتری کہہ کر اس نے مجھے کافر کہا۔ اس لیے اسی حدیث کے مطابق جو کافر کہنے والے پر کفر لوٹاتی ہے۔ اس صورت میں بھی کفر لوٹا۔''

مزید لکھتے ہیں:

''چونکہ کافر کہنے والا اور کاذب کہنے والا معنی یکساں ہیں یعنی مدعی (مرزا قادیانی) کی دونوں تکفیر کرتے ہیں اس لیے دونوں اس حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آ جاتے ہیں۔'' (ردتکفیر اہل قبلہ مصنفہ محمد علی لاہوری ص ۴۲، مطبوعہ انجمن اشاعت اسلام ۱۹۲۶ء)

نیز لاہوری جماعت کے معروف مناظر اختر حسین گیلانی لکھتے ہیں:

''جو (مرزا قادیانی) کی تکذیب کرنے والے ہیں ان کے متعلق ضرور فرمایا کہ ان پر فتویٰ کفر لوٹ کر پڑتا ہے، کیونکہ تکذیب کرنے والے حقیقۃً مفتری قرار دے کر کافر ٹھہراتے ہیں۔'' (مباحثہ راولپنڈی ص ۲۵۱ مطبوعہ قادیان)

اس سے صاف واضح ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے دعووں میں کاذب (جھوٹا) قرار دیتے ہیں یا انھیں کافر کہتے ہیں۔ ان کو لاہوری جماعت بھی کافر تسلیم کرتی ہے۔ صرف تکفیر کی وجہ کا فرق ہے۔ جو لوگ لاہوریوں کے نزدیک کفر کے فتوے سے

مستثنیٰ ہیں اور صرف فاسق ہیں وہ صرف ایسے غیر احمدی ہیں جو مرزا قادیانی کو کاذب یا کافر نہیں کہتے۔ اب غور فرمایئے کہ عالم اسلام میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب نہیں کرتے؟ ظاہر ہے کہ جتنے مسلمان مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے وہ سب ان کی تکذیب ہی کرتے ہیں لہٰذا وہ سب لاہوری جماعت کے نزدیک بھی فتوائے کفر کے تحت آ جاتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا عملاً ایک ہی بات ہے خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

’’جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

منیر انکوائری کمیشن کی رپورٹ میں جج صاحبان نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مرزا قادیانی کو نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا ایک ہی بات ہے۔ لہٰذا جو فتویٰ تکذیب کرنے والوں پر لگے گا وہ درحقیقت تمام غیر احمدیوں پر عائد ہوگا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

’’نماز جنازہ کے متعلق احمدیوں نے ہمارے سامنے بالآخر یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک فتویٰ حال ہی میں دستیاب ہوا ہے جس میں انھوں نے احمدیوں کو اجازت دی ہے کہ وہ ان مسلمانوں کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں جو مرزا قادیانی کے مکذب اور مکفر نہ ہوں۔ لیکن اس کے بعد بھی معاملہ وہیں کا وہیں رہتا ہے، کیونکہ اس فتویٰ کا ضروری مفہوم یہی ہے کہ اس مرحوم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی جو مرزا قادیانی کو نہ مانتا ہو، لہٰذا اس اعتبار سے یہ فتویٰ موجودہ طرزِ عمل ہی کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔‘‘

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ۱۹۵۳ء ص ۲۱۲)

اب غور فرمایئے کہ فتویٰ کفر کے اعتبار سے عملاً لاہوری اور قادیانی جماعتوں میں کیا فرق رہ گیا؟ قادیانی کہتے ہیں کہ تمام مسلمان غیر احمدی ہونے کی بنا پر کافر ہیں، اور لاہوری جماعت والے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو کاذب کہنے کی وجہ سے کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فتوائے کفر کے لوٹ کر پڑنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ اب اس اندرونی فلسفے کو وہ خود طے کریں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے کی وجہ کیا ہے؟ لیکن عملی اعتبار سے مسلمانوں کے لیے اس کے سوا اور کیا فرق پڑا کہ ؎

ستم سے باز آ کر بھی جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

بعض مرتبہ لاہوری جماعت کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم مرزا قادیانی کی

تکذیب کرنے والوں کو جو کافر قرار دیتے ہیں، اس سے مراد ایسا کفر نہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دے، بلکہ ایسا کفر ہے جو ''فسق'' کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ''کفر'' سے ان کی مراد فسق ہی ہے تو پھر جو غیر احمدی مرزا قادیانی کو کافر یا کاذب نہیں کہتے، ان کے لیے اس لفظ کفر کا استعمال کیوں درست نہیں؟ جبکہ وہ بھی لاہوریوں کے نزدیک ''فاسق'' ضرور ہیں۔

(دیکھئے النبوۃ فی الاسلام ص ۲۱۵ طبع دوم و مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۷)

لاہوری جماعت کی وجوہِ کفر

مذکورہ بالا تشریحات سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے درمیان بنیادی عقائد کے اعتبار سے کوئی عملی فرق نہیں۔ فرق اگر ہے تو وہ الفاظ و اصطلاحات اور فلسفیانہ تعبیروں کا فرق ہے اور ان کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ فرق لاہوری جماعت نے ضرورتاً اور مصلحتاً پیدا کیا ہے، اسی لیے ۱۹۱۴ء کے تنازعہ خلافت سے پہلے اس کا کوئی نشان نہیں ملتا، اب منقح طور پر ان کے کفر کی وجوہ، درج ذیل ہیں:

۱...... ''قرآن و حدیث، اجماع امت مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد اور ذاتی حالات کی روشنی میں یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز وہ مسیح نہیں جس کا قرب قیامت میں وعدہ کیا گیا ہے۔ اور ان کو مسیح موعود ماننا قرآنِ کریم، متواتر احادیث اور اجماع امت کی تکذیب ہے، لاہوری مرزائی چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں، اس لیے کافر اور دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہیں جس طرح قادیانی مرزائی۔''

۲...... ''مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوائے نبوت قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کو کافر کہنے کے بجائے اپنا دینی پیشوا قرار دینے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔''

۳...... ''پیچھے بتایا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سینکڑوں کفریات کے باوجود لاہوری جماعت اس بات کی قائل ہے کہ (معاذ اللہ) وہ آنحضرت ﷺ کا بروز تھا اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اس میں منعکس ہو گئی تھی، اور اس اعتبار سے اسے نبی کہنا درست ہے، یہ عقیدہ دائرہ اسلام میں کسی طرح نہیں کھپ سکتا۔''

۴...... دعوائے نبوت کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف بے شمار کفریات سے لبریز ہیں۔ (جن کی کچھ تفصیل آگے آ رہی ہے) لاہوری جماعت مرزا قادیانی کی تمام تحریروں کو

حجت اور واجب الاطاعت قرار دے کر ان تمام کفریات کی تصدیق کرتی ہے۔ محمد علی لاہوری قادیانی لکھتے ہیں:

"اور مسیح موعود کی تحریروں کا انکار درحقیقت مخفی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار ہے۔"

(النبوت فی الاسلام ص ۱۱۱ طبع دوم لاہور)

یہاں یہ واضح رہنا بھی ضروری ہے کہ اسلام میں "مجدد" کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ جب اسلام کی تعلیمات سے روگردانی عام ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ پھر سے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ان مجددین کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی، نہ ان کی کسی بات کو شرعی حجت سمجھا جاتا ہے، نہ وہ اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ لوگوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ انھیں ضرور مجدد مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کریں، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ لوگ انھیں مجدد کی حیثیت سے پہچان بھی جائیں چنانچہ چودہ سو سالہ تاریخ میں مجددین کے ناموں میں بھی اختلاف رہا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص انھیں مجدد تسلیم نہ کرے تو شرعاً وہ گنہگار بھی نہیں ہوتا، نہ وہ اپنے تجدیدی کارنامے الہام کی بنیاد پر پیش کرتے ہیں اور نہ ان کے الہام کی تصدیق شرعاً واجب ہوتی ہے۔

اس کے بالکل برعکس لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لیے ان تمام باتوں کی قائل ہے لہٰذا اس کا یہ دعویٰ کہ "ہم مرزا قادیانی کو صرف مجدد مانتے ہیں۔" مغالطے کے سوا کچھ نہیں۔

مرزائی نبوت کی جھلکیاں ایک نظر میں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ!

"ہر گاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔"

مرزائیوں کی مزید کفریات اور گستاخیاں

عقیدہ ختم نبوت کی صریح خلاف ورزی کے علاوہ مرزا قادیانی کی تحریریں بہت سی کفریات سے بھری ہوئی ہیں یہاں تمام کفریات کا ذکر کرنا تو مشکل ہے لیکن نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا بروز تو قرار دیا ہی تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے متعدد مقامات پر اپنے آپ کو خدا کا بروز بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء کے خود ساختہ الہامات میں ایک الہام یہ بھی تھا کہ:

انت منی بمنزلة بروزی

یعنی "تو مجھ سے میرے بروز کے رُتبے میں ہے۔"

(تذکرہ ص ۶۰۴) (ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۵ ماہ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۶۲)

نیز انجام آتھم میں اپنے الہامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"**اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزَلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ** تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔" (تذکرہ ص ۱۲۰ اربعین نمبر ۳ ص ۲۳۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰ انجام آتھم ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

نیز لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔" (کتاب البریہ ص ۷۸ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ و آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

"اور دانیئل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند، یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے۔ **انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی.**" (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰)

قرآن کریم کی تحریف اور گستاخیاں

مرزا قادیانی نے قرآنِ کریم میں اس قدر لفظی اور معنوی تحریفات کی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ جسارت بھی کی ہے کہ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات جو صراحۃً آنحضرت ﷺ کی شان میں نازل ہوئیں تھیں ان کو اپنے حق میں قرار دیا اور جو القاب اور امتیازات قرآنِ کریم نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے لیے بیان فرمائے تھے تقریباً سب کے سب اس نے اپنے لیے مخصوص کر لیے اور یہ کہا کہ مجھے بذریعہ وحی ان القاب سے نوازا گیا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی:

۱...... وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ. (اربعین نمبر۳ ص۲۳ خزائن ج۱۷ ص۴۱۰)

۲...... وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی. (اربعین نمبر۳ ص۳۶ خزائن ج۱۷ ص۴۲۶)

۳...... دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. (حقیقۃ الوحی ص۷۵ خزائن ج۲۲ ص۷۸)

۴...... قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ.
(حقیقۃ الوحی ص۷۹ خزائن ج۲۲ ص۸۲)

۵...... اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ.
(حقیقۃ الوحی ص۸۰ خزائن ج۲۲ ص۸۳)

۶...... اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ.
(حقیقۃ الوحی ص۹۴ خزائن ج۲۲ ص۹۷)

۷...... یٰسٓ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷ خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

۸...... اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ. (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱ خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

۹...... سورہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے کہ یہ صورت بطورِ خاص آنحضرت ﷺ کا امتیاز بتانے کے لیے نازل ہوئی تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ”ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی ہے۔“ لیکن مرزا قادیانی نے اس سورت کو اپنے حق میں قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ”اِنَّا شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ (بے شک آپ کا دشمن مقطوع النسل ہے) میں شانی یعنی بدگو اور دشمن سے مراد ان کا ایک ”شقی، خبیث، بدطینت، فاسد القلب، ہندوزادہ، بدفطرت“ مخالف یعنی نومسلم سعد اللہ ہے۔“
(ملاحظہ ہو انجام آتھم ص۵۸ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۱۰...... آنحضرت ﷺ کے خصوصی اعزاز یعنی معراج کو بھی مرزا نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا کہ یہ میرے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً. وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔ (دیکھئے حقیقۃ الوحی ص ۷۸ خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

۱۱...... اسی معراج کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآنِ کریم نے فرمایا ہے کہ:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی. مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ آیت بھی اپنی طرف منسوب کی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۷۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۹)

۱۲...... قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ. "اور میں ایک رسول کی خوش خبری دینے کے لیے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔"

مرزا غلام احمد قادیانی نے انتہائی جسارت اور ڈھٹائی سے دعویٰ کیا کہ "اس آیت میں میرے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور احمد سے مراد میں ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳ خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

چنانچہ مرزائی صاحبان اسی پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ایک مستقل تقریر کی جو انوارِ خلافت میں ان کی نظر ثانی کے بعد چھپی ہے۔ اس کے آغاز میں وہ کہتے ہیں:

"پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا۔ یا آنحضرت ﷺ کا، اور کیا سورۂ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے۔ یا حضرت مسیح موعود کے متعلق؟ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں، لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ ﷺ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے، وہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہی ہے۔"

(انوارِ خلافت ص ۱۸)

یہ شرمناک، اشتعال انگیز، جگر سوز اور ناپاک جسارت اس حد تک بڑھی کہ ایک قادیانی مبلغ سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ نے "اسمہٗ احمد" کے عنوان سے ۱۹۳۴ء کے جلسہ

سالانہ قادیان میں ایک مفصل تقریر کی جو الگ شائع ہو چکی ہے۔ اس میں اس نے صرف یہ ہی دعویٰ نہیں کیا کہ "مذکورہ آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سورہ صف میں صحابہ کرام کو فتح و نصرت کی جتنی بشارتیں دی گئی ہیں وہ صحابہ کرام کے لیے نہیں قادیانی جماعت کے لیے تھیں۔ چنانچہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہتا ہے:

"پس یہ اُخریٰ[1] کتنی بے بہا نعمت ہے جس کی صحابہ تمنی کرتے رہے مگر وہ اسے حاصل نہ کر سکے اور آپ کو مل رہی ہے۔" (اسمہٗ احمد ص ۴۷)

غور فرمائیے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ کی یہ توہین اور قرآنِ کریم کی آیات کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق مسلمانوں جیسا نام رکھنے کے بغیر ممکن تھا؟

مرزائی "وحی" قرآن کے برابر

پھر یہ جسارت یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر نازل ہونے والی نام نہاد وحی (جس میں انتہائی درجے کی کفریات اور بازاری باتیں بھی موجود ہیں) ٹھیک قرآن کے برابر ہے، چنانچہ اپنے ایک فارسی قصیدے میں وہ کہتا ہے:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

"یعنی خدا کی جو وحی میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اسے ہر غلطی سے پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح اسے تمام غلطیوں سے پاک یقین کرتا ہوں۔ یہی میرا ایمان ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ قرآن کی طرح میری وحی بھی حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے اور اس کی تائید میں انھوں نے ایک پورا قصیدہ اعجاز یہ تصنیف کیا ہے جو ان کی کتاب "اعجاز احمدی" میں شائع ہو گیا ہے۔"

انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس کے علاوہ پوری امت مسلمہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و

---

[1] آیت قرآنی: وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ (الصف ۱۳/۶۱)

تقدیس کو جزو ایمان سمجھتی ہے سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ بغیر کسی ادنیٰ شبہ کے تمام انبیاء سے افضل تھے لیکن کبھی آپ ﷺ نے کسی دوسرے نبی کے بارے میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو ان کے شایانِ شان نہ ہو لیکن مرزا غلام احمد قادیانی انسانی پستیوں کے تحت الثریٰ میں کھڑے ہو کر بھی انبیاء علیہم السلام کی شان میں جو گستاخیاں کرتے رہے۔ اس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے:

۱…… ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح حاشیہ ص ۶۶ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

۲…… ''مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔…… ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔''

(نسیم دعوت ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

۳…… مرزا غلام احمد قادیانی ایک نظم میں کہتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور اس کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔'' (دافع البلاء ص ۲۰، ۲۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۴…… ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی نے اپنی ایک فارسی نظم لکھی ہے اس میں وہ کہتے ہیں:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تابہ نہد پا بہ منبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

یعنی! ''یہ میں ہوں جو بشارتوں کے مطابق آیا ہوں۔ عیسیٰ کی کیا مجال کہ وہ میرے منبر پر پاؤں رکھ سکے۔''

۵…… خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود…… بھیجا، جو اس…… پہلے مسیح سے اپنی تمام

شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“
(دافع البلاء ص ۱۳ اخزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۶...... ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ اخزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

۷...... ”مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔[1] اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور (باعفت) رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“ (مقدمہ دافع البلاء خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

۸...... نیز تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] ناانصافی ہوگی۔ اگر یہاں خود مرزا قادیانی کی ”راست باز“ سیرت کے دو ایک واقعے ذکر نہ کیے جائیں۔ مرزا قادیانی کے مرید خاص مفتی محمد صادق، مرزا قادیانی کے ”غض بصر“ یعنی نگاہیں نیچی رکھنے کے بیان میں لکھتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود کے اندرونِ خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھرا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔“
(ذکر حبیب ص ۳۸ مؤلفہ محمد صادق قادیانی)

نیز ایک نوجوان عورت عائشہ نامی مرزا قادیانی کے پاؤں دبایا کرتی تھی، اس کے شوہر غلام محمد لکھتے ہیں، ”حضور کو مرحومہ کی خدمت پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔“ (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۷ ج ۱۵ نمبر ۷۴)

اس کے علاوہ جو اجنبی عورتیں مرزا قادیانی کے گھر میں رہتی تھیں اور ان کی مختلف خدمات پر مامور تھیں ان کی تفصیل کے لیے (ملاحظہ ہو سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ص ۲۱۰ ج ۳، ص ۲۱۳ ج ۳، ص ۲۷۳ ج ۳، ص ۸۸ ج ۳، ص ۱۲۶ ج ۳، ص ۳۵ ج ۳، ص ۳ ج ۳، ص ۲۵۹ ج ۱)

جبکہ عوام کے لیے فتویٰ یہ تھا کہ بوڑھی عورت سے بھی مصافحہ کرنا جائز نہیں۔
(سیرت المہدی ج ۲ ص ۷۶)

اور مفتی محمد صادق لکھتے ہیں:

”ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا...... حضرت نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تا کہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔“ (ذکر حبیب ص ۱۸)

''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہوگئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں، ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت ﷺ کے کسی اور جگہ ان کی مثال نہیں ملے گی۔''
(کشتی نوح ص ۶ خزائن ج ۱۹ ص ۶)

آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی

پھر تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت ظاہر کر کے بھی انھیں تسلی نہیں ہوتی، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیوں نے سرکارِ دو عالم رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن عظمت پر بھی دست درازی کی کوشش کی ہے، لکھا ہے کہ:

''خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔'' (اربعین نمبر۴ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

اور خطبہ الہامیہ کی وہ عبارت پیچھے گزر چکی ہے جس میں اس نے اپنے کو سرکارِ دو عالم ﷺ کا بروزِ ثانی قرار دے کر کہا ہے کہ یہ نیا ظہور پہلے سے اشد اقویٰ اور اکمل ہے۔
(دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

نیز اپنے قصیدۂ اعجازیہ میں (جسے قرآن کی طرح معجز قرار دیا ہے) یہ شعر بھی کہا ہے کہ:

لهٗ خسف القمر المنیر وان لی
غساً القمران المشرقان انکر

اس یعنی آنحضرت ﷺ کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

سچ ہے کہ ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

صحابہؓ کی توہین جو شخص اس دیدہ دلیری کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی توہین کر سکتا ہو، وہ صحابہ کرامؓ کو تو کیا خاطر میں لا سکتا ہے؟ چنانچہ مندرجہ ذیل عبارتیں بلا تبصرہ پیش خدمت ہیں:

۱...... ''جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت سردارِ خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸ خزائن ج ۱۶ ص ایضا)

۲...... ''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔''
(اشتہار معیار الاخیار ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

۳...... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظاتِ احمدیہ ص ۱۳۱ ج ۱)

۴...... ''بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ ابھی اس عقیدے سے بے خبر تھے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۲۰ خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

یہاں ''نادان صحابی'' کا لفظ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے لیے استعمال کیا ہے۔ (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۱۴۹ وحقیقت الوحی ص ۳۳، ۳۴ خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

اہل بیتؓ کی توہین

۱...... گستاخی اور جسارت کی انتہا ہے کہ لکھتے ہیں:

''حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۹ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

۲...... ''میں خدا کا کشتہ ہوں، لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ تھا۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

۳...... ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا، اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔''
(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

۴...... کربلائیست سیرِ ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۵...... آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی توہین کے بعد اپنی اولاد کو ''پنج تن'' کے لقب سے مقدس قرار دیتے ہوئے کہا:

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیّدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درثمین اردو ص ۴۵)

شعائر اسلامی کی توہین مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی اُم قرار دیا ہے۔ اس لیے اب وہی بستی پورے طور پر روحانی زندگی پائے گی۔ جو اس کی چھاتیوں سے دودھ پئے گی۔" (حقیقۃ الرویاء ص ۴۵)

آگے کہتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ سوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

(حقیقۃ الرویاء ص ۴۵، ۴۶)

"آج جلسہ کا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے...... حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے، جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ مرزا محمود قادیانی مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء برکاتِ خلافت ص ۵ طبع اول ضیاء الاسلام پریس قادیان)

۳...... اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں ؎

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(درثمین ص ۵۲)

اسلام اور مسلمانوں کی مکرم ترین شخصیات انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی شان میں ایسی کھلم کھلا گستاخیوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی جیسے شخص کو نبی، رسول، اللہ کا بروز، خاتم انبیاء اور محمد مصطفیٰ ﷺ، جیسے خطابات دیے گئے، اس کے مریدوں کو صحابہ کرام کہا گیا اور ان کے ساتھ رضی اللہ عنہم لکھا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کو ام المؤمنین قرار دیا گیا۔ مرزا کے جانشینوں کو خلفاء اور صدیقین کے لقب عطا ہوئے، قادیان ارضِ حرم اور "ام القریٰ" کہلایا اور اپنے سالانہ جلسے کو "حج" کہا گیا۔ اس کے باوجود یہ اصرار

ہے کہ مسلمان ہیں تو بس یہی، اور اسلام ہے تو صرف قادیانیوں کے مذہب میں ؎

تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو

مرزا قادیانی کے چند الہامات معزز ارکانِ اسمبلی کی معلومات اور دلچسپی کے لیے مرزا قادیانی کے چند خاص الہامات اور ان کی زندگی کے چند اہم گوشے پیش کرتے ہیں تا کہ وہ یہ اندازہ کر سکیں کہ مرزائی صاحبان جس شخص کو نبی اور رسول کہتے ہیں وہ کیا تھا؟ اور عقیدۂ ختم نبوت سے قطع نظر، اس مزاج اور اس انداز کے انسان میں کہیں دور دور ”نبوت“ کے مقدس منصب کی کوئی بو نظر آتی ہے؟ پہلے الہامات کو لیجئے جو بلا تبصرہ حاضر ہیں:

”زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔“

(نزول المسیح ص ۵۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

حالانکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ. (ابراہیم ۴) (ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم ہی کی زبان میں تا کہ انھیں کھول کر بتا دے)

اسی طرح خود مرزا قادیانی نے بھی چشمہ معرفت میں تحریر کیا ہے:

”بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔ اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۰۹ خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

اب مرزا قادیانی کے ایسے الہامات اور مکاشفات ملاحظہ فرمایئے قرآن حکیم اور اپنے فیصلے کے خلاف مرزا قادیانی کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں جن کو وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے۔

ہم بطور نمونہ مرزا قادیانی کے چند الہام درج کرتے ہیں:

۱...... ”اَیْلِیْ اَیْلِیْ لِمَا سَبَقْتَنِیْ اَیْلِیْ آوس: ترجمہ: اے میرے خدا اے میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اسی الہام کا یعنی ایلی آوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے۔“ (البشریٰ ج ۱ ص ۳۶ مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)

۲...... ”اس (خدا) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں

نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ دردِ زِہ مجھے تنہ کھجور کی طرف لے آئی اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

۳...... ''یریدون ان یروا طمثک یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دیکھائے گا، جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

۴...... ''رَبُّنَا عَاجَ ہمارا رب عاجی ہے۔ عاج کے معنی ابھی تک نہیں کھلے۔''

(براہین احمدیہ ہر چہار ج ۱ ص ۵۵٦ خزائن ج ۱ ص ٦٦۲)

۵...... ''ایک دفعہ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم، اس لیے دعا کی گئی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۲ خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۱)

مرزا قادیانی کے فرشتہ نے یا پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جس نبی کا فرشتہ جھوٹ بولتا ہے وہ نبی کیسے سچا ہو سکتا ہے؟

٦...... ''۲۴ فروری ۱۹۰۵ء حالت کشفی میں جبکہ حضرت کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپر منٹ۔'' (تذکرہ ص ۵۲۷)

۷...... مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد قادیانی بی۔ او۔ ایل پلیڈر اپنے مرتبہ ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسوم ''اسلامی قربانی ص ۱۲ میں تحریر کرتے ہیں ''جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔''

۸...... ''پھر بعد اس کے خدا نے فرمایا: شعتاً، نعساً دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں۔ اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی میں جن کے الفاظ کی

صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں آئی لَوْ یو، آئی شیل گو یو، لارج پارٹی اوف اسلام۔" (براہین احمدیہ ص ۵۵۶ خزائن ج ا ص ۶۶۴)

۹...... "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا، آئی لَوْ یو۔ آئی ایم وِدِیو۔ آئی شیل ہیلپ یو آئی کین وہٹ آئی وِل ڈو۔ پھر بعد اس کے بہت زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ دی کین وٹ دی وِل ڈو۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا کہ ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہتا ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص ۶۳، ۶۴)

۱۰...... "کشفی طور پر ایک مرتبہ ایک شخص دکھایا گیا اور مجھے مخاطب کر کے بولا۔ "ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص ۳۸۰)

۱۱...... مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔" (تذکرہ ص ۳۸۰)

۱۲...... "جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے۔ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔"
(تذکرہ ص ۳۸۱)

۱۳...... مرزا قادیانی کا ایک نام خدا تعالیٰ نے بقول مرزا بشیر الدین حسب ذیل رکھا، دیکھو الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء "امین الملک جے سنگھ بہادر" (تذکرہ الہامات مرزا ص ۶۷۲)

مرزا قادیانی کی پیشینگوئیاں

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:

"بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اب ہم یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کی صرف دو پیشگوئیاں بطور نمونہ آپ کے سامنے رکھتے ہیں، جنھیں پورا کرنے کے لیے جناب مرزا قادیانی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا حیلے حوالے کیے، ٹوٹکے استعمال کیے اور یہاں تک کہ رشوت تک دینے کی بھی پیش کش کی مگر وہ پوری نہ ہوسکیں۔

ت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں آئی لَوْ یو، آئی شیل گو یو، لارج
(براہین احمدیہ ص۵۵۶ خزائن ج۱ ص۶۶۴)

حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا، آئی لَوْ یو۔ آئی ایم
ب یو آئی کین وہٹ آئی ول ڈو۔ پھر بعد اس کے بہت زور سے جس سے
م ہوا۔ دی کین وٹ دی وِل ڈو۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم
ریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اس
س سے روح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور
ہام اکثر ہوتا رہتا ہے۔“ (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص۶۳، ۶۴)

ایک مرتبہ ایک شخص دکھایا گیا اور مجھے مخاطب کر کے بولا۔ ”ہے رودر
گیتا میں لکھی ہے۔“ (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص۳۸۰)

الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ”ہے کرشن رودر
ا میں لکھی ہے۔“ (تذکرہ ص۳۸۰)

یہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن
عویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر
آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔“
(تذکرہ ص۳۸۱)

کا ایک نام خدا تعالیٰ نے بقول مرزا بشیر الدین حسب ذیل رکھا، دیکھو
اء ”امین الملک جے سنگھ بہادر“ (تذکرہ الہامات مرزا ص۶۷۲)

مرزا قادیانی کی پیشینگوئیاں

احمد قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:
وگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشگوئی
ب امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸ خزائن ج۵ ص ایضاً)
اں مرزا غلام احمد قادیانی کی صرف دو پیشگوئیاں بطور نمونہ آپ کے
ں پورا کرنے کے لیے جناب مرزا قادیانی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا
استعمال کیے اور یہاں تک کہ رشوت تک دینے کی بھی پیش کش کی مگر

محمدی بیگم سے نکاح مرزا قادیانی کی چچا زاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ والد اس لڑکی کا اپنے کسی ضروری کام کے لیے مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے شخص مذکور کو حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ ٹلا اور اس کا اصرار بڑھا تو مرزا قادیانی نے الہام الٰہی کا نام لے کر ایک عدد پیشگوئی کر دی کہ ”خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۳۰ خزائن ج۵ ص ایضاً)

وہ شخص غیرت کا پُتلا تھا۔ یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے بعدازاں ہر چند کوشش کی نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ، غرض ہر طریقہ کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی رام نہ ہو سکا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے چیلنج کر دیا کہ:

”میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کے لیے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔“ (ملاحظہ ہو انجام آتھم ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

اور فرمایا کہ:

”ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار (اس لڑکی کو خدا تعالیٰ) اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

آخرکار مرزا قادیانی کی ہزار کوششوں کے باوجود محمدی بیگم کا نکاح ان سے نہ ہو سکا۔ اور سلطان محمد نامی ایک صاحب سے اس کی شادی ہو گئی۔ اس موقع پر مرزا قادیانی نے پھر پیشگوئی کی کہ:

”نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔“

آگے اپنا الہام ان الفاظ میں بیان کیا:

”میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی۔“ (مجموعہ اشتہارات ص۴۳ ج۲)

اور ایک موقع پر یہ دعا کی کہ:

”اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا، یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو...... اور اگر اے خداوندا! یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔“

(مجموعہ اشتہارات ص۱۱۶ ج۲)

لیکن محمدی بیگم بدستور اپنے شوہر کے گھر میں رہی اور مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آنا تھا نہ آئی اور مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔
(حیاتِ ناصر ص ۱۴)

اس کے بعد کیا ہوا؟ مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے رقمطراز ہیں:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے (تانگے) میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لیے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا، کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔"
(سیرت المہدی حصہ اوّل طبع دوم ص ۱۹۲، ۱۹۳)

حالانکہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں کہ:

"ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے، اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کی کوشش کرے اور کرا دے۔"
(سراج منیر ص ۲۵ خزائن ج ۱۲ ایضاً)

اور محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر وخوبی آباد رہی اور اب لاہور میں اپنے جواں سال ہونہار مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ہفتہ وار الاعتصام لاہور اشاعت ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

آتھم کی موت کی پیشینگوئی مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ دن تحریری مناظرہ کیا جب مباحثہ بے نتیجہ رہا تو مرزا قادیانی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو

ایک عدد پیشگوئی صادر فرما دی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

''مباحثہ کے لحاظ سے فی دن ایک ماہ مراد ہوگا۔ یعنی پندرہ ماہ (میں فریق مخالف) ہاویہ میں گرایا جائے............ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ایک سے ایک سزا کے اٹھانے کے لیے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے، ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔'' (جنگ مقدس ص ۲۱۰ روحانی خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۳)

غرض مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء بنتا تھا۔ اس دن کی کیفیت مرزا قادیانی کے فرزند ارجمند جناب مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی کی زبانی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

''قادیان میں ماتم'' ''آتھم کے متعلق پیشگوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اور میری عمر کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال کی تھی مگر مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں۔ میں نے تو محرم کا ماتم بھی کبھی اتنا سخت نہیں دیکھا حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے۔ اور دوسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں برا بھی منایا گیا) جہاں حضرت خلیفہ اوّل مطب کیا کرتے تھے اور آج کل مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں۔ وہاں اکٹھے ہو گئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں، اس طرح انھوں نے بین ڈالنے شروع کر دیے، ان کی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ! آتھم مر جائے، یا اللہ! آتھم مر جائے مگر اس کہرام اور آہ و زاری کے نتیجے میں آتھم تو نہ مرا۔''

(خطبہ مرزا محمود احمد، مندرجہ الفضل قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء ص ۴ نمبر ۱۶۳ کالم نمبر ۴)

اور اس قادیانی اضطراب پر مزید روشنی مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے بشیر احمد ایم۔ اے کی روایت سے پڑتی ہے کہ ابا جان نے آتھم کی موت کے لیے کیا کیا تدبیریں اختیار کیں اور کون کون سے ٹوٹکے استعمال کیے۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے)

لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ الخ اور ہم نے یہ وظیفہ قریب ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔“ (سیرت المہدی جلد اوّل طبع دوم ص ۱۷۸)

مگر دشمن ایسا سخت جان نکلا کہ بجائے ۵ کے ۶ ستمبر کا سورج بھی غروب ہو گیا مگر وہ نہ مرا اور یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی۔

تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ دشنام طرازی کبھی نہیں کرتے، انھوں نے کبھی گالیوں کے جواب میں بھی گالیاں نہیں دیں۔ اس معیار کے مطابق مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

علماء کو گالیاں ۱...... ”اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلوا دیا۔“ (انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۲...... ”بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)

۳...... ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

۴...... ”ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کے تمام گروہ، علیہم نعال لعن اللہ الف

الف[1] مرۃ۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

۵...... "اے بددیانت، خبیث، نابکار۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴)

۶...... "اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۰)

۷...... "نامعلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

مسلمانوں کو گالیاں ۸...... **تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفها و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریة البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبهم فهم لا یقبلون.** (آئینہ کمالات ص ۵۴۷، ۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً) "ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"

۹...... **اِنَّ الْعِدیٰ صاروا خنازیر الفلا**
ونسائهم من دونهن الا کلب

(نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

"میرے دشمن جنگلوں کے سور ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔"

۱۰...... جو شخص اپنی شرارت سے بار بار کہے گا (کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا قادیانی کی پیشگوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی) اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے۔ انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص ۳۰ خزائن ج ۹ ص ۳۱)

یہ شیریں زبانی ملاحظہ فرمایئے اور مرزائیوں سے پوچھیئے ؎

محمد ﷺ بھی تیرا، جبریل علیہ السلام بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجمان تیرا ہے یا میرا

لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ
"میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی۔"

(حدیث نبوی ابن ماجہ ص ۲۴۱ ابواب الفتن)

---

[1] یعنی ان پر ہزار ہزار بار لعنت کے جوتے پڑیں۔

عالم اسلام کا فیصلہ

گذشتہ صفحات میں جو ناقابل انکار دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ ان کی وجہ سے اس بات پر پوری امت اسلامیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ مرزائی مذہب کے متبعین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہم اپنی اس یادداشت کے ساتھ علماء کرام کے ان فتاویٰ اور عدالتی مقدمات کے فیصلوں کی مطبوعہ نقول بطور ضمیمہ منسلک کر رہے ہیں جو عالم اسلام کے مختلف مکاتب فکر، مختلف حلقوں اور اداروں نے شائع کیے ہیں۔ لیکن ان کا خلاصہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

فتاویٰ مرزائیوں کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر عالم اسلام میں جو فتوے دیے گئے ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ تاہم چند اہم مطبوعہ فتاویٰ کا حوالہ درج ذیل ہے۔

۱...... رجب ۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء سے کیا گیا تھا، جو ''فتویٰ تکفیر قادیان'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، رائے پور، دہلی، کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، آگرہ، مراد آباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیار پور، گورداسپور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حیدر آباد دکن، بھوپال اور رام پور کے تمام مکاتب فکر اور تمام دینی مراکز کے علماء نے باتفاق مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتویٰ تکفیر قادیان)

۲...... اسی قسم کا ایک فتویٰ ۱۹۲۵ء میں دفتر اہل حدیث امرتسر کی طرف سے ''فسخ نکاح مرزائیاں'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اور اس میں برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کے دستخط موجود ہیں۔

۳...... مقدمہ بہاولپور میں جو فتویٰ پیش ہوئے ان میں برصغیر کے علاوہ بلادِ عربیہ کے فتاویٰ بھی شامل تھے۔ (دیکھئے فتاویٰ مندرجہ ''حجت شرعیہ'' شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور و ملتان)

۴...... ایک فتویٰ ''موسسۃ مکۃ للطباعۃ والاعلام'' کی طرف سے سعودی عرب میں شائع ہوا ہے جس میں حرمین شریفین، بلادِ حجاز و شام کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کا فیصلہ درج ہے اس کے چند جملے یہ ہیں:

''لا شک ان اذنا به من القادیانیة واللاهوریة کلها کافرون.''

(القادیانیۃ فی نظر علماء الامۃ الاسلامیۃ ص ۱۱ طبع مکہ مکرمہ)

اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام متبعین خواہ قادیانی ہوں یا

لاہوری سب کافر ہیں۔“

پاکستان کے ۳۳ علماء کا مطالبہ ترمیم

۱۹۵۱ء میں پاکستان کے دستور پر غور کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے مسلمہ نمائندہ علماء کا جو مشہور اجتماع ہوا اس میں ایک ترمیم یہ بھی تھی کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے کر پنجاب اسمبلی میں ان کے لیے ایک نشست مخصوص کر دی جائے اور دوسرے علاقوں کے قادیانیوں کو بھی اس نشست کے لیے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ اس ترمیم کو علماء نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے:

ترمیم ”یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے۔ جسے ہم پورے اصرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لیے یہ بات کسی طرح موزوں نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پرواہ ہو کر محض اپنے ذاتی نظریات کی بنا پر دستور بنانے لگیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد مسلمانوں کے ساتھ ملی جلی ہے وہاں اس قادیانی مسئلے نے کس قدر نازک صورتِ حال پیدا کر دی ہے۔ ان کو پچھلے دور کے بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہیے جنھوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اس وقت تک محسوس ہی نہ کیا جب تک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلودہ نہ ہو گیا۔ جو دستور ساز حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں، ان کی یہ غلطی بڑی افسوس ناک ہوگی کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھ لیں اس وقت تک انھیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ موجود ہے جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھستے بھی ہیں اور دوسری طرف عقائد، عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ بلکہ ان کے خلاف صف آراء بھی ہیں۔ اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو اعلانیہ کافر قرار دیتے ہیں اس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے اور پہلے بھی یہی تھا۔ جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے بیس برس پہلے فرمایا تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔“

رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد مکہ مکرمہ مقدس شہر میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے، ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء میں پورے عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک عظیم

الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ یہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا۔ اس میں مرزائیت کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی وہ مرزائیت کے کفر ہونے پر تازہ ترین اجماع امت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قرارداد کا متن حسب ذیل ہے۔

القاديانية نحلة هدامة تتخذ من اسم الاسلام شعارا لتسوية اغراضها الخبيثة وأبرز مخالفتها للاسلام ادعاء زعميها النبوة و تحريف النصوص القرانية وابطالهم للجهاد، القاديانية ربيبة الاستعمار البريطانى ولا تظهر الافى ظل حمايته تخون القاديانية قضا يا الامة الاسلامية وتقف موالية للاستعمار والصهيونية تتعاون مع القوى الناهضة للاسلام و تتخذ هذه القوى واجهة لتحطيم العقيدة الاسلامية و تحريفها و ذلک بمايأتى.

ا...... انشاء معابد تمولها القوى المعادية ويتم فيها التضليل بالكفر القاديانى المنحرف.

ب...... فتح مدارس و معاهد و ملاجى للايتام و فيها جميعًا تمارس القاديانية نشاطها التخريبى لحساب القوى المعاوية للاسلام و تقوم القاديانية بنشر ترجمات محرفة لمعانى القرانِ الكريم بمختلف اللغات العالمية و لمقاومة خطرها قدر المؤتمر:

۱...... تقوم كل هيئة اسلامية بحصر النشاط القاديانى فى معابدهم ومدارسهم و ملاجئهم وكل الامكنة التى يمارسون فيها نشاطهم الهدام. فى منطقها و كشف القاديانيين والتعريف بهم للعالم الاسلامى تفاديا للوقوع فى حبائلهم.

۲...... اعلان كفر هذه الطائفة و خروجها على الاسلام.

۳...... عدم التعامل مع القاديانيين او الاحمديين ومقاطعتهم اقتصاديا و اجتماعيًا و ثقافيا و عدم التزوج منهم وعدم دفنهم فى مقابر المسلمين و معاملتهم باعتبارهم كفارا.

۴...... مطالبة الحكومات الاسلامية بمنع كل نشاط لاتباع ميرزا غلام احمد مدعى النبوة و اعتبارهم اقلية غير مسلمة و يمنعون من تولى الوظائف الحساسة للدولة.

۵...... نشر مصورات لكل التحريفات القاديانية فى القران الكريم مع حصر

الترجمات القاديانية لمعاني القرآن والتنبيه عليها و منع تداول هذه الترجمات.“

ترجمہ قرارداد قادیانیت ایک باطل فرقہ ہے جو اپنی اغراضِ خبیثہ کی تکمیل کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادوں کو ڈھانا چاہتا ہے۔ اسلام کے قطعی اصولوں سے اس کی مخالفت ان باتوں سے واضح ہے۔

الف...... اس کے بانی کا دعویٰ نبوت کرنا۔

ب...... قرآنی آیات میں تحریف۔

ج...... جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔

قادیانیت کی داغ بیل برطانوی سامراج نے رکھی اور اسی نے اسے پروان چڑھایا۔ وہ سامراج کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔ قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کے مفادات سے غداری کرتے ہیں اور ان طاقتوں کی مدد سے اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف وتبدیل اور بیخ کنی کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً

الف...... دنیا میں مساجد کے نام پر اسلام دشمن طاقتوں کی کفالت سے ارتداد کے اڈے قائم کرنا۔

ب...... مدارس، سکولوں، یتیم خانوں اور امدادی کیمپوں کے نام پر غیر مسلم قوتوں کی مدد سے ان ہی کے مقاصد کی تکمیل۔

ج...... دنیا کے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخوں کی اشاعت وغیرہ ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس میں طے کیا گیا کہ:

دنیا بھر کی ہر اسلامی تنظیم اور جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ قادیانیت اور اس کی ہر قسم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی ان کے معابد، مراکز، یتیم خانوں وغیرہ میں کڑی نگرانی کریں اور ان کے تمام دَر پردہ سیاسی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں اور اس کے بعد ان کے پھیلائے ہوئے جال، منصوبوں، سازشوں سے بچنے کے لیے عالم اسلام کے سامنے انھیں پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔ نیز

الف...... اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے اور یہ کہ اس وجہ سے انھیں مقاماتِ مقدسہ حرمین وغیرہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جا سکے گی۔ مسلمان قادیانیوں سے کسی قسم کا معاملہ نہیں کریں گے اور اقتصادی، معاشرتی، اجتماعی، عائلی وغیرہ ہر میدان میں ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

د...... کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں۔ ان تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے اور کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی حصہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔

ہ...... قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے اور ان کے تمام تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان تمام تراجم کی ترویج کا انسداد کیا جائے۔

عدالتوں کے فیصلے اب ان عدالتی فیصلوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے جن میں مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور باجلاس جناب منشی محمد اکبر خان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولپور بمقدمہ مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش سکنہ احمد پور شرقیہ۔ ریاست بہاولپور، بنام عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد سکنہ موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ۔ ریاست بہاولپور۔ دعویٰ دلا پانے ڈگری استقراریہ مشعر تنسیخ نکاح فریقین بوجہ ارتداد شوہرم مدعا علیہ تاریخ فیصلہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء۔

عدالت مذکور نے مقدمہ کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد آخر میں اپنا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کیا اور سنایا۔

''اوپر کی تمام بحث سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بایں معنی نہ ماننے سے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں ارتداد واقع ہو جاتا ہے اور عقائد اسلام کی رو سے ایک شخص کلمہ کفر کہہ کر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کو عقائد قادیانی کی رو سے نبی مانتا ہے اور ان کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں قیامت تک سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی تسلیم نہیں کرتا آنحضرت ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نیا نبی تسلیم کرنے سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اس لیے مدعا علیہ اس اجماعی عقیدۂ امت سے منحرف ہونے کی وجہ سے مرتد سمجھا جائے گا اور اگر ارتداد کے معنی کسی مذہب کے اصولوں سے بکلی انحراف کے لیے جائیں تو بھی مدعا علیہ مرزا قادیانی کو نبی ماننے سے ایک نئے مذہب کا پیرو سمجھا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کے لیے قرآن کی تفسیر اور معمول

بہ مرزا قادیانی کی وحی ہوگی نہ کہ احادیث و اقوال فقہا جن پر کہ اس وقت تک مذہب اسلام قائم چلا آیا ہے۔ اور جن میں سے بعض کے مستند ہونے کو خود مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں احمدی مذہب میں بعض احکام ایسے ہیں کہ شرع محمدی پر مستزاد ہیں اور بعض اس کے خلاف ہیں مثلاً چندہ ماہواری کا دینا جیسا کہ اوپر دکھایا گیا ہے زکوٰۃ پر ایک زائد حکم ہے۔ اسی طرح غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا، کسی احمدی کی لڑکی غیر احمدی کو نکاح میں نہ دینا، کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، شرع محمدی کے خلاف اعمال ہیں۔ مدعاعلیہ کی طرف سے ان امور کی توجیہیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ کیوں غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے، کیوں ان کو نکاح میں لڑکی نہیں دیتے، لیکن یہ توجیہیں اس لیے کارآمد نہیں کہ یہ امور ان کے پیشواؤں کے احکام میں مذکور ہیں۔ اس لیے وہ ان کے نقطہ نگاہ سے شریعت کا جزو سمجھے جائیں گے جو کسی صورت میں بھی شرع محمدی کے موافق تصور نہیں ہو سکتے اس کے ساتھ جب یہ دیکھا جائے کہ وہ تمام غیر احمدی کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے مذہب کو مذہب اسلام سے ایک جدا مذہب قرار دینے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں مدعاعلیہ کے گواہ مولوی جلال الدین شمس قادیانی نے اپنے بیان میں مسیلمہ وغیرہ کاذب مدعیانِ نبوت کے سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ گواہ مذکور کے نزدیک دعویٰ نبوت کاذبہ ارتداد ہے اور کاذبِ مدعی نبوت کو جو مان لے وہ مرتد سمجھا جاتا ہے۔ مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کاذبِ مدعی نبوت ہیں اس لیے مدعاعلیہ بھی مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا ابتدائی تنقیحات جو ۴ نومبر ۱۹۲۶ء کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں بحق مدعیہ ثابت قرار دے جا کر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعاعلیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعاعلیہ سے فسخ ہو چکا ہے اور اگر مدعاعلیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھا جائے تو بھی مدعاعلیہ کے ادعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہوسکتا اور اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعاعلیہ نے اپنی طرف منسوب کیے ہیں وہ گو عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں لیکن ان عقائد پر وہ انہی معنوں پر عمل پیرا سمجھا جائے گا۔ جو معنی کہ مرزا قادیانی نے بیان کیے ہیں اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہورِ امت آج تک لیتی آئی، اس لیے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح جو ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد

مدعاعلیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعاعلیہ لینے کی حقدار ہوگی۔ اس ضمن میں مدعاعلیہ کی طرف سے ایک سوال یہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہر دو فریق چونکہ قرآن مجید کو کتاب اللہ سمجھتے ہیں اور اہل کتاب کا نکاح جائز ہے اس لیے بھی مدعیہ کا نکاح فسخ قرار نہیں دینا چاہیے۔ اس کے متعلق مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے کو مرتد کہتے ہیں تو ان کو اپنے اپنے عقائد کی رو سے بھی ان کا باہمی نکاح قائم نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں اہل کتاب عورتوں سے نکاح جائز ہے نہ کہ مردوں سے بھی۔ مدعیہ کے دعویٰ کی رو سے چونکہ مدعاعلیہ مرتد ہو چکا ہے اس لیے اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے بھی اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔ مدعیہ کی یہ حجت وزن دار پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس بنا پر بھی وہ ڈگری پانے کی مستحق ہے۔"

مدراس ہائی کورٹ وغیرہ کے فیصلے کا جواب

"مرزائیوں کی طرف سے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کا حوالہ بڑے زور وشور سے دیا جاتا ہے۔ فاضل جج نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے:

"مدعاعلیہ کی طرف سے اپنے حق میں چند نظائر قانونی کا بھی حوالہ دیا گیا تھا ان میں سے پٹنہ اور پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ جات کو عدالت عالیہ چیف کورٹ نے پہلے واقعات مقدمہ ہذا پر حاوی نہیں سمجھا اور مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کو عدالت معلّٰی اجلاس خاص نے قابل پیروی قرار نہیں دیا۔ باقی رہا عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور کا فیصلہ بمقدمہ مسمات جندوڈی بنام کریم بخش اس کی کیفیت یہ ہے کہ یہ فیصلہ جناب مہتمہ اودھوداس صاحب جج چیف کورٹ کے اجلاس سے صادر ہوا تھا اور اس مقدمہ کا صاحب موصوف نے مدراس ہائی کورٹ کے فیصلہ پر ہی انحصار رکھتے ہوئے فیصلہ فرمایا تھا اور خود ان اختلافی مسائل پر جو فیصلہ مذکور میں درج تھے کوئی محاکمہ نہیں فرمایا تھا مقدمہ چونکہ بہت عرصہ سے دائر تھا اس لیے صاحب موصوف نے اسے زیادہ عرصہ معرضِ تعویق میں رکھنا پسند نہ فرما کر باتباع فیصلہ مذکور اسے طے فرما دیا۔ دربار معلّٰی نے چونکہ اس فیصلہ کو قابل پابندی قرار نہیں دیا جس فیصلہ کی بنا پر کہ وہ فیصلہ صادر ہوا اس لیے فیصلہ زیر بحث بھی قابل پابندی نہیں رہتا۔

فریقین سے مختار مدعیہ حاضر ہے اسے حکم سنایا گیا۔ مدعاعلیہ کارروائی مقدمہ ہذا ختم ہونے کے بعد جبکہ مقدمہ زیر غور تھا فوت ہو گیا ہے اس کے خلاف یہ حکم زیر آرڈر ۲۲ رول ۶ ضابطہ دیوانی تصور ہوگا۔ پرچہ ڈگری مرتب کیا جائے اور مثل داخل دفتر ہو۔"

۷فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ بمقام بہاول پور
دستخط محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاول نگر ریاست بہاول پور (بحروف انگریزی)

فیصلہ مقدمہ راولپنڈی باجلاس جناب شیخ محمد اکبر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی سول اپیل ۱۹۵۵ء۔

امتہ الکریم بنت کرم الٰہی راجپوت جنجوعہ مکان نمبر B/۵۰۰ محلہ ٹرنک بازار راولپنڈی (مرزائی)

بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین ملک خلف ماسٹر محمد دین اعوان محلہ کرشن پورہ راولپنڈی (مسلمان)

تاریخ فیصلہ ۳ جون ۱۹۵۵ء

عدالت مذکورہ نے مقدمہ کی تفصیلات پر بحث کرنے کے بعد آخر میں اپنا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کیا اور فیصلہ سنایا۔

’’مندرجہ بالا صورت میں حسب ذیل نتائج پر پہنچا ہوں۔

۱...... مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ پیغمبر اسلام خدا کے آخری نبی تھے۔ اور ان کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا ہے۔

۲...... مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ جسے ہمارے نبی ﷺ کے آخری ہونے پر ایمان نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

۳...... مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے اعلانات کے مطابق یہ دعویٰ کیا کہ ان پر ایسی وحی آتی ہے جو وحی نبوت کے برابر ہے۔

۵...... خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پہلی کتابوں میں معیار رکھتے ہیں وہ خود ان کے دعویٰ نبوت کی تکذیب کرتے ہیں۔

۶...... انھوں نے اپنے مکمل پیغمبر ہونے کا نہ دعویٰ کیا۔ ظل اور بروز کا سارا قصہ محض ڈھونگ ہے۔

۷...... نبی کریم ﷺ کے بعد کسی پر وحی نبوت نہیں آ سکتی۔ اور جو ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ اسلام کے دائرہ سے خارج ہے۔

مندرجہ بالا استدلال اور نتائج کی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ ابتدائی سماعت کرنے

والی عدالت کا فیصلہ صحیح ہے اور میں سارے فیصلے کی توثیق کرتا ہوں۔ مسمات امت الکریم کی اپیل میں کوئی وزن نہیں اور میں اپیل خارج کرتا ہوں۔ جہاں تک لیفٹیننٹ نذیر الدین کی اپیل کا تعلق ہے اس کے متعلق مسٹر ظفر محمود ایڈووکیٹ نے مجھے بہت کم باتیں بتائیں۔ امت الکریم کے جہیز کا سامان ان کے قبضے میں پایا گیا، اس کی قیمت لگائی جا چکی ہے۔ ان کی اپیل میں بھی کوئی وزن نہیں ہے اس لیے اسے بھی خارج کرتا ہوں۔ چونکہ دونوں فریقوں کی اپیل خارج ہو گئی ہے۔ اس لیے میں خرچہ کے متعلق کوئی حکم نہیں دیتا۔"

دستخط شیخ محمد اکبر، سیشن جج بمقام راولپنڈی، ۳ جون ۱۹۵۵ء

مقدمہ جیمس آباد کا فیصلہ فیملی سوٹ نمبر ۹/ ۱۹۶۹ء

"مسماۃ امتہ الہادی دختر سردار خان مدعیہ بنام حکیم نذیر احمد برق مدعاعلیہ

مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیہ جو ایک مسلمان عورت ہے کی شادی مدعاعلیہ کے ساتھ جس نے شادی کے وقت خود اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے اور اس طرح خود غیر مسلم قرار پایا ہے۔ غیر مؤثر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ مدعیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مدعاعلیہ کی بیوی نہیں۔ تنسیخ نکاح کے بارے میں مدعیہ کی درخواست کا فیصلہ اس کے حق میں کیا جاتا ہے اور مدعاعلیہ کو ممانعت کی جاتی ہے کہ وہ مدعیہ کو اپنی بیوی قرار نہ دے مدعیہ اس مقدمے کے اخراجات بھی وصول کرنے کی حقدار ہے۔ یہ فیصلہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو شیخ محمد رفیق گوریجہ کے جانشین جناب قیصر احمد حمیدی نے جو ان کی جگہ جیمس آباد کے سول اور فیملی کورٹ جج مقرر ہوئے ہیں کھلی عدالت میں پڑھ کر سنایا۔"

ماریشس سپریم کورٹ میں سب سے بڑا مقدمہ

"مسجد روز ہل کے مقدمہ" کو تاریخ ماریشس کا سب سے بڑا مقدمہ کہا جاتا ہے کیونکہ پورے دو سال تک سپریم کورٹ نے بیانات لیے، شہادتیں سنیں اور پہلی مرتبہ یہ فیصلہ دیا کہ: "مسلمان الگ امت ہیں اور قادیانی الگ۔"

یہ مقدمہ لڑنے کے لیے مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں نے دوسرے ممالک سے مشہور وکلاء منگوائے۔ قادیانیوں سے مسجد واپس لینے کے سلسلہ میں روز ہل کے جن مسلمانوں نے کام کیا ان میں محمود اسحاق جی، اسمٰعیل حسن جی، ابراہیم حسن جی، قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ وہاں کے تجارتی حلقوں میں بڑا مقام رکھتے تھے انھوں نے جو مقدمہ دائر کیا اس کی بنیاد یہ تھی:

دعویٰ روز ہل کی مسجد جہاں مسلمانوں کے حنفی (سنی) فرقہ کے لوگ نماز پڑھتے تھے یہ مسجد انھوں نے تعمیر کروائی تھی اور مسلسل قابض چلے آ رہے تھے اس پر قادیانیوں نے قبضہ کر لیا ہے جن کا تعلق امت اسلامیہ سے نہیں ہے، قادیانی ہم مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، ہمارے پیچھے ان کی نماز نہیں ہوتی، ایسی صورت میں ان کو مسجد سے باہر نکالا جائے۔

چنانچہ ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء کو یہ مقدمہ دائر ہوا، قادیانیوں کے خلاف ۲۱ شہادتیں پیش کی گئیں ان شہادتوں میں مولانا عبداللہ رشید نواب کی شہادت خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ آپ نے عدالت عالیہ میں نہایت جرأت و بے باکی سے قادیانیوں کو بے نقاب کیا اور سینکڑوں کتب، اخبارات، رسائل و جرائد پیش کر کے عدالت کو یہ باور کرانے کی یہ کامیاب کوشش کی کہ قادیانی اور مسلمان الگ الگ امتیں ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب اور حوالے مولانا رشید نے پیش کیے۔

قادیانیوں کی طرف سے غلام محمد قادیانی بی۔ اے نے وکلاء کی مدد کی اور جوابِ دعویٰ تیار کیا غلام محمد قادیانی اس مقصد کے لیے خاص طور سے قادیان گیا تھا۔ مسلمانوں کے وکلاء میں مسٹر رولرڈ کے سی، ای سویز، کے، سی ای اسنوف اور آئی نیاریک تھے، جبکہ قادیانیوں کا وکیل مسٹر آر پزانی تھا۔

عدالت عالیہ کی کارروائی کے دوران ہزاروں مسلمان موجود ہوتے، اور ملک میں پہلی مرتبہ یہ علم ہوا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے بھیس میں اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو چیف جج سرائے ہر چیز وڈر نے یوں فیصلہ پڑھ کر سنایا۔

فیصلہ ”عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ (قادیانی) کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ روز ہل مسجد میں اپنی پسند کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں، اس مسجد میں صرف مدعی (مسلمان) ہی نماز ادا کرسکیں گے، اپنے اعتقادات کی روشنی میں۔“

اسی عدالت کے ایک دوسرے جج جناب ٹی۔ ای روزلی نے بھی اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔

مصور پاکستان علامہ اقبال کی رائے

آخر میں شاعر مشرق، مصور پاکستان علامہ اقبال صاحب کے کچھ ارشادات پیش کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے مرزائیت کی اسلام دشمنی محسوس کر کے ساری امت کو اس خطرے

سے

سے خبردار کرنے کے لیے بے شمار مضامین لکھے ہیں ان تمام مضامین کو یہاں پیش کرنا مشکل ہے البتہ چند ضروری اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ وہ اسٹیٹسمین کی ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدتِ الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسولِ کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ ایک حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسولِ کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انھیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انھوں نے تسلیم کیا، کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں...... میری رائے میں تو قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو، تاکہ انھیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (حرفِ اقبال ص ۱۳۶، ۱۳۷)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

''نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظِ نفس کے جذبے سے بھی عاری کر دیا ہے، بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔''

(حرف اقبال ص ۱۲۴)

آگے ہندوستان کی غیر مسلم حکومت سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حکومت کو موجودہ صورتِ حالات پر غور کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لیے اشد اہم ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیے، اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ وہ

طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب بالدین (دین کے ساتھ کھیل کرتے پائے) اس کے دعاوی کو تقریر و تحریر کے ذریعے سے جھٹلایا جائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے، حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو۔ اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔ اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے حکومت کے لیے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی، لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لیے خطرہ ہیں۔" (حرف اقبال ص ۱۲۶، ۱۲۷)

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے بعض لوگ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے فتوؤں کا کوئی اعتبار نہیں رہا، اس کا جواب دیتے ہوئے شاعر مشرق تحریر فرماتے ہیں:

"اس مقام پر یہ دہرانے کی غالباً ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا، جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہیں۔" (حرف اقبال ص ۱۲۶، ۱۲۷)

پھر شاعر مشرق قادیانی مسئلہ کا حل تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے، یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا، اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔"

(حرف اقبال ص ۱۲۹، ۱۲۸)

یہ وہ مطالبہ ہے کہ جو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے انگریز کی حکومت سے کیا تھا اب جو مملکت شاعر مشرق کے خوابوں کی تعبیر کی حیثیت سے انہی کا نام لے کر وجود میں آئی ہے۔ یہ اس کا پہلا فریضہ ہے کہ وہ شاعر مشرق ں اس آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

ضمیمہ

بعض مرزائی مغالطے

چند شبہات کا ازالہ

جب مسلمانوں کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو مرزائی صاحبان طرح طرح سے مغالطے دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں مختصراً ان مغالطوں کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

کلمہ گو کی تکفیر کا مسئلہ مرزائیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص کلمہ گو ہو، اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہو، کسی بھی شخص کو اسے کافر قرار دینے کا حق نہیں پہنچتا۔ یہاں سب سے پہلے تو یہ بوالعجبی ملاحظہ فرمایئے کہ یہ بات ان لوگوں کی طرف سے کہی جا رہی ہے جو دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کھلم کھلا کافر کہتے ہیں اور جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر اور اس کے تمام ضروری تقاضوں پر صحیح معنی میں ایمان رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج، شقی، بدطینت، یہاں تک کہ "کنجریوں کی اولاد"[۱] قرار دینے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ گویا ہر "کلمہ گو" کو مسلمان کہنا صرف یک طرفہ حکم ہے جو صرف غیر احمدیوں پر عائد ہوتا ہے اور خود مرزائی صاحبان کو کھلی چھٹی ہے کہ خواہ وہ مسلمانوں کو کتنی شد و مد سے کافر کہیں، خواہ انھیں بازاری گالیاں دیں خواہ ان کے اکابر اور مقدس ترین شخصیات کی ناموس پر حملہ آور ہوں۔ ان کے "اسلام" میں کبھی کوئی فرق نہیں آ سکتا اور نہ ان پر کلمہ گو کو کافر کہنے کا الزام لگ سکتا ہے۔ یہ ہے اس مرزائی مذہب کا انصاف جو شرم و حیا اور دیانت و اخلاق کا منہ نوچ کر اپنے آپ کو روحانیت "محمد ﷺ" کا ظہور ثانی قرار دیتا ہے۔

پھر خدا جانے یہ اصول کہاں سے گھڑا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو وہ مسلمان ہے اور اسے کوئی شخص کافر قرار نہیں دے سکتا؟ سوال یہ ہے کہ کیا مسیلمہ کذاب کلمہ شہادت نہیں پڑھتا تھا؟ پھر خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اسے کافر قرار دے کر اس کے خلاف جہاد کیوں کیا؟ اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے جا

---

[۱] مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میری کتابوں کو ہر شخص محبت کی نگاہ سے دیکھ کر ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ سوائے "بغایا" (فاحشاؤں، کنجریوں) کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی، وہ انھیں نہیں مانتے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

بجا نہ صرف مسیلمہ کذاب بلکہ آپ ﷺ کے بعد اپنے سوا مدعی نبوت کو کافر اور کذاب کیوں کہا؟ اگر آج کوئی نیا مدعی نبوت کلمہ پڑھتا ہوا اٹھے اور آنحضرت ﷺ کے سوا تمام انبیاء کو جھٹلائے، آخرت کے عقیدے کا مذاق اڑائے، قرآنِ کریم کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کرے، اپنے آپ کو افضل الانبیاء قرار دے، نماز روزے کو منسوخ کر دے، جھوٹ شراب، زنا، سود اور قمار کو جائز کہے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا اسلام کے ہر حکم کی تکذیب کر دے تو کیا اسے پھر بھی ''کلمہ گو'' ہونے کی بنا پر مسلمان ہی سمجھا جائے گا؟ اگر اسلام ایسا ہی ڈھیلا ڈھالا جامہ ہے جس میں کلمہ پڑھنے کے بعد دنیا کا ہر برے سے برا عقیدہ اور برے سے برا عمل سما سکتا ہے تو پھر فضول ہی اسلام کے بارے میں یہ دعویٰ کیے جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب میں سب سے زیادہ بہتر، مستحکم، منظم اور باقاعدہ مذہب ہے۔

جو لوگ ہر ''کلمہ گو'' کو مسلمان کہنے پر اصرار کرتے ہیں، کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلمہ (معاذ اللہ) کوئی منتر یا ٹونا ٹوٹکا ہے جسے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد انسان ہمیشہ کے لیے ''کفر پروف'' ہو جاتا ہے اور اس کے بعد برے سے برا عقیدہ بھی اسے اسلام سے خارج نہیں کر سکتا؟

اگر عقل وخرد اور انصاف و دیانت دنیا سے بالکل اٹھ ہی نہیں گئی تو اسلام جیسے علمی اور عقلی دین کے بارے میں یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ محض چند الفاظ کو زبان سے ادا کرنے کے بعد انسان جہنمی سے جنتی اور کافر سے مسلمان بن جاتا ہے۔ خواہ اس کے عقائد اللہ اور رسول ﷺ کی مرضی کے بالکل خلاف ہوں؟

واقعہ یہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (معاذ اللہ) کوئی جادو یا طلسم نہیں ہے، یہ ایک معاہدہ اور اقرار نامہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کو معبُودِ واحد قرار دینے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کا مطلب یہ معاہدہ کرنا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کروں گا۔ لہٰذا اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی جتنی باتیں ہم تک تواتر اور قطعیت کے ساتھ پہنچی ہیں ان سب کو درست تسلیم کرنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان کا لازمی جز اور اس کا ناگزیر تقاضا ہے اگر کوئی شخص ان متواتر قطعیات میں سے کسی ایک چیز کو بھی درست ماننے سے انکار کر دے تو درحقیقت وہ کلمہ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، خواہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو اس لیے اس کو مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ عقیدۂ ختم نبوت چونکہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے سینکڑوں ارشادات سے بطریق تواتر ثابت ہے، اس لیے باجماع امت وہ انہی قطعیات میں سے

ہے جن پر ایمان لانا کلمہ طیبہ کا لازمی جز ہے اور جس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں بعض ان احادیث سے استدلال کی کوشش کی جاتی ہے جن میں سے آنحضرت ﷺ نے مسلمان کی علامتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ”جو ہماری طرح نماز پڑھے۔ ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائے وہ مسلمان ہے۔“ لیکن جس شخص کو بھی بات سمجھنے کا سلیقہ ہو وہ حدیث کے اسلوب و انداز سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان کی کوئی قانونی اور جامع و مانع تعریف نہیں کی جا رہی بلکہ مسلمانوں کی وہ معاشرتی علامتیں بیان کی جا رہی ہیں جن کے ذریعہ مسلم معاشرہ دوسرے مذاہب اور معاشروں سے ممتاز ہوتا ہے، اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس شخص کی ظاہری علامتیں اس کے مسلمان ہونے کی گواہی دیتی ہوں اس پر خواہ مخواہ بدگمانی کرنا یا بلاوجہ اس کی عیب جوئی کرنا درست نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اگر وہ خود مسلمانوں کے سامنے علانیہ کفریات کا اقرار کرتا پھرے، بلکہ ساری دنیا کو ان کفریات کی دعوت دے کر اپنے متبعین کے سوا تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے تب بھی وہ صرف مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ خواہ لا الٰہ الا اللہ اور اس کے تقاضوں کا بھی قائل نہ ہو۔

درحقیقت اس حدیث میں مسلمان کی تعریف نہیں بلکہ اس کی ظاہری علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ مسلمان کی پوری تعریف درحقیقت آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں بیان کی گئی ہے:

امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا أن لا الٰہ الا اللّٰہ و یؤمنو ابی و بماجئت بہ۔ (رواہ، مسلم عن ابی ہریرۃؓ ج۱ ص۳۷ باب الامر بقتال الناس حتی یقولون لا الہ الا اللہ)

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں، یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور ہر اس بات پر جو میں لے کر آیا ہوں۔“

اس میں مسلمان کی پوری حقیقت بیان کر دی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی ہر تعلیم کو ماننا اشھد ان محمداً رسول اللہ کا لازمی جزء ہے اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (النساء ۶۵) ”پس نہیں، تمھارے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک یہ تمھیں اپنے ہر متنازعہ معاملے میں

حکم نہ مان لیں، پھر تمھارے فیصلے سے اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے خوشی سے تسلیم نہ کریں۔''

یہ ہے کلمہ گو کی حقیقت اور اس کے برخلاف محض کلمہ پڑھ لینے کے بعد ہمیشہ کے لیے کفر سے محفوظ ہو جانے کا تصور ان دشمنانِ اسلام کا پیدا کردہ ہے جو یہ چاہتے تھے کہ اسلام اور کفر کی درمیانی حد فاصل کو مٹا کر اسے ایک ایسا معجونِ مرکب بنا دیا جائے جس میں اپنے سیاسی اور مذہبی مفادات کے مطابق ہر برے سے برے عقیدے کی ملاوٹ کی جا سکے۔

انتہا یہ ہے کہ بعض لوگ مسلمان کی تعریف کے سلسلے میں اس آیت قرآنی کو بھی پیش کرنے سے نہیں چوکتے جس میں ارشاد ہے:

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء۹۴) ''یعنی جو شخص تمھیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔''

چلئے پہلے تو مسلمان ہونے کے لیے کم از کم کلمہ پڑھنا ضروری تھا، اس آیت کو مسلمان کی تعریف میں پیش کرنے کے بعد اس سے بھی چھٹی ہوگئی، اب مسلمان ہونے کے لیے صرف ''السلام علیکم'' بلکہ صرف ''سلام'' کہہ دینا بھی کافی ہوگیا، اور ہر وہ ہندو، پارسی، بدھسٹ اور عیسائی یہودی بھی مسلمان بننے کے قابل ہوگیا جو مسلمانوں کو ''سلام'' کہہ کر خطاب کرلے۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

مسلمانوں کی باہم تکفیر کے فتوے اور ان کی حقیقت

اصل مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لیے دوسرا مغالطہ مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ جو علماء ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے آئے ہیں۔ لہٰذا ان کے فتووں کا اعتبار اُٹھ گیا ہے۔ لیکن اس ''دلیل'' کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ چونکہ بعض عطائیوں اور ڈاکٹروں نے کچھ لوگوں کا غلط علاج کیا ہے۔ اس لیے اب کوئی ڈاکٹر مستند نہیں رہا اب پوری میڈیکل سائنس ہی ناکارہ ہوگئی ہے اور وہ طبی مسئلے بھی قابل اعتبار نہیں ہیں جن پر تمام دنیا کے ڈاکٹر متفق ہیں۔

حال ہی میں مرزائی جماعت کی طرف سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے ''ہم غیر احمدیوں کے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے'' اور اس میں مسلمان مکاتب فکر کے باہمی اختلافات اور ان فتاویٰ کو انتہائی مبالغہ آمیز انداز میں پیش کیا گیا ہے جن میں ایک دوسرے کی تکفیر کی گئی ہے، لیکن اوّل تو اس کتابچے میں بعض ایسے فتووں کا حوالہ ہے جن

کے بارے میں پوری ذمہ داری سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے کہنے والوں کی طرف بالکل غلط منسوب کیے گئے ہیں۔ دوسرے اس کتابچے میں اگرچہ کافی محنت سے وہ تمام تشدد آمیز مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو باہمی اختلافات کے دوران منظر عام پر آیا ہے، لیکن ان بیسیوں اقتباسات میں مسلمان مکاتب فکر کے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے کل پانچ ہیں۔ باقی فتوے نہیں بلکہ وہ عبارتیں ہیں جو ان کے افسوس ناک باہمی جھگڑوں کے درمیان ان کے قلم یا زبان سے نکلیں۔ ان میں ایک دوسرے کے خلاف سخت زبان تو بے شک استعمال کی گئی ہے لیکن انھیں کفر کے فتوے قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔

تیسرے یہ پانچ فتوے بھی اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ جن مکاتب فکر سے وہ تعلق رکھتے ہیں وہ پورا مکتب فکر ان فتوؤں سے متفق ہو۔ اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماء نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے۔ جو اس قسم کے فتوؤں میں روا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا ان چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تأثر دینا بالکل غلط، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک عنصر ایسا رہا ہے جس نے دوسرے کی مخالفت میں اتنا تشدد کیا کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے لیکن اسی مکتب فکر میں ایک بڑی تعداد ایسے علماء کی ہے جنھوں نے فروعی اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے جس کی واضح مثال یہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں کا کوئی مشترک مسئلہ پیدا ہوتا ہے ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں بعض حضرات کے فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنتے۔

یہ مسلمان فرقے جن کی فرقہ بندی کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ کر کیا گیا ہے اور جن کے اختلافات کا شور مچا مچا کر لوگوں نے اپنے باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں۔ وہی تو ہیں جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیادیں طے کرنے کے لیے جمع ہوئے اور کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے جبکہ پروپیگنڈہ یہ تھا کہ اس قسم کا اتفاق ایک امر محال ہے ۱۹۵۳ء کے موقعہ پر جب مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترمیمات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انھوں نے اکٹھے ہو کر متفقہ سفارشات پیش کیں جبکہ یہ کام پہلے کام سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا ۱۹۵۳ء ہی میں انھوں نے قادیانیت کے مسئلہ پر اجتماعی طریقے سے ایک مشترکہ مؤقف اختیار کیا۔ ۱۹۷۲ء میں دستور سازی کے

دوران شیر وشکر رہ کر اس بنیادی کام میں شریک رہے۔ دنیا بھر میں شور تھا کہ یہ لوگ مل کر مسلمان کی متفقہ تعریف بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ۱۹۷۴ء میں انھوں نے ہی کامل اتفاق و اتحاد سے اس پروپیگنڈے کی قلعی کھولی اور اب پھر یہ مرزائیت کے کھلے کفر کے مقابلے میں شانہ بشانہ موجود ہیں۔ غرضیکہ جب بھی اسلام اور مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مذہبی مسئلہ سامنے آیا تو ان کے باہمی مذہبی اختلافات اجتماعی مؤقف اختیار کرنے میں کبھی سدراہ ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ اس قسم کے اجتماعات میں کسی مرزائی کو بھی دعوت دی گئی ہو؟

اس طرزِ عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آ جاتی ہیں۔

اوّل! یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں، ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوسرے! یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے جو فروعات کو فروعات ہی کے دائرے میں رکھتا ہے اور آپس کے اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا۔ ورنہ اس قسم کے اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

تیسرے! یہ کہ اسلام کے بنیادی عقائد جو واقعتاً ایمان اور کفر میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

لہٰذا اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی ہے تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ بلکہ کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے بھی غلطی نہیں ہوتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان جو عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل تسلیم نہیں ہونی چاہیے۔ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں میں تالے ڈال دیے جائیں۔ یا ججوں کا کوئی فیصلہ مانا ہی نہ جائے؟ کیا مکانات، سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں انجینئر غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ اگر

چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں یا غلطیاں ہوئی ہیں تو اس کا مطلب یہ کیسے نکل آیا کہ اب اسلام اور کفر کے فیصلے قرآن وسنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔

شاعرِ مشرق مصورِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے بالکل صحیح بات کہی تھی:

''مسلمانوں کے بیشمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے دیتے ہوں۔'' (حرفِ اقبال ص ۱۲۷)

دو روایتیں مرزائی صاحبان نے لاکھوں احادیث کے ذخیرہ میں سے دو ضعیف وسقیم روایتیں نکال کر اور انھیں من مانا مفہوم پہنا کر ان سے اپنی خود ساختہ نبوت کے لیے سہارا لینے کی کوشش کی ہے اس لیے یہاں ان پر بھی ایک نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ.

پہلی منقطع الاسناد روایت ''درمنثور'' سے لی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

(آنحضرت ﷺ کو) ''خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' پہلے تو اس بات پر غور فرمایئے کہ یہ روایت کہاں سے لائی گئی ہے۔ اگر آپ حدیث کی کسی معروف کتاب میں اسے تلاش کرنا چاہیں گے تو آپ کو مایوسی ہوگی، کیونکہ یہ روایت بخاری، مسلم تو کجا نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، غرض حدیث کی کسی دستیاب کتاب میں موجود نہیں! اسے لایا کہاں سے گیا ہے؟ علامہ سیوطیؒ کی ''درمنثور'' سے جس کے بارے میں ادنیٰ طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ اس میں ہر قسم کی رطب و یابس ضعیف اور موضوع روایات بھی بغیر کسی چھان پھٹک کے صرف جمع کر دی گئی ہیں۔ پھر حدیث میں سارا مدار اس کی سند پر ہوتا ہے اور اس روایت کی کوئی سند متصل معلوم نہیں۔ اب یہ سرکار دو عالم ﷺ کے الفاظ میں مدعیانِ نبوت کا ''دجل'' نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ ایک طرف تو مرزائی صاحبان کی نگاہ میں قرآن کریم کی صاف اور صریح آیات اور آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں متواتر اور صحیح احادیث ناقابل التفات ہیں اور دوسری طرف یہ منقطع الاسناد روایت جس کا علم حدیث کی رو سے کچھ بھی اعتبار نہیں ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ

اسے ختم نبوت جیسے متواتر قطعی اور اجماعی عقیدے کو توڑنے کے لیے پیش کیا جا رہا ہے کیا کسی نبی کی نبوت ایسی ہی روایات سے ثابت ہوا کرتی ہے؟ لیکن یہ بات اس شخص سے کہی جائے جو کسی علمی یا عقلی قاعدے اور ضابطے کا پابند ہو اور جہاں عقل، علم اور اخلاق پر مبنی آیات کا جواب سوائے خود ساختہ الہام کے اور کچھ نہ ہو وہاں دلائل و براہین کا کتنا انبار لگا دیجئے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ میں اسکا جواب یہی ملے گا کہ ”خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں۔ تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“ (اربعین نمبر۳ ص ۱۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۱)

پھر اس روایت میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مرزائی اعتقادات سے دور دور کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ روایت تو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے میں مرزائی نظریہ کی صریح تردید کر رہی ہے۔ اس کا مقصد محض اتنا ہے کہ اگر صرف یہ جملہ بولا جائے کہ ”آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“ تو ایک ناواقف آدمی اسے مسیح علیہ السلام کے نزولِ ثانی کے عقیدے کے خلاف سمجھ سکتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام بھی تشریف نہیں لائیں گے۔ لہٰذا جو مقصد ”خاتم النبیین“ کہنے سے مکمل طور پر حاصل ہو سکتا ہے اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ناواقفوں کے لیے کسی غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ”لانبی بعدی“ فرمایا تو ساتھ ساتھ ایک دو مرتبہ نہیں سینکڑوں مرتبہ اس کی تشریح بھی فرما دی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنھیں پہلے ہی سے نبوت حاصل ہے اور جو بہت پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی دوسرا شخص صرف اتنا جملہ کہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو صرف اتنی بات سننے والا کوئی ناواقف انسان کسی غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب اس قول کی یہ تشریح خود درمنثور ہی میں موجود ہے:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَؓ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَسْبُكَ اِذَا قُلْتَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّ عِيْسٰى عليه السلام خَارِجٌ فَاِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ.

''حضرت شعبیؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے، جو خاتم الانبیاء ہیں اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ ''خاتم الانبیاء'' کہہ دینا کافی تھا، کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ سے پہلے بھی آئے اور آپ علیہ السلام کے بعد بھی آئیں گے۔'' (درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵)

لہٰذا حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی یہ ہدایت، اگر بالفرض سنداً ثابت ہو حضرت علیؓ کے اس ارشاد کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ: حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو وہ سمجھ سکیں۔''
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴ باب من خص بالعلم)

اور اس روایت سے مرزائی اعتقادات کو نہ صرف یہ کہ کوئی سہارا نہیں ملتا ہے، بلکہ یہ صراحۃً ان کی تردید کرتی ہے، ورنہ جہاں تک حضرت عائشہؓ کا تعلق ہے امام احمد بن حنبلؒ کی مسند میں خود ان کی یہ روایت موجود ہے:

عَنْ عَائِشَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَبْقٰى بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّةِ شَیْءٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهٗ۔'' حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت کا کوئی جز باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے...... صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے۔'' (مسند امام احمد ص ۱۲۹ ج ۶)

کیا اس کے بعد بھی اس بات میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے، کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک نبوت کی ہر قسم اور سوائے اچھے خوابوں کے اس کا ہر جزء آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا اور اب کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت میں یہ منصب عطا نہیں کیا جا سکتا۔

۲...... دوسری ضعیف روایت سنن ابن ماجہؒ سے نقل کی جاتی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. (اگر یہ زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے)

اس حدیث کا حال بھی یہ ہے کہ حدیث کے ناقد آئمہ نے اسے ضعیف بلکہ باطل قرار دیا ہے۔ امام نوویؒ جیسے بلند پایہ محدث فرماتے ہیں:

''هَذَا الْحَدِيْثُ بَاطِلٌ. یہ حدیث باطل ہے۔''　　　(موضوعاتِ کبیر ص ۵۸)

اس حدیث کے ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ''مُنْكَرُ الْحَدِيْث'' ہے امام نسائی لکھتے ہیں ''کہ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْث'' ہے۔ امام جوزجانی ؒ کہتے ہیں کہ ''اس کا اعتبار نہیں۔'' امام ابو حاتم ؒ کا ارشاد ہے کہ یہ ''ضعیف الحدیث'' ہے۔

(ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۹۵ نمبر ۲۵۷)

البتہ اس روایت کے الفاظ صحیح بخاریؒ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ کے اثر کے طور پر اس طرح مروی ہیں:

لَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَبِيٌّ عَاشَ اِبْنُهٗ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ.

(بخاری ج ۲ ص ۹۱۴ باب من سمي باسماء الانبياء) ''اگر محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت مقدر ہوتی تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ان الفاظ نے ابن ماجہ کی ضعیف روایت کی حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے؟ اور وہ ختم نبوت کے خلاف تو کیا ہوتی درحقیقت اس سے یہ عقیدہ اور زیادہ پختہ مؤکد اور ناقابل تردید ہو جاتا ہے۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ صحیح بخاری قرآن کریم کے بعد تمام کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ضعیف روایت کہیں اور آئی ہو یا اس کی تشریح صحیح بخاری کے الفاظ سے بھی مانی جائے اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو ضعیف روایت کو چھوڑ کر صحیح بخاری کی روایت کو اختیار کیا جائے گا، مرزا قادیانی کا حال تو یہ ہے کہ وہ صحیح مسلمؒ کی ایک حدیث کو محض اس بنا پر ترک کر دیتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اسے ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ''ازالہ اوہام'' میں لکھتے ہیں:

> ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاریؒ نے چھوڑ دیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۰۹ خزائن ج ۳ ص ۲۰۹، ۲۱۰)

حالانکہ صحیح مسلمؒ خود نہایت معتبر ہے اور امام بخاریؒ کا محض کسی روایت کو چھوڑ دینا اس کے ضعف کی دلیل نہیں اس کے برخلاف ابن ماجہؒ کی یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح بخاری میں اس کی واضح تشریح موجود ہے۔ مگر مرزائی صاحبان ہیں کہ اسے بار بار اپنی دلیل کے طور پر پیش کیے جا رہے ہیں وجہ ظاہر ہے کہ کوئی صحیح دلیل ہو تو پیش کی جائے۔ اگر ایسی روایت

میں صراحۃً عقیدۂ ختم نبوت کی تردید کی گئی ہوتی تب بھی وہ ایک متواتر عقیدے کے معاملے میں قطعاً قابل اعتبار نہ ہوتی اور یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تب بھی اس میں محض ایک مفروضے کا بیان ہے۔ جس کے وجود میں آنے کا کوئی امکان نہیں۔ اگر حضرت ابراہیم کی زندگی میں یہ بات کہی جاتی تب تو اس سے کسی درجے میں یہ بات نکل سکتی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے بارے میں ان کی زندگی ہی میں آپ ﷺ نے اس جیسی بات ارشاد فرمائی تھی، وہاں چونکہ نبوت کے جاری رہنے کا شبہ ہوسکتا تھا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے وہاں بالکل دوسری تعبیر اختیار فرمائی اور اس شبہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخطابؓ. (رواہ الترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ مناقب عمرؓ)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطابؓ ہوتے۔"

مطلب یہ ہے کہ میرے بعد چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اس لیے حضرت عمرؓ نبی نہیں بن سکتے اسی طرح آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر مدینہ طیبہ میں حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو ان سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ. (رواہ بخاری و مسلمؒ واللفظ لمسلم)

"کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام (کہ کوہ طور پر جاتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام انھیں نائب بنا کر گئے تھے) لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔"

یہاں آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ محض نائب بنا کر جانے میں دی تھی لیکن چونکہ اس سے ختم نبوت کے خلاف غلط فہمی کا اندیشہ تھا اس لیے آپ ﷺ نے فوراً اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ (مگر میرے بعد کوئی نبوت باقی نہیں) فرما کر اس اندیشے کا خاتمہ فرما دیا۔

البتہ حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں یہ بات چونکہ ان کی وفات کے بعد کہی جا رہی تھی اور ان کے زندہ رہنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہا تھا۔ اس لیے الفاظ یہ استعمال کیے گئے کہ:۔

"اگر وہ زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔" لیکن چونکہ زندہ نہیں رہے اس لیے نبی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ "لہٰذا یہ ایسا ہی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ معبود ہوتے تو

زمین و آسمان میں فساد مچ جاتا) ظاہر ہے کہ یہ محض ایک مفروضہ ہے اور اگر کوئی شخص اس سے یہ استدلال کرنے بیٹھ جائے کہ معاذ اللہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبودوں کا وجود ممکن ہے تو یہ زبردستی نہیں تو اور کیا ہے۔‘‘

یہ تھی لاکھوں احادیث نبوی ﷺ کے ذخیرے میں سے مرزائی ’’استدلال‘‘ کی کل کائنات جس کی بنیاد پر اصرار کیا جاتا ہے کہ قرآنِ کریم کی بیسیوں آیات کو، آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں صریح اور متواتر احادیث کو اور امت مسلمہ کے قطعی اجماع کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرو، ورنہ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قرآن کریم کی ایک آیت مسلمانوں کو متاثر کرنے کے لیے یہ بھی ضروری تھی کہ مرزا قادیانی کی ’’نبوت‘‘ کے لیے قرآنِ کریم سے بھی کوئی تائید تلاش کی جاتی، تاکہ کم از کم کہنے کو یہ کہا جاسکے کہ قرآن سے بھی ’’استدلال‘‘ کیا گیا ہے اس مقصد کے لیے قرآن کریم کی جو آیت مرزائی صاحبان کی طرف سے تلاش کر کے لائی گئی ہے وہ یہ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا. (النساء ۶۹) ’’اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یعنی نبیوں کے ساتھ اور صدیقوں کے ساتھ اور شہداء کے ساتھ اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔‘‘

اس آیت کو بار بار پڑھ کر دیکھیے، کیا اس میں خوردبین لگا کر بھی کہیں یہ بات نظر آتی ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے؟ اور کوئی شخص اب بھی نبی بن سکتا ہے؟ لیکن جو مذہب ’’دمشق‘‘ سے ’’قادیان‘‘ مراد لے سکتا ہو، جسے ’’قادیان‘‘ کا ذکر دکھائی دیتا ہو اور جو ’’خاتم النبیین‘‘ کا ایسا مطلب نکال سکتا ہو، جس سے تمام ’’نبوتوں کا سرتاج‘‘ نبوت کا دروازہ کھلا رہے۔ وہ اس آیت سے بھی نبوت کے جاری رہنے پر استدلال کر لے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

اس آیت میں صاف طور سے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا آخرت میں انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین کا ساتھی ہوگا۔ لیکن مرزائی صاحبان اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ خود نبی بن جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں لفظ ’’مَعَ‘‘ (ساتھ) استعمال ہوا ہے، جو اس معنی میں بھی لیا جاسکتا ہے کہ انسان انبیاء وغیرہ

کے گروہ کے محض ساتھ ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ ان میں شامل ہو جائے گا۔

لیکن جو شخص مذکورہ بالا آیت کے الفاظ سے بالکل ہی آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھ گیا وہ دیکھ سکتا ہے کہ اسی آیت کے آخر میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا. ''اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔''

اس آخری جملے میں لفظ رفیق نے یہ بات واضح کر دی کہ اگر بالفرض کہیں ''مَعَ'' کے معنی کچھ اور ہو بھی سکتے ہیں تو یہاں سوائے ساتھی بننے کے کوئی اور مطلب نہیں۔ کیونکہ آگے اس کی تشریح کے لیے صراحتہً لفظ ''رفیق'' آ رہا ہے۔

پھر اگر (معاذ اللہ) مطلب یہی تھا کہ ہر شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کر کے نبی بن سکتا ہے تو کیا پوری امت میں اللہ او ررسول کی اطاعت کرنے والا ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہی پیدا ہوا ہے۔ اور کسی نے اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کی۔ حالانکہ قرآن (معاذ اللہ) یہ کہہ رہا ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا۔ وہ نبیوں کے زمرے میں شامل ہو جائے گا۔ اگر اسی کا نام ''استدلال'' ہے تو نہ جانے قرآن کی معنوی تحریف کیا چیز ہوگی۔

بعض صوفیاء کے غلط حوالے مرزائی صاحبان بعض صوفیاء کے ناتمام اور مبہم حوالے ڈھونڈ کر انھیں اپنی خود ساختہ نبوت کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے پیش کیے ہوئے ایسے غلط حوالوں کا مسلمانوں کی طرف سے انتہائی مدلل اور اطمینان بخش جواب دیا جا چکا ہے اور بار بار دیا جا چکا ہے۔ یہاں اس کو بالتفصیل دھرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ چند اصولی حقائق کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

دین میں اقوالِ سلف کی حقیقت سب سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے کہ دین کا اصل سرچشمہ قرآن کریم، سرکارِ دوعالم ﷺ کی احادیث اور اجماع امت ہے۔ اور اِکا دُکا افراد کی ذاتی آراء اس مسئلے پر کبھی اثر انداز نہیں ہو سکتیں جو دین کے ان بنیادی سرچشموں میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہو۔ خاص طور سے نبوت و رسالت جیسا بنیادی عقیدہ تو خبر واحد سے بھی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اسے کسی انفرادی تحریر سے ثابت کیا جائے۔ اس لیے اس مسئلے میں قرآن و حدیث کی متواتر تصریحات اور اجماع امت کے خلاف اگر کچھ انفرادی تحریر ثابت ہو بھی جائیں تو وہ قطعی طور پر خارج از بحث ہیں اور انھیں بطور استدلال پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا جن صوفیاء کے مبہم جملوں سے مرزائی صاحبان سہارا لینے کی کوشش

کرتے ہیں ان کی تشریح و توجیہہ سے ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اگر بالفرض ان کی تحریروں کا مفہوم عقیدہ ختم نبوت سے متضاد ثابت ہو جائے تو اس مستحکم اور مسلمہ عقیدے کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے بلکہ جس کسی نے ان کے کلام کی صحیح تشریح پیش کی ہے اس کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ ان پر ایک غلط الزام لگایا گیا ہے۔ جسے انصاف اور دیانت کی رو سے رفع کرنا ضروری ہے۔ بہ الفاظِ دیگر ان حضرات کی تحریروں کو ختم نبوت سے متصادم بنا کر پیش کرنے سے عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا بلکہ ان بزرگوں پر یہ الزام عائد ہوتا ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے کلام کی تشریح میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع نہیں بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے، لہٰذا وہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے۔

مرزائی مذہب میں اقوالِ سلف کی حقیقت

دوسری بات یہ ہے کہ مرزائی صاحبان کو تو اپنے مذہب کے مطابق کسی بھی درجے میں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان بزرگوں کے اقوال سے استدلال کریں کیونکہ کتنے ہی معاملات ایسے ہیں جن میں انھوں نے اجماع امت کو بھی درست قرار نہیں دیا بلکہ اسے حجت شرعیہ ماننے سے ہی انکار کیا ہے۔ چنانچہ عقیدۂ نزولِ مسیح علیہ السلام کی تردید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:۔

”جبکہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے؟“ (ازالہ ص۱۴۲ خزائن ج ۳ ص۱۷۲)

اور آگے لکھتے ہیں:

”میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں عام خیال مسلمانوں کا، گو ان میں اولیاء بھی داخل ہوں، اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہو سکتا۔“ (ایضاً)

اور جب اجماع کا یہ حال ہے تو سلف کے انفرادی اقوال کی حیثیت تو خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”اور اقوال سلف و خلف درحقیقت کوئی مستقل حجت نہیں، اور ان کے اختلاف کی حالت میں وہ گروہ حق پر ہوگا جن کی رائے قرآنِ کریم کے مطابق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۳۸ خزائن ج ۳ ص ۳۸۹)

نیز مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”ومن تفوه بكلمة ليس لهٗ اصل صحيح في الشرع ملهمًا كان او مجتهدًا فيه الشياطين متلاعبة.“ یعنی ”اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات زبان سے نکال

دے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو وہ صاحب الہام ہو یا مجتہد ہو تو درحقیقت وہ شیاطین کا کھلونا ہے۔” (آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۲۱ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

لہٰذا مرزائی صاحبان کے لیے قرآنِ کریم کی صریح آیات اور متواتر احادیث کو چھوڑ کر چند صوفیاء کے اقوال سے استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے؟

صوفیاءِ کرام کا اسلوب تیسری اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمہ اصول کے مطابق ہر علم وفن کا موضوع، اس کی غرض و غایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر علم وفن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے جو شخص کسی علم وفن کا ماہر اور تجربہ کار نہ ہو۔ بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کر دے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ، اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے، اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفے پر لکھی گئی ہیں کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیاء کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں۔ اور معروف الفاظ وکلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی مأخذ یا حجت قرار دیا ہے۔ اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام وقوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی علوم کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں، کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کے لیے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں، نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے، اس قسم کی عبارتوں کو ''شطحیات'' کہا جاتا ہے۔ اس لیے کسی بنیادی عقیدے کے

مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ اس اصول کو خود اکابر صوفیاء نے بھی تسلیم کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ تصوف کے بھی امام ہیں۔ لیکن وہ تحریر فرماتے ہیں:

''پس مقرر شد کہ معتبر در اثبات احکام شرعیہ کتاب و سنت است وقیاسِ مجتہدان و اجماعِ امت نیز مثبت احکام است۔ بعد ازیں چہار ادلہ شرعیہ ہیچ دلیلے مثبت احکام شرعیہ نمی تواند شد۔ الہام مثبت حل و حرمت نہ بود و کشف از باطن اثباتِ فرض و سنت نہ نماید۔''

(مکتوب نمبر ۵۵، مکتوبات دفتر دوم ص ۱۵۵)

ایک اور جگہ صوفیاء کی ''شطحیات'' سے کلامی مسائل مستنبط کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قائل آں سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار است، نہ کلام محی الدین ابن عربی و صدر الدین قونیوی و عبدالرزاق کاشی، مارا بہ نص کار است نہ بفص، فتوحاتِ مدنیہ از فتوحاتِ مکیہ مستغنی ساختہ است۔''

''یہ باتیں خواہ شیخ کبیر یمنی نے کہی ہوں، یا شیخ اکبر شامی نے، ہمیں محمد عربی ﷺ کا کلام چاہیے، نہ کہ محی الدین ابن عربیؒ، صدر الدین قونیوی اور عبدالرزاق کاشی کا کلام ہمیں ''نص'' (یعنی قرآن و حدیث) سے غرض ہے نہ کہ فص سے (یہ ابن عربیؒ کی فصوص الحکم کی طرف اشارہ ہے) فتوحاتِ مدنیہ نے ہمیں فتوحاتِ مکیہ سے مستغنی کر دیا ہے۔''

(مکتوبات حصہ دوم دفتر اوّل مکتوب نمبر ۱۰۰)

ان تین بنیادی باتوں کے بعد عقائد کے اس بنیادی مسئلے میں جو قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کی رو سے کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔ صوفیاء کرام کی کتابوں سے استدلال قطعی طور پر خارج از بحث ہے، اور اگر بالفرض بعض صوفیاء سے اس قسم کی ''شطحیات'' ثابت بھی ہوں تو ان سے عقیدۂ ختم نبوت کی قطعیت اور استحکام میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔

البتہ یہ درست ہے کہ جن صوفیائے کرامؒ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے باقی رہنے کے قائل ہیں۔ ان پر یہ ایک ایسا اتہام ہے جو محض ان کی اصطلاحات اور اسلوبِ بیان سے ناواقفیت کی بنا پر عائد کیا گیا ہے۔ یہاں ہم ان کے کلام کی صحیح صحیح تشریح کریں تو اس کے لیے طویل مضمون درکار ہوگا، اور چونکہ ہماری مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں یہ عقیدۂ ختم نبوت کا نہیں، بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے۔ اس لیے یہ ہمارے موضوع سے خارج بھی ہے۔ لیکن یہاں ان حضرات کی بعض صریح عبارتیں نقل کی جاتی ہیں

جن سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ پوری امت کی طرح ختم نبوت کے عقیدے پر مستحکم ایمان رکھتے ہیں۔

مجدد الف ثانیؒ کی عبارت میں مرزا کی صریح تحریف

اس سلسلے میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری ملاحظہ فرمایئے کہ انھوں نے اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے مجدد الف ثانیؒ کی ایک عبارت نقل کی ہے اور اس میں ایک لفظ خود اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے، لکھتے ہیں:

”بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

حالانکہ حضرت مجدد صاحبؒ کی جس عبارت کا حوالہ مرزا قادیانی نے دیا ہے وہ یہ ہے: **واذ اکثر ھذا القسم من الکلام مع واحدٍ منھم یسمّٰی محدثا** ”اور جب اللہ کی طرف سے اس قسم کا کلام کسی کے ساتھ بکثرت ہونے لگے تو اسے محدث کہا جاتا ہے۔“
(مکتوبات ج ۲ ص ۱۹۹ مکتوب نمبر ۵۱)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت مجدد صاحب کی عبارت میں ”محدث“ کے لفظ کو مرزا قادیانی نے کس طرح ”نبی“ کے لفظ سے بدل دیا۔ محمد علی لاہوری قادیانی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جب ہم مجدد صاحب سرہندیؒ کے مکتوبات کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ نہیں پاتے کہ کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ پانے والا نبی کہلاتا ہے۔ بلکہ وہاں لفظ محدث ہے۔“
(النبوت فی الاسلام ص ۲۲۸)

پھر آگے اس صریح خیانت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ درحقیقت مرزا قادیانی نے یہاں لفظ ”نبی“ کو ”محدث“ ہی کے معنی میں استعمال کیا ہے اور:۔

”اگر اس توجیہہ کو قبول نہ کیا جائے تو حضرت مسیح موعود پر یہ الزام عائد ہوگا کہ آپ نے نعوذ باللہ اپنی مطلب براری کے لیے مجدد صاحب کی عبارت میں تحریف کی ہے۔“
(النبوت فی الاسلام از محمد علی لاہوری ص ۲۲۸)

حالانکہ مرزا قادیانی خود لفظ نبی کو اپنے کلام میں محدث کے معنی میں استعمال کرتے تو ایک بات بھی تھی، حضرت مجدد صاحبؒ کی طرف زبردستی لفظ ”نبی“ منسوب کر کے

اسے "محدث" کے معنی میں قرار دینا کون سی شریعت، کون سے دین اور کون سی عقل کی رو سے جائز ہے؟ حیرت ہے ان لوگوں کی عقلوں پر جو مرزا قادیانی کے کلام میں ایسی ایسی صریح خیانتیں دیکھتے ہیں، اور پھر بھی انھیں نبی، مسیح موعود اور مجدد قرار دینے پر مُصر ہیں۔

ملا علی قاریؒ دوسرے بزرگ جن کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے خلاف نبوت کی کسی قسم کو جائز سمجھتے ہیں، ملا علی قاریؒ ہیں۔ لیکن ان کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمایئے:

"التحدی فرع دعوی النبوة و دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع." (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

"اس قسم کا چیلنج دعویٰ نبوت کی ایک شاخ ہے اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بہ اجماع کفر ہے۔"

یہ عبارت ملا علی قاریؒ نے اس شخص کے بارے میں لکھی ہے جو محض معجزے میں دوسرے کے مقابلے پر غلبہ پانے کا دعویٰ کر رہا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہاں گفتگو محض غیر تشریعی نبوت میں ہے اور اس کا دعویٰ بھی ملا علی قاریؒ نے کفر قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عربیؒ اور شیخ شعرانیؒ شیخ محی الدین ابن عربی کی طرف خاص طور پر یہ بات زور وشور سے منسوب کی جاتی ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے قائل ہیں، مگر ان کی درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

"فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریفات وانسدت ابواب الاو امر الالٰھیة والنھی فمن ادعاھا بعد محمد ﷺ فھو مدع شریعة اوحی بھا الیه سواء وافق بھا شرعنا أو خالف." "پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء اللہ کے لیے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی امر (کسی چیز کا حکم) یا نہی (کسی چیز سے منع کرنا) کے دروازے بند ہو چکے۔ اب ہر وہ شخص جو اس کا دعویٰ کرے وہ درحقیقت شریعت کا مدعی ہے خواہ اس کا الہام ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔" (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۹)

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ:

۱...... شیخ اکبرؒ کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہ نہیں ہے جو شریعت محمدیہ ﷺ کے بعد نئے احکام لائے بلکہ وہ مدعی نبوت بھی ان کے نزدیک مدعی شریعت ہے جس کی وحی بالکل

شریعت محمدیہ کے موافق ہی ہو۔

۲...... آنحضرت ﷺ کے بعد جس طرح نئی شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے۔ شریعت محمدیہ ﷺ کے موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔

۳...... شیخ اکبرؒ کے نزدیک تشریعی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جسے شریعت نبوت کہے، خواہ وہ نبوت شریعت جدیدہ کی مدعی ہو اور خواہ شریعت محمدیہ ﷺ کی موافقت کا دعویٰ کرے، پس غیر تشریعی نبوت سے مراد وہ کمالاتِ نبوۃ اور کمالات ولایت ہوں گے جن پر شریعت نبوت کا اطلاق نہیں کرتی اور وہ نبوت نہیں کہلاتی۔

عارف باللہ امام شعرانیؒ نے ''الیواقیت والجواہر'' میں شیخ اکبرؒ کی مندرجہ بالا عبارت نقل کرتے ہوئے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:۔

''فان کان مکلّفًا ضربنا عنقه والاضر بناعنه صفحا۔''

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۸)

''اگر وہ شخص مکلف یعنی عاقل بالغ ہو تو ہم پر اس کا قتل واجب ہے۔ ورنہ اس سے اعراض کیا جائے گا۔''

مرزائیت کی اسلام دشمنی

- ....استعماری اور سامراجی کردار
- .... جہاد کی تنسیخ
- .... عالم اسلام سے غداری
- .... اکھنڈ بھارت
- .... سیاسی عزائم، منصوبے اور سرگرمیاں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ!

جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں نیز یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا، اور اس کا واحد مشن مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ان کے پیروکار، چاہے انھیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیاسی پس منظر

۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں پیش کی گئی ہماری قرارداد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جہاد کو ختم کرنے کی کوششوں کا بھی ذکر ہے اور یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا تھا اور یہ کہ مرزائی خواہ انھیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ اسلام کے فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

ہم ان حسب ذیل چار باتوں کا جائزہ مرزائی تحریرات اور ان کی سرگرمیوں اور عزائم کی روشنی میں لیتے ہیں:

(الف)......مرزائیت سامراجی اور استعماری مقاصد اور ارادوں کی پیداوار ہے۔

(ب)......ان مقاصد کے حصول کے لیے جہاد کو نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام میں قطعی حرام ناجائز اور منسوخ کرانا۔

(ج)......ملت مسلمہ کے شیرازۂ اتحاد اور وحدتِ ملت کو منتشر اور تباہ کرنا۔

(د)...... پورے عالم اسلام اور پاکستان میں تخریبی اور جاسوسی سرگرمیاں۔

یورپی استعمار اور مرزائیت پہلی بات کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کار یورپی استعمار کے آلہ کار ہیں۔ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا نہ صرف مرزا قادیانی کو اعتراف ہے بلکہ وہ فخر و مباہات کے ساتھ ببانگ دہل ان باتوں کا اپنی ہر تحریر اور تصنیف میں اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ وہ بلا جھجک اپنے کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور خاندانی وفادار اور سلطنت انگلشیہ کو آقائے ولی نعمت اور رحمت خداوندی اور انگریزوں کی اطاعت کو مقدس دینی فریضہ قرار دیتے ہیں۔ ادھر انگریزی حکام اور سامراج بھی دل کھول کر ان کی وفا شعاریوں کو سراہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یورپ اور برطانیہ، مرزا کو اپنے استعماری اور اسلام دشمن مقاصد کے لیے کن طریقوں سے استعمال کرتے رہے۔

اٹھارھویں صدی کا نصف آخر اور یورپی استعمار اٹھارہویں صدی عیسوی

کے نصف آخر ہی میں یورپی سامراج دنیا کے بیشتر حصوں پر اپنے نو آبادیاتی عزائم کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ ان سامراجی طاقتوں میں برطانیہ پیش پیش تھا، اطالوی، فرانسیسی اور پرتگالی براعظم افریقہ کو اطالوی سومالی لینڈ، فرانسیسی سومالی لینڈ، پرتگالی مشرقی افریقہ، جرمنی مشرقی افریقہ اور برطانوی مشرقی افریقہ میں منقسم کرنے کے بعد مشرق وسطیٰ کے بعض علاقوں میں سامراجی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ اٹلی نے اریٹیریا، فرانس نے جزیرہ مڈگاسکر اور برطانیہ نے رہوڈیشیا اور یوگنڈا کو نو آبادیوں میں تقسیم کر دیا۔ نام نہاد خود مختار علاقوں میں یونین آف ساؤتھ افریقہ کے علاوہ مصر، حبشہ اور لائبیریا کا شمار ہوتا تھا۔ یورپی سامراج نے اس زمانے میں ہندوستان، برما اور لنکا کو زیر نگین لانے کے لیے کشمکش کا آغاز کر دیا تھا اور بحر ہند کو اپنی استعماری سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا لیا۔ مشرقی ساحل پر ملائی ریاستوں میں سنگاپور ایک اہم بحری اڈہ تھا جس کو بنیاد بنا کر بحر ہند، بحر الکاہل، ڈچ ایسٹ انڈیز اور جنوبی اسٹریلشیا کو جدا جدا کیا جا سکتا تھا۔ استعماری طاقتوں کو اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل میں اس وقت زیادہ آسانی ہوگئی جب ۱۷۶۹ء میں نہر سویز کی تعمیر کا مرحلہ اختتام پذیر ہوا۔ اس کی وجہ سے راسِ امید کا لمبا چکر لگانے کی بجائے بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ احمر کا آسان راستہ اختیار کیا جانے لگا۔ ۱۸۷۸ء تک برطانیہ جبرالٹر اور مالٹا کو زیر اثر لا کر قبرص پر تسلط جما چکا تھا، عدن ۱۸۳۹ء میں محکوم بنایا جا چکا تھا اب پورے جنوب مغربی ایشیاء پر قبضہ کرنا باقی تھا۔

انگریز اور برصغیر انگریز نے جب برصغیر اور عالم اسلام میں اپنا پنجہ استبداد جمانا شروع کیا تو اس کی راہ میں دو باتیں رکاوٹ بننے لگیں۔ ایک تو مسلمانوں کی نظریاتی وحدت دینی معتقدات سے غیر متزلزل وابستگی اور مسلمانوں کا وہ تصورِ اخوت جس نے مغرب و مشرق کو جسد واحد بنا کے رکھ دیا تھا۔ دوسری بات مسلمانوں کا لافانی جذبہ جہاد جو بالخصوص عیسائی یورپ کے لیے صلیبی جنگوں کے بعد وبال جان بنا ہوا تھا اور آج ان کے سامراجی منصوبوں کے لیے قدم قدم پر سدراہ ثابت ہو رہا تھا۔ اور یہی جذبہ جہاد تھا جو مسلمانوں کی ملی بقاء اور سلامتی کے لیے گویا حصار اور قلعہ کا کام دے رہا تھا۔ انگریزی سامراج ان چیزوں سے بے خبر نہ تھی اس لیے اپنی معروف ابلیسی سیاست لڑاؤ اور حکومت کرو (Oivide and rule) سے عالم اسلام کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو ٹکڑے کرنا چاہا۔ دوسری طرف عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں نہایت عیاری سے مناظروں اور مباحثوں کا

بازار گرم کر کے مسلمانوں میں فکری انتشار اور تذبذب پیدا کرنا چاہا اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں پر سلطان ٹیپوؒ شہید، سیّد احمد شاہ شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے بعد جماعت مجاہدین کی مجاہدانہ سرگرمیاں اور علماء حق کا ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کا فتویٰ دینا اور بالآخر ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر عالم اسلام میں مغربی استعمار کے خلاف مجاہدانہ تحریکات سے یہ حقیقت اور بھی عیاں ہو کر سامنے آ گئی کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد قائم ہے، سامراج کبھی بھی اور کہیں بھی اپنا قدم مضبوطی سے نہیں جما سکے گا۔ مسلمانوں کی یہ چیز نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں یورپ کے لیے وبالِ جان بنی ہوئی تھی۔

مرزا قادیانی کے نشو ونما کا دور اور عالم اسلام کی حالت

انیسویں صدی کا نصف آخر جو مرزا قادیانی کے نشوونما کا دور ہے اکثر ممالک اسلامیہ جہاد اسلامی اور جذبہ آزادی کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ برصغیر کے حالات تو مختصراً معلوم ہو چکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی زمانہ ہے جب برصغیر کے باہر پڑوسی ممالک افغانستان میں ۷۹، ۱۸۷۸ء میں برطانوی افواج کو افغانوں کے جذبہ جہاد و سرفروشی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو بالآخر انگریزوں کی شکست اور پسپائی پر ختم ہو جاتا ہے۔

ترکی میں ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۸۷۸ء تک انگریزوں کی خفیہ سازشوں اور درپردہ معاہدوں کو دیکھ کر جذبہ جہاد بھڑکتا ہے۔ طرابلس الغرب میں شیخ سنوسی الجزائر میں امیر عبدالقادر (۱۸۸۰ء) اور روس کے علاقہ داغستان میں شیخ محمد شامل (۱۸۷۰ء) بڑی پامردی اور جانفشانی سے فرانسیسی اور روسی استعمار کو للکارتے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں مصر میں مصری مسلمان سر بکف ہو کر انگریزوں کی مزاحمت کرتے ہیں۔

سوڈان میں انگریز قوم قدم جمانا چاہتی ہے تو ۱۸۸۱ء میں مہدی سوڈانی اور ان کے درویش جہاد کا پھریرا بلند کر کے بالآخر انگریز جنرل گارڈن اور اس کی فوج کا خاتمہ کرتے ہیں۔

اسی زمانہ میں خلیج عرب، بحرین عدن وغیرہ میں برطانوی فوجیں مسلمانوں کے جہاد اور استخلاص وطن کے لیے جان فروشی اور جان نثاری کے جذبہ سے دوچار تھیں۔

مسلمانوں کی ان کامیابیوں کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کرتی تھی کہتے تھے کہ فتح پائی تو غازی مرد

کہلائے، حکومت حاصل کی، مر گئے، تو شہید ہو گئے۔ اس لیے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے اور پیٹھ دکھانا بیکار۔" (تاریخ برطانوی ہند ۳۰۲)

ایک حواری نبی کی ضرورت ایک برطانوی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر اِن انڈیا" میں ہے اور بیرونی تمام شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ "۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے ہندوستان آیا کہ مسلمانوں کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سلطنت سے وفاداری کے راستے نکالنے پر غور کیا جائے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا کہ "ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دُھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ **(Apostolic prophet)** (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لیے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔"

(The arrivalof british Enpire in India)

(بحوالہ عجمی اسرائیل ص ۱۹)

سامراجی ضرورتیں...... مرزا قادیانی اور ان کا خاندان

یہ ماحول تھا اور سامراجی ضرورتیں تھیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے کی اور بقول علامہ اقبال یہ حالات تھے کہ "قادیانی تحریک فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی۔" (حرف اقبال ص ۱۴۵)

انگریز کو مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑھ کر کوئی اور موزوں شخص ان کے مقاصد کے لیے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لیے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اس کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔

مرزا قادیانی کا والد غلام مرتضیٰ قادیانی اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور سکھوں کے لیے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ پہلے سکھوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑا۔ جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے ان کو کچھ جائیداد واگزار کر دی۔

مرزا قادیانی کی سیرت میں ہے کہ ۱۸۴۲ء میں ان کا والد ایک پیادہ فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا اور ہزارہ کے مفسدے (یعنی سید احمد شہید اور مجاہدین کے جہاد) میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیے (آگے ہے) کہ یہ تو تھا ہی سرکار کا نمک حلال ۱۸۴۸ء کی بغاوت میں ان کے ساتھ اس کے بھائی غلام محی الدین (مرزا غلام احمد قادیانی کے چچا) نے بھی اچھی خدمات انجام دیں ان لوگوں نے سکھوں کے باغیوں سے مقابلہ کیا ان کو شکست فاش دی۔ (سیرتِ مسیح موعود ص ۵ مرتبہ مرزا بشیر الدین محمود)

۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضٰی قادیانی نے انگریز کا حقِ نمک یوں ادا کیا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کو اعتراف ہے کہ:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضٰی قادیانی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو امداد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیے تھے۔'' (اشتہار واجب الاظہار منسلک کتاب البریہ ص ۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے والد اور بھائی غلام قادر قادیانی کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی محولہ بالا کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے کہ مسٹر ولسن نے ان کے والد مرزا غلام مرتضٰی قادیانی کو لکھا ہے کہ:

''میں خوب جانتا ہوں بلاشبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جاں نثار، وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۴ خزائن ج ۱۳ ص ۴ خط ۱۱ جون ۱۹۴۹ء لاہور مراسلہ ص ۳۵۳)

مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور بنام مرزا غلام مرتضٰی قادیانی اپنے خطوط مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۸۵ء میں ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں انگریز کے لیے ان کی خدمات کے اعتراف اور اس کے بدلے خلعت اور خوشنودی سے نوازنے کی اطلاع دیتے ہیں۔

یہ خاندانی اطاعت جس شخص کی گھٹی میں شامل تھی اس نے اپنی وفا شعاریوں کا یوں اعتراف کیا ہے۔ ستارۂ قیصرہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس

ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں ایسے مضمون شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوشی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا۔ اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھا نہیں سکا۔"

(ستارۂ قیصرہ ص ۳، ۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

یہی نہیں بلکہ پورے برٹش انڈیا میں اتنی بے نظیر خدمت کرنے والے شخص نے بقول خود انگریزی اطاعت کے بارہ میں اتنا کچھ لکھا کہ "پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(دیکھو تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

مرزا قادیانی سرکار برطانیہ کے متعلق لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں اپنے خاندان کو پچاس برس سے وفادار و جان نثار اور اپنے آپ کو انگریز کا "خود کاشتہ پودا" لکھتا ہے اور اپنی ان وفاداریوں اور اخلاص کا واسطہ دے کر اپنے اور اپنی جماعت کے لیے خاص نظر عنایت کی التجا کرتا ہے۔ (تبلیغ رسالت ج ۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

(اقبال ضرب کلیم)

اسلام کے ایک قطعی عقیدۂ جہاد کی تنسیخ

انگریز کی ان وفا شعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا قادیانی نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جہاد اسلام کا ایک مقدس دینی فریضہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دار و مدار اسی پر ہے شریعت محمدی نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور حضور اقدس ﷺ کی بے شمار احادیث اور خود حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی ان کا جذبہ جہاد و شہادت یہ سب باتیں جہاد کو ہر دور میں مسلمانوں کے لیے ایک ولولہ انگیز عبادت بناتی رہیں۔ آنحضرت ﷺ کا واضح ارشاد ہے۔ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۱ باب لا يكفر اهل القبلة بذنب)

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين لله (بقرہ ۱۹۳) ”اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فتنہ کفر و شرارت باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے۔“

حضور ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فریضہ جہاد کی تاقیامت ابدیت اس طرح ظاہر فرمائی ہے۔ لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنَ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ.

(مسلم ج ۲ ص ۱۴۳ باب قولہ لا تزال طائفة من امة ظاهرين على الحق ومشکوۃ ص ۳۳۰ کتاب الجہاد)

”حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ ان کی طوق غلامی میں باندھنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی

سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت شد و مد سے عقیدۂ جہاد کی مخالفت کی اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقعہ مل سکا جہاد کے خلاف نہایت شدت سے پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزا قادیانی کو جہاد حرام کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کا جواب ہمیں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے۔ جس میں کہا گیا۔

”جس وقت آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے دعویٰ کیا۔ اس وقت تمام عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپہ کی طرح بھڑکنے کے لیے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لیے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لیے غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔“ (حوالہ بالا)

جہاد منسوخ ہونے اور دنیا سے جہاد کا حکم تا قیامت اٹھ جانے پر مرزا قادیانی کس شد و مد سے زور دیتے ہیں۔ ان کا اندازہ ان کی حسب ذیل عبارات سے لگایا جا سکتا ہے۔

اپنی کتاب اربعین میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں[1] اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مؤاخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (یعنی بزعم خود مرزا قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“ (اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

ضمیمہ خطبہ الہامیہ میں لکھتے ہیں:

”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔

---

[1] نعوذ باللہ یہ ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتنا صریح بہتان ہے مومنوں اور شیر خوار بچوں کو اگر قتل کرتا تھا تو فرعون اور اس کا لشکر، مرزا قادیانی نے اس انداز میں یہ بات پیش کی گویا ایمان لانے کے باوجود اور شیر خوار بچوں کی بھی شریعت موسوی میں بچنے کی گنجائش نہیں تھی۔

اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ٢٨، ٢٩ خزائن ج ١٦ ص ایضاً)

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں مرزا قادیانی کا یہ اعلان درج ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ٢٦، ٢٧ خزائن ج ١٧ ص ٧٧، ٧٨)

نیز انگریزی حکومت کے نام ایک معروضہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا قادیانی کا اپنا فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھا دے۔"

(از ریویو ریلیجنز ج ١ نمبر ١٢ ص ٤٩٥)

رسالہ گورنمنٹ انگریز اور جہاد پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ٣ ص ٢٣٢)

ان تمام عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک جہاد کی مخالفت کا حکم خاص حالات سے مجبوریوں کا تقاضا نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منسوخ حرام اور ختم سمجھا جائے نہ اس کے لیے شرائط پوری ہونے کا انتظار رہے اور کسی پوشیدہ طور پر بھی اس کی تعلیم جائز نہیں۔

تریاق القلوب روحانی خزائن ج ١٥ ص ٥١٨ میں لکھتے ہیں کہ:

"اس فرقہ (مرزائیت) میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں۔"

"اب سے زمینی جہاد بند کیے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔"

(از ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ١٧ خزائن ج ١٦ ص ایضاً)

’’سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔‘‘ (ایضاً)

مرزائی تاویلات کی حقیقت نسخ جہاد کے بارے میں ان واضح عبارات کے باوجود مرزائیوں کی دونوں جماعتیں آج کہتی ہیں کہ چونکہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت قائم ہوگئی اور وسائل جہاد مفقود تھے اس لیے وقتی طور پر جہاد کو موقوف کیا گیا۔ آیئے ہم اس تاویل اور مرزا کی غلط وکالت کا جائزہ لیں۔

۱...... پچھلی چند عبارات سے ایک منصف مزاج شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاں جہاد کی ممانعت ایک وقتی حکم نہیں۔ نہ وہ کچھ وقت کے لیے موقوف بلکہ وہ مکمل طور پر جہاد کے خاتمہ اس کی انتظار تک کی نفی اور ظاہری اور پوشیدہ قسم کی تعلیم کو بھی ناجائز اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دین کے لیے لڑنا ممنوع اور منسوخ قرار دیتے ہیں۔

۲...... اگر مرزا قادیانی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت کے قدم جمانے کی وجہ سے مجبوراً جہاد کی مخالفت کرتے ہیں تو ۱۸۵۷ء اور اس سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے فوراً بعد مجاہدین سید احمد شہیدؒ کے جہاد میں مرزا قادیانی اور ان کا پورا خاندان سکھوں اور انگریزی استعمار کے لیے میدان ہموار کرنے کے لیے جانی اور مالی قربانیاں دیتے رہے۔ جس کا مرزا قادیانی نے انگریزی حکام کے نام خطوط اور چٹھیوں میں بڑے فخر سے اعتراف کیا ہے اور ان مساعی کی نہ صرف تائید کی بلکہ تحسین بھی کی ہے۔ ان کے خاندانی بزرگوں نے سکھوں سے مسلمانوں کے جہاد میں سکھوں کی حمایت کی۔ مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء میں پچاس سوار سرکار انگریز کی امداد کے لیے فراہم کیے۔ مرزا غلام احمد نے ۱۸۵۷ء میں جہاد آزادی کے غیور اور جان نثار مجاہدین کو جہلاء اور بدچلن کہا۔‘‘

(براہین احمدیہ ج۱ ص الف اشتہار اسلامی انجمنوں سے التماس مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۵)

انگریز کے ہاتھوں ہندوستان میں مسلمانوں کی مظلومیت پر ہند کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔ اسلامیان ہند کی عظمتیں لٹ رہی تھیں۔ ہزار سالہ عظمت رفتہ رفتہ پاش پاش ہو رہی تھیں۔ علماء اور شرفاء ہند کو سؤر کے چمڑوں میں سی کر اور زندہ جلا کر دہلی کے چوکوں میں پھانسی پر لٹکایا جا رہا تھا اور انگریزوں کا شقی القلب نمائندہ جنرل نکلسن، ایڈورڈ سے ایسے آئینی اختیارات مانگ رہا تھا کہ مجاہدین آزادی کے زندہ حالت میں چمڑے ادھیڑے جا سکیں اور انھیں زندہ جلایا جا سکے۔ مگر وہ شقی اور ظالم نکلسن اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خاندان کو ہندوستان میں اپنے مفادات کا نگران اور وفادار ٹھہرا رہا تھا۔ جنرل نکلسن نے

مرزا غلام قادر کو سند دی جس میں لکھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ (سیرت مسیح موعود ص ۵، ۶ از مرزا بشیر الدین محمود)

اور وہی مرزا قادیانی جو ابھی تک اپنے تشریعی نبی ہونے کی حیثیت سے سامنے نہیں آئے تھے اور خود براہین احمدیہ اور دیگر تحریروں میں جہاد کے فرض واجب اور غیر منقطع ہونے کا اعتراف کر چکے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد ایک قطعی حکم کو حرام قرار دیتے ہوئے عملاً بھی قرآن کریم کی تمام آیات جہاد خمس وفئی کو منسوخ قرار دے کر تشریعی نبی ہونے کا ثبوت دیتے ہیں لیکن جس دور میں وہ جہاد کو فرض کہتے ہیں کیا مرزا قادیانی خود عملی طور پر بھی اس پر عمل پیرا رہے اس کا جواب ہمیں انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے نام چٹھی سے مل جاتا ہے، وہ اس درخواست میں اپنی اصل حقیقت کو اس طرح واشگاف الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔

”میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک (گویا ۱۸۳۹ء سے لے کر جو ۵۷ء سے بہت کا پہلے کا زمانہ ہے) جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں جو ان کی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔“

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

۳..... تیسری بات یہ ہے کہ بالفرض ہم تسلیم کیے دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے برصغیر میں انگریزی سلطنت کی وجہ سے بعض مجبوریوں کی بناء پر اتنی شد و مد سے جہاد کی مخالفت کی۔ لیکن اگر حقیقت یہی ہوتی تو مرزا قادیانی کی ممانعت جہاد اور اطاعت انگریز کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود ہوتی مگر یہاں تو ایسے کھلے شواہد اور قطعی ثبوت موجود ہیں کہ مرزا قادیانی کی تحریک وتبلیغ کا اصل محرک نہ صرف انڈیا بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنا اور انگریزوں کے لیے یا کسی بھی کافر سلطنت کے لیے راستہ ہموار کرنا تھا تا کہ اس طرح ایک نئی امت اور نئے نبی کے نام سے پوری ملت مسلمہ اور امت محمدیہ کا سارا نظام درہم برہم کیا جائے اور پورے عالم اسلام کو انگریز یا ان کے حلیفوں کے قدموں میں لا گرایا جائے اس لیے مرزا قادیانی نے مخالفت جہاد کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود نہ رکھی اور نہ صرف اردو لٹریچر پر اکتفا کیا۔ بلکہ فارسی عربی انگریزی میں لٹریچر لکھ لکھ کر بلاد روم، شام، مصر، ایران، افغانستان، بخارا یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ تک پھیلاتا رہا تا کہ بخارا میں اگر زار روس کے لشکر آئیں تو کوئی مسلمان ہاتھ مزاحمت

کے لیے نہ اٹھائے۔ فرانس، تیونس، الجزائر اور مراکش پر لشکر کشی ہو تو مسلمان جہاد کو حرام سمجھیں۔ عرب اور مصر دل و جان سے انگریز کے مطیع بن جائیں اور ترک و افغان کی غیرت ایمانی ہمیشہ کے لیے جذبہ جہاد سے خالی ہو کر سرد پڑ جائے۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے اعترافات دیکھئے وہ لکھتے ہیں:

”میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمان کو گورنمنٹ انگلینڈ کی سچی اطاعت کی طرف جھکا دیا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطیع کیا۔“ (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

”ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لیے ہزارہا اشتہارات شائع کیے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔“ (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵)

”اس لیے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلادِ شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کیے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کیے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے...... اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا گیا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۲۷)

اور یہ سب کچھ مرزا قادیانی نے اس لیے کیا کہ:۔

”تا کہ کج طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آ جائیں اور تا کہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لیے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں۔“ (نور الحق حصہ اوّل ص ۳۰ خزائن ج ۸ ص ۴۱)

اس ساری جدوجہد کا حاصل مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہ ہے کہ ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۷ میں لکھتے ہیں:

”ہر ایک شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس

کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۴۷)

یہ حقیقت کہ مرزائی تبلیغ و تلقین اور تمام کوششوں کے محرکات اور مقاصد کیا تھے۔ مرزائی مذہب کے بانی کے مذکورہ اقوال سے خود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس پر بھی اگر تاویل کے پردوں میں اس حقیقت کو چھپایا جاتا ہے تو آنکھیں کھولنے کے لیے حسب ذیل واقعات اور اعترافات کافی ہیں:

"کہ مرزا قادیانی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ آزاد اسلامی ممالک میں بھی کسی قسم کے جہاد کے روادار نہ تھے۔ افغانستان کے امیر امان اللہ خان کے عہد حکومت میں نعمت اللہ خان مرزائی اور عبداللطیف مرزائی کو علماء افغانستان کے متفقہ فتویٰ سے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کے محرکات یہی تھے کہ یہ لوگ مبلغین کے پردہ میں جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور یہ محض اس لیے کہ انگریزوں کا اقتدار چھا جائے حالانکہ افغانستان میں جہاد اسلامی کی شرائط مکمل موجود تھیں۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۴ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء ملاحظہ کیجئے:

"عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی۔ جو چھپ کر نایاب بھی ہو گئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔" وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف (قادیانی) کو اس لیے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انھیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔"

اخبار الفضل بحوالہ امان افغان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء نے افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل بیان نقل کیا۔

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انھیں راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں

کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔"

خلیفہ قادیان اپنے ایک خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء میں اعتراف کرتا ہے کہ نہ صرف مسلم ممالک بلکہ غیر مسلم ممالک اور اقوام بھی مرزائیوں کو آلہ کار سمجھتے تھے۔ دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ "جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن انگریز نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔"

اسلامی جہاد منسوخ مگر مرزائی جہاد جائز

۴...... یہ امر حیرت اور تعجب کا باعث ہے کہ ایک طرف تو قادیانیوں نے جہاد کو اتنی شد و مد سے منسوخ اور حرام قرار دیا مگر دوسری طرف انگریزوں کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنا نہ صرف ان کے لیے جائز بلکہ ضروری تھا۔ گویا ممانعت جہاد کی یہ ساری جدوجہد صرف انگریزوں اور کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کے لیے تھی کہ وہ نہ تو اپنی عزت و ناموس اور نہ ملک و ملت کی بقا کے لیے لڑیں نہ اپنے دین، اسلامی شعائر معابد و مساجد کے لیے علم جہاد بلند کریں لیکن انگریزی اقتدار کے فروغ و تحفظ کے لیے ان کی فوجوں میں شامل ہو کر بلادِ اسلامیہ پر بمباری ایک مقدس فریضہ تھا مرزا محمود احمد نے کہا:

"صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد الفضل ۲ مئی ۱۹۱۹ء)

قادیانی جماعت نے لارڈ ریڈنگ کو اپنے ایڈریس میں بھی اپنی جنگی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "کابل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کمپنی اور ایک ہزار افراد کے نام بھرتی کے لیے پیش کیے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضا کارانہ کام کرتے رہے۔"

(الفضل ۴ جولائی ۱۹۳۱ء)

ایک اور خطبہ جمعہ میں مرزا محمود احمد نے کہا کہ شاید کابل کے ساتھ ہمیں کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑتا (آگے چل کر کہا) کہ پس نہیں معلوم کہ ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

(الفضل ۲۷ فروری ۲ مارچ ۱۹۲۲ء)

امن و آتشی اور اسلامی نظریہ جہاد کو ملاؤں کے وحشیانہ اور جاہلانہ بے ہودہ خیالات قرار دینے والے مرزائیوں کے حقیقی خدوخال مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے اور بھی عیاں ہو جاتی ہے انھوں نے کہا کہ ”اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لیے آیا ہے کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے۔“ (عرفان الٰہی ص ۹۳، ۹۴)

”پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکا دیا تھا مگر آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں گے۔“

(تقدیر الٰہی ص ۲۹ مصنفہ مرزا محمود قادیانی)

اس سے اندازہ ہوا کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو منسوخ قرار دینے اور سارے عالم اسلام میں اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے بعد اپنے لیے اور سامراجی مقاصد کے لیے جہاد اور قتال کو جائز قرار دینے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا جا رہا تھا۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کا کافروں یا خود ان کے خلاف لڑنا تو ہمیشہ کے لیے حرام تھا، مگر عیسائیت کے جھنڈے تلے یا کسی کافر حکومت کے مفاد میں یا خود مرزائیوں کے لیے جہاد اور قتال اور لڑنا لڑانا سب جائز ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی تبلیغی خدمات کی حقیقت

افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کے تبلیغ کے نام پر استعماری سرگرمیوں سے ان کے تبلیغ اسلام کی خدمات کی قلعی تو کھل جاتی ہے مگر بہت سے لوگ مرزا قادیانی کی خدمات کے سلسلہ میں ان کے مدافعت اسلام میں مناظرانہ بحث و مباحثہ اور علمی کوششوں کا ذکر کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انھوں نے آریہ سماج اور عیسائیوں سے اسلام کے دفاع میں بڑے معرکے سر کیے اور اب بھی قادیانی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے ہم اس غلط فہمی کو جس میں بالعموم تعلیم یافتہ افراد بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی ایک دو عبارتوں ہی سے دور کرنا چاہتے ہیں جو بانی قادیانیت کے تبلیغی مقاصد اور نیت کو خود ہی بڑی خوبی سے عیاں کر رہی ہیں کہ انھوں نے عیسائی مشنریوں کی اشتعال انگیز تحریروں اور اسلام پر ان کے جارحانہ حملوں سے مسلمانوں کے اندر انگریزوں کے خلاف پرُجوش ردعمل کا خطرہ محسوس کیا تو اس عام جوش کو دبانے کے لیے حکمت عملی کی بناء پر عیسائیوں کا کسی قدر سختی سے

جواب دیا اور سخت کتابیں عیسائیوں کے خلاف لکھیں۔

تریاق القلوب ضمیمہ ۳ بعنوان "گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست" میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیس برس کی تمام علمی اور تصنیفی کاوش کا خلاصہ مسلمانوں کے دل سے جہاد اور خونی مہدی وغیرہ کے معتقدات کا ازالہ اور انگریز کی وفاداری پیدا کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا، یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانے تک جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پُرزور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحث بھی کیا کرتا ہوں...... جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ "نور افشاں" میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زنا کار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور بایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا...... سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں سے اوّل درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجے پر بنا دیا ہے۔ (۱)...... اوّل والد مرحوم کے اثر نے (۲)...... دوسرا اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

(۳)...... خدا تعالیٰ کے الہام نے۔” (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۴۰ تا ۱۴۲)

دوسری بڑی وجہ مرزا قادیانی کے ایسے علمی تحریرات اور مناظروں کی یہ تھی کہ وہ ابتداءً اس طرح عام مسلمانوں کی عقیدت اور توجہات اپنی طرف مبذول کراتے چلے گئے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کے دفاع میں جن مسائل پر بحث کا بازار گرم کرتے اسی میں آئندہ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کے لیے فضا بھی ہموار کرتے چلے گئے اور اسلام کی تبلیغ کے نام پر شکر میں لپٹی ہوئی زہر کی ایک مثال آریہ سماج سے معجزات انبیاء کے اثبات پر مرزا قادیانی کا مناظرہ ہے جس میں اثبات معجزات کے ضمن میں انھوں نے یہ بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں معجزات کا صدور متوقع ہے ظاہر ہے کہ معجزہ بنیادی طور پر نبوت و رسالت کا لازمہ ہے اور جب نبوت و رسالت حضور نبی کریم ﷺ پر ختم ہو چکی تھی تو اس کے لوازمات، معجزات، وحی وغیرہ کا ہر دور میں متوقع ہونا بحث و مناظروں کے پردہ میں اپنی جھوٹی نبوت کے لیے پیش بندی نہ تھی......تو اور کیا چیز تھی؟

تصنیفی ذخیرہ

درحقیقت جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی ربع صدی کی تصنیفی و علمی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی تمام تحریری اور تقریری سرگرمیوں کا محور صرف یہی ملتا ہے کہ انھوں نے چودہ سو سال کا ایک متفقہ، طے شدہ اجماعی “مسئلہ حیات ونزولِ مسیح” کو نشانہ تحقیق بنا کر اپنی ساری جدوجہد وفاتِ مسیح اور مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر مبذول کر دی۔ مسلمانوں کو عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث اور ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ کی طرح ظلی و بروزی اور مجازی گورکھ دھندوں میں الجھانا چاہا۔ جدلیات اور سفسطوں کا ایک نہ ختم ہونے والا چکر۔ یہ مرزا قادیانی کی علمی و تبلیغی خدمات کا دوسرا نام ہے اگر ان کی تصنیفات سے ان کے متضاد دعویٰ اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل و مباحث نکال لیے جائیں تو جو کچھ بچتا ہے وہ جہاد کی حرمت اور حکومت انگلشیہ کی اطاعت دلی وفاداری اور اخلاص کی دعوت ہے جبکہ ہندوستان پہلے سے ذہنی وفکری اور سیاسی انتشار کا مرکز بنا ہوا تھا اور عالم اسلام مغرب مادہ پرست تہذیب اور خود فراموش تمدن کی لپیٹ میں تھا مگر ہمیں مرزا قادیانی کی تصانیف اور “علمی خدمات” میں انبیاء کرام کے طریق دعوت کے مطابق کوئی بھی وقیع اور کام کی بات نہیں ملتی، سوائے اس کے کہ انھوں نے اپنے قلم اور زبان کے ذریعے مذہبی اختلافات اور دینی جھگڑوں کے شکار ہندوستانی مسلمانوں کو مزید ذہنی، انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش میں ڈال کر ان کا شیرازہ اتحاد پاش پاش کرنے کی کوشش کی۔

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
(اقبال ضربِ کلیم)

مرزائیت اور عالم اسلام

اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے

’’ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے خطرہ تصور کرے گا، اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے...... قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے...... یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔‘‘ (اقبال: حرفِ اقبال ص ۱۲۲، ۱۲۳)

سامراجی عزائم کی تکمیل سابقہ تفصیلات کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت نے پورے عالم اسلام کے ساتھ استعماری عزائم کی تکمیل کی خاطر جو رویہ اختیار کیا اس کی چند مثالوں پر اکتفاء کرتے ہوئے فیصلہ خود ہر انصاف پسند شخص پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا ایسی جماعت سامراجی جماعت کہلانے کی مستحق نہیں اور یہ کہ اس نے پورے عالم اسلام کے اتحاد اور سلامتی کو برباد کرنے کی کوششیں کیں یا نہیں؟ اور یہ کہ عالم اسلام کو نو آبادیاتی نظام میں جکڑنے اور انگریزوں کا غلام بنانے میں قادیانیوں کی تمام تر ہمدردیاں انگریزوں کے ساتھ تھیں یا نہیں؟ وہ انگریزوں کے فتح پر چراغاں مناتے خوشی کے جشن برپا کرتے انگریزی فوج کو ’’ہماری فوج‘‘ اور مقابلہ میں مسلمانوں کو دشمن کی فوج قرار دیتے۔

عراق و بغداد جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنا چاہا اور اس غرض کے لیے لارڈ ہارڈنگ نے عراق کا دورہ کیا تو مشہور قادیانی اخبار الفضل نے لکھا ’’یقیناً (اس نیک دل افسر و لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں......

کیونکہ خدا ملک گیری اور جہان بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لیے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔"

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء ص ۳)

پھر اس واقعے کے آٹھ سال بعد انگریزوں نے بغداد پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی تو "الفضل" نے لکھا:

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو، یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔" (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۲۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء ص ۹)

یہ بات جسٹس منیر نے بھی لکھی ہے کہ:

"جب پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو شکست ہو گئی تھی بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ تو قادیان میں اس فتح پر جشن منایا گیا۔" (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸، ۲۰۹ مرتبہ جسٹس منیر)

یہ بات بھی جسٹس منیر ہی نے لکھی کہ:

"بانی قادیانیت نے اسلامی ممالک کا انگریزی حکومت کے ساتھ توہین آمیز مقابلہ و موازنہ کیا۔" (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸ مرتبہ جسٹس محمد منیر)

فتح عراق کے بعد پہلا مرزائی گورنر

سقوط بغداد میں مرزائیوں کے اس انگریز نوازی کا اتنا حصہ تھا کہ جب انگریزوں نے عراق فتح کیا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد کے سالے میجر حبیب اللہ شاہ کو ابتداء عراق پر اپنا گورنر نامزد کیا۔ میجر حبیب اللہ شاہ پہلی جنگ عظیم میں بھرتی ہو کر عراق گئے تھے اور وہاں فوج میں ڈاکٹر تھے۔

مسئلہ فلسطین اور قیام اسرائیل سے لے کر اب تک

اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۲۶ رقمطراز ہے:

"اگر یہودی اس لیے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں ہیں کہ وہ جناب مسیح

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں...... اور عیسائی اس لیے غیر مستحق ہیں، کہ انھوں نے خاتم النبیین کی رسالت کا انکار کر دیا تو یقیناً یقیناً غیر احمدی (مسلمان) بھی مستحق تولیت نہیں۔ اگر کہا جائے کہ مرزا قادیانی کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا، کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہے کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک تو اس طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آنحضرت کی اور مسیحوں کے نزدیک آنحضرت کی نبوت اور رسالت بھی ثابت نہیں اگر منکرین کا فیصلہ ایک نبی کو غیر ٹھہراتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ کہ آنحضرت منجانب اللہ، رسول نہ تھے۔ پس اگر غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں۔“

صرف یہی نہیں بلکہ جب فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو ان کے صدیوں پرانے وطن سے نکال کر عربوں کے سینے میں مغربی سامراجیوں کے ہاتھوں اسرائیل کی شکل میں خنجر بھونکا جا رہا ہے تو قادیانی امت ایک پورے منصوبہ سے اس کام میں صیہونیت اور مغربی سامراجیت کے لیے فضا بنانے میں مصروف تھی، ایک قادیانی مبلغ لکھتا ہے:

”میں نے یہاں کے ایک اخبار میں اس پر آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دے دی گئی۔ جو بت پرست قوم تھی بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو...... اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا...... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادیٔ مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں۔ آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لیے نہیں...... بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں اس کے متعلق وزیراعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔“

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۷۵ ص ۹، ۸ کالم ۵، ۲ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

فلسطین کے قیام میں مرزائیوں کی عملی کوششوں کے ضمن میں مولوی جلال الدین شمس قادیانی اور خود مرزا بشیر الدین محمود کی سرگرمیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں غالباً ۱۹۲۶ء

میں مولوی جلال الدین شمس مرزائی مبلغ کو شام بھیجا گیا۔ وہاں کے حریت پسندوں کو پتہ چلا تو قاتلانہ حملہ کیا۔ آخر تاج الدین الحسن کی کابینہ نے شام بدر کر دیا۔ جلال الدین شمس فلسطین چلا آیا اور ۲۸ء میں قادیانی مشن قائم کیا اور ۱۹۳۱ء تک برطانوی انقلاب کی حفاظت میں عالمی استعمار کی خدمت بجا لاتا رہا۔ تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد قادیانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۱۷ء میں قیام فلسطین کے برطانوی منصوبے کے اعلان کے بعد مرزا بشیرالدین محمود نے ۱۹۲۴ء میں فلسطین میں قیام کیا اور فلسطین کے ایکٹنگ گورنر سر کلیٹن سے ساز باز کر کے ایک لائحہ عمل مرتب کیا اور جلال الدین شمس قادیانی کو دمشق میں یہودی مفادات کا نگران مقرر کیا گیا۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۹ نمبر ۲ ص ۲۴، ۲۵ ملخص نومبر دسمبر ۱۹۷۳ء از تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد)

۴۷ء تک قادیانی سرگرمیاں فلسطین میں پھلتی پھولتی رہیں۔ اللہ دتہ جالندھری، محمد سلیم، چوہدری محمد شریف، نور احمد، منیر، رشید احمد چغتائی جیسے معروف قادیانی تبلیغ کے نام پر عربوں کو محکوم بنانے کی مذموم سازشیں کرتے رہے۔ ۳۴ء میں مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنے استعماری صیہونی مقاصد کی تکمیل کے لیے تحریک جدید کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لیے اس تحریک کے لیے بڑی رقم کا مطالبہ کیا۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ایضاً تاریخ احمدیت ص ۱۹)

بیرون ہند قادیانی جماعتوں میں سب سے زیادہ حصہ فلسطین کی جماعت نے لیا اور تاریخ احمدیت کے مطابق فلسطین کی جماعت حیفہ اور مدرسہ احمدیہ کبابیر نے قربانی اور اخلاص کا نمونہ پیش کیا، اور مرزا محمود نے اس کی تعریف کی۔ (ایضاً ص ۴۰) بالآخر جب برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے ۱۹۴۷ء کے اعلان کے مطابق ۱۹۴۸ء میں بڑی ہوشیاری سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ تو چن چن کر فلسطین کے اصل باشندوں کو نکال دیا گیا۔ مگر یہ سعادت صرف قادیانیوں کو نصیب ہوئی کہ وہ بلا خوف و جھجک وہاں رہے اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ خود مرزا بشیر الدین محمود نہایت فخریہ انداز میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عربی ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان (یورپ اور افریقہ) ممالک میں حاصل ہے لیکن پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔“

(الفضل ج ۳۸/۴ نمبر ۲۰۱ ص ۵۔ ۳۰ اگست ۱۹۵۰ء)

مرزا محمود کی جماعت کو اس طرح کی اہمیّت کیوں نہ ملتی۔ جبکہ مرزا محمود خلیفہ دوم نے فلسطین میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام و استحکام میں صیہونیوں سے بھرپور تعاون کیا۔"

(ماہنامہ الحق ج ۹ ش ۲ نومبر دسمبر ۱۹۷۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت از دوست محمد شاہد قادیانی)

اور جب عربوں کے قلب کا یہ رستا ہوا ناسور اسرائیل قائم ہوا۔ تمام مسلمان ریاستوں نے اس وقت سے اب تک اس کا مقاطعہ کیا۔ پاکستان کا کوئی سفارتی یا غیر سفارتی مشن وہاں نہیں۔ اس لیے کہ اسرائیل کا وجود بھی پاکستان کے نزدیک غلط ہے پاکستان عربوں کا بڑا حمایتی ہے۔ مونٹ اکرمل کبابیر وغیرہ میں ان کے استعماری اور جاسوسی سرگرمیوں کے اڈے قادیانی مشنریوں کے پردے میں قائم ہوئے۔ یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کافی عرصہ تک جس اسرائیل میں کوئی عیسائی مشن قائم نہ ہو سکا اور بعد میں کچھ عیسائی مشنیں قائم ہوئیں۔ اسرائیل کے سب سے بڑی ربی شلوگورین نے آرچ بشپ آف کنٹربری، ڈاکٹر ریمزے اور کارڈینل پادری ہی نان سے خصوصی ملاقات کر کے ان پر زور دیا کہ اسرائیل میں عیسائی مشنریوں پر پابندی عائد کریں۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۹ ش ۲ ص ۲۶ بحوالہ مارننگ نیوز کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء)

عیسائی مشنوں کے خلاف اسرائیل میں منظم تحریک چلی۔ عیسائی مراکز پر حملے ہوئے دکانوں اور بائیبل کے نسخوں کا جلانا معمول بن گیا۔ مگر ۱۹۲۸ء سے لے کر اب تک یہودیوں نے قادیانیوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی۔ نہ ان کے لٹریچر کو روکا۔ نہ کوئی معمولی رکاوٹ ڈالی جو اس کا واضح ثبوت ہے کہ وہ مرزائیوں کو اپنے مفادات کی خاطر تحفظ دے رہے ہیں۔

اسلام کی تبلیغ...... کے نام پر مسلمانوں اور پاکستان کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن ایک لمحہ فکریہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس لمحہ فکریہ کا عربوں کے لیے مختلف وقفوں سے بے چینی اور اضطراب اور پاکستان سے سوء ظن کا باعث بن جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ مشن عرب ریاستوں کی جاسوسی، فوجی راز معلوم کرنے، عالم اسلام کے معاشی اخلاقی حالات اور دینی جذبات معلوم کرنے عرب گوریلوں کے خلاف کاروائیاں کرنے اور عالمی استعمار اور یہودی استحصال کے لیے راہیں تلاش کرنے میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

اسرائیلی مشن قیام اسرائیل سے لے کر اب تک مسٹر ظفر اللہ خان کی اس سلسلہ میں تگ و دو کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن جب آپ وزیر خارجہ تھے۔ تو کسی نے ربوہ کے ماتحت اس

اسرائیلی مشن کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے روایتی عیاری سے کام لے کر کہا کہ حکومت پاکستان کو تو اس کا علم نہیں۔

ے الاماں از حرف پہلو دار تو

لیکن جب پچھلے دنوں اخبارات میں اسرائیل کے قادیانی مشن کا چرچا ہوا۔ تو بڑی ہوشیاری سے کہا گیا کہ ایسے مشن ہیں مگر قادیان بھارت کے ماتحت ہیں۔ یہ ایک ایسا جھوٹ تھا کہ خود ربوہ کی تحریک جدید کے سالانہ بجٹ ۶۷-۱۹۶۶ء سے اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس بجٹ کے صفحہ ۲۵ پر مشنہائے بیرون کے ضمن میں اسرائیل میں واقع حیفا کے قادیانی مشن کی تفصیل دی گئی۔ (جس کی فوٹوسٹیٹ کاپی منسلک ہے۔)

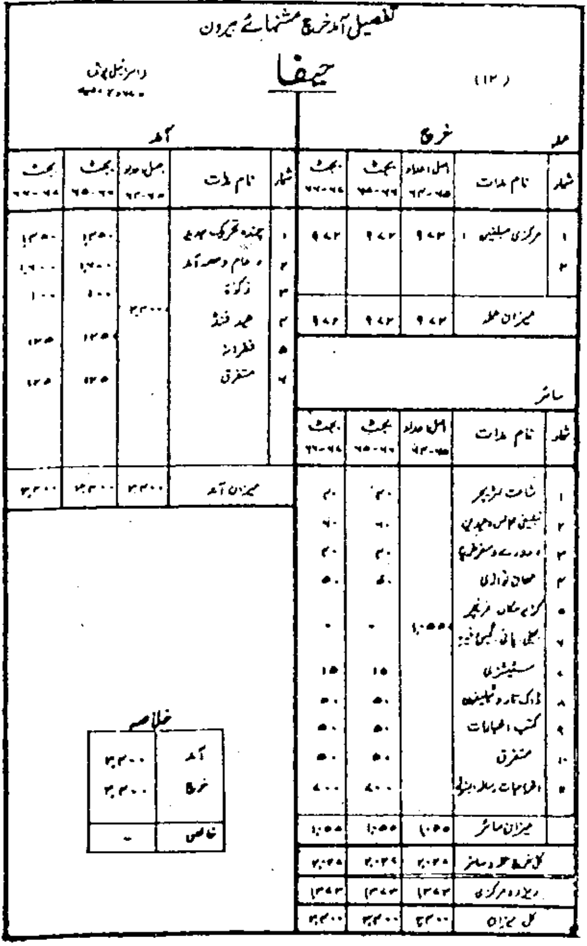

تفصیل آمد خرچ مشنہائے بیرون

(اسرائیلی پونڈ)
[illegible]

حیفا

(۱۲)

خرچ

مد

شمار	نام مدات	اصل اخراجات ۶۵-۶۴	بجٹ ۶۶-۶۵	بجٹ ۶۷-۶۶
۱	مرکزی مبلغین ۱	۹۴۲	۹۴۲	۹۴۲
۲				
	میزان مد	۹۴۲	۹۴۲	۹۴۲

سائر

شمار	نام مدات	اصل اخراجات ۶۵-۶۴	بجٹ ۶۶-۶۵	بجٹ ۶۷-۶۶
۱	اشاعت لٹریچر		۴۰	۴۰
۲	تبلیغی جلسں وعیدین		۹۰	۹۰
۳	دورے و سفر خرچ		۴۰	۴۰
۴	مہمان نوازی		۵۰	۵۰
۵	کرایہ مکان فرنیچر	۱،۱۰۰	-	-
۶	بجلی پانی گیس فیول			
۷	سٹیشنری		۱۵	۱۵
۸	ڈاک تار و ٹیلیفون		۵۰	۵۰
۹	کتب اخبارات		۵۰	۵۰
۱۰	متفرق		۵۰	۵۰
۰	اخراجات رسالہ البشریٰ		۷۰۰	۷۰۰
	میزان سائر	۱،۱۰۰	۱،۱۰۰	۱،۱۰۰
	کل خرچ مد و سائر	۲،۰۴۲	۲،۰۴۲	۲،۰۴۲
	ریزرو مرکزی	۱۳۵۸	۱۳۵۸	۱۳۵۸
	کل میزان	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰

آمد

شمار	نام مدات	اصل وصول ۶۵-۶۴	بجٹ ۶۶-۶۵	بجٹ ۶۷-۶۶
۱	چندہ تحریک جدید		۱،۲۵۰	۱،۲۵۰
۲	چندہ عام وحصہ آمد		۱،۸۰۰	۱،۸۰۰
۳	زکوٰۃ		۱۰۰	۱۰۰
۴	عید فنڈ	۳،۴۰۰		
۵	فطرانہ		۱۲۵	۱۲۵
۶	متفرق		۱۲۵	۱۲۵
	میزان آمد	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰

خلاصہ

آمد	۳،۴۰۰
خرچ	۳،۴۰۰
خالص	-

(احمدیہ تحریک جدید کے سالانہ بجٹ 1966-67ء کے صفحہ 25 کا عکس)

اسرائیل مشن

ہم یہاں اسرائیل میں قادیانی مشن کا ایک اور ثبوت مع اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔ یہ اقتباس قادیانیوں ہی کی شائع کردہ کتاب ''اَور فارن مشن'' مؤلفہ مبارک احمد ص ۷۸ شائع کردہ احمدیہ فارن مشن ربوہ سے لیا گیا ہے، مؤلف کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ہیں۔

احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ''البشریٰ'' کے نام سے ایک ماہنامہ عربی رسالہ جاری ہے جو تیس مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کی بہت سی تحریریں اس مشن نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ فلسطین کے تقسیم ہونے سے یہ مشن کافی متاثر ہوا۔ چند مسلمان جو اس وقت اسرائیل میں موجود ہیں۔ ہمارا مشن ان کی ہر ممکن خدمت کر رہا ہے اور مشن کی موجودگی سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگ حیفہ کے میئر سے ملے اور ان سے گفت وشنید کی، میئر نے وعدہ کیا کہ احمدیہ جماعت کے لیے کبابیر میں حیفہ کے قریب دہ ایک سکول بنانے کی اجازت دے دیں گے۔ یہ علاقہ ہماری جماعت کا مرکز اور گڑھ ہے۔ کچھ عرصہ بعد میئر صاحب ہماری مشنری دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حیفہ کے چار معززین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا پُروقار استقبال کیا گیا۔ جس میں جماعت کے سرکردہ ممبر اور اسکول کے طالب علم بھی موجود تھے۔ ان کی آمد کے اعزاز میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا، جس میں انھیں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ واپسی سے پہلے میئر صاحب نے اپنے تاثرات مہمانوں کے رجسٹر میں بھی تحریر کیے۔ ہماری جماعت کے مؤثر ہونے کا ثبوت ایک چھوٹے سے مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے مبلغ چوہدری محمد شریف صاحب ربوہ پاکستان واپس تشریف لا رہے تھے۔ اس وقت اسرائیل کے صدر نے ہماری مشنری کو پیغام بھیجا کہ چوہدری صاحب روانگی سے پہلے صدر صاحب سے ملیں۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر چوہدری صاحب نے ایک قرآنِ حکیم کا نسخہ جو جرمن زبان میں تھا صدر محترم کو

پیش کیا، جس کو خلوصِ دل سے قبول کیا گیا، چوہدری صاحب کا صدر صاحب سے انٹرویو اسرائیل کے ریڈیو پر نشر کیا گیا اور ان کی ملاقات کو اخبارات میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا۔

This substrac has been taken from page 79 of the fourth revised edition of the book styled as "OUR FOREIGN MISSION" written by Mirza Mubarak Ahmad son of Late Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad and Grandson of Mirza Ghulam Ahmad which published in 1965 by Ahmadiyya Muslim foreign Missions Rabwah. West Pakistan, and printed at Nusrat Art Press, Rabwah.

Israel Mission

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at Mount Karmal. We have a mosque there a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly, entitled Al-Bushra which is sent out to thirty defferent countries accessible throught the medium of Arabic. Many works of the Promised Massih have been translated into Arabic through this mission.

In many waya this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a grest deal of strength from the presence of our mission which never misses a chapce of being of service to there. Some time a go our missionary bad an discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well established Ahmadiyya community of palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notable from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident. Which wonld give readers some idea of the position our mission in Israel occepies, is that in 1956 when our missionary Choudhry Muhammad Sharif,

returned to the Headquarters of the movement in Pakistan, the president of Israel sent word that he (our missionary) should she im befor embarking on the journey back: Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the Geman translation of the Holy Quran to the president, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press and a brief account was also broadcast on the radio.

(OUR FOREIGN MISSIONS)
(By Mirza Mubarak Ahmad)

یہودیوں اور قادیانیوں کی نظریاتی مماثلت اور اشتراک کا تجزیہ کرتے ہوئے آج سے ۲۸ سال قبل علامہ اقبال نے کہا تھا کہ مرزائیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ (حرفِ اقبال ص ۱۲۳) مگر ۱۹۳۶ء میں تو یہ ایک نظری بحث تھی۔ جس پر رائے زنی کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ لیکن بعد میں علم ونظر کے دائرہ سے لے کر سعی و عمل کے میدان میں دونوں یعنی قادیانیت اور صیہونیت کا باہمی اشتراک اور تماثل ایک بدیہی حقیقت کی شکل میں سامنے آیا۔

مرزائیت اور یہودیت کا باہمی اشتراک

یہ باہمی ربط و تعلق کن مشترکہ مقاصد پر مبنی ہے۔ اس کے لیے ہمیں زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہیں۔ انگریزی سامراج کی اسلام دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور صیہونی استعمار بھی مغرب کا آلہ کار بن کر مسلمان بالخصوص عربوں کے لیے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔ دونوں کے مقاصد اور وفاداریاں اسلام سے عداوت پاکستان دشمنی کا منطقی نتیجہ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی گہرے دوستانہ تعلقات کی شکل میں برآمد ہوا عالم عرب کے بعد اگر اسرائیل اپنا سب سے بڑا دشمن کسی ملک کو سمجھتا تھا تو وہ پاکستان ہی تھا۔ اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان نے اگست ۱۹۶۷ء میں سراربوں یونیورسٹی پیرس میں جو تقریر کی وہ اس کا واضح ثبوت ہے بن گوریان نے کہا:

’’پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی، صیہونی تحریک کو کسی طرح پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہیے اور نہ ہی پاکستان کے خطرہ سے غفلت کرنی چاہیے۔‘‘

(آگے چل کر پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا) کہ:

''لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد از جلد قدم اٹھانا چاہیے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لیے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے، بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد و نفرت سے فائدہ اٹھانا چاہیے جو ہندوستان، پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ یہ تاریخی عناد ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعے سے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہیے یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہیے۔''

(یروشلم پوسٹ ۱۹ اگست ۱۹۶۷ء از روزنامہ نوائے وقت لاہور ص ۱ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء و ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء)

بن گوریان نے پاکستان کے جس فکری سرمایہ اور جنگی قوت کا ذکر کیا ہے وہ کون سی چیز ہے اس کا جواب ہمیں مشہور یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہرٹر سے مل جاتا ہے وہ کہتے ہیں:

''پاکستانی فوج اپنے رسول محمد رسول اللہ ﷺ سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے یہی وہ بنیاد ہے جس نے پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتے مستحکم کر رکھے ہیں۔ یہ صورت حال عالمی یہودیت کے لیے شدید خطرہ رکھتی ہے اور اسرائیل کی توسیع میں حائل ہو رہی ہے لہٰذا یہودیوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانیوں کے اندر سے حبّ رسول ﷺ کا خاتمہ کریں۔''

(نوائے وقت ص ۶۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء نیز جرائز برطانیہ میں صیہونی تنظیموں کا آرگن جیوئش کرائنش ۱۹ اگست ۱۹۶۷ء)

بن گوریان کے بیان کے پس منظر میں یہ بات تعجب خیز ہو جاتی ہے کہ پاکستان سے اس شدت سے نفرت کرنے والے اسرائیل نے ایسی جماعت کو سینے سے کیوں لگائے رکھا جن کا ہیڈکوارٹر یعنی پاکستان ہی ان کے لیے نظریاتی چیلنج ہے۔ ظاہر ہے پاکستانی فوج کے فکری اساس رسولِ عربی ﷺ سے غیر معمولی عشق اور جنگی قوت کا راز جذبہ جہاد، ختم کرنے کے لیے جو جماعت نظریۂ انکارِ ختم نبوت اور ممانعت جہاد کی علمبردار بن کر اٹھی تھی وہی پورے عالم اسلام اور پاکستان میں ان کی منظور نظر بن سکتی تھی۔ واضح رہے کہ بہت جلد جب سامراجی طاقتوں اور صیہونیوں کو مشرقی پاکستان کی شکل میں اپنے جذباتِ عناد نکالنے کا موقعہ ہاتھ آیا تو اسرائیلی وزیر خارجہ ابا ایبان نے نہ صرف اس تحریک علیحدگی کو سراہا بلکہ بروقت ضروری ہتھیار بھی فراہم کرنے کی پیش کش کی۔''

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۷ ش ۹ ص ۸ بحوالہ ماہنامہ فلسطین بیروت جنوری ۱۹۷۲ء)

اس تاثر کو موجودہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے اس بیان سے اور زیادہ تقویت ملتی ہے جس میں انھوں نے انکشاف کیا کہ پاکستان کے عام انتخابات ۷۰ء میں اسرائیلی

روپیہ پاکستان آیا اور انتخابی مہم میں اس کا استعمال ہوا۔ آخر وہ روپیہ مرزائیوں کے ذریعے نہیں تو کس ذریعے سے آیا اور پاکستان کے وجود کے خلاف ”تل ابیب“ میں تیار کی گئی سازش جس کا انکشاف بھٹو صاحب نے ”الاہرام“ مصر کے ایڈیٹر حسنین ہیکل کو انٹرویو دیتے کیا۔ کیسے پروان چڑھی جب کہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سوائے قادیانی مشنوں کے اور کوئی رابطہ نہیں تھا۔

اگر قادیانی جماعت بین الاقوامی صیہونیت کی آلہ کار نہ ہوتی اور عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف اس کا کردار نہایت گھناؤنا نہ ہوتا تو کبھی بھی اسرائیل کے دروازے ان پر نہ کھل سکتے۔ قادیانی اس بارہ میں ہزار مرتبہ تبلیغ و دعوتِ اسلام کے پردہ میں پناہ لینا چاہیں مگر یہ سوال اپنی جگہ قائم رہے گا کہ اسرائیل میں کیا یہ تبلیغ ان یہودیوں پر کی جا رہی ہے جنھوں نے صیہونیت کی خاطر اپنے بلاد اور اوطان کو خیر باد کہا اور تمام عصبیتوں کے تحت اسرائیل میں اکٹھے ہوئے یا ان بچے کھچے مسلمان عربوں پر مشق تبلیغ کی جا رہی ہے جو پہلے سے محمد عربی ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں اور صیہویت کے مظالم سہہ رہے ہیں۔

اسرائیل نے ۱۹۶۵ء اور پھر ۷۳ء میں عربوں پر مغربی حلیفوں کی مدد سے بھرپور جارحانہ حملہ کیا جنگ چھڑی تو قادیانیوں کو اسرائیل سے باہمی روابط و تعلقات کے تقاضے پورا کرنے اور حق دوستی ادا کرنے کا موقعہ ملا اور دونوں نے عالم اسلام کے خلاف جی بھر کر اپنی تمنائیں نکالیں۔ قادیانیوں کی وساطت سے عرب گوریلا اور چھاپہ مار تنظیموں کے خلاف کارروائیاں کی جاتی رہیں۔ ان تنظیموں میں مسلمان ہونے کے پردہ میں قادیانی اثر و رسوخ حاصل کر کے داخلی طور پر سبوتاژ کرتے رہے اور حالیہ عرب اسرائیل جنگوں میں وہ یہودیوں کے ایسے وفادار بنے جیسے کہ برطانوی دور میں انگریز کے، اور یہ اس لیے بھی کہ عربوں کی زبردست تباہی کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ خود ساختہ الہام بھی پورا ہوا جس میں عربوں کی تباہی کے بعد سلسلہ احمدیہ کی ترقی و عروج کی خبر ان الفاظ میں دی گئی جو درحقیقت الہام نہیں بلکہ الہام کے پردہ میں اپنے بیٹے کو آئندہ اسلام اور عرب دشمن سازشوں کی راہ دکھائی گئی تھی۔

”خدا نے مجھے خبر دی ہے...... کہ ایک عالمگیری تباہی آئے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب (یعنی ان کے مخاطب پیر سراج الحق قادیانی) اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں

گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔" (تذکرہ ص۷۹۹ طبع سوم)

علامہ اقبال نے ایسے ہی الہامات کے بارے میں کہا تھا ؎

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارتگرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

خلافت عثمانیہ اور ترکی

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ایڈورڈ میکلیگن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اخبار الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۰۹ء ج ۷ نمبر ۴۸)

"ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال کے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا پیشوا سمجھیں جو مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اس کو اپنا بادشاہ اور سلطان یقین کریں، جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے بادشاہ حضور سلطانِ ملک معظم ہیں۔ سلطان ٹرکی ہرگز خلیفۃ المسلمین نہیں۔"

(صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۱۶۱، ۱۶ جنوری ۱۹۲۰ء)

"اخبار لیڈر الہ آباد مجریہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایڈرس۔ بخدمت جناب وائسرائے شائع کیا گیا۔ فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام سے پہلے کسی شخص محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔ محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض اس لیے لگایا گیا کہ لوگوں کو دھوکا دیا جائے ورنہ قادیان سے تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے جو سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ مولوی صاحب لاہوری سرگروہ کے غیر مبائع ہیں لیکن وہ لفظ قادیان کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں۔ نہ اس لیے کہ وہ قادیان کے باشندے ہیں اور نہ اس لیے کہ مرکز قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں کہ سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے۔"

خلافت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے میں قادیانی انگریز کے شانہ بشانہ شریک رہے اس کا ایک اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ القادیانیۃ میں مرزائیوں کے سیاسی خط و خال اور استعماری فرائض و مناصب کی نشاندہی کے بعد لکھا گیا ہے کہ پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کے سالے ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ بھیجا وہاں پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کی معرفت ۱۹۱۷ء میں قدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر ہو گیا لیکن

جب انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوگئیں تو ولی اللہ نے اپنا لبادہ اُتارا اور انگریزی لشکر میں آ گیا اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے بھڑانے کی مہم کا انچارج رہا عراقی اس سے واقف ہو گئے تو گورنمنٹ انڈیا نے وہاں ان کے ٹکے رہنے پر زور دیا لیکن عراقی حکومت نہ مانی تو بھاگ کر قادیان آ گیا اور ناظر امور عامہ بنا دیا گیا۔ (عجمی اسرائیل ص ۲۷ بحوالہ القادیانیۃ طبع دمشق)

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد رسالہ القادیانیۃ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مسلمان عرب ریاست میں مرزائیوں کے لیے کوئی جگہ نہیں بلکہ ان کے ایسے کارناموں کی بدولت پاکستان کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔ سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد مصطفےٰ کمال کے دور میں بھی مرزائیوں کی سازشیں جاری رہیں اور یہ روایت عام ہے کہ ترکی میں دو قادیانی مصطفےٰ صغیر کی ٹیم کا رکن بن کر گئے مصطفےٰ صغیر کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ قادیانی تھا اور مصطفےٰ کمال کو قتل کرنے پر مامور ہوا تھا لیکن راز فاش ہونے پر موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔

افغانستان

گورنمنٹ افغانستان کے خلاف سازشی خطوط اور جہاد کے جذبہ کی مخالفت کا ذکر پہلے مدلل طور پر آ چکا ہے۔ چند مزید حقائق سنئے۔

جمعیۃ الاقوام سے افغانستان کے خلاف مداخلت کی اپیل

”جماعت احمدیہ کے امام مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفۃ المسیح الثانی نے ”لیگ عوام“ سے پُر زور اپیل کی کہ حال میں پندرہ...... پولیس کانسٹیبلوں اور سپرنٹنڈنٹ کے رو برو دو احمدی مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے حکومت کابل نے سنگسار کر دیا ہے اس لیے دربار افغانستان سے باز پرس کے لیے مداخلت کی جائے کم از کم ایسی حکومت اس قابل نہیں کہ مہذب سلطنتوں کے ساتھ ہمدردانہ تعلقات رکھنے کے قابل سمجھی جائے۔“

(الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۹۵، ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

امیر امان اللہ خان نے نادانی سے انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کی

میاں محمود احمد نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل میں کہا:

”اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خان) جو کابل نے گورنمنٹ انگریز سے نادانی سے جنگ شروع کی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لیے ایک نئی حیثیت رکھتی

ہے کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لیے صداقت کے قیام کے لیے گورنمنٹ (برطانیہ) کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لیے گورنمنٹ (برطانیہ) کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو کہ تمھارے ذریعے سے وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی مسیح موعود نے اطلاع دی۔“

(الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۰ ص ۸ کالم ۱،۲/ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

جنگ کابل میں مرزائیوں کی انگریزوں کو معقول امداد

”جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ کئی قسم کی خدمات سرانجام دیں۔ ایک ڈبل کمپنی پیش کی بھرتی بوجہ جنگ ہونے کے رُک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لیے نام لکھوا چکے ہیں۔ اور خود ہمارے سلسلے کے بانی کے چھوٹے صاحبزادے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔

افریقی ممالک میں استعماری اور صیہونی سرگرمیاں

افریقہ دنیا کا واحد براعظم ہے جہاں سے برٹش ایمپائر نے اپنا پنجۂ استبداد سب سے آخر میں اٹھایا اور آج تک کچھ علاقے برطانوی سامراجی اثرات کے تابع ہیں مغربی افریقہ میں قادیانیوں نے ابتداء ہی میں برطانوی سامراج کے لیے اڈے قائم کیے اور ان کے لیے جاسوسی کی۔ ”دی کیمبرج ہسٹری آف اسلام“ مطبوعہ ۱۹۷۰ء میں مذکور ہے۔

"The Ahmadiyya first appeared on the west african coast during the first world war, when several young men inlagues and free town joined by mail. In 1921 the first Indian missionarry arrived. Too unorthodon to gain a footing in the muslim interior, the Ahmadiyya remain confined princeparry to southern nigeria, southern gold coast sierraleone. It strengthened the ranks of those muslims actively loyal to the british, and it contributed to the mooernization of Islamic organization in the area."

(The cambridge history of Islam vol II editid by Holt,

lambton, and lewis, cambridge thiversty press 1970, P-400)

ترجمہ: پہلی جنگ عظیم کے دوران احمدی فرقہ کے لوگ مغربی افریقہ کے ساحل تک پہنچے جہاں لاگوس اور فری ٹاؤن کے چند نوجوان ان تک پہنچے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلی ہندوستانی مشنری وہاں آئی اگرچہ یہ لوگ کسی عقیدہ کا پرچار نہیں کر سکے لیکن ان کا ارادہ مسلم آبادی کے اندرونی علاقوں میں قدم جمانا تھا یہ لوگ زیادہ تر جنوبی نائیجیریا، جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں سرگرم عمل رہے ان لوگوں نے ان مسلمان دستوں کو مضبوط کیا جو کہ مملکت برطانیہ کے حد درجہ وفادار تھے۔ اور ان علاقوں میں اسلام کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرتے رہے۔”

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی ۱۹۲۱ء کے بعد زیادہ تر جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں سمٹے رہے اور غلام ہندوستان کی طرح یہاں کے مسلمان کو برطانوی اطاعت اور عقیدہ جہاد کی ممانعت کی تبلیغ کر کے برطانیہ سے وفاداریوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی، حال ہی میں قادیانیوں نے ”افریقہ سپیکس“ کے نام سے مرزا ناصر احمد کے دورۂ افریقہ کی جو روئداد چھاپی ہے وہ افریقہ میں قادیانی ریشہ دوانیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے اس میں یہ عبارت خاص طور پر قابل غور ہے۔

"One of the main points of Ghulam Ahmad's has been rejection of "Holy Wars" and forcible conversion."

(Africa speaks' page 93 published by Majlis Nusrat Jahan Tahrik Jadid, Rabwah)

یعنی غلام احمد کے اہم معتقدات میں سے ایک مقدس جنگ (جہاد) کا انکار ہے

آخر ماریشس ایک افریقی جزیرہ ہے۔ ۱۹۶۷ء میں یہاں سے ”دی مسلم اِن ماریشس“ یعنی ماریشس میں مسلمان کے نام سے جناب ممتاز عمریت کی ایک کتاب شائع ہوئی جس کا دیباچہ ماریشس کے وزیراعظم نے لکھا کتاب میں فاضل مصنف نے بڑی محنت سے قادیانیوں کی ایک ایسی تخریبی سرگرمیوں کا ذکر کیا جو مسلمانوں کے لیے تکالیف کا باعث بن رہی ہیں...... انھوں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں کی طرف سے دائر کردہ ایک مقدمہ کا ذکر کیا ہے۔ مسجد روز ہل کا یہ مقدمہ بقول مصنف کے تاریخ ماریشس کا سب سے بڑا مقدمہ کہا جاتا ہے جس میں دو سال تک سپریم کورٹ نے بیانات لیے شہادتیں سنیں اور ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو چیف جج سرائے ہر چیز وڈر نے فیصلہ دیا کہ ”مسلمان الگ امت ہیں اور قادیانی الگ۔”

کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں بھی ان کی آمد برطانوی فوج کی شکل میں ان کے استعماری مقاصد ہی کے لیے ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے دو فوجی ماریشس پہنچے ان میں سے ایک کا نام دین محمد اور دوسرے کا نام بابو اسماعیل خان تھا وہ سترھویں رائل انفنٹری سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء تک یہ فوجی اپنی تبلیغی کارروائیاں (فوجی ہوکر تبلیغی کاروائیاں؟ قابل غور) کرتے رہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھئے المنبر لائلپور ج ۹ ش ۲۲ ص ۸،۷)

''دو سال قبل افریقہ میں تبلیغ کے نام پر جو دو سکیمیں نصرت جہاں ریزرو فنڈ اور آگے بڑھو سکیم کی جاری کی گئیں اس کی داغ بیل لندن ہی میں رکھی گئی اور مرزا ناصر احمد نے اکاؤنٹ کھلوایا۔'' (الفضل ربوہ ج ۶۱/ ۲۶ نمبر ۱۷۲ ص ۳۔ ۲۹ جولائی ۱۹۷۲ء)

افریقہ میں اپنی کارکردگیوں کے بارہ میں قادیانی مبلغ برطانیہ میں مقیم ان ممالک کے ہائی کمشنروں سے رابطہ قائم کرتے رہتے ہیں اور انھیں معلومات بہم پہنچاتے ہیں برطانوی وزارت خارجہ قادیانیوں کی ان تمام مشنوں کی حفاظت کرتی ہے۔

اور جب کچھ لوگ برطانوی وزارتِ خارجہ سے اس تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ براعظم افریقہ میں قادیانیوں کے اکثر مشن برطانوی مقبوضات ہی میں کیوں ہیں اور برطانیہ ان کی حفاظت کرتی ہے اور وہ دیگر مشنریوں سے زیادہ قادیانیوں پر مہربان ہے تو وزارت خارجہ نے جواب دیا کہ سلطنت کے مقاصد تبلیغ کے مقاصد سے مختلف ہیں جواب واضح تھا کہ سامراجی طاقتیں اپنی نو آبادیات میں اپنے سیاسی مفادات اور مقاصد کو تبلیغی مقاصد پر ترجیح دیتی ہیں اور وہ کام عیسائی مبلغین سے نہیں مرزائی مشنوں ہی سے ہوسکتا ہے۔

افریقہ میں صیہونیت کا ہراول دستہ

برطانوی مفادات کے تحفظ کے علاوہ یہ قادیانی مشن افریقہ میں اسرائیل اور صیہونیت کے بھی سب سے مضبوط اور وفادار ہراول دستہ ہیں مرزا ناصر احمد قادیانی نے ۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء سے ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء تک بیرونی ممالک کا جو دورہ کیا اس کی غرض و غایت بھی قطعاً سیاسی تھی لندن مشن کے محمود ہال میں جو پوشیدہ سیاسی میٹنگیں ہوئیں ان کا مقصد افریقہ میں اسرائیل اور یورپی استعمار کے سیاسی مقاصد کی تکمیل تھی۔

(ماہنامہ الحق ج ۹ ش ۲ ص ۲۵ نومبر، دسمبر ۱۹۷۳ء)

الفضل ربوہ یکم جولائی ۱۹۷۲ء نے لندن مشن کے پریس سیکرٹری خواجہ نذیر احمد کی اطلاع کے مطابق مغربی افریقہ کے ان ممالک کے ان سفیروں سے ملاقات کی گئی جن کا

مرزا ناصر احمد دورہ کر چکے ہیں۔ پریس سیکرٹری لکھتے ہیں۔

''مغربی افریقہ کے ان چھ ممالک کے سفراء کو اپنی مساعی اور خدمات سے روشناس کرانے کے لیے مکرم و محترم بشیر احمد خان رفیق امام مسجد فضل لندن نے سہ رکنی وفد کی قیادت فرماتے ہوئے جس میں مکرم چوہدری ہدایت اللہ سینئر سیکرٹری سفارت خانہ پاکستان اور خاکسار خواجہ نذیر احمد پریس سیکرٹری مسجد فضل لندن، ہزایکسی لینسی ایچ وی ایچ تیکی ہائی کمشنر غانا متعینہ لندن سے ملاقات کی۔''

(الفضل ربوہ ج نمبر ۶۱، ۲۶ نمبر ۱۴۵ ص ۴ کالم ۱، ۲۸ جون ۱۹۷۲ء)

افریقہ میں ان سرگرمیوں کی وسعت کارکردگی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب تو عالمی صیہونی تنظیم (WZO) اور اسی کی تمام ایجنسیاں اور اسرائیل کی ''جیوش ایجنسی'' کھل کر افریقہ میں قادیانیوں کو اپنے مذموم مقاصد کے آلہ کار بنانے کی خبریں عربوں کے لیے تشویش کا باعث بن چکی ہیں۔ عرب اسرائیل جنگ کے بعد جن افریقی ممالک نے اسرائیل سے تعلقات توڑے قادیانیوں نے ایسے ممالک کی مخالف حکومت تحریکوں کے ساتھ مل کر ان پر سیاسی دباؤ ڈالا۔

لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ افریقی ممالک میں ان مقاصد کے لیے لاکھوں اور کروڑوں روپے کا سرمایہ کہاں سے فراہم ہوتا ہے؟ یہ ایک معمہ ہے جس نے عالم عرب کے مشہور مصنف علامہ محمد محمود الصواف کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ وہ اپنی ایک تازہ تصنیف: الخططات الاستعماریہ المکافحۃ الاسلام'' کے ص ۲۵۳ پر رقمطراز ہیں:

ولا تزال هذه الطائفة الكافرة تعيث فى الارض فسادًا و تسعٰى جاهدةً لحرب و مكافحة الاسلام فى كل ميدان خاصةً فى افريقيا ولقد وصلتنى رسالة من يوغندا بافريقيا الشرقية ومعها كتاب "حمامة البشرىٰ" وهو من مؤلفات كذاب قاديان احمد المسيح المؤعو المهدى المعهود بزعمهم وقد وزع منهٗ الكثير هناک وهو ملى بالاكفر والضلال.

والرسالة التى وردتنى من احد كبار الدعاة الاسلامين هناک يقول فيها.

"لقد دهانا ردهى الاسلام من القاديانية شئ عظيم لقد استفحل امرهم جدًا او نشطوا كثيراً فى دعاتيهم و ينفقون. اموالاً لا تدخل تحت الحصر، ولا شک أنها أموال الاستعمار والمبشرين بل بلغنى نبايكاد يكون مؤكداً ان

هناک جمعية تبشيرية قوية مركزها أديس أبابا عاصمة الحبشة بأن ميزانية هذه الجمعية ۳۵ مليون دولا ووأنها متركزة لمحاربة الاسلام."

یہ کافر جماعت ہمیشہ زمین میں فساد پھیلا کر اسلام کی مخالفت ہر میدان میں کرتی چلی آ رہی ہے خاص کر افریقہ میں ان کی سرگرمیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں مجھے اس سلسلہ میں مشرقی افریقہ کے یوگنڈا سے ایک خط ملا جس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی جو ان کے زعم میں مسیح اور مہدی موعود ہیں۔ کتاب حمامۃ البشریٰ بھی تھی جو وہاں بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی اور جو کفر اور گمراہی سے بھری پڑی ہے۔

یہ خط جو مجھے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے داعی اور رہنما نے لکھا تھا اس میں یہ کہا گیا۔

”یہاں قادیانیوں کی روز افزوں سرگرمیاں ہمارے لیے اور اسلام کے لیے سخت تشویش کا باعث بن گئی ہیں یہ لوگ یہاں اتنی دولت خرچ کر رہے ہیں جو حساب سے باہر ہے اور بلاشبہ یہ مال و دولت سامراج اور اس کے مشنری اداروں ہی کا ہو سکتا ہے۔ مجھے تو یہاں تو ثقہ اطلاع پہنچی ہے کہ وہاں حبشہ کے عدیس ابابا میں ان لوگوں کے ایک مضبوط مشن کا سالانہ بجٹ ۳۵ ملیون ڈالر ہے اور یہ مشن اسلام دشمنی ہی کے لیے قائم کیا گیا ہے۔“

علامہ صواف نے عدیس ابابا حبشہ کے جس مشن کے ۳۵ ملیون ڈالروں (پاکستان حساب سے ۳۵ کروڑ روپے) کا ذکر کیا ہے معلوم نہیں پچھلے کئی سال سے حبشہ میں مسلمانوں کی حسرت ناک تباہی اور بربادی میں اس کا کتنا حصہ ہوگا؟ یہ راز کھل جائے تو جوبلی فنڈ سکیم کے لیے مرزا ناصر احمد کے ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی اپیل کے جواب میں نو کروڑ روپے تک جمع ہونے کا امکان کی گتھی بھی سلجھ جائے جس کا مژدہ انھوں نے (الفضل ربوہ ج ۶۳/ ۲۸ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۱، ۵ مارچ ۱۹۷۴ء) میں اپنے پیروؤں کو سنایا ہے مذکورہ تفصیل پڑھ کر سوائے اس کے اور کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر افریقہ ابھی تک فرنگی شاطروں کے پنجۂ استبداد سے مکمل طور پر نجات حاصل نہیں کر سکا اور وہ عالمی صیہونیت کی بھی آماجگاہ بنا ہوا ہے تو اور وجوہات کے علاوہ اس کی ایک وجہ اسلام اور عالم اسلام سے دیرینہ غداری کرنے والی مرزائیوں کی جماعت بھی ہے۔

مسلمانانِ برصغیر کی فلاح و بہبود کی تنظیمیں اور مرزائیوں کا کردار

اب ہم برصغیر کے تحریک آزادی، مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی تحریکوں اور قیام

پاکستان کے سلسلے میں ابتداء سے لے کر اب تک مرزائیوں کے کردار اور قیام پاکستان کے بعد ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک قادیانی سٹیٹ کے قیام یا بصورت دیگر اکھنڈ بھارت کے لیے ان کے خطرناک سیاسی عزائم اور سرگرمیوں کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں۔ انگریز کے دور حکمرانی میں برصغیر میں مسلمانوں کے نشاۃ ثانیہ کے لیے جتنی بھی تحریکیں اٹھیں۔ مذکورہ تفصیلات سے بخوبی واضح ہو چکا کہ مرزائیوں نے نہ صرف انگریز کی خوشنودی کے لیے اسے نقصان پہنچایا بلکہ ایسے تمام موقعوں پر جہادِ آزادی ہو یا کوئی اور تحریک مرزائیوں کا کام انگریز کے لیے جاسوسی اور ان کو خفیہ معلومات فراہم کرنا اور در پردہ استعماری مقاصد کے لیے ایسی تحریکوں کو غیر موثر بنانا تھا۔ جہاد اور انگریزی استعمار کے سلسلہ میں ہندو بیرونِ ہند اس جماعت کی سرگرمیاں سابقہ تفصیلات سے سامنے آ چکی ہیں۔ یہ جاسوسی سرگرمیاں اگر عرب اور مسلم ممالک میں جاری رہیں تو دوسری طرف مرزا قادیانی نے جبکہ علمائے حق نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جمعہ وغیرہ کے نام پر شوشے چھوڑ کر ایک اشتہار برطانوی افسران کے پاس بھیجا اور انگریز حکومت کو مشورہ دیا کہ مسئلہ جمعہ کے ذریعہ اس ملک کو دارالحرب قرار دینے والے نالائق نام کے بدباطن مسلمانوں کی شناخت ہو سکے گی جمعہ جو عبادت کا مقدس دن تھا مرزا قادیانی نے اسے کمال عیاری سے بقول ان کے انگریز گورنمنٹ کے لیے ایک سچے مخبر اور کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کا ذریعہ بنا دیا۔

(تبلیغ رسالت ج ۵ مجموعہ اشتہارات ملخصاً ج ۲ ص ۲۲۴)

ایک دوسرے اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ میں مرزا قادیانی نے ایسے ایک جاسوسی کارنامے کا ذکر بڑے فخر سے کیا اور کہا۔ ”چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو دَر پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض سے تجویز کیا گیا ہے تاکہ اس میں ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں۔ (آگے چل کر کہا) کہ ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے ایسے شریر لوگوں کے نام ضبط کیے ہیں یہ نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح ہمارے پاس محفوظ ہیں۔“ آگے ایسے نقشے تیار کر کے بھیجنے کا ذکر ہے جس میں ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ ونشان ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج ۵ ص ۱۱)

مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والی تحریکات سے غداری کی ایک مثال انجمن اسلامیہ لاہور کے اس میمورنڈم سے لگائی جاسکتی ہے جو اس نے مسلمانوں کے معاشی اور تعلیمی ترقی، اردو زبان کی ترویج وغیرہ مطالبات مرتب کروانے کے سلسلہ میں

مشاہیر کو روانہ کیا۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے ان مطالبات کی شد و مد سے مخالفت کرتے اور ایسی سرگرمیوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ انگریز کے دل میں نقش وفاداری جمانا چاہیے اور کہا کہ انجمن اسلامیہ کو ایسے میمورنڈم پھیلانے کے بجائے برصغیر کے علماء سے ایسے فتویٰ حاصل کرنے چاہئیں جن میں مربی و محسن سلطنت انگلشیہ سے جہاد کی صاف ممانعت ہو اور ان کو خطوط بھیج کر ان کی مہریں لگوا کر مکتوبات علماء ہند کے نام سے پھیلایا جائے۔

(اسلامی انجمن کی خدمت میں التماس براہین احمدیہ خزائن ج اوّل ص ۱۳۹)

۱۹۰۶ء میں جب مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت اس جماعت کا مقصد ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کے معاشی حقوق کے لیے جدوجہد کرنا تھے تو مرزا قادیانی نے نہ صرف اس لیے شرکت سے انکار بلکہ ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ کل یہ جماعت انگریز کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ از مرزا غلام احمد قادیانی اور سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین ص ۴۳، ۴۴)

یہی وطیرہ ان کے بعد ان کے جانشینوں کا رہا۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کمیٹی کا قیام اور بالآخر مرزا بشیر الدین محمود کی خفیہ سرگرمیوں سے اس کے شکست و ریخت اور علامہ اقبال کا اس کمیٹی سے علیحدہ ہونا اور کمیٹی کو توڑ دینا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے یہ سب باتیں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ علامہ اقبال کو وثوق سے یہاں تک معلوم ہوا کہ:

"کشمیر کمیٹی کے صدر (مرزا بشیر الدین محمود) اور سیکرٹری (عبدالرحیم) دونوں وائسرائے اور اعلیٰ برطانوی حکام کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچانے کا نیک کام بھی کرتے ہیں۔"

(پنجاب کی سیاسی تحریکیں ص ۲۱۰ عبداللہ ملک)

یہ جاسوسی سرگرمیاں مرزائی جماعت کے "مقدس کام" کا اتنا اہم حصہ ہیں کہ نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں اس کا جال تب سے لے کر اب تک بچھا ہوا ہے۔ اور آج بھی مشرق سے لے کر مغرب تک ایشیا افریقہ اور یورپ میں مرزائی مشن مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کے لیے انٹیلی جنس بیورو کا کام دے رہی ہے ان سرگرمیوں اور اس کے مالی ذرائع وغیرہ کا مختصراً کچھ ذکر آئے گا۔ الغرض علامہ اقبال مرحوم کے الفاظ میں مسلمانوں کی بیداری کی ایسی تمام کوششوں کی مخالفت اس لیے کی جاتی رہی کہ "اصل بات یہ ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی کی امت میں قطع برید کر کے ہندوستانی نبی کے لیے ایک جدید امت تیار کریں۔" (حرف اقبال ص ۱۴۰، ۱۴۱)

مسلمانوں سے دینی، سماجی، معاشرتی ہر قسم کے تعلقات و روابط کو قطعی حرام قرار دینے والے مذہب میں برصغیر کے اسلامی اداروں اور انجمنوں سے تعاون اور اشتراک کی گنجائش بھی تھی۔

کسی مرزائی نے کہا جب مسیح موعود کا مقصد صرف اشاعت اسلام تھا تو ہمیں دیگر مسلمان تحریکوں اور تنظیموں سے تعاون کرنا چاہیے۔ تو سیّد سرور شاہ قادیانی نے الفضل قادیان ج ۲ ص ۲۷ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۵ء میں بڑی سختی سے اس کی ممانعت کی اور حلفاً کہا کہ مسیح موعود کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا۔ انھوں نے غیر احمدیوں سے کبھی چندہ مانگا ہرگز نہیں۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لیے اٹھے تھے۔ ان کے لیے حضرت مسیح موعود کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھے اور آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے۔ انھیں چندہ دیتے مگر آپ نے کبھی اس طرح نہیں کیا...... کسی مسلمان یتیم اور بیوہ کے لیے چندہ کی تحریک پر میاں بشیر الدین محمود سے اجازت مانگی گئی تو کہا مسلمانوں کے ساتھ مل کر چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔

(الفضل قادیان ج ۱۰ ص ۴۵۔ ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

اکھنڈ بھارت

ہندو اور قادیانی دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت کا احساس

سیاسیات کے تعلق سے قادیانیوں اور انگریزوں میں تو چولی دامن کا ساتھ تھا ہی لیکن جب جدوجہد آزادی کے نتیجہ میں اور بین الاقوامی سیاسیات کی مدوجزر سے ہندوستان پر برطانوی استعمار کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو مرزا محمود نے جو اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی بن چکے تھے کروٹ بدلی اور کانگرس کے ہمنوا بن گئے ادھر ہندو سیاست اور ذہنیت بھی قادیانی تحریک کو سیاسی اعتبار سے مفید مطلب پا کر اور مسلمانوں کے اندر اس کی ففتھ کالمسٹ حیثیت کو سمجھ کر اس کی حمایت اور وکالت پر اُتر آئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے جو اپنے آپ کو برملا سوشلسٹ اور دہریہ کہتے تھے ایک ایسی جماعت کی تائید کا بیڑا اٹھایا جو اپنے آپ کو خالص مسلمان مذہبی جماعت کہنے پر مصر تھی نہرو جیسے زیرک انسان سے قادیانیوں کے درپردہ یہ سیاسی عزائم مخفی نہ رہ سکے اور انھوں نے اپنی دہریت مآبی کے باوجود ماڈرن ریویو کلکتہ میں مسلمان اور احمد ازم کے عنوان سے لگاتار تین مضمون لکھے اور ڈاکٹر اقبال مرحوم سے بحث تک نوبت آئی۔ یہ بحثیں رسالوں اور اخباروں میں شائع ہو چکی

ہیں یہاں ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

الغرض اقبال نے انھیں سمجھایا کہ یہ لوگ اپنے برطانوی استعماری عزائم اور منصوبوں کی بنا پر نہ مسلمانوں کے مفید مطلب ہو سکتے ہیں نہ آپ کے، تو تب انھوں نے خاموشی اختیار کی اور جب نہرو پہلی مرتبہ انڈین نیشنل کانگریس کے لیڈر کی حیثیت سے لندن گئے تو واپسی پر انھوں نے یہ تاثر ظاہر کیا کہ جب تک اس ملک میں قادیانی فعال ہیں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا کامیاب ہونا مشکل ہے۔ بہرحال جب تک قادیانیت کا یہ استعماری پہلو پنڈت جواہر لال کی سمجھ میں نہ آیا۔ مسلمانوں میں مستقل پھوٹ ڈالنے کے لیے مطلوبہ صلاحیت پر پورے اترنے کے لیے ہندوؤں کی نگاہِ انتخاب مسلمانوں میں سے مرزائیوں ہی پر رہی اور آج بھی قادیان کے رشتے اور اکھنڈ بھارت کے عقیدہ سے وہ انھیں جاسوسی اور تخریبی سرگرمیوں کے لیے آلہ کار بنائے ہوئے ہیں، بہرحال جب قادیانی اور ہندوؤں دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت اور اہمیّت کا احساس ہوا اور آقائے برطانیہ کا بسترہ گول ہوتا ہوا محسوس ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے قادیان ہندو سرگرمیوں کا مرکز بن گیا اور بقول قادیانی امت کے لاہوری ترجمان پیغام صلح ۳ جون ۱۹۳۹ء۔ جب ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو لاہور آئے تو قادیانی امت نے اپنے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے زیر ہدایت اور چوہدری ظفر اللہ کے بھائی چوہدری اسد اللہ خاں قادیانی ممبر پنجاب کونسل کے زیر قیادت ان کا پُرجوش استقبال کیا اور اس کے بعد کانگریس قادیانی گٹھ جوڑ نے مستقل حیثیت اختیار کر لی۔

قادیان کو ارض حرم اور مکہ معظمہ کی چھاتیوں کے دودھ کو خشک بنا کر اور مسلمانوں کو تکفیر کے چھرے سے ذبح کرنے کی خوشی ہندوؤں سے بڑھ کر اور کسے ہو سکتی تھی اور جس طرح یہود نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر سماویہ کو قبلہ بنایا اسی طرح قادیانیوں نے مکہ اور مدینہ سے مسلمانوں کا رُخ قادیان کی طرف موڑنا چاہا تو اس مسجد ضرار کی تعمیر پر ہندو لیڈروں نے جی بھر کر انھیں داد دی چنانچہ ڈاکٹر شنکر داس مشہور ہندو لیڈر کا بیان اس کے لیے کافی ہے انھوں نے بندے ماترم میں لکھا:

''ہندوستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے اسی طرح قادیان کو مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ مسلمانوں میں اگر عربی تہذیب اور جاپان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے تو وہ یہی احمدی تحریک ہے جس طرح ایک ہندو کے مسلمان بن

جانے پر اس کی شردھا (عقیدت) رام کرشن گیتا...... اور رامائن سے اٹھ کر حضرت محمد ﷺ قرآن مجید اور عرب کی بھومی (ارض حرم) پر منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور جہاں پہلے اس کی خلافت عرب میں تھی اب وہ قادیان میں آ جاتی ہے۔

ایک احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی ہو روحانی شکتی حاصل کرنے کے لیے وہ اپنا منہ قادیان کی طرف کرتا ہے۔ پس کانگریس اور ہندو مسلمانوں سے کم از کم جو کچھ چاہتی ہے کہ اس ملک کا مسلمان اگر ہردوار نہیں تو قادیان کی جاترا کرے۔''

(گاندھی جی کا اخبار بندے ماترم ۲۲ اپریل ۳۲ء بحوالہ قادیانی مذہب)

اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲ ص ۶۹ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۴۵ء کے ان الفاظ سے مزید وضاحت ہوسکتی ہے کہ:

''ہندو اخبارات اور پولیٹیکل لیڈروں کے یہ خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کو وضاحت سے بتا رہے ہیں کہ گذشتہ دنوں قادیانی ہٹلر (مرزا بشیر الدین محمود) اور کانگریس کے جواہر (جواہر لال نہرو) میں جو چھینا چھپٹیوں (سرگوشیاں) ہو رہی تھیں وہ اس سمجھوتہ کی بناء پر تھیں کہ محمود (خلیفہ قادیان) مسلمانوں کی اس قوت کو توڑنے کے لیے کیا کرے گا، اور کانگریس اس کے معاوضے میں کیا دے گی۔''

قیام پاکستان کی مخالفت کے اسباب

قیام پاکستان سے قبل احمدیوں نے جس شد و مد سے آخر وقت تک قیام پاکستان کی مخالفت کی۔ اس کا اندازہ اگلی چند عبارات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں اوّلاً تو ان کی انتہائی کوشش رہی کہ انگریز کا سایہ عاطف جسے وہ رحمت خداوندی سمجھتے ہیں کسی طرح بھی ہندوستان سے نہ ڈھلے اور جب برٹش سامراج کا سورج ہندوستان میں غروب ہونے لگا تو انھوں نے بجائے کسی مسلم ریاست کے قیام کے اپنا سارا وزن اکھنڈ بھارت کے حق میں ڈال دیا اور اس کی وجہ بنیادی طور پر یہ تھی کہ مرزائی تحریک کو مسلمانوں کے اندر کام کے لیے جس بیس کی ضرورت ہے وہ کوئی ایسی ریاست ہوسکتی ہے جو یا تو قطعی طور پر غیر مسلم ہو یا پھر بصورت دیگر کم از کم اسلامی بھی نہ ہو، تاکہ مسلمان قوم ایک کافر حکومت کے پنجے میں بے بس ہو کر ان کی شکارگاہ اور لقمہ تر بنی رہے اور یہ اس کافر یا لادینی حکومت کے

پکے وفادار بن کر اس کا شکار کرتے رہیں۔ ایک آزاد اور خود مختار مسلمان ریاست ان کے لیے بڑی سنگلاخ زمین ہے جہاں ان کے مساعی ارتداد مشکل سے برگ و بار لا سکتی ہیں اس کا کچھ اندازہ ان تحریرات سے بھی لگایا جا سکتا ہے جس میں مرزا قادیانی نے کہا:۔

''اگر ہم یہاں (سلطنت انگلشیہ) سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۴۶)

تبلیغ رسالت ج ششم ص ۶۹ پر لکھتے ہیں:

''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ، نہ روم، نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰)

یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے؟ ہر ایک اسلامی سلطنت تمھیں قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ (تبلیغ رسالت ج دہم ص ۱۲۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء میں مسلمانوں کی تین بڑی سلطنتوں ٹرکی ایران اور افغانستان کی مثالیں پر سمجھایا گیا ہے کہ کسی بھی اسلامی سٹیٹ میں ہمیں اپنے مقاصد کی تکمیل کی کھلی چھٹی نہیں مل سکتی ایسے ممالک میں ہمارا حشر وہی ہو سکتا ہے جو ایران میں مرزا علی محمد باب اور سلطنت ٹرکی میں بہاء اللہ اور افغانستان میں مرزائی مبلغین کا ہوا۔''

ایک صاحب نے مرزا بشیر الدین محمود سے انگریزوں کی سلطنت سے ہمدردی اور اس کے لیے ہر طرح ظاہری و خفیہ تعاون کے بارہ میں یہاں تک کہ جنگ میں اپنے لوگوں کو بھرتی کروا کر مدد دینے کے بارہ میں دریافت کیا تو انھوں نے اپنے مسیح موعود کے حوالے سے کہا کہ جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں اس وقت تک ضروری ہے اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تا کہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان ہی مراد ہو سکتے ہیں) کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لیے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ (الفضل قادیان ۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

یہ تھے قیام پاکستان کی مخالفت کے اصل اسباب

تقسیم ہند کے مسلمان مخالف

اس میں شک نہیں کہ احمدیوں کے علاوہ کچھ مسلمان بھی تحریک پاکستان سے متفق

نہ تھے مگر مذکورہ عبارات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ مرزائیوں کی مخالفت اور بعض مسلمان عناصر کی مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق تھا مؤخر الذکر یعنی کچھ مسلمانوں کی انفرادی مخالفت ان کے صوابدید میں مسلمانوں کے مفاد ہی کی وجہ سے تھی وہ اپنی مخالفت کے اسباب اور وجوہات بیان کرتے ہوئے تقسیم کو مسلم مفاد...... کے حق میں نقصان رساں اور دوسرا فریق یعنی قیام پاکستان کے داعی حضرات اسے مفید سمجھتے تھے۔ گویا دونوں کو مسلمانوں کے مفاد سے اتفاق تھا۔ طریق کار کا فرق تھا یہ ایک سیاسی اختلاف تھا جو سیاسی بصیرت پر مبنی تھا۔

جنھوں نے مخالفت کی نہ تو وہ الہام کے مدعی تھے نہ کسی وحی کے نہ انھوں نے اسے مشیت الٰہی اور کسی نام نہاد نبی کی بعثت کا تقاضا سمجھ کر ایسا کیا۔ ان میں سے مذہباً اور عقیدتاً دونوں کو اسلامی نظام عدل و انصاف اور اسلامی خلافت راشدہ پر ایمان تھا دونوں مسلمانوں ہی کی خاطر اپنے اپنے میدانوں میں سرگرم کار رہے اور بالآخر جب پاکستان بن گیا تو مخالفت کرنے والے مسلمان زعماء نے اس وقت سے لے کر اب تک اپنی ساری جدوجہد اس نوزائیدہ ریاست کے استحکام و سالمیت میں لگا دی ہے۔ مگر جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے ان کا تصور اکھنڈ بھارت نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی عقیدہ بھی تھا۔ مرزا محمود کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت کا تقاضا ہے اس طرح اکھنڈ بھارت کے تصور کو الہام اور مشیت ربانی کا درجہ دے کر ہر قادیانی کو مشیت الٰہی کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کا پابند کر دیا گیا اور جن لوگوں نے (اب تک) پاکستان کی سالمیت کی خاطر اکھنڈ بھارت نہ بننے دیا خواہ وہ قائداعظم تھے یا سیاسی زعماء عوام اور خواص مرزائیوں کے عقیدہ میں گویا سب نے مشیت الٰہی کے خلاف کام کیا۔

احمدیوں کے ہاں اکھنڈ بھارت اس لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہوئے کسی بھی مسلمان ریاست کے مقابلہ میں غیر مسلم اسٹیٹ کو مفید مقصد سمجھتے تھے آج بھی وہ پاکستان کی شکل میں ایک مسلم ریاست جس کا جغرافیائی حدود اربعہ بھی محدود ہے کے مقابلہ میں سیکولر اکھنڈ بھارت کو اپنے لیے مضبوط اور مفید سمجھتے ہیں جبکہ ان کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض پیشگوئیوں نے اس تصور کو تقدس کا جامہ بھی پہنا دیا ہے۔

کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہونے کی کوشش

چنانچہ ۳ اپریل ۴۷ء کو چوہدری ظفر اللہ خان کے بھتیجے کے نکاح کے موقعہ پر سابق خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے ایک اپنا رؤیا بیان کیا اور اس رؤیا (خواب) کی تعبیر

اور اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشینگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خان کی موجودگی میں کہا۔

"حضور نے فرمایا جہاں تک میں، نے ان پیشینگوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیے۔"

"حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا کہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رؤیا میں اس طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"

(روزنامہ الفضل قادیان ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (میاں مرزا محمود خلیفہ ربوہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

ویٹیکن سٹیٹ کا مطالبہ

پاکستان کی حد بندی کے موقع پر غداری

جماعت احمدیہ تقسیم کی مخالف تھی لیکن جب مخالفت کے باوجود تقسیم کا اعلان ہوگیا تو احمدیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک اور زبردست کوشش کی جس کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قادیان کا قصبہ واقع تھا پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا کانگرس اور مسلم لیگ کے نمائندے دونوں اپنے اپنے دعاوی اور دلائل پیش کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ ایک محضر نامہ پیش کیا اور اپنے لیے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ مؤقف اختیار کرتے ہوئے قادیان کو ویٹیکن سٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا اس محضر نامہ میں انھوں نے اپنی تعداد اپنے علیحدہ مذہب، اپنے فوجی اور سول ملازمین کی کیفیت اور دوسری تفصیلات درج کیں۔ نتیجہ یہ ہوا، احمدیوں کا ویٹیکن سٹیٹ کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے میمورنڈم سے یہ فائدہ حاصل کر لیا کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین علاقے بھارت کے حوالے کر دیے اور اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ مل گئی اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں ”مارشل لاء سے مارشل لاء تک“ میں اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔

لیکن اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروزپور کے متعلق جس میں ۱۹ اگست اور ۱۷ اگست کے درمیان عرصہ میں ردو بدل کیا گیا اور ریڈکلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔

کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈکلف نے ۸ اگست کو دستخط کیے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی۔ افواہ یہی

ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر ایوارڈ کے ایک حصّہ میں ناجائز طور پر ردو بدل ہوسکتا تھا تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور جو بہرحال مسلم اکثریت کا ضلع تھا قطعی طور پر پاکستان کے حصّے میں آرہا ہے لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروزپور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوائے تحصیل شکرگڑھ) پاکستان کا حصّہ بنا۔ کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ کی اہمیّت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں غالبًا نہیں آیا تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نگاہ سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈکلف کو اس نقطے کا کوئی علم ہی نہ تھا۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھان کوٹ کے اِدھر اُدھر ہونے سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں۔ اور جس طرح وہ کانگرس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اُتر آیا تھا۔ اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈکلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردارِ عظیم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔ ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے اس کے متعلق چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے خود بھی ایک افسوس ناک حرکت کر چکے ہیں۔ انھوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔“

(روزنامہ مشرق ۳ فروری ۱۹۶۴ء)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں: ”اب ضلع گورداسپور کی طرف آیئے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پٹھان کوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔

مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے ایک معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا۔ جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اس لیے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم و ارادہ تھا۔

اس ضمن میں میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے مؤقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوس ناک امکان کے طور پر سمجھ میں آ سکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے مؤقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ لیکن اس سلسلے میں انھوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقے غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اس دعویٰ کے لیے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اُجھ اور نالہ بھین کا درمیانی علاقہ بھارت کے حصہ میں آیا تو نالہ بھین اور نالہ بسنتر کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آ جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے پاکستان کے حصے میں آ گیا ہے۔ لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت سے ہمارے لیے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔" (روزنامہ نوائے وقت ۷ جولائی ۱۹۶۴ء)

اس معاملہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایک طرف قادیانی ریڈکلف کمیشن کو الگ سٹیٹ کا میمورنڈم دے رہے تھے اور دوسری طرف وہی چوہدری ظفر اللہ خاں کمیشن کے سامنے پاکستانی کیس کی وکالت کر رہے تھے جو بقول ان کے اپنی جماعت کے اس خلیفہ کو مطاع مطلق کہتے تھے۔ جن کا عقیدہ یہ تھا کہ اکھنڈ بھارت اللہ کی مشیت اور مسیح موعود کی بعثت کا تقاضا ہے ایک ایسے شخص کو پاکستانی وکالت سپرد کر دینا جس کا ضمیر ہی پاکستان کی حمایت گوارہ نہ کر سکے نادانی نہیں تو اور کیا تھا اور خود چوہدری ظفر اللہ کا ایسے درپردہ خیالات و مقاصد کے ہوتے ہوئے پاکستانی کیس کو ہاتھ میں لینا منافقت نہیں تو اور کیا تھا بہرحال ادھر چوہدری صاحب ریڈکلف کے سامنے پاکستانی کیس لڑ رہے تھے ادھر ان کے امیر اور مطاع مطلق مرزا محمود احمد نے علیحدہ میمورنڈم پیش کر دیا اس طرح یہ دودھاری تلوار کی جنگ گورداسپور ضلع کی تین تحصیلوں کو پاکستان سے کاٹ کر بھارت جانے پر ختم ہوئی اور کشمیر کو پاکستان سے کاٹ دینے کی راہ بھی ہموار کر دی گئی۔

سیاسی عزائم اور منصوبے

ملک دشمن سیاسی سرگرمیاں

اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ بظاہر ایک خالص مذہبی جماعت کہلانے والی تنظیم اور تحریک کے سیاسی عزائم اور مساعی کیا ہیں۔

مرزائی حضرات بیک وقت کئی کھیل کھیلتے ہیں۔ ایک طرف مذہب اور اس کی تبلیغ کی آڑ لے کر ایک خالص مذہبی جماعت ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے سیاسی عزائم اور منصوبے نہایت شدت سے اور منظم طریقے سے جاری رہتے ہیں اور اگر کہیں مسلمانوں کی اکثریت ان کے سیاسی مشاغل اور ارادوں کا محاسبہ کرے تو ایک مظلوم مذہبی اقلیت کا رونا رو کر عالمی ضمیر کو معاونت کے لیے پکارا جاتا ہے۔ حالیہ واقعات میں لندن میں بیٹھ کر چوہدری ظفر اللہ خان کا واویلا اور اس کے جواب میں مغربی دنیا کی چیخ و پکار اسی تکنیک کی واضح مثال ہے۔

مذہبی نہیں سیاسی تنظیم مذہب اور سیاست کے اس دوطرفہ ناٹک میں اصل حقیقت نگاہوں سے مستور ہو جاتی ہے اور حقائق سے بے خبر دنیا سمجھتی ہے کہ واقعی پاکستان کے ”مذہبی جنونی“ ایک بے ضرر چھوٹی سی اقلیت کو کچلنا چاہتے ہیں لیکن واقعات اور حقائق کیا ہیں اس کا اندازہ حسب ذیل چند حوالوں اور پاکستانی سیاست میں اس جماعت کے عملی کردار سے لگانا چاہیے۔ مرزا محمود احمد قادیانی نے ۱۹۲۲ء میں خطبہ جمعہ کے دوران کہا تھا:

”نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔“ (الفضل ۲۷ فروری ۲۹ مارچ ۲۲ء)

اس سے پہلے ۱۴ فروری ۱۹۲۲ء کو ”الفضل“ میں خلیفہ محمود احمد کی یہ تقریر شائع ہوئی۔ ”ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔“

۱۹۳۵ء میں کہا کہ:

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ

کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔" (الفضل ۸ جولائی ۱۹۳۵ء)

۱۹۴۵ء میں انھوں نے اپنے سیاسی عزائم کا اظہار اس طرح کیا کہ:

"جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو قائم رکھا جائے۔"

(الفضل قادیان ۳ جنوری ۴۵ء)

۱۹۴۵ء کے بعد حصولِ اقتدار کے یہ ارادے تحریروں میں عام طور پر پائے جانے لگے۔ جسٹس منیر نے بھی اپنی رپورٹ کے صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے کہ:

"۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک ان کی (احمدیوں کی) بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کے جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ص ۲۰۹)

ان سیاسی عزائم سے مزید پردہ ۶۵ء میں لندن میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ کے پہلے یورپی کنونشن سے اٹھ جاتا ہے جس کا افتتاح سر ظفر اللہ نے کیا روزنامہ جنگ راولپنڈی ۴ اگست ۶۵ء جلد ۷ شمارہ ۳۰۹ فرسٹ ایڈیشن میں خبر دی گئی ہے کہ:

لندن ۳ اگست (نمائندہ جنگ) جماعت احمدیہ کا پہلا یورپی کنونشن جماعت کے لندن مرکز میں منعقد ہو رہا ہے جن میں تمام یورپی ممالک کے احمدیہ مشن شرکت کر رہے ہیں۔ کنونشن کا افتتاح گذشتہ روز ہیگ کے بین الاقوامی عدالت کے جج سر ظفر اللہ خان نے کیا یہ کنونشن ۷ اگست تک جاری رہے گا۔ جماعت نے مختلف ۵۷ ممالک میں اپنے مشن قائم کر لیے ہیں۔ برطانیہ میں جماعت کے ۱۸ مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ کنونشن میں شریک مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت برسر اقتدار آ جائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے ساہوکاری اور سود پر پابندی لگا دی جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔

اس خبر کے خط کشیدہ الفاظ میں احمدی جماعت کے برسر اقتدار آنے کی صورت میں مجوزہ اصلاحات کا ذکر ہے کیا کوئی غیر سیاسی جماعت اس قسم کے امکانات اور اصلاحات پر غور کر سکتی ہے؟

پاکستان میں قادیانی ریاست کا منصوبہ

مرزا محمود نے ۵۲ء کے شروع میں یہ اعلان کرا دیا تھا کہ:

"اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۵۲ء میں انقلاب

برپا کر سکتے ہیں (آگے چل کر کہا) ۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔" (الفضل ۱۶ جنوری ۵۲ء)

واضح رہے کہ یہ اعلان ربوہ میں قادیانی فرقہ کے سیاسی فوجی اور کلیدی ملازمتوں پر فائز اہم عہدہ داروں کے اہم اجتماع اور مشورے کے بعد کرایا گیا تھا اور ابھی پندرہ ماہ گزرنے نہ پائے تھے کہ اس اعلانِ انقلاب کی ایک صورت فسادات پنجاب ۵۳ء کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

اس سلسلہ میں موجودہ مرزا ناصر احمد کے اعلانات دس ہزار گھوڑوں کی تیاری اور اس طرح کے کئی منصوبے اس کثرت سے ان کے اخبارات میں آتے رہے کہ سب پر عیاں ہیں۔

سیاسی عزائم کی یہ ایک معمولی سی جھلک تھی اور قیام پاکستان کے فوراً بعد مرزائیوں کے حصول اقتدار کا رجحان ابھر کر بڑی شدت سے حسب ذیل صورتوں میں سامنے آنے لگا۔

(۱)...... کسی نہ کسی طرح پورے ملک میں سیاسی اقتدار حاصل کیا جائے۔
(۲)...... بصورت دیگر کم از کم ایک صوبہ یا علاقہ کو قادیانی سٹیٹ کی حیثیت دی جائے۔
(۳)...... ملک کی داخلی اور بیرونی تمام اہم شعبوں، وسائل اور ذرائع کو اپنے عزائم کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔
(۴)...... تمام کلیدی مناصب پر قبضہ کیا جائے۔

سر ظفر اللہ خاں کا کردار اس پروگرام اور سیاسی عزائم کے حصول کا آغاز چوہدری ظفر اللہ خاں نے اپنے دورِ وزارت میں بڑے زور و شور سے کیا۔ چوہدری ظفر اللہ بڑے فخر سے کہا کرتے کہ وہ چین جائیں یا امریکہ ہر جگہ مرزائیت کی تبلیغ کریں گے۔ وہ اپنی جماعت کے امیر کو مطاع مطلق سمجھتے تھے وہ نہ صرف احمدیت کو خدا کا لگایا ہوا پودا سمجھتے تھے بلکہ یہ بھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود کو نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ایسے خیالات کا اظہار وہ صرف نجی مجالس بلکہ سرکاری ملازم ہوتے ہوئے احمدیت کے تبلیغی اجتماعات میں بھی برملا کیا کرتے تھے۔

(ملاحظہ ہو الفضل ۳۱ مئی ۵۲ ص ۵ ج ۴۰ نمبر ۱۳۰ کراچی کے احمدی اجتماع کی تقریر)

پاکستان بننے کے بعد ایسے شخص کو جب وزارت خارجہ جیسا اہم عہدہ دیا گیا جس کی نگرانی میں تمام دنیا میں سفارت خانوں کا قیام اور پاکستان سے روابط قائم کرانے کا کام

بھی تھا تو شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے اس وقت کے وزیر اعظم کو لکھا کہ اگر کلیدی مناصب پر ایسے لوگوں کو فائز کرنے کا یہ تلخ گھونٹ آج گلے سے اُتار لیا گیا تو آئندہ زہر کا پیالہ پینے کو تیار رہنا چاہیے۔

مگر یہ نصیحت بوجوہ کارگر نہ ہو سکی اور ہمیں زہر کا ایک پیالہ نہیں کئی کئی پیالے پینے پڑے۔ چوہدری ظفر اللہ موصوف تقسیم سے پہلے بھی اپنی سرکاری پوزیشن سے سراسر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی مفادات کے لیے کام کرتے رہے مگر تقسیم کے بعد اس میں بڑھ چڑھ کر اضافہ کر دیا۔ وزارتِ خارجہ کے سہارے سے انھوں نے غیر ممالک میں قادیانی تحریک کو تقویت پہنچائی اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ لوگ پاکستان کے سفارتی ذرائع سے اپنے باطل تبلیغ کے نام پر عالم اسلام کے خلاف سیاسی، جاسوسی اور سامراجی مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ ایسے قادیانی حاشیہ برداروں نے ملکی زرِ مبادلہ اتنی بے دردی سے ضائع کیا کہ جب بھی اس طرح کی خبریں آئیں مسلمانوں میں تشویش اور اضطراب کی لہر دوڑی اور قومی اسمبلی تک اس بارہ میں آوازیں اٹھائی گئیں۔

۵۳ء کے فسادات پنجاب کی افسوس ناک صورت ایسے مطالبات ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی جس میں سواد اعظم نے دیگر مطالبوں کے علاوہ سر ظفر اللہ اور دیگر مرزائیوں کا کلیدی مناصب سے علیحدگی پر زور دیا گیا تھا مگر ہم ان کے بیرونی آقاؤں مغربی سامراج کے ہاتھوں اتنے بے بس ہو چکے تھے کہ سینکڑوں مسلمانوں کی شہادت کے بعد بھی ''اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے سر ظفر اللہ کی علیحدگی کے بارہ میں یہ قطعی رائے ظاہر کی کہ وہ اس مہم معاملہ میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔''

وزارتِ خارجہ جیسے اہم منصب پر فائز یہی شخص تھا جس کے افسوسناک کردار کا ایک رخ حال ہی میں لندن میں ان کی پریس کانفرنس مورخہ ۵ جون ۷۴ء کی شکل میں سامنے آیا یہ پریس کانفرنس پاکستانی اخبارات میں آ چکی ہے۔ مغربی پریس، بی بی سی اور آکاش دانی بھارت نے اس پریس کانفرنس کے عنوان سے اسی پروپیگنڈہ کی مہم چلائی جس قسم کی مہم المیہ مشرقی پاکستان سے پہلے چلائی گئی تھی۔

بہر حال یہ ایک مثال تھی اس بات کی کہ کلیدی مناصب پر فائز ہونے کی شکل میں ان لوگوں کے ہاتھوں ملک و ملت کے مفادات کو کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

تمام محکموں اور کلیدی مناصب پر قبضہ کرنے کا منصوبہ

مرزائیوں کے ذہن میں کلیدی مناصب کی یہی مہم اور نازک پوزیشن پہلے سے موجود ہے۔ اور ان کی تحریرات، اعلانات اور سرکاری محکموں پر منظم قبضہ کرنے کے پروگرام کا واضح ثبوت مل جاتا ہے۔

مرزا محمود نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائنس ہے، کسٹمز ہے، انجینئر نگ ہے، یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔“

(خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء ص ۴ ج ۴۰ نمبر ۱۰)

کلیدی مناصب کی اہمیّت اور مطالبہ علیحدگی کے دلائل

اس واضح پروگرام اور منصوبوں کو دیکھ کر اور سرکاری محکموں میں مرزائیوں کا اپنی آبادی سے بدرجہا بڑھ کر قبضہ کرنے پر مسلمان بجا طور پر بے چین ہیں ان کی سابقہ روش کو دیکھ کر اگر وہ یہ مطالبہ کرتے کہ آئندہ دس سال میں ملک کے ہر محکمے میں کسی بھی مرزائی کی بھرتی بند کر دی جائے تب بھی یہ مطالبہ عین قرین انصاف تھا۔ مگر مسلمان اس سے کم تر مطالبہ یعنی قادیانیوں کو کلیدی مناصب سے ہٹانے پر اکتفا کیے ہوئے ہیں۔ جس کی معقولیت کی بنیاد صرف یہ مذہبی نظریہ نہیں کہ کسی اسلامی سٹیٹ میں قرآن وسنت کی واضح ہدایات کی بناء پر کسی بھی غیر مسلم کو کلیدی مناصب پر مامور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے علاوہ یہ مطالبہ اس لیے بھی کیا جا رہا ہے کہ:

(۱)...... یہ لوگ پچھلے انگریزی دور میں مسلمانوں کی غفلت اور انگریزوں کی غیر معمولی عنایات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے نام پر مسلمانوں کی ملازمتوں کے کوٹہ کا

استحصال کرتے آئے ہیں۔

(۲)...... قیام پاکستان کے بعد حکمرانوں کی غفلت یا بے حسی سے فائدہ اٹھا کر اس معمولی اقلیت نے شرح آبادی کے تناسب سے بدرجہا زیادہ ملازمتوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

(۳)...... اس گروہ سے تعلق رکھنے والے اہم مناصب پر فائز افراد نے اپنے ہم مذہبوں کو بھرتی کر کے اور اپنے ماتحت اکثریتی طبقہ مسلمانوں کے حقوق پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھائی۔

(۴)...... اس کے نتیجے میں ملک کے تمام اہم شعبوں فوجی، صنعتی، معاشی، اقتصادی، انتظامیہ، مالیات، منصوبہ بندی، ذرائع ابلاغ وغیرہ پر انھیں اجارہ داری حاصل ہوگئی اور ملک کی قسمت کا فیصلہ ایک مٹھی بھر غیرمسلم جماعت کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

(۵)...... اس گروہ کے سرکردہ افراد نے اپنے دائرہ اثر میں اپنے عہدہ اور منصب کو قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے استعمال کیا اور انہی ہدایات پر عمل کیا جو ان کے امام اور خلیفہ نے ۵۲ء میں انھیں دی تھیں اور کہا تھا کہ ’’مرزائی ملازمین اپنے محکموں میں منظم صورت میں مرزائیت کی تبلیغ کریں۔‘‘ (الفضل ۱۱ جنوری ۵۲ء ص۴)

(۶)...... کلیدی مناصب پر فائز مرزائیوں کے ذمہ دار افراد ملک و ملت کے مفادات سے غداری کے مرتکب ہوتے رہے۔ اس سلسلہ میں ایئر مارشل ظفر چوہدری اور کئی دوسرے جرنیلوں کا کردار قوم اور حکومت کے سامنے آچکا ہے۔ بنگلہ دیش اور پاک بھارت جنگ کے سلسلہ میں ان لوگوں کا کردار موضوع عام خاص ہے۔

ان چند وجوہات کی بناء پر مرزائیوں کا کلیدی مناصب پر برقرار رہنا صرف مذہبی نقطہ نظر سے نہیں بلکہ ملک کی اکثریت کے معاشی، سماجی، سیاسی، معاشرتی مفادات کے تحفظ اور ملک و ملت کی سالمیت کا بھی تقاضا ہے۔

متوازی نظام حکومت

پاکستان بننے کے بعد قادیانی جماعت کی سیاسی تنظیم نے حکومت پاکستان کے مقابلے میں ایک متوازی نظام حکومت قائم کرلیا ہے۔ ربوہ کے مقام پر خالص قادیانیوں کی بستی آباد کر کے اس نظام حکومت کا مرکز بنا لیا گیا۔ قادیانی جماعت کا لیڈر ’’امیرالمؤمنین‘‘ کہلاتا ہے جو مسلمانوں کے فرمانروا کا معین شدہ لقب ہے۔ اس امیرالمؤمنین کے ماتحت ربوہ میں مرزائی سٹیٹ کی نظارتیں باقاعدہ قائم ہیں۔ نظارتِ امور داخلہ ہے، نظارت نشر و

اشاعت ہے، نظارت امور عامہ ہے، نظارتِ امور مذہبی ہے۔ یہ نظارتیں کسی ریاست یا سلطنت کے نظام کے شعبوں کی طرح کام کر رہی ہیں۔ اس نظام حکومت نے خدام الاحمدیہ کے نام سے ایک فوجی نظام بھی بنا رکھا ہے۔ خدام الاحمدیہ میں ''فرقان بٹالین'' کے سابق سپاہی اور افسر شامل ہیں۔

قادیانی لیڈروں کو یقین ہے کہ اب ان کے لیے پاکستان کا حکمران بن جانا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ سابقہ خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے سالانہ جلسہ میں اعلان کیا تھا۔ ہم فتحیاب ہوں گے اور تم مجرموں کے طور پر ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا تھا۔

بلوچستان پر قبضے کا منصوبہ

ابھی قیام پاکستان کو ایک برس بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ۲۳ جولائی ۴۸ء کو قادیانی خلیفہ نے کوئٹہ میں ایک خطبہ دیا جو ۱۳ اگست کے الفضل میں ان الفاظ میں شائع ہوا:

''برٹش بلوچستان جواب پاکی بلوچستان ہے۔ کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ یہ آبادی اگرچہ دوسرے صوبوں کی آبادی سے کم ہے مگر بوجہ ایک یونٹ ہونے کے اسے بہت بڑی اہمیّت حاصل ہے۔ دنیا میں جیسے افراد کی قیمت ہوتی ہے۔ یونٹ کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کی کانسٹی ٹیوشن ہے۔ وہاں اسٹیٹس سینٹ کے لیے اپنے ممبر منتخب کرتے ہیں یہ نہیں دیکھا جا سکتا کہ کسی اسٹیٹ کی آبادی دس کروڑ ہے یا ایک کروڑ ہے۔ سب اسٹیٹس کی طرف سے برابر ممبر لیے جاتے ہیں۔ غرض پاکی بلوچستان کی آبادی ۵، ۶ لاکھ ہے اور اگر ریاستی بلوچستان کو ملا لیا جائے تو اس کی آبادی ۱۱ لاکھ ہے لیکن چونکہ یہ ایک یونٹ ہے اس لیے اسے بہت بڑی اہمیّت حاصل ہے۔ زیادہ آبادی کو تو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلدی احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو پھر تبلیغ پھیلتی ہے بس پہلے اپنی Base مضبوط کر لو کسی نہ کسی جگہ اپنی Base بنا لو کسی ملک میں ہی بنا لو اگر ہم سارے صوبے کو احمدی نہ بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔''

کشمیر

مرزائی حضرات جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے ہیں اس کی تعبیر کے لیے انھوں نے ابتداء ہی سے کشمیر کو بھی مناسب حال سمجھا اس دلچسپی کی بعض وجوہات کو تاریخ احمدیت کے مؤلف دوست محمد شاہد نے کتاب کی جلد ششم ص ۳۴۵ تا ۴۷۹ میں ذکر بھی کیا ہے۔

(الف)...... قادیان ریاست جموں وکشمیر کا ہم آغوش ہے جو ان کے ''پیغمبر'' کا مولد دارالامان اور مکہ و مدینہ کا ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔
(الفضل ۱۱ دسمبر ۳۲ء تقریر مرزا محمود قادیانی حقیقۃ الرویا ص ۴۶ از مرزا محمود)

اور قادیان کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیشینگوئی کے مطابق قادیان قادیانیوں کو ضرور ملے گا، وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ابتدائی نصاب میں یہی بات راسخ کرتے رہتے ہیں کہ:

''قادیان سے ہجرت کی حالت عارضی ہوگی آخر ایک وقت آئے گا کہ قادیان جماعت احمدیہ کو واپس مل جائے گا۔'' (راہ ایمان ۸۲ بچوں کی ابتدائی دینی معلومات کا مجموعہ)

قادیان اور جموں وکشمیر کے جغرافیائی اتصال کو برقرار رکھنے کی کوششوں سے باؤنڈری کمیشن کو احمدی میمورنڈم کی وجہ سے ضلع گورداسپور کو پاکستان سے کاٹنے اور بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ مل گئی۔

(ب)...... قادیانیوں کا زعم ہے کہ کشمیر میں قادیانی اثرات پہلے سے زیادہ ہیں۔ مرزا محمود کے بقول وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔

(ج)...... کشمیر ان کے مسیح موعود کے بقول مسیح اوّل (حضرت عیسیٰ) کا مدفن ہے اور مسیح ثانی کے پیروکاروں کی بڑی تعداد وہاں آباد ہے اور جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہو وہاں کی حکمرانی کا حق صرف قادیانیوں کو مل سکتا ہے۔

(د)...... مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام الدین کو کشمیر بطور گورنر بھیجا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے والد بھی ان کے ساتھ تھے۔

(ہ)...... مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ اوّل حکیم نور الدین جو خلیفہ ثانی مرزا محمود کے استاد اور خسر تھے۔ مدتوں ہی کشمیر میں رہے بہرحال جس طرح بلوچستان پر ان کی نظر افرادی آبادی کی قلت کی وجہ سے پڑی تو کشمیر پر ہر دور میں ان کی نظر کسی عام انسانی ہمدردی اور

مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے نہیں بلکہ سابقہ شخصی اور عصبیتی مفادات کی وجہ سے پڑتی رہی ہے اس سلسلہ میں کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی پہلی سازش ۱۹۳۰ء میں برطانوی آقاؤں کے اشارے پر کی گئی مرزا بشیر الدین کی کشمیر کمیٹی سے دلچسپی انھیں سیاسی عزائم کی پیداوار تھی جسے ڈاکٹر اقبال مسلمان زعما اور عام مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں نے ناکام بنا دیا۔ اور علامہ اقبالؒ نے یہیں سے ان کے سیاسی عزائم بھانپ کر اس تحریک کا سختی سے مقابلہ شروع کیا۔"

۱۹۴۸ء کی جنگ کشمیر اور فرقان بٹالین

قیام پاکستان کے تیسرے مہینے اکتوبر ۴۷ء میں پاکستان نے مقبوضہ کشمیر کا مطالبہ کیا اور ۴۸ء میں جنگ چھڑی تو قادیانی امت نے فرقان بٹالین کے نام سے ایک پلاٹون تیار کی جو جموں کے محاذ پر متعین کی گئی اس سے پہلے اپنی طویل تاریخ میں مرزائیوں کو مسلمانوں کے کسی ابتلاء اور مصیبت میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ہوئی تھی مگر آج وہ آزادئ کشمیر کے لیے فرقان بٹالین کے نام سے جانیں پیش کرنے لگے اس وقت پاکستان کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے جو نہ تو کشمیر کی لڑائی کے حق میں تھے نہ پاکستانی فوج کو کشمیر میں استعمال کرنا چاہتے تھے بلکہ یہاں تک ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بعض جنگی معلومات بھارت کے کمانڈر انچیف جنرل سر آکسن لیک تک پہنچاتے رہے لیکن دوسری طرف وہی انگریز کمانڈر انچیف، پبلک سے تعلق رکھنے والی ایک آزاد فورس کو اس جنگ میں کھلی اجازت دیتا ہے، انہی جنرل گریسی نے بطور کمانڈر انچیف فرقان بٹالین کو داد وتحسین کا پیغام بھی بھیجا جو تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد قادیانی ص ۶۷۴ اور نظارت دعوۃ وتبلیغ ربوہ کی شائع کردہ ٹریکٹ میں بھی ہے۔ فرقان فورس نے کشمیر کی اس جنگ کے دوران کیا خدمات انجام دیں۔ یہاں اس کی تفصیلات کی گنجائش نہیں لیکن جب اس جہاد کے بعد اس تنظیم کے کارنامے جلوتوں میں زیر بحث آنے لگے اور اخبارات میں کشمیری رہنماؤں اللہ رکھا ساغر اور آفتاب احمد سیکرٹری جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے بیانات آئے اس سے اس وقت کے فوجی سربراہوں اور حکومت میں کھلبلی مچ گئی۔ سردار آفتاب احمد کا اصل بیان یہ تھا۔

"اس فرقان بٹالین نے جو کچھ کیا اور ہندوستان کی جو خدمات سرانجام دیں۔ مسلم مجاہدین کی جوانیوں کا جس طرح سودا چکایا اگر اس پر خون کے آنسو بھی بہائے جائیں

تو کم ہیں جو سکیم بنتی ہندوستان پہنچ جاتی جہاں مجاہدین مورچہ بناتے دشمن کو پتہ چل جاتا، جہاں مجاہدین ٹھکانہ کرتے ہندوستان کے ہوائی جہاز پہنچ جاتے۔“

(ٹریکٹ نظارت دعوت تبلیغ انجمن احمدیہ ربوہ بحوالہ ٹریکٹ کشمیر اور مرزائیت)

الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۰ء صفحہ ۴ کالم ۴ کے مطابق مرزا بشیر الدین محمود نے ان بیانات اور تقریروں پر واویلا مچایا کہ اگر ہم غدار تھے تو حکومت نے ہمیں وہاں کیوں بٹھائے رکھا اور اس طرح اس وقت کی حکومت اور جنرل گریسی کی غداری کو بھی طشت از بام کرانے کا سگنل مرزا بشیر الدین نے دے دیا۔ چنانچہ اس وقت جنرل گریسی نے ایک تو فرقان فورس کو پُراسرار اور فوری طور پر توڑ دیا اور دوسری طرف خود جنرل گریسی نے آفتاب احمد خان کے الزام کی تردید کی ضرورت محسوس کی مگر مرزا بشیر الدین کے کہنے کے مطابق حکومت کے دباؤ سے الزام لگانے والوں نے گول مول الفاظ میں تردید کر دی مگر ایک ماہ ہوا کہ پھر وہی اعتراض شائع کر دیا۔“ (ملاحظہ ہو الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۰ء ص ۴ مرزا بشیر الدین کی تقریر)

سوال یہ ہے کہ ایسے الزامات اگر غلط تھے تو اتنی جلدی میں فرقان فورس کو توڑ دینے کی ضرورت کیا تھی؟ اور یہ الزامات اگر غلط تھے تو الزام لگانے والے مدتوں برسر عام اس کو دہراتے چلے گئے مگر اس وقت کی حکومت اور کمانڈر انچیف نے اس کی عدالتی انکوائری کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کی پاکستانی افواج کے ہوتے ہوئے متوازی فوج کیسے اور کیوں؟ یہ سوالات اب تک جواب طلب ہیں مگر اس وقت آفتاب احمد صاحب سیکرٹری جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے کہے گئے یہ الفاظ اب بھی حقیقت کی غمازی کر رہے ہیں کہ مرزائی ۳۰ سال سے (اور اب تو ۵۶ سال) آزاد کشمیر کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔“

فرقان فورس، ایک احمدی بٹالین اور متوازی فوجی تنظیم

چنانچہ فرقان فورس اس وقت توڑ دی گئی مگر ربوہ کے متوازی حکمران یہی سمجھتے تھے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ حقائق بین نگاہیں بہت کم ہوتی ہیں آگے چل کر بہت جلد اسے اور شکلوں میں قائم رکھا گیا اور اب یہ فورسیں اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ وغیرہ نیم فوجی تنظیموں کی صورت میں قائم ہیں۔ جسٹس منیر نے فسادات ۵۳ء کے تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۱۱ پر فرقان فورس کی موجودگی کے علاوہ مرزائی سٹیٹ کے خود ساختہ سیکرٹریٹ کی خبر ان الفاظ میں دی ہے۔

احمدی ایک متحد و منظم جماعت ہیں ان کا صدر مقام ایک خالص احمدی قصبے میں

واقع ہے جہاں ایک مرکزی تنظیم قائم ہے جس کے مختلف شعبے ہیں مثلاً شعبہ امور خارجہ، شعبہ امور داخلہ، شعبہ امور عامہ، شعبہ نشر و اشاعت یعنی وہ شعبے جو ایک باقاعدہ، سیکرٹریٹ کی تنظیم میں ہوتے ہیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں ان کے پاس رضا کاروں کا ایک جیش بھی ہے جس کو خدام دین کہتے ہیں فرقان بٹالین اسی جیش سے مرکب ہے اور خالص احمدی بٹالین ہے۔

(تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۱۱)

۶۶ء میں اس رسوائے زمانہ فرقان فورس کو مرزائیوں نے ۶۵ء کی جنگ کی غیور پاکستانی افواج اور مجاہدین اور شہداء کے بالمقابل اس طرح پیش کیا کہ جب پاکستانی افواج کے بہادر مجاہدین کو تمغے دیے جانے لگے تو ''الفضل'' میں اس طرح کے اعلانات شائع ہونے لگے۔

''فرقان فورس میں شامل ہو کر جن قادیانیوں نے ۴۵ دن یعنی ۳۱ دسمبر ۴۸ء (فائر بندی کی تاریخ) کشمیر کی لڑائی میں حصہ لیا تھا وہ اب مندرجہ ذیل نمونہ کی رسید بنا کر اس پر دستخط ثبت کر کے مقامی قادیانی جماعت کے امیر کے دستخط کروا کر ملک محمد رفیق دارالصدر غربی بی ربوہ کو بھجوا دیں جس افسر کو ایڈریس کرنا ہے وہ جگہ خالی چھوڑ دی جائے یہ رسیدیں ربوہ سے راولپنڈی جائیں گی راولپنڈی سے ان لوگوں کے کشمیر میڈل ربوہ آئیں گے اور اس کی اطلاع ''الفضل'' میں شائع ہو گی اور پھر یہ میڈل ربوہ میں ان قادیانیوں کو تقسیم کیے جائیں گے۔ (۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء ''الفضل'')

۱۹۶۵ء میں یتیم ہونے والے بچوں اجڑنے والے سہاگوں کے مقابلہ میں کشمیر میڈل کا قصہ چھیڑنا کیا ۶۵ء کے شہیدوں اور ان کی قربانیوں سے مذاق نہیں تھا؟

مجاہدین ۶۵ء کے مقابلہ میں ۱۸ برس بعد فرقان فورس کے قادیانیوں کو کشمیر میڈل ملنے کا قصہ؟ اس خطرناک سکینڈل سے پردہ اٹھانا۔ انٹیلی جنس بیورو کا کام ہے۔ ہم محکمہ دفاع کی نزاکت اور تقدس ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔ کشمیر کے سلسلہ میں فرقان فورس کا یہ تو ضمنی ذکر تھا اصل مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں بظاہر یہ معمولی باتیں بھی قابل غور ہیں کہ پاک بھارت جنگ کے ہر موقع پر کشمیر و قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان عموماً قادیانی جرنیلوں ہی کے ہاتھ میں کیوں رہتی ہے۔ ۶۵ء کی جنگ سے پہلے اور اس کے بعد بھی صدر ایوب کے دور میں سر ظفر اللہ قادیانی اور دوسرے مرزائی عمائدین کی طرف سے کشمیر پر چڑھائی اور اس کے لیے موزوں وقت کی نشاندہی کے پیغامات اور فتح کشمیر کی بشارتیں کیوں دی جاتی رہیں؟

❁…… مرزائیوں نے تقسیم کے وقت وزارتی کمیشن سے علیحدہ حقوق طلب کر کے پاکستان سے غداری کی۔

❁…… پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے جس کی حفاظت اور دفاع کے لیے عقیدۂ جہاد روح کا کام دیتا ہے مگر جو جماعت جہاد پر ایمان نہیں رکھتی وہ پاکستان کی افواج میں مقتدر حیثیت اختیار کرتی گئی اور نتیجۃً پاک و بھارت جنگ کے ہر موقعہ پر انھوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی سے گریز کیا۔ حالیہ صمدانی ٹربیونل میں قادیانی گواہ مرزا عبدالسمیع وغیرہ کی تصریح آ چکی ہے کہ وہ ۷۱ء کی جنگ کو جہاد تسلیم نہیں کرتے۔

❁…… مشرقی پاکستان کے سقوط میں افواج اور ایوان اقتدار پر فائز مقتدر مرزائیوں کا بنیادی حصہ ہے جس کے بہت سے حقائق اپنے وقت پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سر ظفر اللہ کی جنگ کے ایام میں یحییٰ اور مجیب کے درمیان تگ و دو بے معنی نہ تھی۔

❁…… مرزائیوں نے راولپنڈی سازش کیس میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ وہ اس کے بانی مبانی تھے۔ جس کا ثبوت عدالت سے ہو چکا ہے۔

مرزائی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ۵۳ء میں ملک کو پہلی بار مارشل لاء کی لعنت کا سامنا کرنا پڑا۔

خلاصہ کلام ان واضح شواہد پر مبنی تفصیلات کو پڑھ کر مرزائیت کے سیاسی اور شرعی وجود کے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہتی۔ ہر حوالہ اپنی جگہ مکمل اور اس کے عزائم و مقاصد کی صحیح صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ یہی وجوہ ہیں جن کی بنا پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے متفقہ طور پر مرزائیت کو اسلام کا باغی اور ان کے پیروؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اس تحریک کے احوال و نتائج اور آثار و مظاہر تمام مسلمانوں کے علم میں ہیں۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نیا نہیں بلکہ علامہ اقبال نے پاکستان بننے سے کہیں پہلے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لیے کیوں مضطرب ہیں؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی

علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔" (اسٹیٹسمین کے نام خط ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

علامہ اقبال نے حکومت کے طرزِ عمل کو جھنجھوڑتے ہوئے مزید فرمایا تھا:

"اگر حکومت کے لیے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس خدمت کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے لیکن اس ملت کے لیے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔"

ان شواہد و نظائر کے پیش نظر آپ حضرات سے یہ گزارش کرنا ہم اپنا قومی و ملی فرض سمجھتے ہیں کہ یورپی سامراج کے اس ففتھ کالم کی سرگرمیوں پر نہ صرف کڑی نگاہ رکھی جائے بلکہ اس جماعت کو پاکستان میں اقلیت قرار دے کر بلحاظ آبادی ان کے حدود و حقوق متعین کیے جائیں۔ ورنہ مرزائی استعماری طاقتوں کی بدولت ملک و ملت کے لیے مستقلاً خطرہ بنے رہیں گے اور خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک و ملت کو ایک ایسے سانحہ سے دوچار ہونا پڑے، جو سانحہ کہ آج ملت اسلامیہ عربیہ کی حیات اجتماعی کے لیے اسرائیلی سرطان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

آخری دردمندانہ گزارش

معزز اراکین اسمبلی! ہر چند اختصار کو مدنظر رکھنے کے باوجود مرزائیت کے بارے میں ہماری گزارشات کچھ طویل ہو گئیں لیکن امت اسلامیہ پر مرزائیت کی ستم رانیوں کی داستان اس قدر طویل ہے کہ دو سو صفحات سیاہ کرنے کے باوجود ہمیں بار بار یہ احساس ہوتا ہے کہ اس موضوع سے متعلق جتنی اہم باتیں معزز اراکین کے سامنے پیش کرنی ضروری تھیں۔ ان کا بہت بڑا حصہ ابھی باقی ہے۔ ملت اسلامیہ تقریباً نوے سال سے مرزائیت کے ستم سہہ رہی ہے۔ اس مذہب کی طرف سے اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے کی جو طویل مہم جاری ہے، اس کی ایک معمولی سی جھلک پچھلے صفحات میں آپ کے سامنے آ چکی ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں، قرآنی آیات کے ساتھ کھلم کھلا مذاق کیا گیا ہے۔ احادیث نبوی ﷺ کو کھلونا بنایا گیا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ کے مقدس گروہ، اہل بیت عظامؓ اور اسلام کی جلیل القدر شخصیتوں پر اعلانیہ کیچڑ اُچھالا گیا ہے۔ اسلامی شعائر کی برملا توہین کی گئی ہے، انتہا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے بدکردار کو اس رحمۃ للعالمین ﷺ کے "پہلو بہ پہلو" کھڑا کرنے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے جس کے مقام عظمت و رفعت کے آگے فرشتوں کا سر نیاز بھی خم ہے۔ جس کے نام نامی

سے انسانیت کا بھرم قائم ہے اور جس کے دامن رحمت کی فیاضیوں کے آگے مشرق و مغرب کی حدود بے معنی ہیں ۔

مرزائیت اسی رحمۃ للعالمین ﷺ کے شیدائیوں کے خلاف نوے سال سے سازشوں میں مصروف ہے، اس نے ہمیشہ اسلام کا روپ دھار کر امت مسلمہ کی پشت میں خنجر گھونپنے اور دشمنانِ اسلام کے عزائم کو اندرونی اڈے فراہم کرنے کی کوشش کی ہے، اس نے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں فرزندانِ توحید کے قتل عام اور مسلم خواتین کی بے حرمتی پر گھی کے چراغ جلائے ہیں اور اس نے اپنے آپ کو امت مسلمہ کا ایک حصّہ ظاہر کر کے اسلام دشمنوں کی وہ خدمات انجام دی ہیں جو اس کے کھلم کھلا دشمن انجام نہیں دے سکتے تھے۔

ملت مسلمہ نوے سال سے مرزائیت کے یہ مظالم جھیل رہی ہے، انہی مظالم کی بنا پر تمام مسلمانوں اور مصور پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے اپنے زمانے کی انگریز حکومت سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مرزائی مذاہب کے متبعین کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انھیں مسلمانوں کے جسد ملی سے علیحدہ کر دیا جائے، لیکن وہ ایک ایسی حکومت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ جس نے مرزائیت کا پودا خود کاشت کیا تھا اور جس نے ہمیشہ اپنے مفادات کی خاطر مرزائیت کی پیٹھ تھپکنے کی پالیسی اختیار کی ہوئی تھی۔ لہٰذا پوری ملت اسلامیہ اور خاص طور سے علامہ اقبال کی درد میں ڈوبی ہوئی فریادیں ہمیشہ حکومت کے ایوانوں سے ٹکرا کر رہ گئیں۔ مسلمان بے دست و پا تھے، اس لیے وہ مرزائیت کے مظالم سہنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

آج اسی مصور پاکستان کے خوابوں کی تعبیر پاکستان کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ یہاں ہم کسی بیرونی حکومت کے ماتحت نہیں تھے لیکن افسوس ہے کہ ستائیس سال گزرنے کے بعد بھی ہم ملت اسلامیہ کی اس ناگزیر ضرورت، اس کے دیرینہ مطالبے اور حق و انصاف کے اس تقاضے کو پورا نہیں کر سکے اور اس عرصہ میں مرزائیت کے ہاتھوں سینکڑوں مزید زخم کھا چکے ہیں۔

معزز اراکین اسمبلی! اب ایک طویل انتظار کے بعد یہ اہم مسئلہ آپ حضرات کے سپرد ہوا ہے اور صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ پورے عالم اسلام کی نگاہیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں، پوری مسلم دنیا آپ کی طرف دیکھ رہی ہے اور ان خلد آشیاں مسلمانوں کی روحیں آپ کے فیصلے کی منتظر ہیں، جنھوں نے غلامی کی تاریک رات میں مرزائیت کے بچھائے ہوئے کانٹوں پر جان دے دی تھی جو حق و انصاف کے لیے پکارتے رہے مگر ان کی شنوائی نہ ہو سکی اور جو ستائیس سال سے اس مسلم ریاست کی طرف دیکھ رہے ہیں جو آزادی

کے خوابوں کی تعبیر ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی ہے اور جو دو سو سالہ غلامی کے بعد مسلمانوں کی پناہ گاہ کے طور پر حاصل کی گئی ہے۔

معزز اراکین! مسلمان کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اس مرزائی ملت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جس نے اسلام سے کھلم کھلا خود علیحدگی اختیار کی ہے جس نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو جھٹلایا ہے، جس نے ستر کروڑ مسلمانوں کو برملا کافر کہا ہے اور جس نے خود عملاً اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے کاٹ لیا ہے۔ ان کی عبادت گاہیں مسلمانوں سے الگ ہیں۔ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رشتے دونوں طرف سے ناجائز سمجھے جاتے ہیں اور عدالتیں ایسے رشتوں کو غیر قانونی قرار دے چکی ہیں۔ مسلمان مرزائیوں کے اور مرزائی مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت جائز نہیں سمجھتے اور ان کے آپس میں ہم مذہبوں کے سے تمام رشتے کٹ چکے ہیں۔ لہٰذا اسمبلی کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اقدام کوئی اچنبھا یا مصنوعی اقدام نہیں ہوگا، بلکہ یہ ایک ظاہر و باہر حقیقت کا سرکاری سطح پر اعتراف ہوگا جو پہلے ہی عالم اسلام میں اپنے آپ کو منوا چکی ہے۔ پچھلے صفحات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جو کسی شخصی عداوت یا سیاسی لڑائی نے وقتی طور پر کھڑی کر دی ہو، بلکہ یہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات کا، خاتم الانبیاءﷺ کے سینکڑوں ارشادات کا، امت کے تمام صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین کا، تاریخ اسلام کی تمام عدالتوں اور حکومتوں کا، مذاہب عالم کی پوری تاریخ کا، دنیا کے موجودہ ستر کروڑ مسلمانوں کا، پاکستان کے ابتدائی مصوروں کا خود مرزائی پیشواؤں کے اقراری بیانات کا اور ان کے نوے سالہ طرزِ عمل کا فیصلہ ہے اور اس کا انکار عین دوپہر کے وقت سورج کے وجود کا انکار ہے۔

چونکہ مرزائی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے امت مسلمہ کے مفادات کے خلاف کارروائیوں میں مصروف رہتی ہیں اس لیے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس وقت منافرت و عداوت کی ایسی فضا قائم ہے جو دوسرے اہل مذاہب کے ساتھ نہیں ہے۔ اس صورت حال کا اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے، کہ مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد دوسری اقلیتوں کی طرح مرزائیوں کے جان و مال کی حفاظت بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی۔ مسلمانوں نے اپنے ملک کے غیر مسلم باشندوں کے ساتھ ہمیشہ انتہائی فیاضی اور رواداری کا سلوک کیا ہے، لہٰذا مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر

مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ملک میں ان کے جان مال کا تحفظ زیادہ ہوگا اور منافرت کی وہ آگ جو وقفے وقفے سے بھڑک اٹھتی ہے ملک کی سالمیت کے لیے کبھی خطرہ نہیں بن سکے گی۔

لٰہذا ہم آپ سے اللہ کے نام پر، شافع محشر ﷺ کی ناموس کے نام پر، قرآن و سنت اور امت اسلامیہ کے اجماع کے نام پر، حق و انصاف اور دیانت و صداقت کے نام پر، دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں[1] کے نام پر، یہ اپیل کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے اس مطالبے کو پورا کرنے میں کسی قسم کے دباؤ سے متاثر نہ ہوں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کریں جن کی شفاعت میدان حشر میں ہمارا آخری سہارا ہے۔

اگر ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا تو ملت اسلامیہ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اقتدار و اختیار ڈھل جاتا ہے لیکن غلط فیصلوں کا داغ موت کے بعد تک نہیں مٹتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح فیصلہ کی توفیق دے۔

(محرکین قرارداد)

---

[1] بلکہ اب ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے نام پر۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مسئلہ ختم نبوت پر پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ

ان صفحات میں خصوصی کمیٹی کی قرارداد کا متن، آئین میں ترمیم کا بل اور وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کا متن دیا جا رہا ہے جو انھوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی، جبکہ پارلیمنٹ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے قانون پاس کیا۔

قرارداد

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ، ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام، لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف)...... کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے:۔

(اوّل)...... دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم)...... دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب)...... کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح:۔ کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج)...... کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ، ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد،

۱۹۷۴ء میں منتجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د)...... کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

قومی اسمبلی میں پیش کیے جانے کیلئے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مزید ترمیم کرنے کے لیے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ...... (۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ، ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ (۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲...... آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین ”اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)“ درج کیے جائیں گے۔

۳...... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی

”(۳) جو شخص محمد ﷺ، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔“

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر انچارج

وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن جو انھوں نے قومی اسمبلی میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کی تھی۔

جناب اسپیکر! میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے۔ اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ، بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا، ایک بار نہیں، بلکہ کئی بار، ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا، اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کے لیے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لیے نہیں، بلکہ اس مسئلے کو دبا دینے کے لیے تھا۔ کسی مسئلے کو دبا دینے سے اس کا حل نہیں نکلتا۔ اگر کچھ صاحبان عقل و

فہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے، اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے، تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا، لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا، اور پس منظر میں چلا جاتا، لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے، غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائیداد اور جانوں کا اتلاف ہوا۔ پریشانی کے لمحات...... بھی آئے۔ تمام قوم گذشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشمکش اور بیم و رجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں، مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ میں یہاں اور اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ اور ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لیے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہ تک جاؤں، لیکن میں اجازت چاہتا کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں، میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لیے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا۔ اس لیے میری حکومت کے لیے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے لیے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی، ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر

نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقعے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا، اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے ان اصحاب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں، اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انھیں بلا کر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا، وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کے جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے، میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی ردعمل اور اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے، جس کا اثر مملکت کے تحفظ پر ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔ پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لیے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لیے اوّلین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے چنانچہ ہمارے لیے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی

معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہو۔ ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے، اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے تین اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے کئی بار کہا ہے کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول، سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دورِ جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔ میری حکومت کے لیے اب یہ بات بہت اہم ہو گئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارتگری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر! گذشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کیے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک پر بدنظمی کا اور نراجی عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے، ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ لیکن میں اس موقعے پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کر لیا ہے، آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے، اور جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے، ہمارے لیے یہ ممکن ہوگا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انھیں رہا کر دیا جائے گا جنھوں نے

اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے کہا ہمیں امید کرنی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کر دیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں، یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں، یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایوان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جا سکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں ستائیس برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ اسی جذبہ کے تحت، ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کر لیا ہے۔

جناب اسپیکر! کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے، لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا، یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آ سکتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا، ہر دیہات میں اس کا اثر تھا۔ اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا۔ یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کر گیا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی، سیکرٹریٹ کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انھیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورت حال سے نبٹنے کے لیے معمولی اقدامات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لیے قومی اسمبلی کی کئی ایک وجوہات تھیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی، تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام سچی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آ سکتے! اور

لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے؟ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، اور لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں۔ اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے، جیسا کہ انھوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا۔ ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی۔ لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہے چونکہ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہی ہے، اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو، اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یہ یقین دلایا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاسی، یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ ایوان کے لیے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ ہم ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو آشکار کر دیں، کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے، ہرگز نہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی۔ میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لیے اور ایک نیا باب کھولنے کے لیے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لیے، آگے بڑھنے کے لیے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لیے اور پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنے کے لیے اس مسئلے کی بابت ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بابت بھی، ہمیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہوگا۔ میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو، دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لیے نیک شگون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ یہ حل ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے، اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں۔

جناب اسپیکر! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انھیں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے، یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال

میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کرسکتا، اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لیے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہوسکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں، جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہوسکیں گے جو گزشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا، تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ء میں حل ہو چکا تھا۔ وہ لوگ اصل صورتِ حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے پر نہایت ناخوش ہوں گے۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کرلیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا، ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی، مجھے یاد ہے جبکہ حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انھوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے، یہ حکومت کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے، اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے، مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا، جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آ کر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے، تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب اسپیکر صاحب! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ!

قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں

حکومت پاکستان کی توثیق (۱۹۸۲ء)

قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے صدر مملکت نے گزشتہ ماہ کی بارہویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء (صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء) جاری کیا تھا، جس کی رو سے اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۳۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کے جدول اوّل میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ باب سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء، میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں، تسلسل متاثر ہوا ہے اور نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) ''غیر مسلم'' کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی، اور وہ بدستور ''غیر مسلم'' ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیوں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے تھا، مگر باایں ہمہ چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رُخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا موثر طریقے سے سدباب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ کے گذشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق، قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور، نے قاری سعید الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق، ممبران وفاقی کونسل، کی جانب سے قادیانیوں کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریک التواء کے متعلق مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۲ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء، کے آرٹیکل ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کیا گیا اور

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس ضمن میں آرٹیکل ۱۰۶ کی شق (۳) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقہ کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے برسرِاقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال ۱۹۷۶ء میں دفعہ ۴۷ الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ ۴۷ الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو ‘‘غیر مسلموں’’ کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور ‘‘غیر مسلم’’ اقلیت متعین ہو جانے کی بنا پر معرضِ وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمان وصوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۷۷ء (فرمان صدر بعد از اعلان نمبر ۵ مجریہ سال ۱۹۷۷ء) میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء ترمیم کر کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیّت اور نااہلیت کے متعلق ‘‘مسلم’’ اور ‘‘غیر مسلم’’ کے الگ الگ زمرے طے کر دیے گئے۔ جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لیے اہل قرار نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کا نام ‘‘مسلمانوں’’ یا ‘‘غیر مسلموں’’ کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔

بعد ازاں فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل ۲ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء جو فی الحال معطل ہے، کے کچھ آرٹیکل کو فرمان عارضی دستور کا حصہ بناتے وقت آرٹیکل ۲۶۰ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی و قانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا، جسے دور کرنے کے لیے فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء میں آرٹیکل نمبر ۱۔ الف کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء میں ہے۔ فرمان عارضی دستور مجریہ ۱۹۸۱ء سال کے آرٹیکل ۱۔ الف میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو ‘‘احمدی’’ کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا۔

وزیر موصوف نے وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ سال

(۱۹۸۱ء) کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارتِ قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے۔ جس کے ذریعے ان قوانین کو، جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں، منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکرۂ بالا وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے قانون عبارات عامہ بابت سال ۱۸۹۷ء کی دفعہ ۶۔ الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو، ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود مؤثر رہتی ہے، بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرضِ وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور مؤثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقاء کے لیے یکساں ہے۔ اس لیے یہ کہنا قطعاً بجا نہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے، ترمیم بہرحال نافذ العمل رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کی جدول اوّل میں شمولیت سے مذکورہ ترمیمی قانون کے ذریعہ سے کی جانے والی ترامیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ ان سب امور کے باوصف اس مسئلہ کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی ناجائز کوشش جاری رہی۔ لہٰذا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے ''ان مقامات سے بھی بچنا چاہیے جہاں تہمت لگنے کا اندیشہ پایا جائے۔'' مذکورہ بالا شک و ابہام کو دور کرنے کے لیے حکومت نے ایک مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے ایک انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء، میں ترامیم کی گئی تھیں تا کہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تا کہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ

رکھتا ہو یا حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو، یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو، دستور یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمان صدر نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لیے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی دستور، ۱۹۸۱ء (فرمان سی۔ ایم۔ ایل۔ اے نمبر ۱ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے اپنا جز قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ ''مسلم'' کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالٰے، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ، یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء نے دستور میں مذکورۂ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) مسلمہ طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا، جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ، جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈی نینس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دسنور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈی نینس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا، اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

نے قانونی صورتِ حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (۱)...... یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہوگا۔ (۲)...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ استقرار بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء کی جدول اوّل میں دستو (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۱۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے، جس کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ میں مذکورۂ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف)...... مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورۂ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے برقرار ہیں یا

(ب)...... قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت بطور غیر مسلم قطعی طور پر مسلمہ قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں، لہذا ان کے منسوخ ہوجانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمانِ عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر ۱۔ الف میں بیان کی گئی ہے، بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ دستور (ترامیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) جس کی رو سے ۱۹۷۳ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا، وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے، اس لئے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی وآئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترامیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جاتا ہے، دستور (ترامیم ثانی) ایکٹ سال ۱۹۷۴ء کی رو سے جو ترامیم ۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ و آرٹیکل ۱۰۶ میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ، وزارتِ اطلاعات ونشریات، محکمہ فلم ومطبوعات، اسلام آباد، ۱۸ مئی ۱۹۸۲ء

نئے آرڈی نینس کا اجراء (۱۹۸۴ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

پیش لفظ صدر مملکت نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اور قانون میں ترمیم کے لیے ایک آرڈی نینس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) ۱۹۸۴ء نافذ کیا ہے۔ یہ آرڈی نینس ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو نافذ کیا گیا ہے۔

تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ بی کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو ''امیر المؤمنین'' یا ''صحابہ'' یا اس کی بیوی کو ''ام المؤمنین'' یا اس کے خاندان کے افراد کو ''اہل بیت'' کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کہے، تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

اس دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لیے جمع کرنے یا بلانے کے لیے اس طرح کی اذان کہے یا اس طرح کی اذان دے جس طرح کہ مسلمان دیتے ہیں۔

ایک نئی دفعہ ۲۹۸ سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے متذکرہ گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اس آرڈی نینس نے قانون فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ اے میں بھی ترمیم کر دی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو کہ تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی، کو ضبط کر سکتی ہے۔

اس آرڈی نینس کے تحت سب پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کر لے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

آرڈینینس فوری طور پر نافذ ہو گیا ہے۔ آرڈینینس کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

آرڈی نینس نمبر ۲۰

مجریہ ۱۹۸۴ء

قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈی نینس۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنا پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

لہٰذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسب ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے۔

حصہ اوّل

ابتدائیہ

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

۱...... یہ آرڈیننس قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع وتعزیر) آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے نام موسوم ہوگا۔

۲...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آرڈیننس، عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا

اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے۔

حصہ دوم
مجموعہ تعزیراتِ پاکستان
(ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی ترمیم

۳۔ ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات

۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵، ۱۸۶۰ء میں باب ۱۵ میں، دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی……

۲۹۸۔ ب بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے

مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

۱…… قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے، ذریعے۔

(الف)…… حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب)…… حضرت محمد ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المؤمنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج)…… حضرت محمد ﷺ کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(د)…… اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲…… قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے

اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸۔ ج قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے۔ کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے، اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء
(ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء) کی ترمیم

۴۔ ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹۔ الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء (ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے دفعہ ۹۹، الف میں، ذیلی دفعہ (۱) میں۔

(الف)...... الفاظ اور سکتہ ”اس طبقہ کے“ کے بعد الفاظ، ہندسے، قوسین، حرف اور سکتے ”اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلیکیشنز آرڈی نینس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ کی ذیلی دفعہ (۱) کی شق (ی ی) میں دیا گیا ہے۔“ شامل کر دیے جائیں گے، اور

(ب)...... ہندسہ اور حرف ”۲۹۸۔ الف کے بعد الفاظ، ہندسے اور حرف“ یا دفعہ ۲۹۸۔ ب یا دفعہ ۲۹۸۔ ج شامل کر دیے جائیں گے۔

ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی جدول دوم کی ترمیم

مذکورہ مجموعہ میں جدول دوم میں دفعہ ۲۹۸۔ الف سے متعلق اندراجات کے بعد حسب ذیل اندراجات شامل کر دیے جائیں گے۔ یعنی

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۲۹۸۔ ب	بعض مقدس شخصیات کے لیے مخصوص القاب، اوصاف اور خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال	ایضاً	ایضاً	ناقابل ضمانت	ایضاً	تین سال کے لیے کسی ایک قسم کی سزائے قید اور جرمانہ	ایضاً
۲۹۸۔ ج	قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

حصہ چہارم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈی ننس ۱۹۶۳ء

(مغربی پاکستان آرڈی ننس نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۶۳ء) کی ترمیم

۶۔ مغربی پاکستان آرڈی ننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ کی ترمیم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈی ننس ۱۹۶۳ء (مغربی پاکستان آرڈی ننس نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۶۳ء) میں دفعہ ۲۴ میں ذیلی دفعہ (۱) میں شق (ی) کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کر دی جائے گی۔ یعنی:۔

"(ی ی) ایسی نوعیت کی ہوں جن کا حوالہ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی دفعات ۲۹۸۔ الف، ۲۹۸۔ ب یا ۲۹۸۔ ج میں دیا گیا ہے،" "یا"

شائع کردہ

محکمہ فلم و مطبوعات، وزارتِ اطلاعات و نشریات، اسلام آباد، پاکستان ۱۹۸۴ء

قال الله تعالى

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

وقال النبي صلى الله عليه وسلم

وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون دجالون كلهم يزعم أنه نبي الله وأنا خاتم النبيين

لَا نَبِيَّ بَعْدِي

المتنبي القادياني

نبذة من أحواله وأكاذيبه

المفتي محمود

ركن مجلس تحفظ ختم نبوت باكستان

و

شيخ الحديث بمدرسة قاسم العلوم ملتان

وعضو البرلمان الباكستاني سابقا

قام بنشره وطبعه

مولانا محمد علي الجالندهري

رئيس مجلس تحفظ ختم النبوة - ملتان (باكستان الغربية)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبيين، سيدنا محمد وعلى اله وصحبه ومن تبعهم اجمعين۔

امابعد فهذه كلمات عديدة تُنبئ عن احوال المتنبئ القادياني مرزا غلام احمد الهندي جمعتها ليكون قارئها على بصيرة من هذه الفتنة العظيمة۔

الكلمة الاولىٰ فى بدأ هذه الفتنة !

هذه الفتنة القاديانية قد ظهرت فى آخر القرن التاسع عشر الميلادى فى الهند بعد استقرار الحكومة الانجليزية، ان المتنبئ بدأ فى اول الامر فى اظهار الالهامات والتحديات حتى كتب فى حاشية البراهين الاحمدية وذلك فى شهر مارس سنه ١٨٨٢م مانصه حرفا۔ لقد الهمت آنفا يا احمد بارك الله فيك وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى الرحمٰن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين قل انى امرت وانا اول المؤمنين قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علم وتعلم قل ان افتريته فعلىّ اجرامى هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله لا مبدل لكلمت الله ظلموا ان الله على نصرهم لقدير انا كفيناك المستهزئين يقولون انّى لك هذا انّى لك هذا ان هذا الا قول البشر واعانه عليه قوم آخرون افتأتون السحر وانتم تبصرون هيهات هيهات لما توعدون من هذا الذى هو مهين ولا يكاد يُبين جاهل

او مجنون قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين هذا من رحمة ربك يتم نعمته عليك ليكون اية للمؤمنين انت على بينة من ربك فبشر وما انت بنعمة ربك بمجنون قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله (فى عبارة طويلة)

وقد كان هذا الدجال يعلن بمثل هذه الالهامات والتحديات فى بدأ امره ويمتنع من ادعاء النبوة فى صراحة ووضوح حتى اذا رأى ان امره يظهر لدعوى النبوة والف رسالة فى عام ١٩٠٢ م سماها تحفة الندوة وجهها الى اعضاء ندوة العلماء فى لكهنؤ (الهند) وادعى فيها النبوة كتب فيها بالعربية ما نصها حرفا :

ايها الناس عندى شهادة من الله فهل انتم مؤمنون ايها الناس عندى شهادات فهل انتم مسلمون وان تعدوا شهادات الله لا تحصوها فاتقوا الله ايها المستعجلون افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى انفسكم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون انا نصرنا من ربنا ولا تنصرون من الله ايها الخائنون اقدمتمونى بفتاوى القتل او دعاوى رفعتموها الى الحكام ثم لا تندمون كتب الله لاغلبن انا ورسلى ولن تعجزوا الله ايها المحاربون ۔

ويقول فى هذه الرسالة فى لغة صريحة واسلوب سافر ”فكما ذكرت مرارا ان هذا الكلام الذى اتلوه هو كلام الله بطريق القطع واليقين كالقرآن والتوراة وانا نبى ظلى وبروزى من الله وتجب على كل مسلم اطاعتى فى الامور الدينية ويجب على كل مسلم ان يؤمن بانى المسيح الموعود وكل من بلغته دعوتى فلم يحكمنى ولم يؤمن بانى المسيح الموعود ولم يؤمن بان الوحى ينزل على من الله هو مسئول محاسب فى السماء وان كان مسلما لانه قد رفض الامر الذى وجب عليه قبوله فى وقته اننى لا اقتصر على قولى ان لو كنت كاذبا لهلكت بل اضيف الى ذلك اننى صادق كموسى وعيسى وداؤد ومحمد صلى الله عليه وسلم وقد انزل الله

لتصديق آيات سماوية تربى على عشرة آلاف وقد شهد لي القرآن وشهد لي الرسول وقد عيّن الانبياء زمان بعثتي وذلك هو عصرنا هذا والقرآن يعين عصري وقد شهدت لي السماء والارض وما من نبي الا وقد شهد لي ـ تحفة الندوة ص٤

ثم قال في الملفوظات الاحمدية الجزء الرابع ص ١٣٢ ما ترجمته بالعربية:۔

الكمالات المختلفة التي توجد في سائر الانبياء انما جُمعت كلها في ذات محمد صلى الله عليه وسلم والآن اعطيتُ انا تلك الكمالات بطريق الظل ولهذا سميتُ باسم آدم وابراهيم وموسى ونوح وداود ويوسف وسليمان ويحيى و عيسى۔ كان قبل ذلك كل واحد من الانبياء ظلّا للنبي الكريم محمد صلى الله عليه وسلم في البعض الخاص من صفاته. والآن انا ظلّ له صلى الله عليه وسلم في جميع صفاته اه

وبالجملة هذا المتنبئ صرح بنبوته الظلية بأوضح صراحة واعلن باستجماعه لجميع كمالات النبوة صارخا وحتى قال في حقه ابنه بشير احمد ايم۔ اے في كلمة الفصل ص١٣ المندرجة في ريويو آف ريلجز من شهر مارس وابريل سنة ١٩١١ الميلادي ما ترجمته بالعربية۔

ومن الظاهر ان الانبياء الذين كانوا في الازمنة السابقة لا يلزم ان يوجد فيهم جميع الكمالات التي كانت في محمد صلى الله عليه وسلم بل أُعطي كل واحد منهم من الكمالات ما يناسب استعداده ويوازي فعله بالزيادة والنقصان واما المسيح الموعود [illegible] فانما أُعطي النبوة بعد ما استجمع جميع كمالات النبوة المحمدية واستحق ان يقال له نبي ظلّي۔ وهذه النبوة لم تؤخر قدمه عن مقامه بل انما قدّمه الى حدّ اقامه بجنب محمد النبي الكريم (انتهى)

ثم بعد ذلك هذا المتنبئ ترقّى في ضلالته وادعى نبوة مستقلة تشريعية

وكفّر من لم يؤمن بنبوته وادعى تفوّقه على سائر الانبياء حتى على سيد المرسلين وخاتم النبيين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فانه قد جاء فى مؤلفاته مايدل على انه كان مقتنعا بانه نبى مستقل صاحب شريعة وامر ونهى فقد ذكر فى كتابه " الاربعين " ان النبى التشريعى هو الذى يشتمل وحيه على امر ونهى وان كان هذا الامر والنهى قد تقدما فى كتاب نبى سابق ولا يشترط لنبى صاحب شريعة ان يأتى باحكام جديدة (حقيقة الوحى ص ۹)

ثم يطبق ذلك على نفسه ويقول ان وحيي يشتمل على الامر والنهى مثلا الهمت من الله قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم فان قال قائل ان المراد بالشريعة الشريعة التى تشتمل على احكام جديدة انتقض هذا القول لان الله تعالى يقول ان هذا لفى الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسى (الاربعين رقم ٤ ص ٦)

ونَسْخُه للجهاد الذى شرعه الله وجعله ذروة سنام الاسلام والغاؤه لذلك بكل صراحة دليل على انه كان يعتقد انه نبى صاحب شريعة وامر ونهى يستطيع ان ينسخ شريعة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم ويستلزم ذلك انه يدعى لنفسه الشريعة المستقلة بل اعلن هذا المتنبئ " ان الروضة الانسانية كانت لا تزال ناقصة وقد تمت باوراقها واثمارها القدومه "

البراهين الاحمدية ج ۵ ص ۱۱۳

وكانت نتيجة دعوى النبوة المستقلة تكفير جميع من لا يؤمن بها وقد قال فى الجزء الخامس من براهين احمدية ستؤسس جماعة وينفخ الله الصور بفمه لتائيدها وينجذب الى هذا الصوت كل سعيد ولا يبقى الا الاشقياء الذين حقت عليهم الضلالة وخلقوا ليملؤا جهنم - " براهين احمديه ص ۸۲ "

وقد جاء فى الهام له نشره فى اليوم الخامس والعشرين من مايو سنة ١٩٠٠ الذي لا يتبعك ولا يدخل فى بيعتك ويبقى مخالفا لك عاص لله ولرسوله وجهنمي"۔
(معيار الاخبار ص)

وبذلك تدينت الديانة القاديانية حتى قال ابنه مرزا بشير الدين خليفة المسيح الثانى فى كتابه آئينه صداقت ص٣٥ ان كل مسلم لم يدخل فى بيعة المسيح الموعود سواء سمع باسمه او لم يسمع كافر وخارج عن دائرة الاسلام و على هذا الاساس يعاملون المسلمين فى باكستان فلا يصاهرونهم ولا يصلون خلفهم ولا يصلون على اموانهم حتى ان القاديانى الكبير ظفر الله خان الذي كان وزير الخارجية فى باكستان لم يصل فى عهد وزارته على المستر محمد على جناح مؤسس باكستان حين توفى لانه لم يكن متدينا بالديانة القاديانية ۔

ولم يقتصر هذا المتنبئ على التنبؤ بل جاء فى كتبه وكلامه ما يشعر بتفوقه على اكثر الانبياء فقد قال فى الجزء الخامس من براهين احمدية لقد اعطيتُ نصيبا من جميع الحوادث والصفات التى كانت لجميع الانبياء سواء كانوا من بنى اسرائيل او من بنى اسماعيل وما من نبى الا اوتيتُ قسطا من احواله او حوادثه ۔ يقول لقد اراد الله ان يتمثل جميع الانبياء والمرسلين فى شخص رجل واحد وانى ذلك الرجل ۔

بل قد جاء فى كلامه ما يصرح بتفوقه على النبى صلى الله وسلم لانه يعتقد ان روحانية النبى صلى الله عليه وسلم انما تجلّت فى عصره بصفات اجمالية ثم تجلّت هذه الروحانية فى القرن العشرين باكمل وجه ۔

وهذا نص عبارته بعربيته التى يسميها الخطبة الهامية :۔ فكذلك طلعت روحانية نبيّنا محمد صلى الله عليه وسلم فى الالف الخامس باجمال صفاتها و

ماكان ذلك الزمان منتهى ترقياتها ثم كملت وتجلت تلك الروحانية فى آخر الالف السادس اعنى فى هذا الحين كما خلق آدم فى اليوم السادس باذن الله احسن الخالقين۔

وجاء فى ملحق حقيقة الوحى ص٨٢ وآتانى مالم يؤت احدا من العالمين وازداد المتنبئ الكذاب تطرفا فى الدعاوى فادعى انه عين محمد صلى الله عليه وسلم (نزول المسيح ص٣ على الهامش) وقال من فرق بينى وبين المصطفى فما عرفنى وما رأى الخطبة الالهامية ص١٧١ ۔

الكلمة الثانية فى لغائه الجهاد وتأييد الحكومة الانجليزية

لقد هجمت اوربا على الدول الاسلامية فى القرن التاسع عشر وبسطت سلطتها على الشرق الاوسط والهند وكان فى مقدمتها بريطانيا التى تولت كبر هذا الزحف والهجوم السياسى والمادى واستولت على الهند ومصر وبدأت تتسرب فى الجزيرة العربية وتبذر فيها بذور الفساد هذا وقد اصبحت مسيطرة على الهند الاسلامية حتى صارت الدولة المسلمة الاخيرة رهينة او اسيرة فى يدها تتصرف فى المملكة الهندية المسلمة تصرف السلطان الحرّ وما قنع الانجليز على السلطة الغاصبة وتنفيذ حكومته الظالمة بل كان الافرنجيون رسل الفساد والالحاد والخلاعة والاباحة وكان هذا الاستعمار كانه ثورة على القيم الروحية والخلقية التى جاء بها الانبياء ونزلت بها الصحف وسيرة الانبياء وخلفائهم انهم يكونون دائما حربا على الظالمين الطاغين لا عونا لهم فقد قال سيدنا موسى عليه الصلوة والسلام رب بما انعمت علىّ فلن اكون ظهيرا للمجرمين

ودعا على فرعون مصره ربنا انك آتيت فرعون وملأه زينة واموالا في الحيوة الدنيا ربنا ليضلوا عن سبيلك ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم والله عز وجل خاطب المؤمنين بقوله ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من اولياء ثم لا تنصرون ۔ وقال النبي صلى الله عليه وسلم افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر ولكن بالعكس من تعاليم القرآن الكريم وروح الدين الاسلامي وبالعكس من اسوة الانبياء والمرسلين واصحابهم وخلفائهم يمدح هذا المتنبئ غلام احمد المرزا اكبر فراعنة عصره الانجليز ويحرص على تأييد الحكومة الانجليزية الغاشمة الظالمة ويتملقها في اسلوب سافر حتى نسخ الجهاد والغاه لاسيما بهذا الانجليز واتى بشريعة جديدة معظم تعاليمها الغاء الجهاد ونسخه التحريض على اطاعة الانجليز حتى قال في كتابه ترياق القلوب ص ١٥ ”لقد قضيت معظم عمري في تأييد الحكومة الانجليزية ونصرتها وقد الفت في منع الجهاد ووجوب طاعة اولى الامر الانجليز من الكتب والاعلانات والنشرات ما لو جمع بعضها الى بعض لملأ خمسين خزانة وقد نشرت جميع هذه الكتب في البلاد العربية ومصر والشام وتركيا وكان هدفي دائما ان يصبح المسلمون مخلصين لهذه الحكومة وتمحى من قلوبهم قصص المهدي السفاك والمسيح السفاح والاحكام التي تبعث فيهم عاطفة الجهاد وتفسد قلوب الحمقى ۔

وقال في آخر كتابه شهادة القرآن ان عقيدتي التي اكررها ان للاسلام جزأين الجزء الاول اطاعة الله والجزء الثاني اطاعة الحكومة التي بسطت الامن وآوتنا في ظلها من الظلمين وهي الحكومة البريطانية (ملحق شهادة القرآن)

ويقول في رسالة قدمها الى نائب حاكم المقاطعة عام ؁١٨٩٨ ۔ لقد ظللت

منذ حداثة سني وقد ناهزت اليوم الستين اجاهد بلساني وقلمي لاصرف قلوب المسلمين الى الاخلاص للحكومة الانجليزية والنصح لها والعطف عليها وأُلغي فكرة الجهاد التي يدين بها بعض جهالهم والتي تمنعهم من الاخلاص لهذه الحكومة وارى ان كتاباتي قد اثرت في قلوب المسلمين واحدثت تحولا في مائة ألافهم. (تبليغ رسالت المجلد السابع ص ١ تاليف قاسم على القادياني)

وقال في موضع آخر لقد ألفت عشرات من الكتب العربية والفارسية والاردوية اثبتُّ فيها انه لا يحل الجهاد اصلا ضد الحكومة الانجليزية التي احسنت الينا بل بالعكس من ذلك يجب على كل مسلم ان يطيع هذه الحكومة بكل اخلاص وقد انفقت على طبع هذه الكتب اموالا كبيرة وارسلتها الى البلاد الاسلامية وانا عارف ان هذه الكتب قد اثرت تاثيرا عظيما في اهل هذه البلاد (الهند) (من رسالة مقدمة الى الحكومة الانجليزية بقلم المرزا غلام احمد)

ويقول في محل آخر لقد نشرت خمسين الف كتاب ورسالة واعلان في هذه البلاد وفي البلاد الاسلامية تفيد ان الحكومة الانجليزية صاحبة الفضل والمنة على المسلمين فيجب على كل مسلم ان يطيع هذه الحكومة اطاعة صادقة وقد الفت هذه الكتب في اللغات الاردوية والفارسية واذعتُها في اقطار العالم الاسلامي حتى وصلت وذاعت في البلدين المقدسين مكة والمدينة وفي الاستانة وبلاد الشام ومصر وافغانستان وكان نتيجة ذلك ان أُقلع الوف من الناس عن فكرة الجهاد التي كانت من وحي العلماء الجامدين وهذه مأثرة اتباهى بها يعجز المسلمون في الهند ان ينافسوني فيها (ستارة قيصر تصنيف المرزا غلام احمد)

وقال هذا المتنبئ في كتابه نور الحق بعبارة عربية هذا نصها ولا يخفى على هذه الدولة المباركة انا من خدامها ونصحائها ودواعي خيرها من قديم

وجئناها فی کل وقت بقلب صمیم وکان لابی عندها زلفی وخطاب التحسین و لنا لدی هذه الدولة ایدی الخدمة -

ویقول هذا المتنبئ فی رسالة قدمها الی نائب حاکم المقاطعة الانجلیزی فی الیوم الرابع والعشرین من فبرائر ۱۸۹۸م " والمأمول من الحکومة ان تعامل هذه الاسرة التی هی من غرس الانجلیز انفسهم ومن صنائعهم بکل حزم واحتیاط وتحقیق ورعایة وتوصی رجال حکومتها ان تعاملنی وجماعتی بعطف خاص ورعایة فائقة"

(تبلیغ الرسالة المجلد السابع ص ۱۹- ۲۵)

وقال فی کتابه تریاق القلوب ص ۳۱۰ " لقد غلا بعض القسوس المبشرین فی کتاباتهم وجاوزوا حد الاعتدال ووقعوا فی عرض رسول الله صلعم وخفت علی المسلمین الذین یعرفون بحماستهم الدینیة ان یکون لها رد فعل عنیف وان تثور ثائرتهم علی الحکومة الانجلیزیة ورأیت من المصلحة ان اقابل هذا الاعتداء بالاعتدال حتی تهدأ ثورة المسلمین وکان کذلك "

وقال فی کتابه " الاربعین " لقد أُلغی الجهاد فی عصر المسیح الموعود الغاءً باتًا -

وقال فی الخطبة الالهامیة لقد آن ان تفتح ابواب السماء وقد عطل الجهاد فی الارض وتوقفت الحروب کما جاء فی الحدیث ان الجهاد للدین یحرم فی عصر المسیح فیحرم الجهاد من هذا الیوم وکل من یرفع السیف للدین ویقتل الکفار باسم الغزو والجهاد یکون عاصیا لله ولرسوله -

ویقول فی کتابه تریاق القلوب ص ۳۳۲ ان الفرقة الاسلامیة التی قلدنی الله امامتها وسیادتها تمتاز بانها لا تری الجهاد بالسیف ولا تنتظره بل ان الفرقة المبارکة لا تستحل سرًا کان او علانیة وتحرمه تحریمًا باتًا -

وقال هذا المتنبئ وقد امدت هذه الحركة وهذه الفئة الحكومة الانجليزية بخير جواسيس لمصالحها واصدقاء اوفياء ومتطوعين متحمسين كانوا موضع ثقة الحكومة الانجليزية ومن خيار رجالها خدموا الحكومة الانجليزية في الهند وخارج الهند وبذلوا نفوسهم ودماءهم في سبيلها بسخاء كعبد اللطيف القادياني الذي كان في افغانستان يدعو الى القاديانية وينكر على الجهاد وخافت حكومة افغانستان ان تقضي دعوته على عاطفة الجهاد وروح الحرية التي يمتاز بها الشعب الافغاني فقتلته - كذلك الملا عبد الحليم والملا نور علي القاديانيان عثرت الحكومة الافغانية عندهما على رسائل ووثائق تدل على انهما وكيلان للحكومة الانجليزية وانهما يريدان مؤامرة ضد الحكومة الافغانية وكان جزاؤهما القتل كما صرح بذلك وزير الداخلية لافغانستان ١٩٢٥ء ونقل ذلك مجلة الفضل صحيفة القاديانية في ٣ مارس ١٩٢٥ء -

وبالجملة كانت الجماعة القاديانية من اول يوم عميلة للانجليز حريصة على خدمة مصالحهم السياسية حتى ان المفكرين اجمعوا على ان هذه الدعوة كانت من وحي الانجليز وكان هذا المتنبئ وليد السياسة الانجليزية وغرسها.

ولهذا قال الدكتور محمد اقبال في حق هذا المتنبئ انه كان مريدا مخلصا للسادة الانجليز وانه يعتقد ان بهاء الاسلام ومجده في حياة العبودية وان سعادة المسلمين في ان لا يزالوا محكومين اذلاء بين يدي الانجليز وانه كان يعد حكومة الاجانب المستعمرين رحمة الهية لقد رقص ذلك الرجل حول الكنيسة ومضى لسبيله -

الكلمة الثالثة فى بذاءته وسلاطة لسانه

نقل بالسند الصحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا فى الاسواق۔ وعن ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذى رواهما الترمذى۔

ولكن هذا المتنبئ القاديانى لكان هجاء بذّاء سليطا طويل اللسان على المعاصرين وعباد الله الصالحين يقول فى رسالته التى وجهها الى علماء الهند وشيوخها الكبار باللغة العربية بعبارة ركيكة قال لعب علينا كل ذى غواية ونعق علينا كل ابن دايه محروم عن دراية وعوى كل خليع خلع الرسن ونبح كل كلب ولو كان كاليفن الى آخره۔

وقال فى المكتوب العربى الملحق بانجام آتهم ص۲۵۲ فى حق العلماء الراسخين والمشائخ الكاملين الذين كانوا شموس الهداية واليقين يقول مخاطبا للشيخ محمد حسين البٹالوى "فمنهم شيخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدهلوى عبد الحق رئيس المتصلفين ثم سلطان المتكبرين الذى اضاع دينه بالكبر والتوهين ثم الحسن الامروهى الذى اقبل على اقبال من لبس الصفاقة وخلع الصداقة واعتلقت اظفاره بعرضى كالذئاب وخلب بثوبى كالكلاب ونطق بكلم لا ينطق بمثلها الا شيطان لعين **وآخرهم الشيطان** الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد احمد الجنجوهى وهو شقى كالامروهى من الملعونين۔"

انظروا الى هذا المتنبئ والى خرافاته فى حق العلماء الربانيين الذين

كانوا جبال العلم وهكذا كانت عادته ليسب ويشتم كل من لا يؤمن به حتى قال في كتابه "آئينه كمالات اسلام ص ٥٤٧، ٥٤٨" اشار الى كتبه وكتب "تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون."

ومن امثلة اشعاره الهجائية في حق من لا يؤمن به ؎

ان العدى صاروا خنازير الفلا   نساؤهم من دونهن الاكلب[1]

ويقول في شعره عن الشيخ الشهير والعالم الكبير مهر على الگولروى الچشتى ؎

نقلت لك الويلات يا ارض جولرة   لعنت بملعون فانت تدمّر[2]

ويقول عن الشيخ سعد الله اللدهيانوى ؎

ومن اللئام ارى رُجيلا فاسقا   غولا لعينا نطفة السفهاء[3]
شكس خبيث مفسد ومزوّر   نحس يسمى السعد في الجهلاء
آذيتني خبثا فلستُ بصادق   ان لم تمت بالخزي يا ابن بغاء

الكلمة الرابعة في سبّه وشتمه النبيّ الصّادق المعصوم سيّدنا عيسىٰ عليه الصّلاة والسّلام وأُمّه الصّدّيقة

ان سيدنا عيسى على نبينا وعليه الصلاة والسلام كان من اولى العزم من الرسل وامّه صدّيقة - قال الله تعالى في حقهما ومريم ابنت عمران التي احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا وصدقت بكلمات ربها وكتبه وكانت من القانتين (سورة التحريم)

---

[1] نجم الثاقب ص ٢٠ [2] اعجاز احمدى [3] انجام آتهم ص

وقال الله تعالى واذ قالت الملٰئكة يٰمريم ان الله اصطفٰك وطهرك و
اصطفٰك على نساء العٰلمين (اٰل عمرٰن)

وقال الله تعالى وجعلنها وابنها اٰية للعٰلمين (الانبياء)

وقال الله تعالى انما المسيح عيسى بن مريم رسول الله وكلمته القٰها
الى مريم وروح منه (النساء)

وقال الله تعالى واذ قالت الملئكة يٰمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه
المسيح عيسى بن مريم وجيها فى الدنيا والاٰخرة ومن المقربين (اٰل عمرٰن)

وقال الله تعالى ولنجعله اٰية للناس ورحمة منا (مريم)

وقال الله تعالى ان هو الا عبد انعمنا عليه وجعلنٰه مثلا لبنى اسراءيل
(زخرف)

وقال الله تعالى ويعلمه الكتٰب والحكمة والتورٰىة والانجيل (اٰل عمرٰن)

وقال الله عزوجل واٰتينا عيسى بن مريم البينٰت وايدنٰه بروح القدس
(البقرة)

لكن على عكس هذه النصوص القطعية قال هذا المتنبئ ان سيدتنا مريم حملت من الزنا والعياذ بالله ثم اجبرها اهلها على النكاح لتستر هذه القبيحة -

قال فى كتابه "كشتى نوح. ص ١٦" انا اعظم المسيح بن مريم لانى بحسب الروحانية خاتم الخلفاء فى الاسلام كما كان المسيح بن مريم خاتم الخلفاء فى الاسرائيليين وكان ابن مريم هو المسيح الموعود فى سلسلة موسى وانا المسيح الموعود فى سلسلة محمد بهذه المناسبة انا اعظم من كنتُ تيميه ومن يقول انّى لا اعظم المسيح بن مريم هو المفسد المفترى بل وانا

اعظم اخوته الاربعة لان هؤلاء الخمسة من بطن ام واحدة وفوق ذلك انى اعظم واقدس اختيه لان هؤلاء الاكابر كلهم من بطن مريم البتول وشان مريم انها منعت نفسها مدة من النكاح وبعد ذلك نكحت بسبب حملها باجبار اكابر قومها وكان للناس الاعتراض عليها بانها نكحت فى عين حال حملها على خلاف تعليم التورية ونقضت عهد تبتلها من النكاح ووضعت اساس تعدد الازواج يعنى مع ان يوسف النجار كان ذا زوجة واحدة قبل ذلك ثم رضيت مريم بالنكاح معه وكانت هى زوجته الثانية ولكن اقول كان هذا كله بسبب الاعذار التى اتفقت فى ذلك الوقت وكانوا حينئذ احق بالرحمة والعطوفة لا ان يلزموا بالاعتراضات وقال هذا الكذاب فى حق سيدنا عيسى عليه السلام استهزاء ان اسرته كانت طاهرة مطهرة غاية التطهر كانت الثلث من جداته الابوية والاموية من الزوانى التى يكتسبن بالزنا وهذا عيسى قد تولد من دمائهن۔ (ضميمه انجام آتهم حاشيه ص۷)

ويقول فى كتابه نور القرآن ص۱۲ الاعتراض المتعلق بجدات عيسى الابوية والاموية هل تأملتم فى الجواب عنه اما نحن فقد تمللنا من التأمل وما جاء فى خيالنا الجواب الصحيح من ذلك۔ نعم الاله الذى كانت جداته متصفة بهذا الكمال انتهى

وقال فى المكتوبات الاحمدية ص۲۱، ۲۴ ج۳ كان من عاداته (اى المسيح) انه كان اكالا ما كان زاهدا ولا عابدا ولا متبعا للحق كان متكبرا معجبا بنفسه مدعيا للالوهية انتهى

وقال فى ضميمة انجام آتهم شردن ميله الى الزوانى وصحبته معهن بسبب

انه كان بينه وبينهن مناسبة جدّية والا فالرجل المتقى لا يستطيع ان يمكن الزانية ان تضع يدها النجسة على رأسه وتطيّب رأسه من الطيب الذى كان من كسب زناها وتمسح رجليه بشعرها فليفهم المتفهم من هذا طوره وعادته انتهى.

وقال هذا المتنبئ فی حق سیدنا عیسی علی نبینا وعلیه الصلاة والسلام " ولكن المسيح فی عصره لم يكن فائقاً فی صدقه على سائر الصادقين بل كان يحيى النبى افضل منه لانه لا يشرب الخمر وما سُمع منه ان المرأة الفاحشة تطيب رأسه من كسبها وتمسح بدنه بشعرها وما سُمع منه ان المرأة الشابة غير المحرمة تخدمه ولهذا سمّى الله تعالى فی كتابه يحيى باسم الحصور ولم يسمّ المسيح بهذا الاسم لان مثل هذه الوقائع كانت مانعة من تسميته باسم الحصور

(دافع البلاء ٹائٹل پیج اخری)

وكنتُ متحيراً فی ان الرجل المتملق الذليل بين يدى الانجليز كيف يسبُّ سيدنا عيسى عليه السلام لانى كنتُ اظن ان هذا هو السبب القوى لسخط الافرنجيين العيسائيين فكيف يباشره هذا الذى هو مهين ثم انى ظفرتُ على مكتوب مندرج فی تاليف ترياق القلوب ص ۳۰۸ و ۳۰۹ كتبه هذا المتنبئ الى الحكومة البرطانية فی ذالك الوقت وعنونه باقتراح العاجز الى حضرة الحكومة العالية، فازاح عنى هذا المكتوب ما اجده واظهر هذا المتنبئ ان بذاءته وسبّه فی حق سيدنا عيسى عليه السلام تحت حكمة عملية وداعية سياسية يريد بها ابراد نار غضب عامة المسلمين على الافرنجيين لاسيّما على المبشرين منهم.

قال هذا المتنبئ فی مكتوبه هذا ما ترجمته انا اعترف انه لما تشدد من بعض القسيسين والمبشرين كلامهم وتجاوز عن حد الاعتدال مقاله و

استعمل هؤلاء المبشرون فى حق النبى الكريم صلى الله عليه وسلم كلمات فضيحة مثلا انه قاطع الطريق وانه سارق .... (لا استطيع ان اذكر بعض الكلمات الآتية فتركت البياض) فخفت بعد ما طالعت مثل هذه الكتب والمجلات ان المسلمين الذين هم ارباب الثورة على الانجليز تشتعل نار قلوبهم على ضد الحكومة الانجليزية العيسائية فعلمت ان المناسب لاطفاء هذه الشعلة ودفع هذه الثورة ان يختار فى جواب هذه الطائفة التبشيرية شدة فى الكلام على خلاف عيسى عليه السلام كى لا يختل الامن فى المملكة وافتانى ضميرى ان السلوك على هذا المسلك الصعب يكفى فى اطفاء نار غضب المسلمين المتوحشين فقلتُ ما قلتُ فى عيسى عليه السلام وفزتُ بما رُمتُ (الى آخر ما قال)

الكلمة الخامسة فى الانموذج من تفاسيره

والآن اريد ان اذكر تحريفاته التفسيرية التى تفوّه بها هذا اللعين ۔

۱ تفسير اهدنا الصراط المستقيم يقول : يأتى امثال انبياء بنى اسرائيل من كان مثيل نبى من الانبياء سمّى باسمه فيسمّى مثيل موسى بموسى ومثيل عيسى بعيسى ولما كنت مثيل عيسى سميتُ باسم عيسى وذكر فى القرآن المجيد اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم اى يا الله اجعلنا مثيلين للرسل والانبياء ۔ (ازالة الاوهام ص۲۲۳ الطبعة الخامسة مؤلفه مرزا غلام احمد)

۲ تفسير قوله تعالى واتخذوا من مقام ابرٰهيم مصلّى ۔ يقول : هذه الآية تُشير الى ان الامة المحمدية كلما صارت فِرَقا كثيرة يُولد فى آخر الزمن ابراهيم فتكون الفرقة التى تتبع ابراهيم هى الناجية (كانه يريد انى ابراهيمُ الفرقة

القادیانیة التی تبعنی هی الناجیة) (والعیاذ بالله) (الاربعین ص۴)

نمبر ۳ تفسیر قوله تعالی ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة۔ یقول ینصر الله المؤمنین بظهور المسیح فی قرن من القرون الآتیة یکون عدده مساویا للبدر التام (یعنی فی القرن الرابع عشر الهجری) یرید نفسه (اعجاز المسیح ص۱۹۳)

نمبر ۴ تفسیر قوله تعالی یآدم اسکن انت وزوجک الجنة۔ یقول انا المراد بآدم والمراد بالجنة اختی۔ (تریاق القلوب ص۱۵۷)

نمبر ۵ تفسیر قوله تعالی وله الحمد فی الاولیٰ والآخرة۔ یقول: اُرِینَ فی هذه الآیة احمد ان المراد بالاولی رسولنا احمد المصطفی المجتبی والمراد بالآخرة احمد الذی یکون فی آخر الزمان اسمه المسیح والمهدی (یرید نفسه)

(اعجاز المسیح ص۱۳۶)

نمبر ۶ تفسیر قوله تعالی سبحٰن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله الآیة یقول: المراد بالمسجد الاقصی المسجد الذی فی قادیان مسجد المسیح الموعود (یرید نفسه)

(الخطبة الهامیة ص۲۰،۲۱ طبع جدید، ربوه)

نمبر ۷ تفسیر قوله تعالی هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق۔ یقول: هذه الآیة فی الحقیقة متعلقة بزمان هذا المسیح (یرید به نفسه)

(ازالة الاوهام ص۶۷۵ الطبعة الخامسة)

نمبر ۸ تفسیر قوله تعالی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد۔ لیس المراد به محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم بل المراد باحمد فی هذه الآیة هو المرزا غلام احمد۔ (ازالة الاوهام ص۶۷۵ الطبعة الخامسة)

نمبر ۹ وانا علی ذهاب به لقٰدرون۔ المراد به سنة ۱۸۵۷ء وهذا هو زمان

المرزا غلام احمد۔ (ازالة الاوهام ص۲۹۳ الطبعة الخامسة)

ص۱۰ (ا) جاء فی الحدیث ان سیدنا عیسٰی علیه السلام ینزل من السماء فی لباس اصفر اللون۔ لا یراد باللباس الثوب بل المراد منه المرض

(ازالة الاوهام ص۳۶ الطبعة الخامسة)

(ب) الرداءان الاصفران اللذان ذُكران المسیح ینزل فیهما هما الرداءان اللذان یشملانی الرداء الواحد یختص بالنصف الاعلی منی وهو مرض مثل وجع الرأس ودورانه وقلة النوم ومرض القلب وغیر ذلك والرداء الآخر یختص بنصفی الاسفل وهو داء السكر البولی الذی اخذ بذیلی منذ مدة مدیدة ربما احتاج الی البول فی الیوم او اللیلة مائة مرة۔ (اربعین ص۱۱۳)

وقال هذا المتنبئ افتراء علی الله ان الآیات المسطورة فی الذیل نزلت فی شأنی والعیاذ بالله۔

وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی (ضمیمة حقیقة الوحی ص۷۹)

دنی فتدلی فكان قاب قوسین او ادنی (ایضاً ص۸۱)

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونی یحببكم الله (ایضاً ص۸۱)

انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر (ایضاً ص۸۳)

انا اعطینك الكوثر۔ (ایضاً ص۸۶)

اراد الله ان یبعثك مقاما محمودا۔ (الاستفتاء ص۸۶)

لعلك باخع نفسك ان لا یكونوا مؤمنین۔ (حقیقة الوحی ص۸۰)

ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی۔ (الاربعین ص۳۲)

وما كان الله لیعذبهم وانت فیهم (دافع البلاء ص۶)

واصنع الفلك باعیننا ووحینا۔ (ایضاً ص۱۶)

وما ارسلنك الا رحمة للعلمين ۔ (حقيقة الوحی ص ۸۲)

الكلمة السادسة فی الانموذج من ضلالاته

۱ كتب المرزا غلام احمد القاديانی كتابا فی صداقة الاسلام واعلن ان هذا الكتاب يكون فی خمسين جزءاً واستلم ثمن خمسين جزأً من المشترين قبل طبعها فلما طبع اربعة اجزاء وارسلها الی المشترين تغفل عن سائرها وسكت فلما طالبه المشترون علی الجد فبعد ثلثة وعشرين سنة طبع الجزء الخامس منه وكتب فی اوله انه قد اوفی وعده السابق وتم وعد خمسين بالجزء الخامس لان الفرق بين الخمس والخمسين يكون بالصفر (والصفر لا اعتبار له) فاوفيتُ ما وعدتُ)

(البراهين الاحمديه ص ۷)

۲ كانت امرأة فاحشة تكتسب من زناها فجمعت اموالا كثيرة ثم تابت توبة فاستفتی اهلها من العلماء عن هذا المال الذی اكتسبت بزناها فاجاب العلماء بانه لا يجوز استعمال هذا المال وهو حرام فطلب منهم المرزا غلام احمد هذا المال وتسلمه منهم فلما اعترض المسلمون وقالوا ان مدعی النبوة ليأكل المال الحرام فاجاب بان المالك للمال فی الحقيقة هو الله تعالی والعبد نائب عنه فاذا عصی العبد مالكه يعود المال علی مالكه فبهذا السبب لا يكون العبد وقت عصيانه مالكا لهذا المال وانما المالك هو الله تعالی فليس بحرام انتهی ۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم ۔

(آئينه كمالات اسلام ص ۳۸۳ طبع لاهور)

اللهم دمر هذه الفتنة واهلها واحفظنا وجميع المسلمين منها ۔ يارب العلمين ۔

اللهم تقبل منا انك انت السميع العليم ۔

الخامس من ذی القعدة سنه ۱۳۸۷ھ

جماعة تحفظ ختم النبوة

لما ظهرت الفتنة القاديانية في الهند وانتشرت فيها بتأييد الحكومة الانجليزية حتى توجهت الى البلاد العربية الاسلامية وبدأت تتسرب في العراق وسوريا وتنتشر في اندونيشيا ومن اعظم امانيها واكبر اهدافها ان تنتشر في جزيرة العرب مهد الاسلام ومركز دعوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم۔ توجه علماء المسلمين ورجال الدعوة الاسلامية الى دفع هذه الفتنة من اول تأسيسها وعلى رأس هذه الطائفة العلامة السيد محمد انور الكشميري رئيس المدرسين بدار العلوم الديوبندية ومولانا السيد عطاء الله شاه البخاري ومولانا حبيب الرحمن اللدهيانوي رحمهم الله تعالى والآن تخلفهم جماعة تسمى بمجلس تحفظ ختم النبوة رئيس هذه الجماعة الخطيب الشهير والمجاهد الكبير مولانا محمد على الجالندهري الذي امرني بتسويد هذه الاوراق۔ هذه الجماعة تدافع عن هذه الفتنة الضالة اقوى دفاع وتلتهب غيرةً على الاسلام وكرامة الرسول صلى الله عليه وسلم۔

هذه الجماعة لها اعضاء من العلماء الكبار ما يبلغ عددهم الى ثلثين يؤدون فرائض تبليغ الاسلام في اقطار مملكة باكستان بل وخارج المملكة ايضا حتى ان الامين العام لهذه الجماعة مولانا لال حسين اختر الآن في اوربا يريد ان ينتظم امر المسلمين هناك ليكونوا على حذر من

الطوائف القاديانية التى توجه دعوتها فى مسلمى اوربا وافريقيا۔

ان جماعة ختم النبوة اشاعت الكتب الكثيرة فى ردّ القاديانية و اذاعت كتاب القاديانى والقاديانية باللغة العربية ليعلم علماء العرب حقيقة هذه الفتنة حتى يصح لهم الحكم عليها ويمكنهم نقدها وتزييفها

حركة هذه للجماعة صارت سببا لاجماع العلماء على تضليل القاديانيين وتكفيرهم حتى اصدرت مراكز الفتاوى احكاما صريحة بكفرهم وارتدادهم واصدرت المحكمة الحكومية فى بهاولفور سنة ۱۹۳۵م بعد مناقشة طويلة الحكم بكفرهم وحرمة نكاح المسلمة بالقاديانى وكتب القاضى (جج) محمد اكبرخان ان نكاح عائشة بنت الٰهى بخش مع عبد الرزاق القاديانى باطل لارتداده وبالجملة هذه الجماعة لها منن كثيرة على المسلمين كثّرها الله و ادامها لترويج الدين القويم۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخر کا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

جواب محضر نامہ

(مرزائی قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں)

شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ . اما بعد

۱۹۷۴ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ قومی اسمبلی پاکستان کے معزز رکن تھے۔ قادیانیوں نے قومی اسمبلی میں اپنا محضر نامہ پیش کیا۔ اس کے مقابلے میں آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے ’’موقف ملت اسلامیہ‘‘ پیش کیا۔ (جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے) مجلس عمل کی طرف سے امت مسلمہ کے موقف کو پیش کرنے اور اسمبلی میں پڑھنے کی سعادت حق تعالیٰ نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو نصیب فرمائی۔ جبکہ قادیانی جماعت کے محضر نامہ کے جواب تیار کرنے، کتاب مرتب کرنے اور اسمبلی میں پڑھنے کی سعادت حق تعالیٰ نے بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے مقدر میں لکھی تھی۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، علامۃ الدھر علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں پڑھانے کا اعزاز بھی آپ نے حاصل کیا۔ تقسیم سے قبل مجلس احرار اسلام ہند کے ممتاز رہنماؤں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ’’کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام‘‘ کی بنیاد رکھنے اور خون جگر سے اس کی آبیاری کرنے والے سرفروش گروہ میں آپ پیش پیش ہیں۔ ایک زمانے میں پاکستان میں آپ علماء حق کے قافلہ کے سرخیل تھے۔ قادیانیت کے خلاف آپ کے گرانقدر کارنامے تاریخ ختم نبوت کا روشن باب ہیں۔ جواب محضر نامہ پر آپ کے علاوہ آپ کے دو گرامی قدر رفقاء مولانا عبدالحکیم ہزارویؒ، ایم این اے اور مولانا عبدالحقؒ بلوچستانی ایم این اے کے بھی دستخط تھے۔ جواب محضر نامہ حضرت ہزارویؒ کی باقیات الصالحات میں سے ہے۔ جسے شائع کرنے کی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ فللحمد اللہ اولاً و آخراً۔

فقیر...... اللہ وسایا

۱۰ دسمبر ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

مرزائی قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں

قومی اسمبلی کو فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے

قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر احمد آف ربوہ نے بتاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۷۴ء کو اپنی پارٹی سمیت، پاکستان کی قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے (جو تمام ممبران قومی اسمبلی پر مشتمل ہے) زیر جواب بیان دیا۔ یہ بیان انھوں نے دو دن میں مکمل کیا۔

اس کے بیان کے چند عنوان یہ ہیں:

پہلا عنوان

''ایوان کی حالیہ قراردادوں پر ایک نظر ہے'' اس کے ذیل میں خلیفہ قادیانی نے ایک غلطی یہ کی ہے کہ صرف دو قراردادوں کا ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے ان کو اطلاع ہی ایسی دی گئی ہو۔ مگر رہبر کمیٹی میں حضرت مولانا عبدالحکیمؒ صاحب ایم این اے اور مولانا عبدالحقؒ صاحب ایم این اے بلوچستانی اور میں نے بھی ایک قرارداد پیش کی ہے (قرارداد ہذا کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)۔ خلیفہ ربوہ نے ایک اصولی سوال اٹھایا ہے کہ آیا کسی اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی شخص سے یہ بنیادی حق چھین سکے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو۔ یا مذہبی امور میں دخل اندازی کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ کسی جماعت یا فرد کا کیا مذہب ہے؟ ربوہ جماعت کی طرف سے کہا گیا کہ ہم ان دونوں باتوں کو نہیں مانتے۔ اس سلسلے میں انھوں نے اقوامِ متحدہ کے دستور، انجمنوں اور اسی طرح پاکستانی دستور دفعہ نمبر ۲۰ کی آڑ لی ہے۔

مرزائیوں کو جواب

(۱) یہی پہلا اور بنیادی فرق ہے کہ جو مرزائیوں اور مسلمانوں میں ہے۔ مسلمان اپنے فیصلے صرف قرآن و شریعت کی روشنی میں کرنا چاہتے ہیں اور اسی کو قانونِ زندگی کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ مگر مرزائی اقوامِ متحدہ کو دیکھتے ہیں۔ کبھی عالمی انجمنوں کو اور کبھی انسان کے بنائے ہوئے دستور اور قانون کو ہم تو تمام امور میں صرف دین اور اس کے فیصلے کو دیکھتے ہیں۔

نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

میں نہ رات ہوں نہ رات کا پجاری کہ خواب کی باتیں کروں۔ میں جب آفتاب (آفتابِ رسالت) کا غلام ہوں تو میری باتوں کا مآخذ وہی آفتاب ہوگا۔

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا ہے۔ مگر جھوٹے دعوے کی لاج بھی وہ اور اس کے جانشین نہیں رکھتے۔ پیغمبر تو دنیا بھر کے قوانین کو بدلتے آتے ہیں اور ساری دنیا کو اپنے پیچھے چلانا چاہتے ہیں۔ **وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله**۔ (نساء۶۴)
''اور ہم نے جو بھی پیغمبر بھیجے اسی لیے کہ لوگ خدا کے حکم سے اسی کی پیروی کریں۔''

تو ہم کو تو قرآن وحدیث کی رو سے دیکھنا ہے کہ مرزائی غیر مسلم ہیں یا نہیں؟ اور اس مسئلے میں کسی بھی مسلمان کو شک نہیں ہے۔ صرف قانونی شکل دینے کی بات ہے۔

(۲) آپ کی نظر ہمیشہ صحابہ کرامؓ سے دور رہی ہے ورنہ آپ دنیا کی اسمبلیوں کو دیکھنے کی بجائے مسلمانوں کی سب سے پہلی اسمبلی انصار ومہاجرین کو دیکھتے۔ کیا انصار ومہاجرین کے مشورے، اسلامی روشنی میں نہ ہوتے تھے؟ مگر آپ سے یہ توقع ہی نہیں کہ آپ صحابہ کرامؓ کے راستے پر چلیں۔ ورنہ انصار ومہاجرین کی اسمبلی نے منکرین زکوٰۃ ومنکرین ختم نبوت سے مسلمان کہلانے کا حق چھین کر ان سے جہاد کیا تھا۔

(۳) مرزائی خلیفہ نے یہ کہہ کر کہ مسلمان ممبران اسمبلی کو مذہبی فیصلے کرنے کی اہلیت ہے یا نہیں؟ ممبران اسمبلی کی سخت توہین کی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ اور مسلمان بھی وہ جن کا کھلا دعویٰ ہے کہ ''ہمارا دین اسلام ہے۔'' کیا یہ ممبر صاحبان اتنا بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کون ہے اور غیر مسلم کون؟ مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کافر وہی ہوتا ہے جو ضروریات دین اور قطعیات دین کا انکار کرے۔ (مسلمان کی تعریف کی بحث آگے آتی ہے)۔ کیا کوئی ممبر اسمبلی یہ نہیں جانتا کہ پانچ ارکان اسلام فرض ہیں؟ کیا کوئی مسلمان نہیں جانتا کہ توحید ورسالت پر ایمان لانے کے سوا تمام پیغمبروں، آسمانی کتابوں، فرشتوں، قیامت، تقدیر، اور دوبارہ زندگی کو دل سے قبول کرنا بھی جزو ایمان ہے؟ کیا کوئی مسلمان اس میں بھی شک کر سکتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اب نہ براہ راست کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے نہ کسی کی متابعت سے؟ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کے تقریباً ۱۴ سو سال میں جس کسی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کو اہل اسلام نے ہرگز معاف نہیں کیا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی حضور ﷺ میں فنا ہو چکے تھے۔ اس لیے وہ عین محمد بن کر نبی ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) بہر حال اسلام کے بدیہی مسائل کو اسمبلی کے تمام ممبران سمجھتے ہیں اور تجربہ رکھتے ہیں بلکہ وہ مرزا ناصر احمد سے بھی زیادہ

سمجھتے ہیں۔

(۴) پاکستان اسمبلی نے پاکستان کا مملکتی مذہب اسلام قرار دیا ہے۔ کیا مرزا ناصر احمد ہم کو امریکہ اور لندن کا مقتدا بنانا چاہتے ہیں؟

(۵) پاکستان اسمبلی نے فیصلہ کر دیا ہے کہ پاکستان کا صدر اور وزیر اعظم مسلمان ہوگا اور اس کو ختم نبوت اور قرآن وحدیث کے مقتضیات کو ماننے کا حلف اٹھانا پڑے گا۔ (شاید مرزائیوں کو اس سے بھی تکلیف ہوئی ہو۔)

(۶) بھلا جس اسمبلی کو دستور و آئین بنانے کا حق ہے اس کو اس میں ترمیم کا حق کیوں نہ ہو؟ کیا یہ بات دستور میں نہیں ہے؟

(۷) تعجب ہے کہ اقل قلیل اقلیت کو اجازت ہو کہ وہ کروڑوں کی اکثریت کو کافر کہے اور اکثریت کو قطعاً حق نہ ہو کہ وہ ان مٹھی بھر تازہ پیداوار اور مخصوص اغراض کے لیے کھڑے ہونے والوں کو غیر مسلم کہے؟ ہم کو حق ہے کہ اسمبلی کے اندر اپنے حق کا مطالبہ کریں یا اسمبلی سے باہر۔ پاکستانی حکومت اسمبلی کا نام ہے اور اسمبلی عوام کی نمائندہ ہے۔ ان کا فرض ہے کہ ملک کے نفع ونقصان پر سوچیں۔

(۸) ہم نے کب کہا ہے کہ آپ کو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا حق نہیں؟ آپ بے شک اپنے کو نصرانی، عیسائی، قادیانی، احمدی، مرزائی وغیرہ مذاہب کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ مگر جب آپ کو یہ حق ہے تو ۹۹ فی صد اکثریت کو کیوں یہ حق نہیں کہ وہ اس پاک مذہب کی طرف منسوب ہو جس میں سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کو نبی بنانا کفر ہو اور ایسا سمجھنے والے کو اپنے سے خارج سمجھیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اقل قلیل جو چاہے کہے اور کرے اور غالب اکثریت صُمٌّ بُکْمٌ بنی رہے اس کو بات کرنے کی اجازت نہ ہو۔

(۹) آپ جس مذہب کی طرف چاہیں منسوب ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر بھی کہیں۔ پھر انہی مسلمانوں کے نام سے عہدوں، منصبوں اور مختلف ملازمتوں پر قبضہ بھی کریں۔ آپ جب کروڑوں مسلمانوں کو مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور اسی طرح آپ کے غیر اسلامی عقیدوں کی وجہ سے مسلمان بھی آپ کو مسلمان نہ سمجھیں تو اب رونے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو آپ کی بات پوری ہو رہی ہے ”نہ تم ہم میں سے اور نہ ہم تم میں سے۔“

(۱۰) آپ نے اسمبلی کے اختیارات پر بڑی تنقید کی ہے، مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اسمبلی قوم کی نمائندہ جماعت ہے۔ اس کو قوم کی نمائندگی کرنی ہے۔ جب قوم کا ایک متفقہ مطالبہ

ہے تو وہ خود اسمبلی کا مطالبہ ہو جاتا ہے اور اس کے فرائض میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۱۱) آپ کو یہ خیال تو چٹکیاں لے رہا ہے کہ سیاسی جماعتیں سیاسی منشور پر اسمبلی میں آئی ہیں، مگر آپ پاکستان کی بنیاد بھول جاتے ہیں کہ پاکستان کا معنیٰ کیا ہے؟

کیا پاکستان مسلم قومیت کے نام سے نہیں بنا؟ کیا مسلم قومیت کی بنیاد مذہب پر نہیں ہے؟ اور کیا حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور علامہ اقبالؒ کا نزاع لفظی ہو کر ختم نہیں ہو گیا تھا؟ اور کوئی مسلمان اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دین اسلام، اعتقادات، معاملات، عبادات اور سیاسیات سب پر حاوی ہے؟ اور اب تو حکومت ہی عوامی ہے اور عوامی خیالات اور معتقدات کی ترجمان۔ پھر اس کو کیوں عوامی مطالبات پر خاص کر جو مذہبی ہوں غور کرنے کا حق نہیں ہے؟ جبکہ سرکاری مذہب ہی اسلام ہے۔

(۱۲) مرزائی جماعت کا مسئلہ فسادات کی وجہ سے زیر بحث نہیں بلکہ یہ چالیس سال سے زیادہ سے مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سب کو معلوم ہے۔ ہاں حالیہ فسادات اور فسادی مرزائیوں کی خرمستی نے اس کو قوت دے دی بلکہ ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں نے یہ فساد اور مسلمانوں کے پرامن جلوسوں پر گولیاں ہی دشمنان ملک کے ایماء پر چلائی ہوں۔ تاکہ پاکستان دو طرفہ مشکلات میں بھی گھرا ہو، اور اندر فسادات ہوں اور دشمن اپنا الو سیدھا کر سکے۔

مرزا ناصر احمد کا اقرار

دوران جرح میں جب مرزا ناصر احمد نے یہ کہا کہ جو شخص اپنے کو مسلمان کہتا ہے کسی دوسرے شخص یا اسمبلی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس کو غیر مسلم قرار دے۔ جب اسی سلسلہ میں محترم اٹارنی جنرل نے ان پر سوال کیا کہ ایک شخص پہی اور عیسائی ہے لیکن وہ غلط طور سے مفاد کی خاطر اپنے کو مسلمان کہتا ہے اور اس کی یہ فریب دہی اور بے ایمانی دیکھ کر اس کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا جاتا ہے تو کیا عدالت کو یہ حق نہیں ہے کہ قطعی ثبوت ملنے کے بعد اس کے فریب کا پردہ چاک کر کے اس کو غیر مسلم، پہی یا عیسائی قرار دے دیں؟

مرزا ناصر احمد نے بڑی بڑی ٹال مٹول کے بعد عدالت کے اس حق کو تسلیم کیا۔ گویا اس طرح مرزا ناصر احمد نے اقرار کر لیا کہ کسی با اختیار ادارے کو یہ حق حاصل ہے کہ نبوت کے بعد وہ کسی شخص کے دعوے کو غلط قرار دے دے۔

اب اس اقرار کے بعد قومی اسمبلی کو جس کا کام قانون سازی ہے یہ حق کیوں حاصل نہیں

کہ وہ مرزائیوں کے غلط دعویٰ اسلام کا بھانڈا پھوڑ کر عوام کو ان کے فریب سے بچائے؟

فرضی باتیں

آپ (مرزا ناصر) نے صفحہ چار پر انسان کے بنیادی حق اور دستور کے عنوان سے فرضی باتیں لکھ کر اپنا دل خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر آپ یقین کریں کہ دنیا کی کسی حکومت نے اب تک اس قسم کے سوالات نہ اٹھائے نہ امکان ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ کو بھارت کا خطرہ ہے۔ مگر وہاں بھی مسلمان ان کے مقابلہ میں ایک ہیں اور ایک ہی بات کہتے ہیں۔

کہتے ہیں چوہے کی نظر ایک بالشت تک ہوتی ہے اس سے آگے نہیں دیکھ سکتا۔ مرزائیوں کو معلوم نہیں کہ خانہ کعبہ میں اہل اسلام کس طرح اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ پھر بھارت میں کس طرح تمام مسلم جماعتیں اکٹھی ہو کر بھارتی گورنمنٹ کے سامنے اپنی بات رکھتی ہیں؟ پھر لاہور میں ماضی قریب میں کس طرح دنیا بھر کے سربراہان اسلام نے جمع ہو کر مرزائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کے سینے پر مونگ دلے؟

مسلمانوں کو ڈراوا

مرزا ناصر احمد نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بہت سے نقصانات صفحہ ۴، ۵ پر گنائے ہیں اور یہ صرف رونے کے مترادف ہے ورنہ ہمیں قرآن و حدیث اسلام و شریعت کو دیکھنا ہے۔ نہ یہ کہ دوسرے کیا کرتے ہیں اور اگر خود مسلمانوں کی مذہبی صلابت اور مضبوطی دوسرے دیکھیں تو ان کو بھی ہمارا لوہا ماننا پڑے۔ جیسے کہ خیر القرون میں تھا۔

مرزا ناصر احمد نے عیسائی حکومتوں کی عددی اکثریت کا ذکر کر کے وہاں کے مسلمانوں کو شہری حقوق سے محروم کرنے کا ڈراوا بھی سنایا ہے۔ دراصل تحریک رد مرزائیت اور قوم کی مشترکہ آواز کے مقابلے میں اب ان (مرزا ناصر) کو سوچنے اور سمجھنے کا ہوش بھی نہیں رہا۔ مرزا ناصر یہ کس نے کہا کہ ہم مرزائیوں کو ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے شہری حقوق بھی غصب کر لیں گے؟ کیا اسلام نے کافر رعایا کی جان و مال اور عزت و آبرو بلکہ ان کے معابد کی آزادی کی ضمانت نہیں دی؟ نہ ہم یہ معاملہ عیسائیوں سے کر رہے ہیں اور نہ مرزائیوں سے کریں گے۔ ہمارے ہاں پرانے مسیحی اور نئے مسیحی دونوں کے جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمے ہے۔ بشرطیکہ وہ ذمی بنے رہیں۔ اگر بغاوت کریں گے تو پھر ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔

ایک خطرناک دھوکہ:

ایک خطرناک دھوکہ صفحہ ۶ پر یہ دیا گیا ہے کہ "اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو دنیا کے تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں کے متعلق ان کے عہد کی اکثریت کے فیصلے قبول کرنے پڑیں گے۔" یہ کھلا دھوکا ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام جامع مذہب ہے اس میں مغلوب یا اقلیت میں ہونے کے وقت کے لیے بھی راہنمائی موجود ہے اور غلبہ اکثریت میں ہونے کے وقت کے لیے بھی احکام موجود ہیں۔ لیکن پیغمبروں کا ذکر اپنی روایتی گستاخی کی طرح خوامخواہ درمیان میں لا کر اپنا شوق پورا کیا ہے۔ اب اوپر کی عبارت دوبارہ پڑھیں کہ "آیا ان کے زمانے کی اکثریت یعنی غیر مسلم اکثریت کے فیصلے انبیاء علیہم السلام نے مانے۔" اگر مرزا ناصر احمد یہ لکھ دیتے تو اپنے اوپر فتویٰ کفر کی ایک دفعہ کا اضافہ کرا دیتے۔ مگر انھوں نے بڑی ہوشیاری سے لکھا کہ اکثریت کے فیصلے قبول کرنے پڑیں گے۔ مرزا ناصر! یہ فیصلے آپ قبول کریں! ورنہ دنیا کا کوئی مسلمان کافر اکثریت کے فیصلے پیغمبروں کے خلاف قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دارالندوہ (مکہ معظمہ میں قریش کی اسمبلی) نے حضورﷺ کے خلاف فیصلے کیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کے زمانہ کی کافر حکومتوں نے جو اس وقت کے رواج کے مطابق عوام کی نمائندہ تھیں، پیغمبروں کے خلاف فیصلے کیے۔ جن کو انھوں نے تسلیم نہیں کیا، اور آج ہم اکثریت میں ہو کر اقلیت کے غیر شرعی مسائل کو نہ ٹھکرائیں؟ نہ غیر مسلم حکومتوں کے فیصلے بغیر قوت حاصل کرنے کے روکے جا سکتے ہیں۔ نہ اسلام ہم کو اس کے لیے مجبور کرتا ہے اور نہ ہم دوسروں کے کاموں کے خدا تعالیٰ کے ہاں ذمہ دار ہیں۔ ہم کو اپنے ہاں اور اپنے حدود اختیار واقتدار میں شریعت کی روشنی میں فیصلے کرنے ہیں۔

لا اکراہ فی الدین کے قرآنی ارشاد سے دھوکہ:

مرزا ناصر احمد نے اپنے سارے بیان میں یہی ایک بات صحیح کی ہے کہ کسی کا مذہب جبراً تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ آیت کا مفہوم بھی یہی ہے۔ مگر اپنے روایتی فریب کو یہاں بھی کام میں لائے کہ "زبردستی کسی مسلمان کو غیر مسلم قرار دینا بھی جبکہ وہ اسلام پر شرح صدر رکھتا ہو۔ اس آیت کی نافرمانی میں داخل ہے" یہاں آیت کریمہ بھی قطعی ہے اور اس کا مطلب بھی واضح ہے۔ بھلا جس شخص نے دل سے اسلام کو قبول نہیں کیا۔ اس کو مسلمان بنا کر کیا کریں گے اور وہ مسلمان کیسے ہوگا؟ یہ درست ہے۔ مگر ہم نے کب کہا ہے کہ مرزائی کو جبراً مسلمان کرو۔ آپ

اپنی مرزائیت پر رہ کر اپنا شوق پورا کرتے رہیں۔ ہم آپ کو قطعاً تبدیل مذہب کے لیے مجبور نہ کریں گے۔ لیکن آپ کو مسلمان نہ سمجھنا یہ ہمارا اعتقاد اور مذہب ہے۔ کیا آپ اکثریت کو اس کے اپنے اعتقاد پر رہنے اور قانونی طور سے اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دیتے؟ یہ سوچنا قومی اسمبلی کا کام ہے، جس کے سامنے سب سے پہلا اور بڑا کام قانون شریعت ہے۔ کہ آیا وہ آپ جیسی اقلیت کو مسلمان کے نام سے اکثریت کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت دے یا آپ کو اسلام کی روشنی میں آپ کے ہی اقوال و اعتقادات کے پیش نظر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ۹۹ فیصد کے حقوق غصب کرنے سے روک دے، اور اس دھوکہ سے کہ نکاح، جنازہ وغیرہ کے احکام میں کھلم کھلا اسلامی اصول کی خلاف ورزی ہو۔ قوم کو نکال دے۔ اگر آپ اپنے کافرانہ مذہب پر قائم رہیں ہم آپ پر جبر نہ کریں گے۔ مگر ہمیں اپنے اصول کے تحت جھوٹے نبوت کے مدعیوں اور ان کے پیروکاروں اور اس کو مجدد ماننے والوں کو غیر مسلم تصور کرنے دیں۔ کیا دنیا بھر کے مسلمان مرزائیوں کو اسلام سے خارج نہیں کہتے؟ اور کیا آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی کو تکفیر عمومی کا یہ شوق نہیں چرایا؟ پھر بات تو ختم ہے۔ اب صرف بات اس قدر ہے آپ چاہتے ہیں کہ اسی طرح دو قومیں ہوتے ہوئے ہم مسلمان کے نام سے ان کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے رہیں اور ملک میں نفاق اور فساد جاری رہے۔ پھر کیوں نہ اس کو قانونی جامہ پہنا کر ہمیشہ کے لیے ختم کرا دیا جائے۔ پھر آپ اپنے لیے آزادی چاہتے ہیں اور ہمارے لیے پابندی، ہم سرور عالم ﷺ کی معراج جسمانی، حیات عیسیٰ ابن مریمؑ اور ختم نبوت کے منکر کو مسلمان کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیا آپ ہم کو اپنا عقیدہ بدلنے کے لیے مجبور کر کے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کے خلاف نہیں کر رہے۔؟

آیت کریمہ سے غلط مطلب براری:

مندرجہ آیت کریمہ سے قتل مرتد کے اسلامی مسئلہ کے خلاف بھی کام لیا جاتا ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے، جب ایک شخص پاکستان کی رعیت نہیں اس پر کوئی پاکستانی قانون لاگو نہیں۔ مگر جب وہ خود پاکستانی بن جائے اور یہاں کے سارے قوانین کی پابندی کو مان لے۔ پھر اس کی خلاف ورزی پر اس کو سزا دی جائے گی۔ اسی اصول پر زنا، چوری، ڈاکہ، قتل، بغاوت اور ارتداد وغیرہ کی سزاؤں کا دارومدار ہے۔ یہ اسلام کے اندر رہنے والوں کے لیے ہے، لیکن کسی باہر والے شخص کو اسلام لانے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہی آیت کریمہ کا مفہوم ہے۔

سلام کرنے والے کو مومن نہ کہنے کا حکم:

قرآن کی اس آیت سے بھی مرزا ناصر احمد نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر ہم یہ بحث مسلمان کی تعریف میں کریں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ) حضرت اسامہؓ کی حدیث بھی ناصر احمد نے نقل کی ہے کہ جنگ میں ایک شخص نے کلمہ پڑھا۔ انھوں نے پھر اس کو قتل کر دیا۔ اس پر سرور عالم ﷺ نے خفگی کا اظہار فرمایا۔ اس پر بھی مسلمان کی تعریف کے وقت روشنی ڈالی جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

تہتر فرقوں والی حدیث

مرزا ناصر احمد نے نکتۂ استحقاق پیش کیا ہے کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

ستفرق هذه الامة على ثلاث وسبعين فرقة كلها فى النار الا واحده o

(مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

"یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب فرقے آگ میں ہوں گے سوائے ایک کے۔"

یہاں مرزا ناصر نے اگلے لفظ کھا لیے ہیں مگر آگے چل کر مودودی صاحب کے ترجمان القرآن جنوری ۱۹۴۵ء سے نقل کیا ہے اس کے آخر میں باقی الفاظ نقل کر دیے ہیں۔

قالوا من هى يارسول الله قال ماانا عليه واصحابى o

"صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہو۔"

صفحہ ۱۰ پر مرزا ناصر نے مودودی صاحب کی تحریر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ مودودی صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "اس حدیث میں اس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طور پر بیان کر دی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے طریق پر ہوگی۔ دوسری یہ کہ نہایت اقلیت میں ہوگی۔" مرزا ناصر کا نکتۂ استحقاق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان کے بالکل برعکس اپوزیشن کے علماء کی طرف سے پیش کردہ ریزولیشن یہ ظاہر کر رہا ہے کہ امت مسلمہ کے بہتر فرقے تو جنتی ہیں اور صرف ایک دوزخی ہے جو قطعی طور پر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی حدیث مبارک کے خلاف اور آپ کی صریح گستاخی ہے۔

یہاں گویا مرزا ناصر گھبرا رہے ہیں کہ صرف وہی جہنم کے ایندھن ہوں گے باقی سب جنتی ہیں۔ یہ تمام تقریر بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ اس حدیث میں بہتر فرقوں کے ناری اور ایک کی نجات کا ذکر ہے۔ یہ جنتی اور دوزخی ہونے کے بارہ میں ہے اور ظاہر ہے کہ بعض گناہ گار مسلمان بھی ایک بار جہنم میں داخل ہوں گے۔ بہر حال اس حدیث میں کافر اور مسلم کے الفاظ نہیں بلکہ دوزخی اور جنتی کے ہیں۔ اب ان دونوں نے اس حدیث سے غلط فائدہ اٹھایا اور خواہ مخواہ عوام کو دھوکہ دینے کی کوششیں کی ہیں۔

بہتر اور تہتر فرقے:

نہ یہ تہتر واں فرقہ تمام بہتر فرقوں کو کافر کہتا ہے نہ وہ بہتر فرقے اس تہترویں فرقے کو کافر کہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان فرقوں میں سے کوئی آدمی حد سے گزر کر صاف کفریہ عقیدے رکھے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ ان بہتر فرقوں کے ساتھ خاص نہیں۔ تہترویں فرقۂ اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد بھی اگر کسی بدیہی اور قطعی عقیدے کا انکار کرے تو وہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مثلاً ختم نبوت کا انکار کر دے یا زنا اور شراب کو حلال کہے۔ بہر حال اس حدیث کا کفر و اسلام کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں اور مرزائیوں کا مسئلہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیت ہیں وہ قطعی کافر ہیں۔ انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان رکھا ہے۔ یہ حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں، معراج جسمانی کے منکر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کو قطعی کہتے اور اس پر قرآن کی طرح ایمان رکھتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کی توہین کرنے والے کو مجدد اور مسیح کہتے ہیں۔ ان کو کون ان بہتر فرقوں میں داخل کرتا ہے؟ بلکہ یہ ان سب سے خارج اور قطعی کافر ہیں۔ ہم نے یہ جو لکھا ہے کہ مرزا ناصر نے مودودی صاحب کی تحریر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے اس لیے کہ مودودی صاحب نے بقول مرزا ناصر احمد کے یہ لکھا ہے کہ ناجی فرقہ کی علامت یہ ہے کہ وہ نہایت اقلیت میں ہوگا۔ حالانکہ سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اتبعو السوا دالاعظم فانه من شذشذفی النار o

(مشکوۃ ص ۳۰ باب الاعتصام با لکتاب السنۃ)

''بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔ اس لیے جو علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔''

پھر اپنے اس فریب کو ان الفاظ میں چھپایا اور ''اس معمور دنیا میں اس کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی۔''

معمور دنیا میں تو کافر بھی ہیں جو زیادہ ہیں اور حدیث جو بڑے گروہ کے ساتھ رہنے کا حکم دیتی ہے۔ تو کیا وہ کفار کے ساتھ بھی رہنے کا یہی حکم دیتی ہے۔ یہ ہیں چودھویں صدی کے مجتہد، مجدد اور خود ساختہ خلفاء۔ درحقیقت مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمانوں ہی میں بڑی جماعت اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بڑی جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ چودہ سو سال گزرنے پر بھی دنیا بھر کے مسلمانوں میں صحابہ کرامؓ کا اتباع کرنے والوں کی کثرت ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت ہیں۔ مگر اس حدیث میں باقی بہتر فرقوں کو کافر نہیں کہا گیا۔

مرزائیوں سے نزاع کفر و اسلام کا ہے۔ اس لیے مرزا ناصر احمد کا یہ نکتۂ استحقاق بالکل غلط ہے۔ انھوں نے صرف مودودی صاحب کی عبارت سے اپنی اقلیت کو اشارۃً حق پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یا غلط امید رکھی ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے کہ مودودی صاحب نے بھی صحابہؓ کو معیار حق نہ مان کر اس حدیث کے معنی سے بغاوت کی ہے اور اقلیت کی بات اپنی طرف سے گھسیڑ کر اپنی مٹھی بھر جماعت کو مرزائیوں کی طرح برحق ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔

•

صفحہ ۱۱ فضول ہے

مرزا ناصر احمد نے محضرنامے میں صفحہ ۱۱ پر اپنی گزشتہ تحریروں کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ صرف احتیاط کا وعظ ہے اور غیر جانبدار دنیا میں تضحیک کا واویلا کر کے ڈرانے کی کوشش کی ہے۔

مرزا ناصر احمد سے

ہم بھی مرزا ناصر کو وعظ کرتے ہیں کہ لندن کی جمہوریت دنیا بھر کی جمہوریتوں میں مشہور ہے۔ لیکن وہاں کی پارلیمنٹ نے لواطت کو جائز قرار دیا ہے۔ کیا ہم ان لوگوں کے ہنسنے سے ڈریں یا ان پر ہنسیں یا امریکہ سے شرمائیں جو کسی کمیونسٹ کو کلیدی آسامی پر مقرر نہیں کر سکتا۔ یا روس کا خیال کریں جو کسی امریکی جمہوریت پسند کو ذمہ دارانہ عہدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ اصولی حکومتیں ہیں جو شخص ان کے اصول کو نہ مانے اس کو وہ نہ رکھیں، پھر ہمارا مملکتی مذہب اسلام ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے تو جو شخص اس اسلام کے اصول کے خلاف ہو اس کو ہم کیوں برداشت کر کے اپنے اوپر مسلط کریں اگر آپ واقعی حق پسند ہیں تو مرزائیت ترک کر

دیں۔ آپ کو اپنا اجر بھی ملے گا اور ان دوسرے مرزائیوں کا بھی جو مسلمان ہوں گے۔

مرزا ناصر!

مغربی دنیا میں ابھی تک کالے، گورے کی تفریق موجود ہے۔ انھوں نے سیاست کو مذہب سے علیحدہ رکھا ہے۔ وہ سرقہ اور زنا کی اسلامی سزاؤں کے خلاف ہیں اور اسی لیے وہاں ان جرائم کی بھرمار ہے۔ وہ عورتوں کو وراثت دینے کے خلاف ہیں۔ وہ اسلامی طلاق اور تعدد ازدواج کو غلط کہتے ہیں۔ شرعی پردہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت تباہ ہو چکی ہے۔ وہ کبھی شراب کو قانوناً بند کر دیتے ہیں اور کبھی اجازت دے دیتے ہیں۔ کیا ہم ان کی خاطر اسلام کے کسی حصے کو ترک کر سکتے ہیں۔ اور کیا ہم ان ہی کی طرف دیکھتے رہیں گے۔

؎ اے تماشا گاہ عالم روئی تو
تو کجا بہر تماشا می روئی

مسلمان کی تعریف

''مسلمان'' کی تعریف کے لیے پاکستانی مسلمان عرصہ دراز سے مطالبہ کر رہے ہیں، کیونکہ بغیر تعریف کے مسلمان کے نام سے پاکستان میں غیر مسلم مرزائی عہدوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور یہ اسکیم انگریز کی تھی جو اس وقت تو کامیاب نہ ہوئی لیکن اس نے مسلمانوں کو الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ بہرحال جب پہلے دستور میں صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا شرط کیا گیا۔ ہم نے اسی وقت سے مسلمان کی تعریف کرنے کا مطالبہ شروع کر دیا تھا۔ اور یہ بالکل قانونی اور فطری بات تھی۔ جب صدر کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے تو مسلمان کی تعریف خود آئین میں ہونی لازمی ہو گئی۔ ورنہ ہرا یرا غیرا اپنے کو مسلمان کہہ کر صدارت کا امیدوار بن سکتا تھا۔ اور اب نئی حکومت نے تو صدر اور وزیر اعظم دونوں کے لیے مسلمان ہونا شرط قرار دے دیا ہے۔ اور اگرچہ صاف طور پر مسلمان کی تعریف سے گریز کیا گیا ہے۔ مگر صدر اور وزیر اعظم کے حلف کے لیے جو الفاظ تجویز کیے گئے ہیں۔ ان میں ختم نبوت پر ایمان اور سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کے نبی نہ بننے قرآن و حدیث کے تمام مقتضیات پر ایمان لانے کا بھی ذکر شامل ہے۔ موجودہ حکومت کا یہ وہ کارنامہ ہے جس سے کفر کی دلدادہ طاقتیں بوکھلا گئی ہیں۔ اس سے مرزائی بھی خاص طور سے گھبرا گئے ہیں۔ انھوں نے پہلے پہل عہدوں اور ممبریوں پر قبضہ کرنے کی غرض سے پیپلز پارٹی کی حمایت کی تھی اب یکدم اصغر خان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (بحوالہ لولاک لائلپور) پھر مرزائی ظفر چوہدری (سابق ایئر مارشل)

نے جو کردار ادا کیا جس کی اس کو سزا بھی مل گئی وہ سب کے سامنے ہے۔ بعد ازاں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ اور چند ہی دن بعد ربوہ اسٹیشن پر مرزائیوں نے فساد اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ مرزائی لوگ کبھی ملک کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ یہ حکومت کے پابند نہیں اپنے خلیفہ کے پابند ہیں۔

مسلمان کی تعریف:۔ اب جب کہ ملک میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ میں بیس سال کے بعد پھر طاقت آئی ہے تو مرزائیوں کو بھی مسلمان کی تعریف کا شوق چرایا۔ تاکہ ہم کسی نہ کسی طرح مسلمانوں میں شمار ہو جائیں۔ اس عنوان کے تحت صفحہ ۱۵ پر مرزائی محضر نامے کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی تعریف کو جائز نہیں سمجھتے جو کتاب اللہ اور خود سرور کائنات ﷺ کی فرمائی ہوئی تعریف کے بعد کسی زمانہ میں کی جائے۔

اس کی تائید صفحہ ۱۹ سطر نمبر ۷ سے ہوتی ہے، جہاں لکھا ہے کہ ”پس جماعت احمدیہ کا موقف یہ ہے کہ مسلمان کی وہی دستوری اور آئینی تعریف اختیار کی جائے۔ جو حضرت خاتم الانبیا ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔“ اس سلسلہ میں تین حدیثیں پیش کیں۔ گویا زبان نبوی کی تعریفیں ہیں۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ مرزا ناصر احمد نے صفحہ ۲۱ سطر نمبر ۱۵ میں قرآن پاک سے اسلام کا ایک اور اصطلاحی معنی بیان کر دیا۔

دروغ گورا حافظہ نباشد

حالانکہ یہ تعریف پرانی تعریفوں کے زمانہ مرزائیت کی ہے۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔ مرزا ناصر نے یہ اصطلاحی معنی مرزا غلام احمد قادیانی ہی کے الفاظ میں (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷ تا صفحہ ۶۲ خزائن ج ۵ ص ایضاً) سے نقل کیا ہے ان چار صفحات میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے تصوف کا سکہ جمانا چاہا ہے اور اپنی تقریر سے یہ تصور دینے کی کوشش کی کہ گویا وہ بھی کوئی خدا رسیدہ اور متبتل الی اللہ ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کا مقصد بھی دھوکہ دینا تھا اور یہی مقصد مرزا ناصر احمد کا بھی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ حدیث کی تین تعریفوں کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی اس چوتھی تعریف اور اس تقریر کے نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، مگر باور یہ کرانا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اتنے فنا فی اللہ ہیں کہ ان کی کوئی حرکت حکم الٰہی کے سوا نہیں ہوسکتی۔ اس سلسلہ میں ہم مجبور ہیں کہ مرزا قادیانی کی معاشرتی زندگی قوم کے سامنے پیش کریں۔ کیا اس قماش کے آدمی کو اس تقریر سے ایک فی لاکھ بھی نسبت ہے، مگر پہلے ہم مسلمان کی تعریف کی بحث ختم کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمان کی تعریف میں منقولہ احادیث

پہلی حدیث:۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی بھیس میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر یوں گویا ہوئے۔

یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا اللّٰه وان محمد رسول اللّٰه وتقیم الصلوٰة وتوتی الزکوٰة وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیه سبیلاً قال صدقت فعجبنا له یسئله ویصدقه قال فاخیرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللّٰه وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر وتومن بالقدر خیره وشره قال صدقت.

(مسلم شریف ج ۱ ص ۲۷ کتاب الایمان)

اے محمدؐ مجھے اسلام بتایئے، آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کرو۔ اگر وہاں جانے کی طاقت ہو اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا ہم متعجب ہوئے کہ پوچھتا بھی ہے، پھر تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے ایمان بتائیں، آپؐ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر، چاہے اچھائی ہو یا برائی۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

دوسری حدیث:

جاء رجل الی رسول اللّٰه ﷺ من اهل نجد تائر الراس نسمع دویی صوته لانفقه ما یقول حتی دنا. فاذا هو یسأل عن الاسلام فقال رسول اللّٰه ﷺ خمس صلوٰة فی الیوم واللیلة فقال

نجد کا ایک آدمی سرور عالم ﷺ کے پاس آیا سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی گنگناہٹ ہم سنتے تھے مگر اس کا مفہوم نہیں سمجھ رہے تھے، یہاں تک کہ وہ قریب آ گیا۔ دیکھا تو اس نے اسلام کے بارے میں پوچھا آپ

هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال رسول الله ﷺ وصیام رمضان قال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال وذکر له رسول الله ﷺ الزکوٰة قال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وهو یقول والله لاازید علیٰ هذا ولانقص قال رسول الله ﷺ افلح ان صدق.

(صحیح بخاری ج۱ص۱۱،۱۲باب الزکوٰۃ من الاسلام)

نے فرمایا۔ رات دن میں پانچ نمازیں، اس نے کہا کیا اس کے سوا کوئی اور بھی میرے ذمہ ہے، آپ نے فرمایا نہیں۔ ہاں نفل ہو سکتے ہیں، پھر آپ نے رمضان کے روزوں کا فرمایا۔ اس نے کہا کیا اس کے سوا کوئی چیز تو ضروری نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں، ہاں نفل کرو۔ (تو تمھارا اختیار ہے) پھر آپ نے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے پھر وہی سوال کیا کہ کیا اس کے سوا کچھ اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں ہاں اگر نفل کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا۔ خدا کی قسم! میں اس پر نہ زیادہ کروں گا، نہ کم کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو کر فلاح پا گیا۔

تیسری حدیث:

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته.

(بخاری ج۱، ص۵۶، باب فضل استقبال القبلة)

جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھایا، تو یہ وہ مسلمان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہے، تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں اس کے ساتھ دغابازی نہ کرو۔ (یہ ترجمہ مرزا ناصر کا کیا ہوا ہے جو اس نے مودودی صاحب سے نقل کیا ہے)

(۴) ان تین حدیثی تعریفوں کے ساتھ اب مرزا قادیانی کی چوتھی تعریف بھی شامل کر دیں جو مرزا ناصر احمد نے محضر نامے میں صفحہ ۲۳ سے صفحہ ۲۶ تک نقل کی ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ جن امور کو مرزا ناصر احمد نے مسلمان کی تعریف سے جدا کر کے ضمنی طور پر بیان کر دیا ہے ان کا ذکر بھی کر دیں تا کہ پھر اکٹھی سب پر بحث ہو سکے۔

(۵) خود مرزا ناصر احمد نے صفحہ نمبر ۷ پر قرآن پاک کی آیت لکھی ہے۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا o (نساء،۹۴)

''اور جو شخص تمہیں سلام کہے۔ اس کو (آگے سے) یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔'' اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام کہنے والے کو بھی آپ کافر یا غیر مسلم نہیں کہہ سکتے۔

(۶) مرزا ناصر احمد نے ایک اور روایت صفحہ نمبر ۷ پر نقل کی ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ہمیں جہینہ قبیلہ کے نخلستان کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح صبح ان کے چشموں پر ہی ان کو جالیا۔ میں نے اور ایک انصاری نے ان کے ایک آدمی کا تعاقب کیا۔ جب ہم نے اس کو جالیا اور اسے مغلوب کر لیا، تو وہ بول اٹھا۔ لا الہ الا اللہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) اس بات سے میرا انصاری ساتھی اس سے رک گیا۔ لیکن میں نے اس پر نیزے کا وار کر کے اس کو قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ واپس آئے اور آنحضرتؐ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا لا الہ الا اللہ پڑھ لینے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ وہ صرف بچاؤ کے لیے یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ آپ بار بار یہ دہرائے جاتے تھے، یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش آج سے پہلے میں مسلمان ہی نہ ہوتا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا، پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں؟ حضورؐ نے یہ بات اتنی بار دہرائی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش آج میں مسلمان ہوا ہوتا۔ (بخاری، کتاب المغازی)

اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ کلمہ پڑھ لینا ہی اسلام ہے۔ دل چیر کر دیکھنا تو مشکل ہے۔

اب ہم چند اور روایات اسی قسم کی نقل کرتے ہیں۔

(۷) عن ابی ھریرۃؓ...... قال قال	حضرت ابوہریرہؓ فرماتے کہ حضور
لی رسول اللہ ﷺ واعطانی	ﷺ نے مجھے اپنے نعلین (چپل
نعلیه وقال اذھب فمن لقیت من	مبارک) عطا فرمائے اور فرمایا کہ جاؤ

وراء هذا طائط يشهد ان لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه فبشره بالجنة (مسلم، ج ۱، ص ۴۵، باب الدليل على ان من مات على التوحيد)

عن ابی زرقال قال رسول الله ﷺ مامن عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذالک الا دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنیٰ وان سرق الخ متفق علیه (بخاری، ج ۲، ص ۸۶۷، باب الشباب البیض)

جو ملے اور وہ لا الہ الا اللہ سچے دل سے پڑھتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ حضرت ابوذر کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ بھی لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی عقیدہ پر مر جائے تو وہ جنتی ہے۔ ابوذر نے پوچھا چاہے وہ زنا اور چوری بھی کرتا ہو۔ حضورؐ نے تین بار فرمایا اگر چہ وہ زنا اور چوری بھی کرتا ہو۔ متفق علیہ دونوں روایتیں اختصار سے بیان ہوئی ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۱۴، کتاب الایمان)

(۸) ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ جب کسی شہر پر صبح کے وقت حملہ کرتے تو دیکھتے، اگر وہاں سے اذان کی آواز آتی، تو حملہ نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کہنے سے وہ مسلمان ثابت ہو رہے تھے۔

(۹) حضرت صدیقؓ اکبر نے منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینا یا اس کا انکار کفر ہے۔

(۱۰) حضرت صدیقؓ اکبر نے منکرین ختم نبوت اور جھوٹے مدعیانِ نبوت سے جہاد کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا مسئلہ بھی جزو ایمان ہے اور اس کا منکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

جسٹس منیر یا مرزا ناصر احمد

اب اگر جسٹس منیر یا مرزا ناصر احمد علماء کرام کا مذاق اڑائیں، یا اسلام کی تعریف پر متفق ہونے کو قابل اعتراض قرار دیں، تو ان کا یہ اعتراض علمائے کرام پر نہیں، خود سرورِ عالم ﷺ پر العیاذ باللہ ہو جاتا ہے۔

جسٹس منیر تو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس ہو کر دنیوی مراد کو پہنچ گیا۔ قیامت کا تعلق اللہ تعالیٰ اور توبہ سے ہے، باقی مرزا ناصر احمد سے توبہ کی زیادہ امید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مسلمان ہونے کی توفیق دیں تا کہ ان ہزاروں مرزائیوں کے مسلمان ہونے کا ثواب بھی اس کو

مل جائے، ورنہ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ دونوں تیار کر رکھے ہیں۔ جو جہاں کا مستحق ہو گا وہاں پہنچ جائے گا۔

اظہار حقیقت: کیا جو باتیں مندرجہ بالا دس نمبروں میں بیان کی گئی ہیں، یہ اسلام کی یا مسلمان کی تعریف ہے، اور کیا ان میں باہم کوئی تضاد یا کمی بیشی ہے یا نہیں، اگر یہ تعریفیں ایک طرح کی نہیں تو جسٹس منیر کا اعتراض سرورِ عالم ﷺ تک جا پہنچتا ہے اور بے چارہ مرزا ناصر احمد تو کسی شمار و قطار میں ہی نہیں۔

ان تعریفوں کا اختلاف

اب دیکھیں کہ حدیث نمبر ۱ جبرائیل کی روایتؓ میں ایمان و اسلام جدا جدا بیان کیے گئے۔ نمبر ۲ نجد والے سادہ شخص کے سامنے آپ نے اسلام کی تعریف میں حج کا بیان ہی نہیں کیا اور حدیث جبرائیل کے مطابق ایمان کے ارکان کا ذکر ہی نہیں ہے، جن کو مانے بغیر کوئی مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ نمبر ۳ روایت میں تو ہماری طرح نماز پڑھنے قبلہ رو ہونے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے کا ذکر ہے، باقی ان باتوں کا جو پہلی کی دو حدیثوں میں بیان ہوئیں کوئی ذکر ہی نہیں۔ حدیث نمبر ۵ میں حکم ہے کہ سلام کہنے والے کو ہم غیر مسلم نہ کہیں، گویا سلام کرنا ہی اسلام اور ایمان کے لیے کافی ہے۔ نمبر ۶ روایت میں آپ نے بار بار حضرت اسامہؓ سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد تم نے اس کو قتل کر دیا۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے مسلمان ہوگیا تھا۔ ابھی تک اس نے اور کوئی عمل نہیں کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کے لیے یہی کلمہ کافی ہے۔ روایت نمبر ۷ میں صرف لا الہ الا اللہ کہنے ہی کو سبب دخول جنت فرمایا گیا ہے۔

بمطابق روایت نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ میں حضرت صدیقؓ اکبر نے جھوٹے مدعیان نبوت سے لڑائی کی اور منکرین زکوٰۃ سے بھی۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ان دو جرموں کی وجہ سے وہ مسلمان نہ رہے تھے۔

مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کی بات تو صاف ہے لیکن جب حضرت صدیقؓ اکبر نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کا اظہار فرمایا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے، **امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ** (کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں، جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں) مطلب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے سے انھوں نے اپنے اموال اور جانیں بچا لیں۔

حضرت صدیقؓ اکبر نے حضرت عمرؓ سے نہ مناظرہ کیا نہ دلیل بازی، بلکہ فرمایا جو ایک تسمہ بھی زکوٰۃ کا حضورؐ کو دیتا تھا اور مجھے نہ دے۔ میں اس سے لڑوں گا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جو بھی زکوٰۃ وصلوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔ (اللہ اکبر) کیا باطن تھا، کیا صفائے قلب تھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کا دل حق کے لیے کھول دیا ہے، پھر بالاتفاق جہاد شروع ہوا۔

مسلمانوں کی تعریف کی تحقیق

پہلے آپ قرآن پاک کی آیات سنیں:

(۱) ومن اظلم ممن افترىٰ على اللّٰه كذبا او كذب باياته انه لا يفلح الظالمون. (الانعام ۲۱)	اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرے یا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک نہیں فلاح پاتے ظالم۔
(۲) ولو ترىٰ اذ وقفوا على النار فقالوا يا ليتنا نرد ولا نكذب بايات ربنا ونكون من المومنين. (انعام، ۲۷)	اور اگر تم دیکھو جب وہ لوگ دوزخ پر کھڑے کر دیے جائیں گے اور کہیں گے کاش ہم واپس لوٹا دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور یہ کہ ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔
(۳) ولقد كذب اصحاب الحجر المرسلين. (حجر، ۸۰)	جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو۔
(۴) كذب اصحاب الايكة المرسلين. (شعراء، ۱۷۶)	جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو۔
(۵) واخى هارون هوا فصح منى لسانا فارسله معى ردا يصدقنى انى اخاف ان يكذبون. (قصص، ۳۴)	اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ رسول بنا دیں (مددگار) جو میری تصدیق کریں، مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ جھٹلا دیں گے۔
(۶) والذى جاء بالصدق وصدق	اور جو سچ لایا اور سچ کی تصدیق کی، وہ

به اولئک هم المتقون. (زمر، ۳۳)	سب لوگ متقی ہیں۔
(۷) وکنا نکذب بیوم الدین. (مدثر، ۴۶)	اور ہم قیامت کو جھٹلاتے تھے۔
(۸) فلا صدق ولا صلیٰ ولکن کذب وتولی. (سورۃ القیامۃ، ۳۱)	تو اس نے نہ تصدیق کی، نہ ہی نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیرا۔
(۹) فاما من اعطیٰ واتقی وصدق بالحسنی مسنیسره للیسریٰ. (لیل ۵–۷)	تو جس نے مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور صحیح باتوں کی تصدیق کی، تو اس کو ہم یسریٰ کی توفیق دیں گے۔
(۱۰) ارایت ان کذب وتولی. (علق ۳۱)	کیا آپ نے دیکھا، اگر وہ جھٹلائے اور منہ پھیر دے۔
(۱۱) ارایت الذی یکذب بالدین. (الماعون، ۱)	کیا آپ کو وہ شخص معلوم ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۔

(۱۲) ان آیات کے سوا سارے قرآن پاک میں **آمنو و عملو الصلحت** بار بار آیا ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ نیک کام تو حدیث جبرائیل علیہ السلام سے معلوم کیے جا چکے ہیں کہ اچھے کام ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اسی طرح آمنوا سے بھی اسی حدیث کے تحت ایمان کی تفصیل ہو گئی ہے۔

شرعی تصدیق

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا تصدیق کو ایمان کہا گیا ہے اور تکذیب کو کفر۔ اگر کوئی شخص یہ پوری طرح سمجھ لے کہ اسلام سچا دین ہے، اور اس کو یقین ہو، مگر اس کو حسد، تعصب، ہٹ دھرمی یا کسی جھوٹے وقار کی خاطر دل سے قبول کرنے کو تیار نہ ہو، وہ مسلمان نہیں۔ جیسے شاہ روم ہرقل نے اسلام کے اصولوں کو سچا قرار دیا، مگر اہل دربار کے شور سے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قرآن پاک میں اہل کتاب کے بارہ میں ہے۔ **ویعرفونه کما یعرفون ابناء هم**۔ (بقرہ، ۱۴۶)

”اور اس پیغمبر کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسا اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔“

مطلب یہ ہے کہ ان کو اسلام کی صداقت میں شبہ نہیں، مگر پھر بھی وہ اس کو قبول نہیں

کرتے۔ اس لیے کافر ہیں۔

اس تمام تقریر سے میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن وحدیث بالکل صاف ہیں، جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر نہیں لگا دی، وہ سمجھ سکتے ہیں۔ اب آپ خود غور فرمائیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت میں کلمہ پڑھ لینے کے بعد اس آدمی کے قتل پر کتنا رنج ظاہر فرمایا، حالانکہ اس وقت اسی کے پلے میں سوائے کلمہ طیبہ کے اور کوئی عمل نہیں تھا۔ تو اس کا معنی یہ تھا کہ اس نے دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کے خلاف تکذیب کا کوئی ثبوت نہیں تھا، اس لیے رحمتہ للعالمین نے رنج ظاہر فرمایا۔

”اصل ایمان اور کفر“

تو اصل ایمان خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو تمام باتوں میں سچا جاننا اور دل سے سچا قبول کر لینا ہے اور کفر اس کے مقابلے میں خدا تعالیٰ یا رسول کی کسی ایک بات کو بھی جھٹلا دینا ہے۔

اب آپ کو نہ علماء کی تعریفوں میں اختلاف نظر آئے گا، نہ سرور عالمﷺ کے ارشادات میں، نہ قرآن پاک کے مفہوم میں اس وقت سارے صحابہؓ جانتے تھے کہ حضورؐ کو مان لینا ہی اسلام ہے اور حضورؐ کو نہ ماننے کا نام کفر ہے اور یہ بات اتنی ظاہر تھی کہ ہر چھوٹا بڑا جانتا تھا۔ گویا ہر شخص اس حقیقت کو جانتا تھا کہ دین کو دل سے قبول کر لینا مسلمانی ہے، اور نہ کرنا بے ایمانی اور کفر ہے۔

ایمان اور کفر کی نشانیاں

بات یہ ہے کہ جو کچھ دس روایات میں بیان کیا گیا ہے، یہ سب نشانیاں ہیں۔ چونکہ دل سے ماننا یا نہ ماننا یہ دل کی باتیں ہیں۔ اس لیے قضا و شریعت میں اس کی جگہ نشانیوں پر حکم لگایا جائے گا۔ اس لیے اگر آپ کسی شخص میں ایمان کی علامت دیکھیں تو اس کو مسلمان کہیں گے اور اگر کفر کی نشانی دیکھیں، تو اس کو غیر مسلم تصور کریں گے۔

۱...... ایک شخص نے اگر کہا السلام علیکم۔ آپ سمجھیں گے کہ ہمارے دین کو سچا جاننے اور ماننے والا ہے۔ آپ کو حق نہیں کہ اس کو کہیں، تو مومن نہیں یا کافر ہے۔ مگر یہی شخص تھوڑی دیر کے بعد باتوں باتوں میں قیامت کا انکار کر دے تو اب اس میں کفر کی نشانی پائی گئی۔ اس لیے اب اس کو کافر کہیں گے۔

۲...... اسی طرح ایک شخص قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ تصدیق دین کی نشانی ہے۔

اب اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے۔ اگر وہی شخص تھوڑی دیر کے بعد کہے کہ زنا حلال ہے تو پھر ہم اس کو کفر اور جھٹلانے کی نشانی ظاہر ہونے کی وجہ سے کافر کہیں گے۔

۳...... اگر ایک گاؤں سے صبح اذان کی آواز آئی، کون بے وقوف ہوگا، جو ان کو مسلمان نہ سمجھے گا، کیونکہ ان میں تصدیق کی نشانی پائی گئی ہے۔ لیکن اگر وہ تھوڑی دیر کے بعد کہیں کہ حضورؐ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ اب یہ تکذیب اور جھٹلانے کی نشانی ظاہر ہوگئی۔ اب ان کو کافر کہیں گے۔

۴...... اہل عرب اللہ تعالیٰ کو خالق سماوات والارض مانتے تھے، مگر وہ اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے ربٹیڑے بھی مانتے تھے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے خدا۔ اس لیے اس وقت لا الہ الا اللہ کہنا اس بات کی نشانی تھی کہ اس نے دین اسلام قبول کرلیا ہے۔ لیکن اگر ایسا شخص اس کے بعد سود، زنا کو حلال کہے اور نماز کو فرض نہ سمجھے، تو اب اس کو کافر کہیں گے، کیونکہ اب اس میں تکذیب کی نشانی ثابت ہوگئی۔

۵...... فرض کریں ایک شخص حدیث جبرائیل علیہ السلام کے مطابق سب باتوں کو دل سے ماننے کا اقرار کرتا ہے، مگر پھر وہ قرآن پاک کو (العیاذ باللہ) گندے نالے میں سب کے سامنے پھینک دیتا ہے، تو اب یہ انکار اور تکذیب کی نشانی ظاہر ہوگئی۔ اب اس کو باقی باتیں کفر سے نہیں بچاسکتیں۔

۶...... مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کی تکذیب میں تو کسی نے گفتگو ہی نہیں کی اور جہاد و قتال کے سوا ان کا کوئی علاج ہی نہیں سمجھا۔

۷...... منکرین زکوٰۃ بظاہر ایک رکن اسلام پر عمل نہ کرنا چاہتے تھے، تو حضرت عمرؓ کو ان سے جنگ کرنے میں تامل ہوا۔ مگر حضرت صدیقؓ اکبر کا ارشاد ان کا ہادی ثابت ہوا کہ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔ مطلب یہ تھا کہ یہ صرف عملی کوتاہی نہیں ہے بلکہ یہ اس اسلامی حق کو معاف کرا کر اس کی فرضیت ہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ اسلامی احکام کی تکذیب ہے۔ سبحان اللہ العظیم، کیا اللہ والے تھے کہ بغیر بحث کے چند جملوں میں حضرت عمرؓ کو شرح صدر ہوگیا......!

پاک زمانہ

صحابہؓ کا زمانہ پاک زمانہ تھا، وہ حضرات بحث و تمحیص، حجت بازی اور لمبے چوڑے دلائل کے بغیر ہی منشاء نبوت کو سمجھ جاتے تھے۔ اسی لیے جب وہ حضرت محمد ﷺ کو کوئی مشورہ

دینا چاہتے تو پہلے بڑے ادب سے دریافت فرمالیتے۔ یارسول اللہؐ یہ حکم ہے یا مشورہ ہے۔ وہ جانتے تھے کہ رسول کا حکم نہ ماننے سے کفر کا خطرہ ہے، کیونکہ بالمشافہ حکم نہ ماننے کا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ وہ گویا کم ازکم اس خاص بات میں آنحضرت ﷺ کو سچا نہیں مانتا اور یہ قطعی کفر ہے۔ اس لیے صحابہ کرامؓ نے جب کبھی مشورہ دینا چاہا، پہلے دریافت فرمالیا۔ ورنہ حضورؐ کا ایک حکم بھی نہ ماننا وہ دین کے خلاف سمجھتے تھے۔

پس ایمان یہ ہے کہ خدا اور رسول کی تمام باتوں کو سچا سمجھے اور دل سے ان کو قبول کرے اور کفر یہ ہے کہ کسی ایک بات میں بھی رب العزت جل وعلا یا اس کے پاک رسول کو جھٹلایا جائے تو یہ قطعی کفر ہے مگر یہ تصدیق وتکذیب دل کی صفات ہیں، اس لیے اسلام میں علامتوں اور نشانیوں پر حکم کا دارومدار رکھا گیا، اور دنیا کی ہر عدالت ظاہر ہی کو دیکھتی ہے۔

صحابہ کرامؓ اور خیر القرون کے مسلمان ان حقائق کو ایمانی بصیرت، اپنی صحیح قرآن دانی اور صحبت نبوی کی برکت سے پوری طرح سمجھتے تھے اور یہ ان کے ہاں قابل بحث چیز ہی نہ تھی۔ وہ حضورؐ کے ماننے کو ایمان اور نہ ماننے کو کفر سمجھتے تھے اور یہی ہماری تحقیق کا خلاصہ ہے۔ اب آپ تمام احادیث آیات وروایات کو اس پر منطبق کرسکتے ہیں۔ سارا قرآن پڑھنے والے اور برسوں آپ کی صحبت میں رہنے والے صحابہؓ اس مسئلہ کو قابل بحث نہیں سمجھتے تھے کہ اسلام اور کفر کیا ہے۔ مسلمان اور کافر کون ہے۔ ان کے سامنے ایک ہی بات تھی جس نے آپ ﷺ کو مان لیا۔ وہ مسلمان ہوگیا اور جس نے حضور نبی کریم کو نہ مانا وہ کافر ہے۔

مرزا ناصر احمد کی تردید خود مرزا قادیانی نے کردی

مرزا ناصر احمد نے تین حدیثیں مسلمان کی تعریف میں پیش کیں، مگر مرزا قادیانی نے **بلی من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون** (البقرہ،۱۱۲) سے اس کی تردید کردی۔

یعنی وہ مسلمان ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دے۔ آگے دو صفحوں میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ گویا یہ تین حدیثوں کے سوا چوتھی تعریف ہے۔ اس کو اپنی طرف سے اضافہ کرکے مسلمان کی تعریف بنا ڈالا ہے۔ دراصل آگے چار صفحات میں اس نے جو مضمون لکھا ہے وہ اس لیے ہے کہ پڑھنے والے سمجھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسے ہی بلند مسلمان ہیں۔ اسی طرح محضرنامے میں مرزا ناصر احمد نے ذات باری کا عرفان اور دوسرا عنوان قرآن عظیم کی اعلیٰ وارفع شان کے تحت جو کچھ لکھا ہے، وہ بھی اور شان خاتم الانبیاء

ﷺ کے عنوانات سے جتنے مضامین لکھے ہیں، وہ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے نقل کیے ہیں اور ان سب سے مقصد عوام پر اور ناواقف مسلمانوں پر اپنی بزرگی، تقدس اور معارف کا رعب ڈالنا ہے۔ حالانکہ یہ سب باتیں ہر وہ شخص کہہ اور لکھ سکتا ہے جس نے صوفیائے کرام کی کتابیں دیکھی ہیں۔ ان باتوں سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت، ظلی نبوت، بروزی نبوت، غیر تشریعی نبوت، تابع نبوت، لغوی نبوت، عین محمد اور فنا فی الرسول ہونا ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔

ساری بحث کا نتیجہ

کفر اور اسلام کی بحث سے آپ پر کافر کی تعریف واضح ہو گئی۔ اس تعریف کے لحاظ سے جس کی تردید نہیں کی جا سکتی، مرزا غلام احمد قادیانی قطعی کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اور اسی لیے اس کے پیرو چاہے وہ قادیانی ہوں یا لاہوری یعنی چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد یا مسلمان وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں تکذیب کی بہت سی نشانیاں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔

۱...... سب سے بڑی نشانی اس کا دعویٰ نبوت ہے جس کو خود بھی مرزا قادیانی نے کفر قرار دیا ہے اور اس دعویٰ کی اس کے جانشین مرزا ناصر احمد بھی تصدیق کرتے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کو امتی بنا کر کہہ کر اس کے دعویٰ نبوت کو ایک طرح چھپاتے ہیں۔ حالانکہ قادیانی مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو ایسا حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں جس پر دیگر پیغمبروں کی طرح قطعی وحی آتی ہے۔ جو اسی طرح قطعی اور غلطیوں سے پاک ہے جس طرح کہ قرآن۔ اور اگر دعویٰ نبوت تکذیب کی نشانی نہیں ہو سکتی تو اس سے بڑھ کر کون سی چیز ہو سکتی ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ ایسا ہے جو قرآن پاک اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس کے معنی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ جیسے کہ اپنی جگہ اس کا ذکر آئے گا۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں کی توہین کی ہے جو تکذیب دین اور تکذیب رسل کی کھلی نشانی ہے۔ اس کا ذکر بھی اپنی جگہ آپ پڑھ سکتے ہیں۔

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتایا اور ان کی کھلی توہین کی ہے۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنی وحی کو قرآن اور دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرار دیا۔

۵...... ان تمام آیات کے معانی مرزا غلام احمد قادیانی نے تبدیل کر دیے ہیں۔ جن سے

ختم نبوت، نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، حیات مسیح علیہ السلام اور دیگر قطعی اور متواتر مسائل ثابت ہوتے ہیں جس کا مطلب زندقہ ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ تو وہی رہیں لیکن ان کے معانی بالکل بدل دیئے جائیں۔ یہ تحریف قرآنی اور تیرہ سو سال کے اولیاء، صلحا، علماء اور مجتہدین ومجددین امت کے متفقہ معانی ومطالب کے خلاف قطعی کفر ہے۔

۶...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے کروڑوں مسلمانوں کو کافر کہا اور ایسا ہی کافر کہا جیسے خدا اور رسول کا انکار ہے۔ یہ بھی پرانے دین اسلام کی کھلی تکذیب اور قطعی کفر ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام پیرو چاہے لاہوری ہوں یا قادیانی قطعی کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔

مرزائیوں کا نیا فریب

مرزائی فرقہ سمجھ چکا ہے کہ اب اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو قطعی کافر کہا ہے اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس تکفیر کو اور بھی پکا کر کے اعلان کر دیا ہے کہ عام مسلمانوں (غیر احمدیوں) کا جنازہ نہ پڑھا جائے نہ ان کو رشتہ دیا جائے اور عام اہل اسلام کی اقتداء میں نماز کو تو خود مرزا قادیانی نے ہی بحکم خدا حرام قرار دے دیا تھا۔

اب انھوں نے مسلمانوں میں ملنے اور اسلام کے نام سے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے جس کا چسکہ ان کو انگریز پھر ظفر اللہ خان لگا چکا ہے یہ بات گھڑی ہے کہ کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کفر تو ایسا ہے جس سے آدمی ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اس کے ساتھ تو اسلامی تعلقات نہیں رکھے جا سکتے مگر دوسرا کفر اس درجے کا ہے کہ وہ مسلمانوں میں ملے کھلے رہنے سے نہیں روکتا۔ مگر قیامت میں یہ ماخوذ ہو گا جو بات صرف خدا ہی جانتا ہے۔ ایسے لوگ جب تک اپنے کو مسلمان کہیں گے تو ان کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔

یہ ہے تازہ بتازہ فریب

جس کا مطلب یہ ہے کہ مرزائی اور خود مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کہتے، مگر ہمارے محترم اٹارنی جنرل کے سوالات سے تنگ آ کر مرزا ناصر احمد کو یہ ماننا ہی پڑا کہ عام مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن یہ اسلام کے چھوٹے دائرے سے خارج ہیں۔ بڑے سے خارج نہیں۔

ہمارا چیلنج

ہم مرزا ناصر احمد اور اس کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تیرہ ساڑھے تیرہ سو برس کے عرصہ میں ایک آدمی ایسا ثابت کریں جس نے زنا، شراب کو حلال کہا ہو۔ یا نبوت اور وحی کا دعویٰ کیا ہو۔ اور پھر مسلمانوں نے اس کو اس عقیدے پر رہتے ہوئے مسلمانوں میں ملائے رکھا ہو۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے بتا دیا کہ صرف زکوٰۃ کا انکار کرنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کیا۔ حالانکہ وہ باقی سارا اسلام مانتے اور اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مرزا ناصر احمد نے مرزائیوں کو مسلمانوں سے ملے جلے رہنے کے لیے عام مسلمانوں کو بھی کافر اور اسلام سے خارج تو کہا مگر ملت اسلامیہ کا ایک بڑا دائرہ بنا کر اس کے اندر رہنے دیا۔ اس دائرے میں رکھ کر بھی ان سے نکاح، شادی، جنازہ، نماز علیحدہ کرنے کو صحیح قرار دیا اور اس سلسلہ میں قرآن پاک میں ملت کا لفظ ڈھونڈ کر فتح کا نقارہ بجانے کی کوشش کی۔ کہا کہ قرآن میں ملت ابراہیمی کا ذکر تو ہے مگر دائرہ اسلام کا ذکر نہیں ہے اور پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين. (الحج، ۷۸)	تمہارے باپ ابراہیمؑ کی ملت (جماعت) انھوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا۔

بھلا اس آیت میں کہاں ہے کہ خدا اور رسول کی قطعی باتوں کا انکار کر کے بھی وہ ملت ابراہیمی میں رہ سکتا ہے۔ خود اسی آیت میں **ھو سماکم المسلمین** فرما کر بتا دیا کہ ملت ابراہیمی مسلمانوں ہی کا نام ہے۔ اب جو مسلمان ہی نہ ہو وہ ملت ابراہیمی میں کیسے رہ سکتا ہے۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے۔

ورضيت لكم الاسلام دينا. (المائدہ، ۳)	اور ہم نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

یہاں دین کا لفظ بھی ہے اور اسلام کا بھی۔ اب جو اسلام سے خارج ہو وہ دین اسلام میں کیسے رہ سکتا ہے۔ اور مرزا قادیانی معہ امت کے قطعیات دین کا انکار کر کے کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے یہ کہہ کر جو اپنے کو مسلمان کہے اس کو اسلام

سے خارج کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ اگرچہ اس طرح پہلے سے انھوں نے خود اپنے دادا مرزا قادیانی اور اپنے والد مرزا بشیر الدین محمود کی تردید کر دی ہے جنھوں نے مسلمانوں کو ایسا ہی کافر کہا جیسے کسی نبی کے منکر کو کہا جاتا ہے۔ مگر یہ کہہ کر انھوں نے اپنے کو ضحکتہ الناس بھی بنا ڈالا ہے۔

لاتمامِ حجت

مرزا ناصر احمد نے ملت اسلامیہ سے خارج ہونے کے لیے جرح میں بارہا اس شرط کا ذکر کیا ہے کہ اتمام حجت ہونے کے بعد جو انکار کرے وہ ملت اسلامیہ سے بھی خارج ہے۔ لیکن آپ مرزا ناصر احمد کو داد دیں گے جنھوں نے اپنے مقصد کے لیے اتمام حجت کا معنی ہی بدل ڈالا۔ یہ کہتے ہیں اتمام حجت کا مطالبہ یہ ہے کہ دلائل سن کر دل مان جائے۔ مگر حق سمجھنے کے بعد پھر بھی انکار کرے۔ یہ شخص ایسا کافر ہے جو ملت اسلامیہ سے بھی خارج ہے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے کئی بار یہ آیت کریمہ دہرائی۔ **وجحدو بها و استيقنتها انفسهم** نمل آیت ۱۴ (اور ان کافروں، فرعونوں اور اس کی جماعت نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دلوں نے یقین کر لیا تھا) مرزا غلام احمد قادیانی ہم آپ کو آپ کے مطلب کی ایک اور آیت بھی پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

يعرفونه كما يعرفون ابناهم۔ وہ اس قرآن یا نبی کو اس طرح جانتے
(بقرہ آیت ۱۴۶) ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔

مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ پہلی آیت میں فرعونوں کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا۔ اس میں کیا شک ہے کہ بہت سے کافر اسلام کو صحیح سمجھ کر بھی از راہ ضد و عناد انکار کرتے تھے۔ وہ تو تھے ہی کافر مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کے دو اجزاء یعنی اتمام اور حجت کے معنوں میں بحث کر کے وقت ضائع کیا ہے۔

حجت کا معنی دلیل اور اتمام کا معنی پورا کر دینا۔ اس میں لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی شخص کے سامنے دعویٰ ثابت کرنے کے لیے پوری وضاحت ہو جائے۔ دعویٰ کے دلائل بیان کر دیے جائیں اب اگر وہ نہ مانے تو کہیں گے۔ اس پر اتمام حجت ہو گئی۔ اس میں شرط نہیں ہے کہ وہ دل سے آپ کے دعوے کو صحیح سمجھ کر بھی ماننے سے انکار کر دے۔ یہ نئے معنے مرزا ناصر احمد کی اپنی لیاقت ہے۔ قرآن پاک سنیں۔

لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل. (نساء ۱۶۵)	ہم نے مندرجہ بالا پیغمبر مبشر اور منذر بنا کر بھیجے، تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ (کے خلاف) پر کوئی دلیل باقی نہ رہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج دیئے انھوں نے ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دی اور کافروں کو دوزخ کا ڈر سنا دیا۔ توحید کی طرف دعوت دی اپنے کو دلیل کے ساتھ خدا تعالیٰ کا رسول بتایا تو اب کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا۔

ماجاء نامن بشیر ولا نذیر (مائدہ ۱۹)	کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

حجت پوری ہوگئی اب مانیں یا نہ مانیں۔ اگر مرزا ناصر احمد کا مطلب یہ ہے کہ ستر کروڑ مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت وحی وغیرہ کو دل سے صحیح سمجھنے کے بعد انکار نہیں کیا۔ بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں کو ہی غلط سمجھتے رہے۔ اس لیے یہ کافر تو ہیں مگر چھوٹے کافر ہیں۔ بڑے کافر نہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی اپنے کو مسیح موعود نہ کہنے والوں کو خدا اور رسول کے منکر کی طرح کافر کہتے ہیں تو پھر خدا اور رسول کا منکر کس طرح کسی درجہ میں بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟

پھر اگر مرزا ناصر احمد کی منطق درست مان لی جائے تو دنیا کے اکثر کافر جنھوں نے کسی پیغمبر کو دل سے سمجھا ہی نہیں۔ نہ ان کو اطمینان ہوا کہ یہ سچا نبی ہے ان پر تو اتمام حجت نہ ہوا۔ پھر ان کے لیے خلود فی النار اور دائمی جہنم کیسے جو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ اپنے دادا کی پیروی میں یہاں تو مرزا ناصر احمد نے کھلم کھلا کہہ دیا کہ کافر بھی بالآخر جہنم سے نکال دیئے جائیں گے۔ جو قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات کے خلاف ہے۔

الا طریق جہنم خالدین فیہا ابداً (پ۶ رکوع ۳ نساء آیت ۱۶۹)	مگر جہنم کا راستہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
ان اللّٰہ لعن الکافرین واعدلھم سعیراً خالدین فیھا ابدا (پ ۲۲ رکوع ۵ احزاب آیت ۶۴۔ ۶۵)	یقیناً اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ومن یعص اللّٰہ ورسوله فان له نار جهنم خالدین فیها ابداً. (پ ۲۹ رکوع ۱۲ الجن ۲۳)	اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مرزا ناصر احمد سے

۱...... مرزا ناصر احمد یہ بتائیں کہ جب نبی کی قوت قدسیہ نبی تراش ہے اور آپ کے زبردست فیضان سے نبی بن سکتے ہیں پھر خاتم النبیین میں نبین جمع کا صیغہ ہے تو آپ کے فیضان سے کم از کم تین چار پیغمبر تو بننے چاہییں تھے۔ جب کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر کسی کا نبی ہونا قیامت تک تسلیم نہیں کرتے۔

۲...... اور اگر آپ صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہی کو ظلی نبوت دیتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ کا پورا عکس مرزا غلام احمد قادیانی میں آ گیا تو پھر سرور عالم ﷺ تو صاحب شریعت اور افضل الانبیاء تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی کیوں ذی ظل کے مطابق صاحب شریعت نبی نہ ہوں اور کیوں حضور کی مطابقت سے ظلی طور پر افضل الانبیاء نہ ہوں؟

۳...... جب مرزا بشیر الدین محمود نے (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۸۸) میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی (**ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد** القف آیت ۶) کے مصداق مرزا رسول ہیں۔ تو رسول کے انکار سے کیسے ملت کے اندر رہ کر مسلمان رہ سکتے ہیں۔

درحقیقت اکمل کے اشعار جو مرزا قادیانی کے سامنے پڑھے گئے اور جن کی مرزا غلام احمد قادیانی نے تصدیق کی۔ اس بات کے مظہر ہیں کہ مرزائی غلام احمد کو خود سرور عالم ﷺ سے بھی افضل تصور کرتے ہیں۔ اکمل کے اشعار یہ ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(بدر قادیان نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶)

ان کفریہ عقائد و خیالات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے (قادیانی و لاہوری) قطعی کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔

ختم نبوت

تیرہ سو سال سے دنیا بھر کے مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور ہر زمانہ میں ایسے مدعیوں کو اتمام حجت کے بعد سزا دی گئی۔ اس

مسئلہ میں مرزا قادیانی کے ادعا سے پہلے اہل علم اور عام اہل اسلام میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

مسیلمہ کذاب

اسلام میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ ختم نبوت پر ہوا جبکہ تمام مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلے میں خلافت صدیقیہ میں جہاد بالسیف کیا۔ چونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے گرد ربیعہ قوم کی چالیس ہزار جماعت جمع کر دی تھی۔ تمام صحابہؓ انصار و مہاجرین نے اس سے جہاد کرنے پر اتفاق کیا۔ اور ہزاروں صحابہؓ نے جام شہادت نوش کر کے مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کا قلعہ مسمار کر دیا۔ نیز مسیلمہ کذاب کے علاوہ دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ بھی جہاد کیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لیے اہل اسلام کو عملی طور سے یہ تعلیم دی گئی کہ اسلام کا منشا ہی یہ ہے کہ ان کے حدود اقتدار میں کوئی شخص دعویٰ نبوت نہیں کرسکتا اور یہ دعویٰ کفر صریح اور موجب جہاد ہے چنانچہ بعد کے کسی زمانے میں بھی جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے دعوے کو برداشت نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو سخت سزا دی گئی۔ کسی وقت کسی حاکم اور کسی عالم نے مدعی نبوت سے یہ دریافت نہیں کیا کہ تمہارا دعویٰ کس قسم کی نبوت کا ہے۔ نبوت مستقلہ ہے یا غیر مستقلہ تشریعی یا غیر تشریعی۔ مستقل نبی یا غیر مستقل تابع نبی یا امتی نبی ہونے کا، بلکہ اس کا دعویٰ نبوت ہی اس کے مجرم ہونے کے لیے کافی تھا۔

اس وقت سے یہ تفریق کسی کے ذہن میں نہ تھی کہ بروزی نبی آ سکتے ہیں یا تشریعی یا غیر مستقل یا تابع نبی یا امتی نبی۔ یہ سب الفاظ دعویٰ نبوت کو ہضم کرنے کے لیے ہیں۔ جس کو امت نے تیرہ سو سال تک ناقابل برداشت قرار دیا اور ہر دور کی اسلامی حکومت نے ان کو سزائے موت دی۔

چند اور نظائر

۲...... اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ سرور عالم ﷺ کے حکم سے قتل ہوا۔ اور آپ نے وحی کے ذریعہ سے خبر پا کر صحابہ کرامؓ کو اطلاع کر دی لیکن جب قاصد خوشخبری لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو سرور عالم ﷺ وصال فرما چکے تھے۔

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۵۰ بیروت، ابن اثیر ج ۲ ص ۲۰۳، ۲۰۴ بیروت، ابن خلدون ج ۲ ص ۳۹۵ بیروت)

۳...... سجاح بنت الحارث قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ نبوت کا دعویٰ [illegible] کذاب سے مل گئی۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ میں روپوش ہوگئی اور بالآخر مسلمان ہو کر فوت ہوگئی۔ (ابن اثیر ج ۲ ص ۱۸۶ تا ۲۱۳)

۴...... مختار بن ابی عبید ثقفی۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا اور ۶۷ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے حکم سے قتل ہوا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۸۵)

۵...... حارث بن سعید کذاب دمشقی۔ اس کو عبدالملک بن مروان نے قتل کر کے عبرت کے لیے سولی پر لٹکایا۔ (تاریخ ابن عساکر ج۶ ص۱۵۳ حالات حارث بن سعید الکذاب نمبر۱۰۱)

عبدالملک بن مروان دمشقی خود تابعی تھے اور سینکڑوں صحابہؓ کو انھوں نے دیکھا اور ان سے حدیثیں روایت کی تھیں۔

۶...... مغیرہ بن سعید عجلی اور زنبیان بن سمعان تمیمی۔ دونوں نے ہشام بن عبدالمالک کے زمانہ خلافت میں دعویٰ نبوت کیا۔ عراق میں ان کے امیر خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو قتل کیا ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے وقت جلیل القدر تابعین اور اجلہ علماء موجود تھے۔

(طبری ج۴ ص۱۷۴، ۱۱۶)

خیرالقرون کے بعد

خیرالقرون صحابہؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کے بعد دوسرے ادوار میں بھی مسلم حکمرانوں نے جھوٹے مدعیان نبوت کا یہی حشر کیا۔

ایران میں بہاء اللہ کا انجام برا ہوا۔ اور آج بھی وہاں بہائی فرقہ خلاف قانون ہے۔

کابل میں تو مرزائے قادیان کی نبوت کی تصدیق کرنے والے عبدالطیف کو بھی قتل کر دیا گیا۔ سعوی عرب میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی ہے۔

بہرحال تمام عالم اسلام نے شام، عراق، حرمین شریفین، کابل، ایران اور مصر تک کے علماء کرام اور سلاطین عظام نے جھوٹے مدعیان نبوت کے قتل کی حمایت وتصویب کی۔ اس ملک میں مرزا غلام احمد قادیانی صرف انگریز کی پشت پناہی سے بچا رہا۔

دلائل ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت کے لیے دلائل کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہ بدیہیات اور ضروریات دین میں سے ہے۔ سب جانتے تھے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ اور جو دعویٰ کرے اس کی سزا موت ہے۔ انگریزی عملداری سے فائدہ اٹھا کر یا خود انگریزوں کے ایما سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ دعویٰ بھی اس نے تدریجاً کیا۔ پہلے مبلغ اسلام بنا، پھر محدث بنا، پھر مثیل مسیح بنا اور بعد میں خود مستقل مسیح موعود بن بیٹھا اور مسیح موعود کی

اصطلاح بھی خود اسی نے ایجاد کی ہے۔ پرانی کتابوں میں اس اصطلاح کا وجود ہی نہیں ہے۔ بعد ازاں نبی غیر تشریعی، نبی بروزی، نبی امتی، ہونے کا دعویٰ کیا اور مجازی نبوت سے اصلی نبوت کی طرف ترقی کر لی۔ پھر صاحب شریعت نبی بن گیا۔ پھر خدا کا بیٹا ہونے کا الہام بھی اس کو ہوا اور آخر کار خواب میں خود خدا بن گیا اور زمین و آسمان پیدا کیے۔ یہ باتیں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں پھیلی ہوئی اور عام شائع و ذائع ہیں۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کو آنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ خود مسیح موعود کی اصطلاح گھڑ کر خود مسیح موعود بننے کی ضرورت محسوس ہوئی تو بات یوں بنائی۔ آنے والے کا مثیل یہی ذات شریف ہے۔ مگر وہ تو نبی تھے۔ یہاں تو انگریزی وفاداری ہی تھی۔

ناچار نبی بننے کے لیے فناء فی الرسول ہونے کی آڑ لی اور خود عین محمد بن کر نبی کہلانے کی سعی کی۔ آخری سہارا جو مرزا غلام احمد قادیانی نے لیا وہ امتی نبی کا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کو براہ راست نبوت ملتی تھی مگر مجھے سرور عالم ﷺ کی اتباع سے ملی ہے۔ یعنی نبوت تو ملی ہے۔ مگر حضور کی برکت سے۔ علماء کرام نے مرز غلام احمد قادیانی کی اس دلیل کے بھی پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان سرور عالم ﷺ کے بعد کسی کا نبی بننا برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر ساری امت کا اجماع ہے۔

اس مسئلہ کے تفصیلی دلائل کے لیے آپ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی کتابیں۔ ختم نبوت فی القرآن، ختم نبوت فی الحدیث اور ختم نبوت فی الاثار کا مطالعہ کریں۔ جن کی کاپی لف ھذا ہے۔ یا پھر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کی تصانیف ختم نبوت اور حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی کتابیں تو اس سلسلہ میں لاجواب پر از معلومات اور مرزائیوں پر حجت قاطع ہیں۔ ہم یہاں اسمبلی کی ضرورت کے تحت کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ختم نبوت کے سلسلہ میں بنیادی آیت کریمہ

ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ○ احزاب ۴۰

”حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔“

آپ کی صاحبزادیاں تھیں۔ اور بچے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت زید

بن حارثہؓ آپ کے غلام تھے۔ جس کو آپؐ نے آزاد کر کے متبنیٰ بیٹا بنا لیا تھا۔ چنانچہ لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگ گئے تھے۔ مگر قرآن پاک نے جو صرف اور صرف حقیقت پر لوگوں کو چلانا چاہتا ہے۔ ایسا کہنے سے روک دیا۔ اب لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرادی۔ لیکن خاوند بیوی میں اتفاق نہ ہو سکا۔ حضرت زیدؓ نے انھیں طلاق دے دی۔ اب ایک آزاد کردہ غلام سے ایک قریشی عورت کی شادی پھر طلاق۔ دو طرح سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر اثر پڑا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا جس سے حضرت زینبؓ کی تمام کدورتیں دور ہو گئیں۔ مگر مخالفین نے بڑا پروپیگنڈہ کیا۔ کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے آپ نے نکاح کر لیا۔ اس پر اس آیت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ فرمایا۔ کہ حضور ﷺ کسی کے باپ نہیں ہیں۔ یعنی زبان سے کہہ دینے سے حضرت زیدؓ کے حقیقی باپ نہیں بن سکتے کہ نکاح ناجائز ہو جائے۔ پھر پیغمبر کی شفقت بھی باپ سے زیادہ ہوتی ہے اور آپ کی شفقت ساری امت کے لیے ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ شفقت کہیں ختم بھی نہ ہوگی کیونکہ قیامت تک آپؐ کے بعد کسی کو نبی بننا نہیں ہے۔ اس لیے آپؐ قیامت تک کے لیے تمام امت کے روحانی باپ پیغمبر اور بہترین شفیق ہوئے اور یہ وہم کہ جب آپ روحانی باپ ہوئے اور امت روحانی اولاد ہوئی تو روحانی وراثت یعنی نبوت بھی جاری رہ سکتی ہے۔ اس ارشاد سے وہ وہم بھی رفع ہو گیا۔ نیز اس فرمان سے کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ یہ وراثت بھی نہیں رہے گی اسی لیے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نبی نہیں ہوئے۔

آیت کا معنی

آیت کا معنی اور مختصر مفہوم بیان ہو گیا۔ یہی آیت وہ مرکزی آیت ہے جس نے سرور عالم ﷺ کے بعد نبی بننے کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اگر کسی نے ان تمام آیات کا استیعاب کرنا اور پورا دیکھنا ہو تو ہم نے ختم نبوت فی القرآن ساتھ منسلک کر دی ہے۔ اس میں سو آیتوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپؐ نے نبیوں کی تعداد پوری کر دی ہے اور آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ ہم یہاں صرف مختصراً ایک آیت کریمہ پر بحث کریں گے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے:

یہ قرآن کے معانی کے بیان کا مسلمہ اصول ہے کہ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کی اسی آیت کا معنی خود قرآن سے کیا معلوم ہوتا ہے تو اس اصول کے تحت اسی آیت "ولکن

رسول اللّٰہ و خاتم النبیین" کی دوسری قرأت جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہے اور تفاسیر میں درج ہے یہ ہے۔ "**ولکن نبیا ختم النبیین.**" لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنھوں نے تمام نبیوں کو ختم کر ڈالا۔ اس قرأت نے "**ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین**" کا معنی بالکل واضح کر دیا کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اس تفسیر سے ان تمام غلط تاویلوں کے راستے ہی بند ہو گئے۔ کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ آپ کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ کیونکہ اب معنی بالکل صاف ہو گیا کہ اس نبی نے تمام نبیوں کو ختم کر ڈالا، گویا خاتم کا معنی ختم کرنے والا ہو گیا۔

سرورِ دو عالم ﷺ کی تفسیر

ظاہر ہے کہ جس ذات مبارک پر قرآن نازل ہوا ان سے بڑھ کر اس قرآن کا معنی کون سمجھ سکتا ہے۔ یہ اصول بھی سب سے مسلم ہے۔ اب آپ حضورؐ کی تفسیر سنیے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے جس کی صحت میں کلام نہیں ہے۔

انہ سیکون فی امتی کذابون	تحقیق بات یہ ہے کہ میری امت میں
ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا	تیں کذاب (جھوٹے) ظاہر ہوں
خاتم النبیین لانبی بعدی o	گے ہر ایک کا زعم یہ ہو گا کہ میں نبی
(ترمذی ج۲ ص۴۵ باب ماجاء	ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔
لاتقوم الساعۃ حتی یخرج الکذابون)	میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس مبارک۔ صحیح اور کفر شکن حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) کہ خاتم النبیین کا معنی ہے لانبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

(۲) اس کے کذاب و دجال ہونے کی نشانی ہی یہ ہو گی کہ وہ کہے گا کہ میں نبی ہوں اس کا یہ دعویٰ کرنا ہی اس کے جھوٹے اور دجال ہونے کے لیے کافی ہے۔

(۳) وہ دجال و کذاب میری امت میں سے نکلیں گے۔ اپنے کو امتی نبی کہیں گے۔ اگر حضورؐ کی امت میں ہونے کا دعویٰ نہ کریں تو کون ان کی بات پر کان دھرے۔ ان الفاظ سے امتی نبی کے ڈھونگ کا پتہ بھی لگ گیا۔

اس حدیث میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری امت میں بعض جھوٹے نبی آئیں گے اور بعض سچے بھی ہوں گے۔ دیکھنا ان کا انکار کر کے سب کے سب کافر نہ بن جانا نہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بروزی ظلی عکسی اور غیر تشریعی نبی ہوں تو کذاب و دجال نہ کہنا۔ نہ آپ نے یہ فرمایا کہ تیرہ سو سال تک سب دجال ہوں گے۔ بعد والوں کو مان لینا۔ اور اگر کوئی شخص نبوت

کا دعویٰ کر کے انگریز کے خلاف لڑنے اور جہاد کو حرام کہہ کر ساری دنیا میں لٹریچر پہنچائے تو اس انگریزی نبی کو بھی مان لینا اور یہ کہ تیرہ سو سال تک جھوٹی نبوت بند ہے بعد میں آزادی ہے (معاذ اللہ) بہرحال جناب خاتم النبیین ﷺ کی اس پاک حدیث نے مخالفین ختم نبوت کے سارے وسوسے خاک میں ملا دیئے۔

نبی کریم ﷺ کا دوسرا ارشاد

آپ کا دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ مثلی ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الاموضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة. وختم الرسل وفی رواية فانا اللبنة وانا خاتم النبيين ٥ (مسلم ج۲ ص۲۴۸ باب ذكر كونه خاتم النبيين)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور پیغمبروں کی مثال ایک ایسے محل کی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ اس کو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں کہ کیسی اچھی تعمیر ہے۔ ہاں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے (کیوں چھوڑ دی گئی) تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ اور میرے ذریعے پیغمبر ختم کر دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث نے تو خاتم النبیین کا معنی حسی طور پر بیان فرما دیا کہ نبوت کا محل پورا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ وہ حضورؐ سے پوری ہوگئی۔ اب مرزا قادیانی اس محل میں گھسنا چاہتا ہے مگر کون گھسنے دیتا ہے۔ مرزائیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں کیڑے نکالتے اور کہتے ہیں کہ صاحب لولاک کی شان اور ایک چھوٹی سی اینٹ کو کیا نسبت۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ یہ مثال تو آپ نے سارے جہاں کی بیان نہیں کی صرف قصر انبیاء کی بیان کی ہے۔ پھر ان مرزائیوں کو کیا معلوم ہے کہ اس ایک اینٹ کی کتنی جگہ ہے۔ وہ کتنی خوبصورت اینٹ ہے۔ وہ کتنی بڑی ہے۔ محل، سارا حسن ایسی ایک اینٹ سے دوبالا کیوں نہیں ہوسکتا۔

حدیثی نکتہ

اس مبارک حدیث نے یہ وہم بھی دور کر دیا کہ آیت خاتم النبیین کا تعلق آنے والوں سے ہے آپؐ نے تمام آنے والے پیغمبروں کا ذکر کر کے صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے کی بات فرمائی۔ اور اپنے کو آخری اینٹ فرما کر خاتم النبیین فرما دیا۔ مطلب صاف ہو گیا کہ خاتم کا تعلق سابقین سے ہے۔ لاحقین اور آنے والوں سے نہیں ہے کہ آپ کی مہر اور قدسی قوت نبی تراش رہے گی اور آپ کی مہر سے لوگ نبی بنا کریں گے اور امتی نبی کہلائیں گے۔

مرزائی کفر پر کفر

مرزائی ابو العطاؔ جالندھری نے اس حدیث کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آئیں گے تو محل میں تو جگہ خالی نہ ہوگی وہ کہاں ہوں گے؟

افسوس ہے کہ مرزائی گندی باتوں سے اور خاص کر پیغمبروں کے بارے میں غلط بیانیوں سے باز نہیں آتے۔ پہلے تو آپ ویسے ہی اس کا جواب سن لیں۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی آئیں گے اور کسی اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوگی۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کہاں لگنے کی کوشش کریں گے؟ یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے ایک میراثی نے بات بنائی تھی کہ جب انبیاء سب باری باری خدا کے سامنے سے گزر جائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی باری آئے گی تو اس پر اعتراض ہوگا کہ تمھارا تو نام فہرست میں نہیں۔ تم کدھر سے نبیوں میں رہے۔ تو فوراً شیطان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جائے گا کہ یا الٰہی آپ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ میں نے صرف یہ ایک بھیجا تھا اس کو تو داخل کر لو۔

مرزائیو! پیغمبروں کا مذاق اڑا کر پھر مذاق سے خفا نہ ہوں۔ اور تحقیقی جواب سن لو۔ یہ صرف مثال ختم نبوت کے محل کی ہے۔ اور امت کو سمجھانے کے لیے اس سے پیغمبر اینٹ کی طرح بے حس وحرکت اور بے جان ثابت نہیں ہوتے۔ نبوت کا محل مع حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کے ذریعے مکمل ہو چکا ہے۔ وہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ آخری نبی کی عزت نوازی کے لیے جس پرانے پیغمبر کو لے آئے۔ پیغمبر آخر الزمان کی عزت افزائی کے لیے ان کو زندہ رکھ کر پھر آپ کی امت کی امداد کرا کر وہ صاحب اختیار ہے۔ مرزائی کون ہوتے ہیں جو اس میں دخل دیں۔ بحث کو علیحدہ مسئلہ حیات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں مفصل دیکھیے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ایھا الناس انہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات. (رواہ البخاری فی کتاب الثعبیر ج ۱، ص ۱۹۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو (سن لو) بات یہ ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سرورِ عالم ﷺ سے پوچھا گیا مبشرات کیا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اچھے خواب جو مسلمان دیکھے یا دوسرا اس کے لیے دیکھے۔''

ایک روایت میں ہے کہ مبشرات نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ بہر حال نبوت کے اجزا کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ نبوت، شرف ہمکلامی، اسرارِ الٰہیہ تقدیر اور اسباب، مخلوق اور خالق کا تعلق، نبوت کا واسطہ یہ اور اس قسم کے مباحث...... ہماری عقول اور افہام سے بہت بلند ہیں۔ ان سب کو راز میں رکھا گیا۔ دو اجزا ظاہر کیے گئے۔ اچھی اور سچی خوابیں۔ کون ہے جو ان غیبی امور کے بارے میں خواب کی اطلاعات کی حقیقت بیان کر سکے۔ دوسرا جز مکالمات الٰہیہ ہے۔ نہ رب العزت جل وعلا کی ذات ہمارے احاطہ علم میں ہے اور نہ اس کی صفات اور خاص کر مکالمہ الٰہیہ۔ آخر یہ مکالمہ کس طرح ہوتا ہے۔ بالمشافہ رب العزت جل وعلا سے، ملائکہ کے توسط سے، دل میں القاء سے، پردے کے پیچھے سے یا غیب کی آوازیں سنائی دینے سے، پھر ہر ایک کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مقام قرب اور مقام معیت کی باتیں ہیں۔ بہر حال یہ اجزاء نبوت ہیں۔ جزیات نبوت نہیں ہیں۔ نبی جس قسم کا ہو چاہے صاحب کتاب و صاحب شریعت ہو۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔ چاہے بغیر شریعت و کتاب ہو جیسے ہارونؑ اور سارے انبیاء بنی اسرائیل۔ یہ اصلاح خلق کے لیے ماجور ہوتے ہیں ان سے مکالمہ ہوتا ہے۔ ان کو مبعوث کیا جاتا ہے اور نبوت کا منصب عطا ہوتا ہے۔ ان پر وہ وحی آتی ہے جو فرشتہ پیغمبروں پر لاتا ہے۔ یہ شریعت کے اجراء کے لیے مامور ہوتے ہیں۔ ان کی وحی میں شریعت کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہدہ نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔ ان دونوں نبوتوں کو اولیاء کرام شرعی نبوت کہہ دیتے ہیں اور دونوں کو بند اور ختم بتاتے ہیں۔

عام اہل علم کلام، علم شریعت والے پہلی کو نبوت تشریعی اور دوسری کو نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں۔ اور **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** کے بعد دونوں کو ختم بتاتے ہیں۔ اولیاء کرام میں سے بعض کو شرف مکالمہ نصیب ہوتا ہے لیکن نبی اور نبوت کے نام کو غیر نبی کے لیے

استعمال کرنے کو وہ کفر سمجھتے ہیں۔ وہ بھی صرف مکالمات کو نبوت غیر تشریعی کہہ دیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس ذات مبارک کو نبی کا نام دیتا ہے اور منصب نبوت سے سرفراز کر کے اصلاح خلق کے لیے پرانے یا نئے احکام وحی کر کے بھیجتا ہے یہ وہ نبوت نہیں ہے اس سے دھوکا دیا جاتا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ تشریعی نبوت کی بقاء اور اجراء کے قائل ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ارباب علم و کلام و شریعت جن دو نبوتوں کا علیحدہ ذکر کر کے ختم ہو جاتے ہیں تو بعض اولیاء ان دونوں کو نبوت تشریعی کہہ کر ختم بتا دیتے ہیں۔ مقصد دونوں کا ایک ہی ہو جاتا ہے۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ انسان کے کسی جزو مثلاً پاؤں کو انسان نہیں کہتے۔ مجموعہ اجزاء کو انسان کہتے ہیں، مگر حیوان کے جزیات کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً گھوڑا، گدھا، بلی وغیرہ سب کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ یہ جزیات ہیں۔ لیکن گھوڑے کے سر کو گھوڑا نہیں کہہ سکتے۔ مجموعہ اعضاء کو کہیں گے۔ اب انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے چھیالیس اجزاء جمع ہوں تو کوئی نبی ہے۔ مگر ان اجزاء کا جمع ہونا اور منصب نبوت ملنا محض موہبت اور فضل خداوندی ہے۔ حدیث بہرحال بخاری کی ہے اور ختم نبوت کی صاف دلیل ہے یہی تفسیر ہو گئی اس پہلی آیت کی۔ مرزا غلام احمد کے ایک پیرو مرزائی ابوالعطا نے لکھا ہے کہ دیکھو پانی کا ایک قطرہ دریا کا جزو ہے لیکن دونوں کو پانی کہتے ہیں۔ یہ سراسر دھوکہ ہے اور جزو اور جزئی میں امتیاز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ قطرہ بھی پانی ہے اور دریا بھی۔

قطرات پانی کے اجزاء نہیں ہیں۔ پانی کے اجزا ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دو اجزاء میں سے کسی ایک کو پانی کہہ سکتا ہے۔ جیسے چھوٹا گدھا اور بڑا گدھا دونوں حیوان کے جزئیات ہیں۔ دونوں کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مگر گدھے کے کسی جزو کو گدھا نہیں کہہ سکتے۔ ابوالعطا مرزائی باتیں بنا کر قرآن اور حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا چوتھا ارشاد

بخاری غزوہ تبوک میں یہ حدیث درج ہے۔

الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون و موسیٰ الا انه لا نبی بعدی ○ (بخاری ج ۲، ص ۶۳۳، باب غزوہ تبوک)	کیا تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جاؤ جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔

جب آپؐ نے غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو اہل خانہ وغیرہ کی نگرانی کے لیے چھوڑا تو حضرت علیؓ نے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے رہنے کو محسوس کیا جس پر آپ نے ان کو یہ فرما کر تسلی دے دی۔

حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی تھے۔ مستقل صاحب شریعت نہ تھے۔ نہ صاحب کتاب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے وقت ان کو نگرانی کے لیے چھوڑ گئے۔ یہی بات آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرما کر ان کی تسلی کرادی۔ لیکن چونکہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے۔ یہ غلط فہمی اس ارشاد سے دور فرمادی کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ گویا تابع غیر مستقل نبی اور بغیر شریعت کے بھی آپ کے بعد کوئی نہیں بن سکتا۔ آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ نبوت ایک عظیم منصب اور بھاری انعام ہے اور محض موہبت اور بخشش سے ملتا ہے۔ اس میں کسی کے اتباع و اطاعت کا دخل نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی نے امتی نبی کی خودساختہ اصطلاح گھڑ کر لوگوں کو کافر بنایا ہے۔ امت میں سے ہو یا باہر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے یہ منصب دے دیں وہ نبی ہے، لیکن اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اسی لیے تو کبھی صدیقیت کی کھڑکی کھولتے ہیں کبھی فنافی الرسول اور آپ کے اتباع کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سب دجل وفریب اور دھوکہ ہے۔ امتی نبی کی اصطلاح یا مسیح موعود کی اصطلاح کوئی مرزائی پرانے دین میں نہیں بتا سکتا۔

عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تامرنا قال فو ببيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم. (بخاری کتاب الانبیاء ج ۱، ص ۴۹۱، مسلم، کتاب الامارۃ، ج ۲، ص ۱۲۶)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام ان کے پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک چل بستا تو اس کی جگہ دوسرا آجاتا۔ اور تحقیق بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (البتہ) خلفاء (و امراء) ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کا حکم ہم کو کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پہلے جس سے بیعت کی ہے اس کا حق پورا کرو (اسی طرح درجہ بدرجہ) ان کا حق ان کو دو (اگر تمہارا حق ادا نہ کریں) تو اللہ

تعالیٰ خود ان سے رعیت کے متعلق پوچھ لیں گے۔

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی نبوتیں حضرت موسیٰؑ کے تابع تھیں۔ مستقل اور تشریعی نبوتیں نہ تھیں۔ مگر سرور عالم ﷺ نے اپنی امت میں سے ان کی بندش اور ختم ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔ وہاں سارا کام نبی کرتے تھے۔ یہاں حضورؐ کے بعد خلفاء، امراء، علماء اور اولیاء کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا چھٹا ارشاد

لو كان بعدي نبي لكان عمر. (ترمذی شریف، ج۲، ص۲۰۹، باب مناقب ابی حفص عمرؓ بن الخطاب)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

حضرت عمرؓ کے محدث ہونے کی تصریح بھی آپؐ فرما چکے ہیں کہ ان سے مکالمات ہوتے تھے۔ مگر پھر بھی فرمایا کہ وہ نبی نہیں اور وجہ صرف یہ بتائی کہ میرے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ واقعی جو ہستی مکارم الاخلاق، کمالات نبوت اور تمام اعلیٰ صفات نبوت کی جامع ہو۔ اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور سب کی سرتاج اور امام ہو۔ ایسی ہی پاک ہستی کو لائق ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آنا اور منصب نبوت کا خاتم ہونا۔

معلوم ہوا کہ محدث بھی نبی نہ ہو سکتا نہ کہلا سکتا ہے اور اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ اس کو حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ مکالمات کی دولت نصیب ہوئی ہے تو اپنے دماغ کا علاج کرائے۔

جناب امام الانبیاء علیہ السلام کا ساتواں ارشاد

عن ابی هریره ان رسول الله ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورا ومسجدا وارسلت ان

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔ غنیمت کا مال

الخلق كافة وختم بى النبيون.

(مسلم، ج ۱، ص ۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة)

میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے (جبکہ پہلی امتوں میں مال غنیمت کے ڈھیر کو آسمان کی آگ جلا دیتی تھی اور یہی اس کی قبولیت کی نشانی تھی) اور ساری زمین میرے لیے مسجد اور طہور بنادی گئی (نماز زمین پر ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں) (اور بوقت ضرورت تیمم بھی کر سکتے ہیں) اور میں تمام مخلوق کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں اور میرے ساتھ تمام پیغمبروں کو ختم کر دیا گیا ہے (یعنی یہ سلسلہ بند ہو گیا اور تعدادِ معین پوری ہو گئی)

اس مبارک ارشاد میں آخری جملہ صاف اور صریح ہے جس میں کسی مرزائی کی تاویل یا وسوسہ کی گنجائش نہیں۔ صاف صاف فرمان ہے کہ میرے آنے سے سارے نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں مہر وغیرہ کا معنی نہیں چل سکتا۔

آٹھواں ارشادِ رسول ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”**فانی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد.**“

(مسلم ج۱، ص۴۴۶، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ)

اس حدیث شریف کے پہلے حصے نے تو سرورِ عالم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تصریح فرما دی ہے۔ لیکن مرزائی بڑے خوش ہیں کہ ان کو احادیث کا معنی بدلنے کا موقعہ اس حدیث کے دوسرے جزو سے ہاتھ آ گیا وہ کہتے ہیں کہ جیسے حضورؐ کی مسجد کے بعد ہزاروں مسجدیں بنی ہیں اسی طرح آپؐ کے بعد اور نبی آ سکتے ہیں مگر قدرت کو یہی منظور ہے کہ ہر ہر جگہ یہ لاجواب اور رسوا ہوں۔ چنانچہ اسی حدیث کو امام دیلمی، ابن نجار اور امام بزازؒ نے نقل فرمایا اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔ **ومسجدی آخر الدلمساجد الانبیاء** کہ میری مسجد پیغمبروں کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ (کنز العمال) لیجیے حدیث کی تشریح خود دوسری حدیث نے کر دی اور مرزائیوں کی خوشی خاک میں ملا دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر

ان روایات سے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر کا بھی علم ہو گیا۔ کسی صحابی نے کسی ایک حدیث کے مطلب کا انکار نہیں کیا اور کر کیسے سکتے تھے۔ وہ تو حضور اکرم ﷺ کے اشاروں پر جان قربان کرنے والے تھے۔

امت کا اجماع

تیرہ سو سال تک انہی معانی پر اور سرور کائنات ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر تمام علماء کرام، محدثین، مجددین، اور مجتہدین بلکہ عام اہل اسلام کا اتفاق رہا اور مدعی نبوت سے کبھی نہیں پوچھا گیا کہ تو کس قسم کی نبوت کا مدعی ہے بلکہ اس کو سخت ترین سزا دی گئی۔

نقل اجماع

۱...... قرآن پاک کی صریح روایات اور خود سرور کائناتؐ کی تفسیر پھر صحابہ کرامؓ کی متواتر روایات کے بعد کسی اجماع کے نقل کی ضرورت نہیں۔ جبکہ کسی صحابیؓ نے اس معروف و مشہور تفسیر کا انکار بھی نہیں کیا، جبکہ اس کا تعلق کفر و ایمان سے تھا۔ تو یہ بات بجائے خود تمام اسلاف کا اجماع ہو گیا کہ سرور عالم ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد پوری ہو چکی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی قسم کا پیغمبر کسی نام سے نہیں بن سکتا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے تو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی اور خاتم الانبیاء کا معنی تیرہ سو سال تک صحابہؓ اور تابعین اور کاملین اسلام پر باوجود پوری کوشش و کاوش کے کھل نہ سکا تو قرآن پاک ہدایت کی کتاب کیسی ہوئی (العیاذ باللہ) چیستان ہو گئی اور پھر آج کے نئے معنوں کا کیا اعتبار رہ سکتا ہے۔

۲...... تفسیر روح المعانی میں ہے۔

وکونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر. (روح المعانی جز ۲۲، ص ۳۹، زیر آیت خاتم النبیین)

اور آنحضرت ﷺ کا آخر النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن نے تصریح کی۔ اور جن کو احادیث نے صاف صاف بیان کیا اور جن پر امت نے اجماع کیا۔ اس لیے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا۔ اور توبہ نہ کرے بلکہ اپنی بات

پر اصرار کرے قتل کر دیا جائے گا۔

۳...... حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ’’اقتصاد ص ۱۲۳ مطبوعہ مصر **الباب الرابع فی بیان من یجب التکفیر من الفرق**‘‘ میں اس مسئلہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ جس نے اس کی تاویل کی وہ بکواس ہے۔ امت کا اجماع ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہیں ہے۔

۴...... شرح عقائد سفارینی نے بھی ص ۲۵۷ پر احادیث کے متواتر ہونے کا قول فرمایا ہے۔

اس مسئلہ پر ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور ساتھ ہی حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ صاحب کراچی کی کتاب منسلک کر دی ہے جس میں سو آیات سے اور دو سو حدیثوں سے اور سینکڑوں اقوال سلف صالحین سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کیا گیا۔ اور مخالفین کے تمام اوہام اور وساوس کا تار و پود بکھیر کے رکھ دیا ہے جو تفصیل دیکھنا چاہے یہ کتاب دیکھے۔

البتہ مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لیے خود مرزا غلام احمد قادیانی کے تین قول نقل کر دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے)

(۱) لانه یخالف قول الله عزو جل ما کان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین الاتعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمیٰ نبیا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسره نبیا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین...... وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین. (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷، ص ۲۰۰)

اس لیے کہ یہ خدا تعالیٰ کے اس قول کے مخالف ہے۔ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین** کیا تو نہیں جانتا کہ خدائے مہربان نے ہمارے نبی کا نام بغیر استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور ہمارے نبی نے اس کی تفسیر **لا نبی بعدی** میں واضح بیان سے صاحب طلب لوگوں کے لیے کر دی (دو سطروں کے بعد) اور وحی منقطع ہو چکی ہے آپ کی وفات کے بعد اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کو ختم کر ڈالا ہے۔

مرزا غلام احمد کے اس قول سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے آپ کو خاتم الانبیاء قرار

دیا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضورؐ کا یہ ارشاد لا نبی بعدی قرآن پاک کی واضح تفسیر ہے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی کتاب میں لکھا ہے۔

ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین. (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷، ص۲۹۷)	اور میرے لیے یہ جائز نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔

یعنی دعویٰ نبوت کرنا کافر ہونا ہے۔

(۳) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین. (ازالۃ الاوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳، ص۴۳۱)	یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والا ہے۔

اب مرزائیوں کو خاتم النبیین کے معنوں میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔

ختم نبوت یا نبی تراشی

۱...... ’’جو دین دین ساز نہ ہو وہ ناقص ہے۔‘‘ یہ بات قطعاً غلط ہے بلکہ سچ پوچھیں تو خود مرزا قادیانی کے ہاں بھی یہ غلط ہے، کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ دوسرے اس کے مستحق نہ تھے حتیٰ کہ صحابہ سے لے کر آج تک کوئی بھی مرزا کی طرح نہ تھا، چنانچہ اسی مضمون کو اس نے اپنی کتاب (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲، ص۴۰۶) میں درج کر کے یہ بھی لکھ دیا کہ وہ ایک ہی ہوگا تو دین دین ساز کہاں رہا۔ یہ تو صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنے نفس کی پیروی اور تسویل ہے۔

۲...... اور یہ کہنا کہ آپؐ کی قوت قدسی نبی تراش ہے۔ اور آپؐ کی مہر سے نبی ہی بنتے رہیں گے اور نبوت ختم کرنا خدا تعالیٰ کی رحمت و برکت کو روکنا اور ختم کرنا ہے۔ قطعاً درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا ہے اس کو ختم کرنا ہے۔ اگر ایک رسی کا ایک سرا ہے تو دوسرا سرا بھی ہوتا ہے۔ اگر ایک دریا کا ایک کنارہ ہے تو دوسرے کنارے پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر دن صبح کو شروع ہوتا ہے تو مغرب کو ختم ہوتا ہے۔ اگر دنیا کی ابتدا ہوئی ہے تو اس کی انتہا بھی ہوگی۔ اگر نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کی ہے تو اس کو بڑھا بڑھا کر خاتم کمالات نبوت حضرت خاتم النبیین پر پورا کامل کر کے ختم کرنا ہے۔ یہاں ہر چیز کی

حد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **کل شی عندہ بمقدار**. (رعد: ۸) ''اس کے ہاں ہر چیز کی مقدار معین ہے۔''

اگر چہ بارش رحمت ہے لیکن یہ ضرورت کی حد تک رحمت ہے اگر چند دن مسلسل بارش ہو تو سب روکنے کے لیے دعائیں کریں گے۔

۳...... دین سازی کمال نہیں بلکہ نبوت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے اس کو کامل کرتے کرتے آخری کمال پر پہنچا کر ختم کرنا کمال ہے۔ ناقص نبی بنا کر ختم کرنا کمال نہیں ہے۔

۴...... یہ دین کا کمال نہیں ہے کہ اس دین کے تمام اجزاء پر ایمان لانے کے باوجود صدیوں کے بعد کسی ایک مدعی نبوت پر ایمان نہ لانے سے کروڑوں کی تعداد میں امت کافر ہو جائے، جس مدعی کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اور نہ حضرت رحمتہ اللعالمین نے تمام آنے والی نسلوں کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ ارشاد فرمایا ہو جبکہ آپؐ نے اور بیسیوں امور کی خبریں دیں۔ بلکہ آپؐ نے **لا نبی بعدی** کہہ کر گویا اپنی امت کو آمادہ کیا کہ کسی نبی کا بھی اقرار نہ کرو۔ اگر کوئی نبی آنے والا تھا جس کا انکار کفر تھا تو کیا حضورؐ نے (العیاذ باللہ) خاموشی اختیار نہیں کی؟ بلکہ اپنی امت کے کافر بننے کا سامان کیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔

۵...... یہ کمال نہیں ہے کہ امت کا تعلق اپنے کامل نبی سے واسطہ در واسطہ ہو۔ بلکہ یہ کمال اور بہتر ہے کہ تمام امت کا تعلق اپنے نبی سے بلا واسطہ قائم رہے۔

۶...... خاتم النبیین میں ''خاتم'' کا تعلق سابقین اور گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام سے ہے نہ ''لاحقین'' اور آئندہ والوں سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اور اس کے چیلوں نے کہا کہ خاتم النبیین کا معنی ہے کہ سارے نبیوں کی مہر ہیں۔ آپؐ نبی تراش ہیں۔ اور آپؐ کی قوت قدسیہ سے نبی بنتے ہیں۔ دراصل دائرہ نبوت کا مرکزی نقطہ آپ کی ذات ہے۔ آپ نے تمام کمالات نبوت خود طے فرما کر کمال تک پہنچا دئے اور ختم کر دیئے۔ آپؐ اسی لیے آخر میں آئے۔ جیسے صدر جلسہ تمام انتظامات کے بعد آتے ہیں جن کے لیے جلسہ منعقد کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے آدم علیہ السلام بھی تمام انتظامات کے بعد لائے گئے کہ وہ انتظامات آپؐ کے لیے تھے۔ جیسے زمین و آسمان اور سورج و چاند وغیرہ کی پیدائش۔ پھر جب نبوت کو ختم کرنا تھا تو کامل کر کے ایک کامل کے ذریعے ختم کرنا زیادہ مناسب تھا۔ اسی لیے بیت المقدس میں تمام پیغمبر امامت کے لیے آپ کا انتظار کرتے رہے اور اسی لیے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

نحن الآخرون والسابقون. (منتخب کنز العمال علی حاشیہ مسند احمد ج ۴، ص ۳۰۶)

ہم آخری اور پہلے کے ہیں۔

اور دوسری حدیث جس کو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

كنت اول النبين في الخلق و آخرهم في البعث. (منتخب کنز العمال علی حاشیۃ مسند ج ۴، ص ۳۰۱)

میں پیدائش میں سب سے پہلا نبی تھا اور مبعوث ہونے میں سب سے آخری۔

اور اسی لیے قیامت میں بھی ''لواء حمد'' آپ کو ملے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کبریٰ کا معاملہ آپؐ کے سپرد فرمائیں گے۔

اور ایک حدیث نے اس کی تشریح کی ہے جو شرح السنہ اور مسند امام احمدؒ میں ہے۔

انی عند الله مكتوباً خاتم النبين وان آدم لمنجدل في طينه. (مشکوٰۃ، ص ۵۳۱)

میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی گارے میں تھے۔

یہاں صرف یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے یہ جانتے تھے اور تقدیر ہی یہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر پیغمبر اور اس کے وقت کو جانتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کو ایک طرح یہ خصوصیت اور خلعت ختم نبوت کا شرف عطا ہو چکا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت وہبی نعمت ہے یہ کسبی نہیں ہے۔

۷...... یہ نبوت کا آپؐ پر خاتمہ دین کا نقصان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ساری امتوں کو ایک طرف اور اس ساری امت کو دوسری طرف رکھا ہے۔ چنانچہ چند آیتیں حسب ذیل ہیں۔

كنتم خير امة اخرجت للناس. (آل عمران: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی خاطر پیدا کی گئی ہو۔

وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنابك على هؤلاء

اور ایسے ہی ہم نے تم کو درمیانی (اور بہترین) امت بنایا تا کہ تم باقی لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہی دے۔ وہ کیسا وقت ہوگا کہ جب ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان

شھیدا. (بقرہ ۱۴۳)	(سب) پر گواہ بنائیں گے۔

ایسی بہت سی آیات ہیں۔ بہرحال اگر کثرت کا کوئی انضباط نہ ہو تو وہ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں نظم وضبط ہو تو وہ ایک طاقت ہوتی ہے۔ کثرت اگر کسی وحدت پر ختم ہو تو وہ مربوط اور قوی طاقت ہوتی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام سرورِ عالم ﷺ کے ماتحت ہیں۔ اور اس وحدت کا مظاہرہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری امتوں کو ایک طرف اور آپ کی امت کو دوسری طرف رکھا اس لیے کہ آپؐ آخری نبی اور آپؐ کی امت آخری امت ہے۔

۸...... پیغمبر شریعت و کتاب لاتے ہیں یا پرانی شریعت کو بیان کرتے اور چلاتے ہیں۔ یہاں تکمیل دین وشریعت کا کام پورا ہو چکا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا. (مائدہ ۳)	آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی مہربانی تم پر پوری کر دی۔ اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کر لیا۔

بقاء وتحفظ شریعت کی ذمہ داری بھی خود خدا نے لے رکھی ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون. (الحجر: ۹)	ہم نے ہاں ہمیں نے یہ قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

سیاست اور ملکی انتظام کا کام خلفاء کے سپرد ہو چکا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی ولکن لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء فیکثرون. (اوکما قال) (بخاری کتاب الانبیاء، ج ۱، ص۴۹۱، مسلم کتاب الامارۃ ج ۲ ص۱۲۹)	بنی اسرائیل کا انتظام پیغمبر کیا کرتے تھے جب ایک نبی جاتا دوسرا آ جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ اور تم پہلے خلیفہ سے وفاداری کرتے رہنا۔

اور مبشرات سچے خوابوں کی طرح نبوت کا جز ہے۔ بعینہ نبوت نہیں نہ جز کو کل کا نام دیا جاتا ہے۔ آدمی کی ٹانگ کو آدمی نہیں کہا جا سکتا۔ نہ اس کی ایک آنکھ کا نام انسان ہوتا ہے۔ یہ اجزاء انسانی ہیں۔ ہاں انسان کی تمام جزئیات کو انسان کہا جائے گا۔ جیسے مرد، عورت، کالا،

گورا۔ بہرحال اجزاء اور جزیات کا فرق ہر پڑھا لکھا جانتا ہے یا حیوان ہر گھوڑے، گدھے اور بلی کو کہہ سکتے ہیں لیکن کسی پاؤں یا سر کو حیوان نہیں کہہ سکتے۔ اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی اس امت کو ضرورت نہیں ہے اور سرورِ عالم ﷺ نے صاف اور واضح اعلان فرما کر ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ مرزائیوں کو سرورِ عالم ﷺ کی مخالفت میں مزہ آتا ہے۔ مبشرات کا معنی خود حدیث میں سرورِ عالم ﷺ نے سچے خواب بتایا ہے۔

۹...... یہ کہنا کہ وہ لعنتی دین ہے جو نبی ساز نہ ہو (براہین پنجم ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۱، ص ۳۰۶) جیسے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے چانٹے کہتے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ یہ بات تو پہلی امتیں بھی کہہ سکتی تھیں پھر تمھاری کون سی تخصیص ہے! پہلی امتوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی اطاعت کر کے نبوت کے سوا باقی مراتب قرب حاصل کیے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا نبوت عطا کی۔ وہ دین نبی ساز نہ تھا۔ بلکہ نبیوں کی تعداد باقی تھی اس کو پورا کرنا تھا۔ ان امتوں کی اپنے نبی سے تعلق و نسبت بھی قائم رہی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ یہ آخری امت اپنی نسبت قیامت تک اپنے نبی آخر الزمان سے رکھتے ہوئے مراتب قرب حاصل کرتی رہے۔ کسی دوسرے کا واسطہ درمیان میں نہ ہو۔ یہ بات تو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہی تھی کہ ذاتی طور سے میں آدم سے بہتر ہوں۔ آپ کے انتخاب اور اجتباء پر دار و مدار کیوں ہو۔ کہ آپ آدم کو سجدہ کراتے ہیں۔ اسی لیے شیطان ملعون و مردود ہوا۔ اور آدم علیہ السلام نے عبودیت اور اطاعت اختیار کی وہ مقبول ہو گئے۔ یہاں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص ہوں۔ دوسرے کوئی اس کے مستحق نہیں۔ گویا یہ بھی شیطان کی وراثت تھامے ہوئے اپنا استحقاق اور شدت اتباع ثابت کرتا ہے۔ اور اب اس کے گم کردہ راہ چیلے چانٹے اس سے وابستہ رہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

یہاں سے مرزا قادیانی کی یہ جہالت بھی ظاہر ہو گئی ہے کہ پہلے پیغمبر براہِ راست پیغمبر ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے پیغمبر کے اتباع کا اس میں دخل نہ تھا۔ مگر یہاں مجھے حضور کی اتباع اور غایت اطاعت سے نبوت کا مقام ملا ہے۔ (حقیقۃ الوحی) اس لیے کہ پہلے کے پیغمبر بھی کسی نہ کسی پیغمبر کے دین کا اتباع کرتے تھے اور ہم بھی کرتے ہیں۔ نبوت تو موہبت اور بخشش ہے۔ جہاں ظرف اس کے مناسب دیکھا وہاں عطا فرما دی۔ اور ظرف بھی خود مہربانی کر کے عنایت کرتے تھے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کہاں اپنی نبوت
(انعام: ۱۲۴) دے۔

مگر اب تو سلسلۂ نبوت کی تکمیل کر کے اس کو بند فرما دیا۔ جتنے نبی آنے تھے وہ آ گئے اور دائرہ نبوت کی ساری مسافت آپ نے طے کر لی۔ اور تکمیل شریعت فرما گئے۔ اب آپ کی نبوت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اور بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی احمق الذی دوپہر کے وقت پوری روشنی میں اپنا چراغ جلا کر بھینس ڈھونڈتا پھرے۔ اسی احمق الذی کی عقل کو بھینس ہی کی عقل کہہ سکتے ہیں۔

۱۰...... پھر یہ مدعی تو دین محمد کی توہین کرتا ہے کہ سرور عالم ﷺ کی پیروی سے صرف مرزا قادیانی ہی نبی بن سکا اور وہ بھی ایسا جو انگریزوں کی اطاعت فرض قرار دے۔ اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروائے اور اپنے نہ ماننے والے کروڑوں افراد امت کو کافر قرار دے۔ اور جو پودا وحی کا، ڈراوے کا اور لالچ کا اور تقدیر مبرم کا واویلا کر کے محمدی بیگم کو حاصل نہ کر سکا، بلکہ مسلسل بیس سال تک اس کی شادی کے زبانی مزے بھی لیتا رہا اور عقل کے اندھے مگر گانٹھ کے پکے مریدوں کو بتلاتا اور پھسلاتا رہا۔ اور اپنے ساتھ سرور عالم ﷺ کو بھی شریک کر کے جھوٹا کرنے کی ناپاک کوشش کی اور یہ وحی بھی ایسی تھی بلکہ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دے کر دنیا کو چیلنج کیا تھا۔

کیا اسی بل بوتے پر ہم اس کی بات یا گپ کو سچ مان لیں کہ میری وحی قرآن کی طرح ہے۔ پھر ایسا شخص کہ جو اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہے۔ اپنے مخالفین کو جنگل کے سور لکھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریفؒ کو ملعون کہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اندھا شیطان لکھے، مولوی سعد اللہ کو نسل بدکاراں قرار دے۔ تمام علماء کو بدذات فرقہ مولویاں سے تعبیر کرے اور حضرت حسینؓ کے مبارک ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دے، اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہے۔ بلکہ تمام پیغمبروں کی صفات و کمالات کا اپنے کو جامع قرار دے۔ (یہ منہ اور مسور کی دال) اسی طرح اس نے پیشگوئی کی کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ جب وہ نہ مرا تو جھوٹا اعلان شائع کر دیا کہ اس نے رجوع الی الحق کر دیا تھا اور جب ۲۲ ماہ بعد وہ اپنی موت مرا تو اعلان کر دیا کہ میری پیشگوئی یہ تھی کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرے گا۔ لعنته الله على الكاذبين.

اللہ تعالیٰ مرزا ناصر احمد اور سارے قادیانیوں کو سمجھ دے۔ بہت سے نیک آدمیوں کے باپ دادا گمراہ گزرے ہیں۔ اگر یہ بھی توبہ کر کے سچے مسلمان ہو جائیں اور مرزا قادیانی کو خدا کے حوالے کریں۔ پیسے تو اب بہت ہو گئے عزت بھی مل گئی اور اگر یہ خیال ہو جیسے کہ آپ کی ڈینگوں سے بو آتی ہے کہ کوئی آپ کا سرپرست آپ کو بچا لے گا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ

آپ کو خدا کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وہ وقت گیا جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ آپ نے عام مسلمانوں کو بدنام اور ذلیل کرنے کی اپنے بیان میں کوشش کی ہے۔ اس لیے ہم نے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔

۱۱...... خاتم النبیین میں خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہے۔ یہاں پرانے نبی پیش نظر ہیں۔ آپ ﷺ نے سابقین کی تعداد ختم کر دی جو آنے تھے آ گئے۔ اب کسی کو آپؐ کے بعد نبوت نہیں مل سکتی۔ خاتم النبیین کا معنی خاتم اللاحقین نہیں ہے کہ آنے والے آپؐ کی مہر سے آیا کریں گے۔ یہ تو اللہ پر جھوٹ بولا گیا، کیونکہ آپؐ کی مہر سے کون کون آئے کیا مرزا غلام احمد قادیانی یا اس کا پوتا مرزا ناصر احمد بتا سکتے ہیں؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر تیرہ سو سال میں آپ کی قوت قدسیہ نامکمل رہی۔ خاتم النبیین میں پرانے پیغمبروں کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی تعداد کو ختم کر دیا اور قصر نبوت کی تکمیل فرما دی۔ اب کوئی شخص نبوت نہ پا سکے گا۔ یہ اضافت اشخاص کی طرف ہے۔ باقی نبوت و رسالت کے خاتمہ کے لیے وہ مبارک الفاظ زیادہ موزوں ہیں جو امام ترمذیؒ نے روایت کیے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (قال) فشق ذالک علی الناس فقال لکن المبشرات فقال رأیا المسلم وهی جزء من اجزاء النبوة. (ترمذی ج۲، ص۳، باب ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات)

”رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے تو اب میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا نہ نبی (راوی کہتا ہے) یہ بات لوگوں کو مشکل نظر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ لیکن مبشرات باقی ہیں۔ انھوں نے دریافت کیا کہ مبشرات کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مسلمان کا خواب اور وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔“

اس حدیث نے تمام مرتدوں کی کمر توڑ دی ہے۔ جس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کسی کو رسول بنایا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس کتاب یا شریعت ہو۔ نہ کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے چاہے وہ دوسرے نبی کا تابع ہو اور کوئی نئی شریعت یا نئے احکام اس کو نہ دیئے گئے ہوں۔ جیسے لفظ خاتم النبیین نے اگلے پیغمبروں کی تعداد ختم کر دی۔ اس حدیث کے مبارک الفاظ نے بعد میں دعویٰ کرنے والوں کی حقیقت بھی کھول دی۔ اب نہ کسی کے پاس وحی نبوت آ سکتی ہے نہ وحی رسالت۔ اب یہ کہنا کہ مستقل نبی ختم ہو گئے غیر مستقل باقی ہیں۔ یا یہ کہ صاحب شریعت نہ آئیں گے مگر تابع اور غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں۔ یہ سب بکواس ہے کفر ہے

اور دین سے استہزاء ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین! مرزا غلام احمد قادیانی کبھی بروزی اور ظلی نبوت کی آڑ لیتا ہے۔ کبھی فنافی الرسول ہو کر نبی بننے لگتا ہے۔ کبھی مسیح موعود بننے کے لیے تنکوں کا سہارا لیتا ہے۔ کبھی مریم بنتا ہے۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو حیض آتا ہے۔ پھر مریم سے عیسیٰ بن جاتا ہے۔ کبھی آسمان میں اپنا نام محمد و احمد ظاہر کرتا ہے۔ کبھی اپنا نام ہی ابن مریم رکھ لیتا ہے، کبھی محدث و مجدد کا روپ اختیار کرتا ہے اور کبھی مہدی کی حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے، کبھی کرشن کا اوتار بنتا ہے اور کبھی جے سنگھ بہادر، کبھی عین محمد بنتا ہے، کبھی مثیل مسیح کہلاتا ہے تو کبھی (ان سے) افضل۔ کبھی انسان کی جائے نفرت بنتا ہے۔ کبھی انگریزی عدالت میں توبہ نامہ داخل کرتا ہے اور کبھی اپنے معجزات حضور ﷺ سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے۔ غرضیکہ مرزا غلام احمد قادیانی عجیب چیز اور ایک چیستان تھے۔ ہم اس کو صرف انگریز کا کمال تصور کرتے ہیں۔ یہ کمال مرزا ناصر احمد کو مبارک ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر شیطان نے جو تلعب اس سے کیا ہے، بہت کم ہی کسی اور سے کیا ہوگا۔

ایک فریب اور اس کا جواب

مرزائی لوگ شیخ اکبر کی بعض عبارتیں پیش کر کے ثابت کرتے ہیں کہ وہ بھی غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ یہ صریح دھوکہ ہے اور علمی جہالت ہے۔ دراصل بعض اولیاء یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے جس کو لغت میں نبوت بھی کہتے ہیں۔ لیکن وہ ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ اس کی اجازت ہے۔ یہ جو مکالمہ ہوتا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ بیان شریعت کے لیے مامور ہو کر خدا تعالیٰ کے ہاں منصب نبوت پالیتا ہے۔ وہ صرف اس مکالمے کو غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں۔ تشریعی نبوت وہ ہر اس وحی نبوت کو کہتے ہیں جس میں شریعت کے لیے احکام ہوں۔ نئے یا پرانے اور یہ صرف نبی کے لیے ہو سکتا ہے۔ گویا لغوی طور پر وہ مکالمہ الٰہیہ کا نام غیر تشریعی رکھتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ شرعی وحی اور نبی کی وحی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نبی اور رسول ایک عہدہ ہے جواب ختم ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ گویا ان اولیاء کے ہاں تشریعی نبوت میں دونوں نبوتیں شامل ہیں جو ختم ہو چکی ہیں۔ نئی شریعت والی اور پرانی شریعت والی یعنی وہ غیر تشریعی کا اطلاق بھی کبھی ولایت پر کر دیتے ہیں۔ لیکن کسی نے آج تک ان میں سے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ نبی ہونے کے اعلان کی اجازت دی۔ اگر مرزائیوں میں سکت ہے تو کسی ولی کا دعویٰ نبوت ثابت کریں۔

یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک قول اولیاء کی اطلاق واصطلاح کے بارے میں سن لیجیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ ’’لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا‘‘ (انجام آتھم ص ۲۸، حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت دجل کیے ہیں۔ مثلاً عبارت مذکورہ میں صحیح مسلم کے حوالہ سے لکھا (کہ آنے والے مسیح موعود کا نام) حالانکہ صحیح مسلم میں مسیح موعود کا لفظ نہیں ہے۔ یہ اصطلاح خود مرزا غلام احمد قادیانی نے گھڑی ہے۔ مگر یہاں ہم کو صرف یہ بتانا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ کے الفاظ جو نبوت غیر تشریعی کے آئے ہیں۔ وہ صرف مکالمات الٰہیہ کی وجہ سے آپ کی اصطلاح ہے۔ ورنہ نبوت کا عہدہ اور نبی کے نام کا اطلاق وہ بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ جیسے یہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے تصریح کر دی ہے۔ بہرحال قرآن پاک نے خاتم النبیین فرما کر نبیوں کا بننا بند کر دیا اور جو تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر تھی اس کے پورا ہونے کا اعلان فرما دیا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کا مطلب نبی تراش قرار دیا یعنی آپ کی پیروی سے نبی بنتا ہے۔ یہ صریح طور پر خدا تعالیٰ کا ایسا مقابلہ ہے جو شیطان نے کیا تھا کہ اے اللہ آپ کیوں آدم کو سجدہ کرواتے ہیں۔ میں اس سے اچھا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت اور رضا اور ارادے پر راضی نہ ہوا، بلکہ اپنا حق بتایا۔ اس صریح عدول حکمی اور حجت بازی سے کافر و مردود ہو گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ دروازہ خاتم النبیین کہہ کر بند فرمانا چاہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا مطلب نبی تراش بنا کر اس کو کھلا رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہر گاما گھسیٹا فنافی الرسول بن کر نبی بن جایا کرے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چناں کنند

۱۲...... سرور عالم ﷺ پر نبوت کا خاتمہ اللہ کی اس امت پر بڑا انعام ہے ایک مرزا جھوٹا نبی

بنا اور تمام مسلمانوں میں ہلچل پڑ گئی۔ یہ ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتے اور وہ سب ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ اگر سرور عالم ﷺ ان جھوٹے نبیوں کا سلسلہ بند اور ان سے بچنے کی تاکید نہ فرماتے تو اب تک امت محمدیہ میں کتنے ہی فرقے اور کتنی ہی امتیں ہوتیں۔ جو ایک دوسری کو کافر کہتیں۔ اس لیے مسئلہ ختم نبوت رحمت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

وھذہ اکبر نعم اللہ علی ھذہ الامة حیث الکمل تعالیٰ لھم دینھم فلایحتاجون الیٰ دین غیرہ ولا الیٰ نبی غیر نبیھم صلوٰة اللہ وسلامہ علیہ ولذاجعلہ خاتم الانبیاء وبعثہ الی الانس والجن ٥ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲)

اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر بڑی نعمت ہے اور مہربانی ہے کہ اس خدائے برتر نے ان کا دین مکمل کر دیا اب وہ کسی اور دین کے محتاج ہیں نہ اپنے نبی کے بغیر کسی اور نبی کے اور اس لیے ان کو خاتم الانبیاء بنا کر جن و انس کی طرف بھیجا گیا۔

مسئلہ صاف ہو گیا

یہاں تک لکھا گیا تھا کہ آٹھ اگست ۱۹۷۴ء کو مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ ربوہ نے خصوصی کمیٹی کے سامنے بیان دے دیا کہ سرور عالم ﷺ کے بعد تیرہ سو برس تک کوئی نبی آیا نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد کوئی نبی آئے گا چاہے امتی نبی ہی کیوں نہ ہو۔ جب محترم اٹارنی جنرل نے سوال کیا کہ ابو العطا جالندھری نے لکھا ہے کہ آپؐ کی خاتمیت نے وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔ آپؐ کی امت کے لیے آپؐ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہ لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔ تو کیا حضور اس فیضان سے پہلے تیرہ سو برس میں کوئی نبی یا امتی نبی آیا ہے یا مرزا غلام احمدؑ کے بعد آئے گا؟ اس کا جواب مرزا ناصر نے قطعاً انکار میں دیا اور ابو العطاء کی بات کو صرف امکان عقلی پر محمل کیا۔ یعنی ہو تو سکتا ہے لیکن ہو گا نہیں اور اس سلسلہ میں مرزا ناصر احمد نے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل اور محمدؐ جیسے پیغمبر پیدا کر دیے حالانکہ ان کا ایمان تھا کہ ایسا کبھی نہ ہو گا کوئی بھی محمد رسول اللہ کی طرح پیدا نہیں ہو گا، بلکہ آپ خاتم النبیین ہیں صرف خدا کی قدرت کا بیان ہے۔

مرزا ناصر احمد کے اس بیان کے بعد سارا مسئلہ صاف ہو گیا۔ بقاء نبوت اور اجزاء

نبوت کی ساری بحثیں فضول ہیں۔ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔ نہ تیرہ سو برس میں پہلے کوئی نبی آیا نہ مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا بقول مرزا ناصر احمد کے ایک ہی مرزا غلام احمد امتی نبی بنایا گیا کیونکہ مسلم شریف میں چار جگہ آنے والے کو نبی کہا گیا، حالانکہ مسلم شریف اور سینکڑوں احادیث میں ایک مسیح کے نزول کی خبر ہے جو آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے، چالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی، پھر وفات ہو گی۔ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کا ابتداء ہی سے یہی عقیدہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت کو وہی دوبارہ نازل ہوں گے اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔

دو مسئلے

یہاں دو مسئلے ہیں (۱) کہ آیا واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان میں موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔

۲...... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہو سکتا ہے۔ جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے۔ ہم یہاں دوسرے مسئلہ پر پہلے بحث کریں گے۔ فرض کیجیے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی آنے والا مسیح ہو سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی: ہمارے خیال میں یہ دعویٰ جھوٹ، افتراء اور قرآن و حدیث سے مذاق و استہزاء کے مترادف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح ابن مریم تو کیا مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ مندرجہ ذیل امور ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک نامحرم عورت مسمات بھانورات کو مٹھیاں بھرا کرتی تھی۔
(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کا پہرا راتوں کو عورتیں دیا کرتی تھیں۔
(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۳)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک دوشیزہ لڑکی مسماۃ محمدی بیگم کے حصول کے لیے کوششیں کیں۔ مگر محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے اس کی شادی دوسری جگہ کرا دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلوائی جو احمد بیگ ولد محمدی بیگم کی بھانجی تھی۔
(سیرت المہدی حصہ اول ص ۲۹)

(۴) جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہوگیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی والدہ فضل احمد نے ان سے قطع تعلق کر دیا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو طلاق دے دی۔

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۳۴)

(۵) مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے سلسلہ میں اپنے بیٹے سلطان احمد کو جائیداد سے محروم اور عاق کر دیا۔ کیونکہ یہ بھی مخالفانہ کوشش کرتے رہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۳۴)

(۶) مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی بننے کے لیے جھوٹ کہا کہ امام ربانی نے مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ جب مکالمات الٰہیہ کی کثرت ہو تو پھر وہ نبی کہلاتا ہے۔ حالانکہ اس مکتوب میں نبی کا لفظ نہیں بلکہ محدث کا لفظ ہے۔ اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس سے پہلے جب تک کہ ان کو نبی بننے کا شوق نہیں چرایا تھا۔ (ازالۃ الاوہام ص ۹۱۵ خزائن ج ۳ ص ۶۰۱) میں محدث کا لفظ لکھا۔ اب شوق نبوت میں امام ربانی پر جھوٹ بولا اور اسی لیے مکتوبات کا حوالہ بھی درج نہیں کیا۔

(۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی امام بخاریؒ کے حوالے سے جھوٹ لکھا کہ ”آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت آسمان سے آواز آئے گی۔ ھٰذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ کی ہے جو ایسی کتاب میں ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶، ص ۳۳۷) کیا کوئی مرزائی یہ حدیث بخاری شریف میں بتلا سکتا ہے؟

(۸) مرزا غلام احمد قادیانی نے سرور عالم ﷺ پر جھوٹ کہا کہ آپ کے حکم سے ایک دن میں دس ہزار یہودی قتل کیے گئے۔ اس سلسلہ میں بعض مرزائی یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ دس ہزار کے ہندسوں میں دراصل کاتب سے ایک صفر کا اضافہ ہوگیا۔ یہ غلط بیانی ہے اس لیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ کئی ہزار یہودی ایک دن میں قتل کیے گئے۔ یہ سب جھوٹ ہے اور خواہ مخواہ سرور عالم ﷺ کو بدنام کرنا ہے۔ ورنہ غزوۂ خندق کے بعد جب بنوقریظہ نے ہتھیار ڈالے تو خود انھوں نے کہا تھا کہ ہمارا فیصلہ سعد بن معاذؓ کریں۔ انھوں نے تورات کے مطابق فیصلہ دیا جس کے تحت چار سو یا چھ سو آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ یہ وہ یہودی تھے جو ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے۔ غزوۂ خندق میں اگر یہ کامیاب ہو جاتے تو ہزاروں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام ہو جاتا اور جزیرۃ العرب کے سارے مسلمان شہید کر دیئے جاتے۔

(۹) مرزا غلام احمد قادیانی نے عوام کو الو بنانے کے لیے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے لیے پیش

گوئی کی کہ پندرہ ماہ میں مرجائے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ مگر آتھم ۱۵ ماہ میں نہ مرا۔ (جنگ مقدس ص ۲۱۱ خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

(۱۰) مرزا غلام احمد قادیانی غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفوں کو مغلظ گالیاں دیں جو علیحدہ لکھی گئی ہیں۔

(۱۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے مخالفوں پر لعنت لکھی، مگر پورے ایک ہزار بار لکھی اور ہر دفعہ ساتھ ساتھ ہندسہ لکھتے گئے (نور الحق ص ۱۵۸ تا ص ۱۶۲ خزائن ج ۸، ص ۱۵۸ تا ۱۶۲) حالانکہ لکھنو کی بھٹیاری لکھ لعنت کہہ کر ہی معاملہ ختم کر دیتی تھی۔ اب کوئی مرزائی ہو جو لعنت لعنت کے ان چار صفحات کو پڑھ پڑھ کر ثواب کمائے۔

(۱۲) مرزا پہلے صرف مبلغ بنا پھر مجدد، پھر مثیل مسیح، پھر خود مسیح موعود بنا اور جب دیکھا کہ کچھ آدمی پھنس گئے ہیں نبی بن بیٹھا۔ حالانکہ یہ تدریج خود فرضی اور بناوٹی سکیم کی غمازی کرتی ہے۔

(ملاحظہ ہو ضمیمہ دعاوی مرزا از مفتی محمد شفیع مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۱۴)

(۱۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے ہر وہ بڑا شخص بننے کی کوشش کی جس کا ذکر کسی کتاب میں تھا یا وہ آنے والا ہے۔ چنانچہ کرشن کا مثیل بنا۔

(۱۴) وہ کرشن بنا اور رودر گوپال کہلایا۔

(۱۵) وہ جے سنگھ بہادر کہلایا۔

(۱۶) مہدی، مسیح، حارث، رجل فارسی بنا بلکہ تمام انبیا علیہم السلام کے نام اپنے اوپر چسپاں کیے حوالہ کے لیے ضمیمہ دعاوی مرزا ملاحظہ ہو۔ (مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۱۴)

(۱۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے سرور عالم ﷺ کے معجزات تین ہزار (تحفہ گولڑویہ ص ۶۷ خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) اور اپنے دس لاکھ بتائے۔ (براہین احمدیہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

(۱۸) اس نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا۔

(دافع البلاء ص ۳۹ خزائن ج ۸ ص ۲۳۳)

(۱۹) اس نے حضرت امام حسینؓ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی۔

(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

(۲۰) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک غیر محرم لڑکی سے اپنا نکاح آسمان میں ہو جانے کی خبر دی اور کہا کہ خدا نے مجھ سے زوجنکہا فرمایا ہے۔ (کہ ہم نے اس لڑکی سے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔)

(۲۱) اس نے کہا کہ ہمارا صدق وکذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

جبکہ اس کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہو گئی اور بیس برس تک اس کو مایوس رکھ کر آخرکار جھوٹا ثابت کر دیا۔

(۲۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(۲۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں ہر روک کو دور کر کے تمھارے پاس اس عورت کو واپس لاؤں گا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

(۲۴) اس نے یہ بھی لکھا کہ ایک بار بیمار ہوا اور قریب الموت ہو رہا تھا کہ مجھے پیش گوئی کا خیال آیا تو قدرت نے تسلی دی کہ اس میں شک نہ کرو۔ یہ ہو کر رہے گا تب میں سمجھا کہ جب پیغمبر مایوس ہونے لگتے ہیں تو اس طرح خدا ان کو تسلی دیتا ہے۔

(ازالۃ الاوہام ص ۳۹۸ خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

(۲۵) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ یہ (محمدی بیگم) باکرہ ہونے کی حالت میں ہو یا ثیبہ ہو خدا لوٹا کر میرے پاس لائے گا (ازالۃ الاوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

(۲۶) مسلسل بیس سال تک یہ پیش گوئی کرتا رہا اور مریدوں کی تازہ بتازہ الہاموں سے طفل تسلی کرتا اور عوام کو الو بناتا رہا۔ مگر آخرکار بے نیل مرام چل بسا۔

(۲۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا تعالیٰ پر افتراء کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اس محمدی بیگم کا نکاح کر دیا۔ اگر خدا نے نکاح کیا ہوتا تو کوئی اور اس کو کیسے بیاہتا۔ پھر نکاح پر نکاح کا مقدمہ نہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اور نہ ہی ان کے مریدوں نے۔

(۲۸) سلطان محمد کے ساتھ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد خدا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ کیسے نکاح پڑھا؟

(۲۹) اور جب خدا نے نکاح پڑھ دیا تھا تو پھر دوسرے سے شادی کیسے ہونے دی؟ معلوم ہوا کہ آسمانی نکاح کی وحی اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا جو صریح کفر ہے۔

(۳۰) مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئی اور یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں بد سے بدتر ہوں گا۔ کیا اس طرح وہ بد سے بدتر نہ ہو گیا۔ کیا بد سے بدتر کی تعبیر سخت سے سخت نہیں ہو سکتی اور کیا اس کو کافر مفتری علی اللہ نہیں کہہ سکتے۔

(۳۱) جب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو کیا وہ اپنے مقرر کیے ہوئے معیار کے مطابق جھوٹا ثابت نہ ہو گیا۔ جب کہ اس پیش گوئی کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کی دلیل ٹھہرایا تھا اور اتنا بڑا جھوٹ بولنے والا آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا محمد رسول اللہ ﷺ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

(۳۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام کہا ہے اور انگریز کی خاطر یہ فتویٰ ساری دنیا میں پہنچایا۔ (ستارہ قیصرہ ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

(۳۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت کو اسلام کا حصہ قرار دیا۔

(شہادۃ القرآن کا آخری اشتہار خزائن ج ٦ ص ۳۸۰

(۳۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کو دعائیں دیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ (ملاحظہ ہو ستارہ قیصرہ و تحفہ قیصرہ)

(۳۵) مرزا نے اپنے کو گورنمنٹ برطانیہ کا حرز اور تعویز کہا۔

(۳۶) مرزا غلام احمد قادیانی مکلف کھانے کھایا کرتا۔ پرندوں کا گوشت بھنا ہوا مرغ وغیرہ۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۵۰)

(۳۷) ریل کو دجال کا گدھا کہہ کر خود کرایہ دے کر اس گدھے پر سوار ہوتا۔

(۳۸) مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کے معنی بدل کر آپ کو نبی تراش قرار دے دیا مگر پھر ایک نبی بھی نہ گھڑا گیا صرف خود ہی نبی بن بیٹھا۔

(۳۹) مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے قادیان میں حکومت نے ایک سپاہی رکھا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۷۵)

(۴۰) مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ جہلم تک گوروں کا پہرہ رہا۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۸۹)

(۴۱) ایک انگریز نے دریافت کیا کہ بڑے لوگوں کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی کسی کو اپنا جانشین بنایا ہے۔

(۴۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک عدالت میں لکھ دیا کہ میں آئندہ اس قسم کے الہامات شائع نہ کروں گا گویا یہ توبہ نامہ لکھا۔

(۴۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے فخر کرتے ہوئے اور انگریزوں کو ممنون کر کے فائدے حاصل کرنے کے لیے انگریزوں کی سندیں اور چٹھیاں شائع کیں۔

(شھادۃ القرآن ص ۸۹ تا ۹۱ خزائن ج ۶ ص ۳۸۵ تا ۳۸۷)

(۴۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے سکھوں کے ساتھ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جنگ کو مفسدہ لکھا۔

(۴۵) مرزا نے ۱۸۵۷ء کے جہاد میں اپنے باپ کی امداد اور وفاداری کو انگریز کے سامنے پیش کر کے فخر کیا اور اپنے خاندان کو انگریزوں کا وفادار ثابت کیا۔

(ستارہ قیصرہ ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

(۴۶) مرزا نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو ناجائز قرار دیا اور حملہ آوروں کو چوروں اور ڈاکوؤں سے تشبیہ دی۔

(۴۷) مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ مولوی ثناء اللہؒ اور مجھ میں جو جھوٹا ہے وہ مر جائے گا چنانچہ وہ مولوی ثناء اللہؒ کے سامنے مر گیا اور اسی طرح اس کے جھوٹے ہونے کا قرآنی فیصلہ ہو گیا۔

(۴۸) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایسی ایسی دوائیں تیار کیں جن میں صرف یاقوت دو ہزار روپے کی (آج کل شاید ان کی قیمت بیس ہزار روپے ہو داخل کیے) یہ عین محمدؐ ہیں جن کے دولت خانہ میں آگ نہیں جلتی تھی۔

(۴۹) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے چیلوں کو پورا پورا معتقد بنانے کے لیے یہ گپ بھی لگائی کہ خدا کا کلام مجھ پر اس قدر نازل ہوا ہے کہ وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

بھلا بیس جزو کلام الٰہی کا کیا مطلب ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں چھپایا جبکہ باقی شائع کر دیا۔

(۵۰) مرزا نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جیسے کہ اس عنوان کے تحت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی دعاوی سے آپ کو معلوم ہوگا۔

(۵۱) مرزا نے اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی کہا ہے۔ کیا بیس سال کی جھوٹی اور پر فریب وحی کو قرآن پاک کی طرح قطعی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کیا کوئی نبی وحی کا معنی سمجھنے میں بیس سال یا موت تک قاصر رہ سکتا ہے ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کیا کسی قطعی امر کے انکار کرنے والے آدمی کو یہ کہہ کر معاف کیا جائے کہ یہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ خود مرزائی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پچھلی صدیوں میں علماء کے فتوؤں سے فلاں فلاں کو سزا دی گئی۔ اگر وہ نہیں ثابت کر سکتے اور قطعی ثابت نہیں کریں گے۔ پھر معلوم ہوا کہ کافر اور اسلام سے خارج کر کے ملت اسلامیہ میں باقی رہنے کی بات ایجاد بندہ ہے۔ اور مرزائیوں نے صرف اپنے بچاؤ

کے لیے ڈھونگ بنایا ہے۔

(۵۲) یہ سب جھوٹ، بناوٹ اور فریب ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت حضورؐ کے اتباع اور مکمل طور پر فنافی الرسول ہونے سے ملی کیونکہ محدثیت (خدا تعالیٰ سے ہم کلامی) ہو یا نبوت یہ محض خدا تعالیٰ کی بخشش سے ملتی ہے۔ اس میں عمل اور کسب کو قطعاً دخل نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کو خود مرزا قادیانی نے تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ولا شک ان التحدیث موھبة مجردة لاتنال یکسب البتة کما ھو شان النبوة (حمامة البشریٰ ص ۸۲ خزائن ج ۷ ص ۳۰۱)	اور اس میں شک وشبہ نہیں کہ محدث ہونا محض اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے یہ کسی طرح کی (محنت وعمل اور) کسب سے نہیں مل سکتی جیسے نبوت کی شان ہے۔ (یعنی جس طرح نبوت کسی عمل یا اکتساب کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح محدث ہونا بھی)

مرزا قادیانی نے کما ھو شان النبوۃ کہہ کر اس حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح کر دیا کہ محدث اور نبی کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں بن سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت ملی ہے۔ جیسے کہ مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں تو وہ محض خدائی بخشش اور محبت الٰہیہ ہے جس طرح پہلے نبیوں کو ملا کرتی تھی۔ اور اس نبوت میں یا محدث ہونے میں حضورؐ کے اتباع اور فنافی الرسول ہونے کا کوئی دخل نہ تھا اور یہ کفر صریح ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی بننے لگے۔ یا کسی کو نبی مانا جائے عین محمد کی گپ اور کامل اتباع کے دعوے سے مرزا غلام احمد قادیانی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی عیسیٰ ابن مریم نام رکھنے سے حضرت عیسیٰ ہو سکتے ہیں۔

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

مرزا ناصر احمد ناراض نہ ہوں آپ نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ جو محضر نامہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے سنایا۔ اس کے صفحہ ۹۱ سطر ۸ پر جو لکھا کہ ’’اس طرح ممتنع نہیں کہ وہ چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو...... بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔‘‘ یہ قطعاً غلط اور اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت مذکورہ اور متفقہ عقیدہ کے قطعاً خلاف اور جھوٹی نبوت کے لیے ایک ڈھونگ ہے۔

فتویٰ کفر کی حیثیت

یہ عنوان مرزا ناصر احمد نے اپنے محضر نامے کے صفحہ ۲۲ میں قائم کیا ہے۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ سواد اعظم والے ارشاد سے مرزا ناصر احمد پر کپکپی پڑی ہوئی ہے۔ مرزا موصوف نے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف نقل کر کے گویا ایک طرح دنیائے کفر کو مسلمانوں پر ہنسنے کا موقعہ فراہم کیا ہے ورنہ دنیائے کفر اس گئی گزری ہوئی حالت میں بھی مسلمانوں سے لرزاں ہیں اور وہ ان کے اتفاق سے خائف اور نفاق ڈالنے کے لیے کوشاں ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم (عظیم اکثریت) ان کو کافر سمجھتی ہے تو انھوں نے محضر نامے کے صفحہ ۲۳ سطر نمبر ۹ پر لکھ دیا ''کہ کسی ایک فرقہ کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے تو اس کے مقابل پر دیگر تمام فرقے سواد اعظم کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور اس طرح باری باری ہر ایک فرقے کے خلاف بقیہ سواد اعظم کا فتویٰ کفر ثابت ہوتا چلا جائے گا۔''

اس عبارت میں جو دھوکا اور فریب ہے وہ ظاہر ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے۔

(۱) پہلے تو کسی ایک مسلک اور مکتب فکر نے مل کر کسی دوسرے فرقہ کے خلاف سخت فتویٰ نہیں دیا۔ یہ بعض افراد ہیں اور ایسے افراد ہر ہر فرقہ میں ہو سکتے ہیں۔

(۲) بعض حضرات بے شک اونچی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان کے افتاء میں بہت احتیاط ہے۔

(۳) بعض فتوے جھوٹی خبروں پر مبنی ہیں مثلاً دیوبندیوں پر یہ الزام کہ ان کے ہاں خدا جھوٹ بولتا ہے۔ حالانکہ یہ بات سب کے ہاں کفر صریح ہے۔

دراصل بات صرف اتنی ہے جو خود مرزا ناصر احمد نے تسلیم کر لی ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل کی طرح اور کروڑوں پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح پیدا کر سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اقرار کیا کہ شاہ اسمٰعیل شہید حضورؐ کو خاتم النبیین سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ بن سکے گا مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کر دی گئی ہے۔

اسی طرح خود احقر ہزاروی نے بعض علماء بریلوی سے گفتگو کی۔ انھوں نے حضور ﷺ کے بشر ہونے سے بالکل اختلاف نہ کیا اور کر کیسے سکتے تھے۔ جبکہ قرآن میں ایسا کہا گیا اور دنیا کا کوئی فرد سرور عالم ﷺ کے اولاد آدم میں سے ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ رہا آپ کا درجہ اور مرتبہ تو یہ ہماری سمجھ عقل اور وہم سے بھی بالاتر ہے۔

اسی طرح احقر ہزاروی نے بریلوی حضرات سے رسولؐ کے حاضر و ناظر ہونے پر

معلوم ہوتا ہے کہ سواد اعظم والے ارشاد سے مرزا ناصر احمد پر کپکپی پڑی ہوئی ہے۔ مرزا موصوف نے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف نقل کر کے گویا ایک طرح دنیائے کفر کو مسلمانوں پر ہنسنے کا موقعہ فراہم کیا ہے ورنہ دنیائے کفر اس گئی گزری ہوئی حالت میں بھی مسلمانوں سے لرزاں ہیں اور وہ ان کے اتفاق سے خائف اور نفاق ڈالنے کے لیے کوشاں ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم (عظیم اکثریت) ان کو کافر سمجھتی ہے تو انھوں نے محضر نامے کے صفحہ ۲۳ سطر نمبر ۹ پر لکھ دیا'' کہ کسی ایک فرقہ کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے تو اس کے مقابل پر دیگر تمام فرقے سواد اعظم کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور اس طرح باری باری ہر ایک فرقے کے خلاف بقیہ سواد اعظم کا فتویٰ کفر ثابت ہوتا چلا جائے گا۔''

اس عبارت میں جو دھوکا اور فریب ہے وہ ظاہر ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہونا چاہیے۔

(۱) پہلے تو کسی ایک مسلک اور مکتب فکر نے مل کر کسی دوسرے فرقہ کے خلاف سخت فتویٰ نہیں دیا۔ یہ بعض افراد ہیں اور ایسے افراد ہر ہر فرقہ میں ہو سکتے ہیں۔

(۲) بعض حضرات بے شک اونچی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان کے افتاء میں بہت احتیاط ہے۔

(۳) بعض فتوے جھوٹی خبروں پر مبنی ہیں مثلاً دیو بندیوں پر یہ الزام کہ ان کے ہاں خدا جھوٹ بولتا ہے۔ حالانکہ یہ بات سب کے ہاں کفر صریح ہے۔

دراصل بات صرف اتنی ہے جو خود مرزا ناصر احمد نے تسلیم کر لی ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل کی طرح اور کروڑوں پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح پیدا کر سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اقرار کیا کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ حضورؐ کو خاتم النبیین سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ بن سکے گا مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کر دی گئی ہے۔

اسی طرح خود احقر ہزاروی نے بعض علماء بریلوی سے گفتگو کی۔ انھوں نے حضور ﷺ کے بشر ہونے سے بالکل اختلاف نہ کیا اور کر کیسے سکتے تھے۔ جبکہ قرآن میں ایسا کہا گیا اور دنیا کا کوئی فرد سرور عالم ﷺ کے اولاد آدم میں سے ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ رہا آپ کا درجہ اور مرتبہ تو یہ ہماری سمجھ عقل اور وہم سے بھی بالاتر ہے۔

اسی طرح احقر ہزاروی نے بریلوی حضرات سے رسولؐ کے حاضر و ناظر ہونے پر

گفتگو کی تو انھوں نے اس کا خلاصہ وہی علم غیب بتایا۔

علم غیب میں بالواسطہ اور بلا واسطہ کی بحث بھی ہے پھر خدا تعالیٰ کے برابر علم ہونے یا نہ ہونے کی بھی بحث ہے بہر حال خود حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ دیوبندی نے بریلویوں کی تکفیر سے انکار کیا۔

شیعہ حضرات ہیں ان کی کتابوں میں تحریف قرآن کا قول موجود ہے مگر آج کوئی شیعہ دوست قرآن کی تحریف کا اقرار نہیں کرتا۔ باقی شان صحابہؓ کے بارہ میں ان کا رویہ تو مولانا مظہر علی اظہر (احرار لیڈر) جو تحریک مدح صحابہؓ کے سلسلہ میں لکھنؤ گئے اور انھوں نے تقریر کی کہ جب حضرت علیؓ نے بیس سال کے قریب ان صحابہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں تو ہم کیوں ان کی اقتداء نہ کریں۔ بہر حال شیعہ فرقہ پر بحیثیت فرقہ یا اس نے بحیثیت فرقہ کوئی فتویٰ نہیں لگایا۔ یہی حال اہل حدیث حضرات کا ہے۔

(۴) یہ فتاویٰ اکثر انگریز کے عہد کے ہیں۔ جس انگریز نے جب اپنی فوجیں ترکوں کے دارالحکومت قسطنطنیہ میں اتاریں تو خلیفہ ترکی سے اپنے حق میں فتویٰ دلا دیا۔ انگریزوں کی دسیسہ کاریوں کا علم ہونا آسان نہ تھا اور نہ اب ہے۔

(۵) اسلام کا کامل دین ہندو دھرم کی طرح نہیں ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو خدا کے منکر بھی ہوں پھر بھی ہندو ہوں۔ سناتی دھرمی بت پرستی کریں اور آریہ بت پرستی کے خلاف ہوں پھر بھی رشتے ناطے جاری ہوں۔ دین اسلام کی حدود ہیں۔ ان حدود کو پھلانگنے والا ظاہر ہے ان حدود سے باہر سمجھا جائے گا مگر اسلامی وحدت، اسلامی حکومت اور خلافت کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد مختلف طبقات میں افراتفری پیدا ہوئی اور اسی لیے اسلامی عہد کے بہت ہی کم واقعات مرزا ناصر بیان کر سکا ہے۔ ان میں بھی کسی جگہ نیک نیتی اور کہیں بدنیتی کا دخل ہے۔

مرزا ناصر احمد! جب کوئی فرقہ بحیثیت فرقہ دوسرے کو کافر نہیں کہتا تو سب مل کر کسی ایک کو کیسے کافر کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ صحابہؓ کو ماننے والے سوادِ اعظم کے مصداق کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ نہ آج تک کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔

(۶) بہتوں کے فتاویٰ دوسروں کے خلاف فروعی مسائل میں ہیں مثلاً ایک فریق کا الزام ہے کہ دوسرا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہے۔ مگر دوسرا فریق اس الزام کے ماننے سے منکر ہے بلکہ وہ اصول میں متفق ہے کہ توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ آیا اس عبارت سے توہین ہوتی ہے یا نہیں صرف اس میں بحث ہے۔

(۷) ان کا اختلاف اسی طرح کے الزامات یا غلط فہمیوں پر مبنی ہے یا اسی قسم کے مختلف

مسائل ہیں۔

اب مرزائیوں کا حال سنیں

(۱) اگر مرزائیوں سے مسلمانوں کا اختلاف اصولی ہے وہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتے ہیں۔

(۲) وہ کھلم کھلا حضورؐ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور اس طرح ختم نبوت کی مہر توڑ کر غلط تاویلوں سے اس کو چھپاتے ہیں۔

(۳) وہ تیرہ سو سال کے مسلمانوں کے تمام فرقوں کے متفقہ عقائد کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۴) اور تمام کے تمام فرقے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، سنی سب ہی ان مرزائیوں کو کافر کہتے اور سمجھتے ہیں۔ خود مرزا ناصر احمد نے سب کے فتاویٰ اپنے خلاف نقل کیے ہیں اور یہ بات حق ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ آپس میں مختلف ہو کر بھی وہ سب کے سب مرزائیوں کو قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت سمجھتے ہیں۔

(۵) پھر مرزا غلام احمد قادیانی بھی تمام مسلمانوں کو جو اس کو مسیح موعود نہیں مانتے کافر کہتا ہے (یہ جرات اس کو انگریزی سرپرستی سے ہوئی ورنہ وہ کبھی ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتا۔)

(۶) اور مرزا غلام احمد قادیانی خدا کے حکم سے کہتے ہیں کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح ہونے میں شک بھی کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(۷) مرزا بشیر الدین محمود نے صفائی سے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

(۸) تمام مسلم فرقے مل کر مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزائی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور رشتے ناطے اور نمازیں علیحدہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اب یہ کس طرح ایک قوم رہ سکتے ہیں۔ یہ کیوں مسمان کے نام سے مسلم حقوق اور منصوبوں پر قبضہ کرتے ہیں اور کیوں اپنی حقیقت کو چھپاتے ہیں۔

(الف) اس بیان سے دو باتوں کا جواب ہوگیا۔ ایک تو فتاویٰ کفر کی حیثیت کے مندرجات کا۔ کہ سارے فرقے مل کر بھی ایک فرقہ کے خلاف ہو کر سواد اعظم نہیں بنے نہ بنیں گے نہ بن سکتے ہیں۔

(ب) دوسرے مرزائی ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ لگانے کا جو الزام لگاتے ہیں اس سے بھی حقیقت واضح ہوگئی اور مرزائیوں کا ان اختلافات کو ہوا دینا اسلام دشمنی سے کم نہیں ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔

بعض دیگر الزامات

اسی طرح لگے ہاتھوں ہم مرزا ناصر احمد کے محضر نامے صفحہ ۱۴۹ کا بھی جواب دیتے ہیں جو انھوں نے (بعض دیگر الزامات) کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ اس میں انھوں نے مرزائیوں کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اس موضوع میں مرزا ناصر احمد کا برا حال رہا ہے۔ انھوں نے جان چھڑانے کے لیے صفحہ ۱۵۴ سطر ۱۳ سے لے کر صفحہ ۱۶۲ تک فتاویٰ نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ ہم ان میں سے کس کے پیچھے نماز پڑھیں جن کو فلاں نے کافر کہا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا۔ پڑھیں تو فتویٰ دینے والے کے ہاں کافر ہوتے ہیں نہ پڑھیں تو غیر مسلم اقلیت۔

مرزا ناصر احمد اس سوال میں بری طرح پھنسے ہیں۔ وہ صاف نہیں کہتے کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز ہم کس طرح پڑھیں کہ وہ ایک نبی کے منکر اور کافر ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حکم سے شک کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا انکار اور اس کو مفتری سمجھنا ہی نماز نہ پڑھنے کی وجہ ہے۔ باقی لفاظی ہے مرزا ناصر احمد نے باتیں بنائی ہیں باقی طبقات کا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دینا دعویٰ نبوت کے انکار کی وجہ سے نہیں ہے۔ اسی لیے وہ باہم اختلاف رکھنے کے باوجود مرزائیوں کے سلسلہ میں ایک ہیں۔

(۱) ذات باری کا عرفان صفحہ ۳۹۔
(۲) قرآن عظیم کی اعلیٰ وارفع شان صفحہ ۵۵۔
(۳) مقام خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۷۵ پر مرزا ناصر نے لکھے ہیں۔

ان تینوں عنوانات میں سے پہلے دو عنوانوں کا تو کسی مسلمان کو انکار نہیں تیسرے عنوان کا جواب لکھ دیا گیا ہے اور دراصل یہ ساری بحث مسلمان قوم کو الجھانے کے لیے ہے ورنہ بحث کسی نبی کے آنے میں نہیں ہے۔ صرف مرزا قادیانی کی ذات میں ہے۔ باقی دو عنوان سے جو لکھا گیا ہے اگرچہ عنوان مسلم ہے مگر ان عبارات اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے نقل کرنے، اصلی مقصد مرزا قادیانی کی شخصیت بنانا اور اس کو محدث نبی اور مسیح موعود جتلاتا ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴۲ سطر ۱۱، صفحہ ۴۳ سطر ۱۲، صفحہ ۴۴ سطر ۵ اور سطر ۱۵، صفحہ ۴۸ سطر ۲، صفحہ ۵۷ سطر ۳، صفحہ ۵۸ سطر ۸، صفحہ ۶۱ سطر ۴، صفحہ ۶۵ سطر ۱۸، صفحہ ۷۰ سطر ۳ سے ظاہر ہے۔ یہ صرف اپنے لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے راستہ صاف کرنے کی سعی کی ہے۔

مقام خاتم النبیین صفحہ ۲۹ تا ۳۶

اس عنوان کے تحت مرزائیوں نے خواہ مخواہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور بزرگان دین کے اقوام سے غیر تشریعی نبوت کا بقاء و اجراء ثابت کرتے ہوئے مغز پاشی کی ہے۔ جب آپ نے مان لیا کہ سوائے قادیانی کے نہ پہلے کوئی نبی بن سکا ہے نہ بعد میں آئے گا۔ تو اب خاتم النبیین کے معنی میں بحث فضول ہے۔ بحث صرف اتنی ہے کہ آنے والے مسیح واقعی مسیح ابن مریم عیسیٰ رسول اللہ ہیں جو آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور حضور ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ یا وہ مر چکے ہیں اور آنے والے مسیح (نظر بد دور) مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

مرزا ناصر احمد نے خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ اکبر، ملا علی قاریؒ وغیرہ وغیرہ حضرات کے نام لیے ہیں کہ یہ غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان حضرات کی مراد صرف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے وہ ہماری شریعت کو چلائیں گے اور کوئی شریعت نہیں لائیں گے نہ چلائیں گے۔ اس کی خاطر انہوں نے بعض الفاظ لکھے ہیں۔

مرزا ناصر احمد کو چیلنج

اگر یہ بات نہیں تو ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی ولی یا عالم کی کتاب سے دکھائیں کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کے بعد سچا نبی بنا ہے۔

خود مرزا مذکور نے اقرار کیا ہے کہ کوئی سچا نبی مرزا قادیانی سے پہلے نہیں آیا تو بحث ختم ہو گئی۔ آپ خاتم النبیین کے معنوں میں کیوں مسلمانوں کو الجھاتے اور تیرہ صدیوں کے متفقہ معانی کی تردید کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اور خود مرزا ناصر احمد نے تو یہ بھی اقرار کیا کہ مرزا قادیانی کے بعد بھی قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا تو ساری بحث اس پر کرو کہ سینکڑوں حدیثوں میں مسیح ابن مریم کے نزول اور ساری دنیا پر حکومت کرنے اور چالیس سال کے بعد وفات پا جانے کی حدیثیں غلط ہیں یا صحیح۔

ہم خود شیخ اکبرؒ اور ملا علی قاریؒ وغیرہ کے ارشادات سے ثابت کریں گے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان میں ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے جب یہ حضرات خود کسی

اور کو نبی نہیں مانتے اور انھیں مسیح ابن مریم کو آسمان سے نازل ہونے والا بتاتے ہیں تو مرزا قادیانی تو ان کے ہاں بھی جھوٹا ثابت ہو گیا اس لیے ہم اس عنوان کے تحت زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ البتہ ختم نبوت کے عنوان سے جو باب لکھا گیا وہ مرزا ناصر احمد کے مندرجہ بالا اقرار سے پہلے لکھا گیا۔ ناظرین اس کو بھی دیکھ لیں۔

آئندہ صفحات میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی، ان کے دعاوی، توہین انبیاء علیہم السلام، ان کی اخلاقی حالت، جہاد کے بارے میں ان کے کفریہ خیالات، انگریزی دربار میں ان کے عجز وانکسار اور وفاداری کے مشت نمونہ از خروارے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

یہ ضلع گورداس پور قصبہ قادیان میں مغل خاندان کا بقول خود گمنام آدمی تھا۔ روزگار کے سلسلہ میں ملازم ہوا، مگر ضرورت کے تحت مختاری کے امتحان میں شریک ہوا جس میں فیل ہو گیا۔ اس زمانے کے مطابق اردو، عربی، فارسی جانتا تھا۔ جب یہ مختاری کے امتحان میں فیل ہوا تو اس نے ایک اور طریقہ اختیار کیا۔ عیسائیوں اور آریوں سے مباحثات شروع کر دیئے اور بعض کتابوں کو چھاپنے کے اشتہارات شائع کر کے عوام سے خوب پیسے بٹورے۔ مبلغ اسلام بنا پھر مجدد و مامور بنا۔ اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور مسیح موعود ہونے کی سختی سے تردید کی۔ (ازالۃ الاوہام ص ۱۹، خزائن ج ۳، ص ۱۹۰)

مگر چند ہی دنوں کے بعد مسیح موعود بن بیٹھا یہ اس کی اپنی گھڑی ہوئی اصطلاح ہے۔ کتابوں میں صرف مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا ذکر آتا ہے۔ پہلے پہل اس نے دعویٰ نبوت کا انکار کیا بلکہ اس کو کفر ٹھہرایا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷، ص ۲۹۷)

مگر جب خاصے چیلے چانٹے جمع مل گئے تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اپنے معجزات سرور عالم ﷺ سے بھی زیادہ بتائے۔ اور دس لاکھ تک کی گپ لگا دی۔ اس کو علم تھا کہ مسلمان قوم میں نبی ہونا مشکل ہے تو اس نے اپنا شوق پورا کرنے کے لیے نزول مسیح ابن مریم والی حدیث کی آڑ لی مگر چونکہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کر کے دین اسلام کی خدمت کریں گے۔ اس لیے اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن وحدیث سے وفات شدہ ثابت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور پوچ دلائل سے چند فرنگی زدہ افراد کو اپنا پیرو بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے اور خود مسیح بننے کے لیے اس کو بڑے پاپڑ

بیلنے پڑے۔ اس نے انگریزوں کے لیے دعائیں کیں اور اشتہارات چھاپ چھاپ کر اور ممانعت جہاد کے مضامین لکھ لکھ کر تمام مسلم ممالک میں پھیلائے اب اس کو روپوں کی کیا کمی ہو سکتی تھی۔

مگر اس کو علمائے حق کے مقابلے سے بڑی ذلت اٹھانی پڑی۔ اتنے میں اس کو ایک نابالغ بچی مسمات محمدی بیگم سے نکاح کا شوق چرایا اور حضور ﷺ کی نقل اتارتے ہوئے اپنی اس وحی کا اعلان کر دیا۔ زوجنکہا ہم نے (عرش پر یا آسمان پر) تمہارا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔ شاید اسی نقل اتارنے کی اس کو سزا ملی اور محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے اس کی شادی سلطان محمد نامی شخص سے کر دی اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی پر بڑے بڑے خودساختہ الہامات ہوتے رہے کہ باکرا ہو یا سیبہ اس کو تمھاری طرف لوٹاؤں گا۔ مگر اس کی بست سالہ جدوجہد اور وحی کی شکل میں ساری پیشگوئیاں غلط ہوئیں۔ اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ اس کے ساتھ میرا نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے اور اس کے پورے نہ ہونے کی شکل میں میں بد سے بدتر اور جھوٹا ہوں گا۔ مگر آخر کار ۱۹۰۸ء میں یہ نامراد چل بسا۔ اس پیشگوئی نے اس کی لٹیا ڈبو دی۔ اور جھوٹی مسیحیت کا بھانڈا پھوڑ کے رکھ دیا۔

یہ انگریز کا خاص وفادار آدمی تھا۔ جہاں جہاں انگریز گیا اس کی تحریک بھی گئی۔ ترکی، افغانستان اور حجاز میں نہ جا سکی۔ مصر و شام وغیرہ میں جب تک فرنگی اثرات تھے یہ دندناتے رہے۔ جب انقلاب آیا ان ممالک نے ان کو خلاف قانون کر ڈالا اور ان کے دفاتر ضبط کر لیے۔ یہودی فلسطین حیفا میں اب تک ان کا دفتر موجود ہے۔

حال ہی میں عالم اسلام کے نمائندوں نے حجاز مقدس میں مرزائیوں کے دعویٰ اسلام کی قلعی کھول دی ہے۔ وائسرائے ہند نے چوہدری ظفر اللہ خان مرزائی کو اپنی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنایا۔ اب مرزائیوں کو مسلمانوں کے پھنسانے کا خوب موقع ملا۔ پاکستان بنا تو چوہدری ظفر اللہ خان وزارت خارجہ کا قلمدان تھامے ہوئے تھے۔ مختلف آسامیوں پر مرزائیوں کا قبضہ کرایا گیا۔ انگریز گیا تو امریکی حکومت کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ پاکستان میں مذہب کے علمبردار مرزائی ہیں۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں یہ بیان دیا تھا کہ اگر میں ظفر اللہ خان کو نکال دوں گا تو امریکہ گندم نہیں دے گا۔ (تحقیقاتی رپورٹ، ص ۳۱۹) چوہدری ظفر اللہ قادیانی مذکور نے بیرونی دنیا میں سفارتخانوں کے ذریعے مرزائی بھر دیئے۔ خدا خدا کر کے یہ ملک سے باہر گیا تو بعض دوسرے مرزائیوں نے گل کھلائے۔ آخر کار سیاسی حرکات کی وجہ سے ایئر مارشل ظفر چوہدری کو ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم پاکستان نے علیحدہ

کر کے کروڑوں مسلمانوں کو مطمئن کیا۔

پاکستان بننے کے بعد انگریزوں کا دخل

ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد صوبہ سرحد کا گورنر کنگھم انگریز ہو۔ ساری پاکستانی فوج کا کمانڈر انچیف مسٹر گریسی انگریز ہو۔ جبکہ ہندوستان کا گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن تھا۔ مسٹر گریسی کے زمانہ میں مرزائیوں کی ایک فوج بنائی گئی جس کا نام فرقان بٹالین تھا۔ جس کو بعد میں مسلمانوں کے شدید مطالبہ پر مسٹر گریسی نے توڑا۔ مگر بے انتہا تعریف کے ساتھ کشمیر کی لڑائی میں میجر جنرل نذیر احمد پیش پیش رہا چوہدری ظفر اللہ خان کا ہم زلف تھا۔ اور آخر کار شہید ملت **لیاقت علی خان** کے سازش کیس میں گرفتار ہو کر ملازمت سے علیحدہ ہوا۔ تعجب ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجرم کو لاہور کارپوریشن کا ''میئر'' بنا دیا گیا جس کے خلاف (مولانا غلام غوث ہزارویؒ) نے مغربی پاکستان اسمبلی ۱۹۶۲ء میں آواز اٹھائی۔

اب اس بیان کی ضرورت نہیں کہ کس طرح مرزائی فرقہ آہستہ آہستہ ہزاروں آسامیوں پر فائز ہو کر مسلمانوں کے لیے مار آستین بنا۔ ہمارے بچوں کے حقوق تباہ ہوئے، عقائد کی جنگ شروع ہوئی جس سے مذہب کو عظیم نقصان پہنچا۔ ایک بات سے اس پر تھوڑی روشنی پڑتی ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں منیر کمیشن کے سامنے کہا کہ جب لیاقت علی خان مرحوم باہر جاتے تو وزارت عظمیٰ کا قلمدان میرے سپرد کرتے۔

فرنگی نے متحدہ ہندوستان سے جاتے جاتے مرزائی وفاداری کا حق یوں ادا کیا کہ پنجاب کے گورنر انگریز سر موڈی نے ان کو چنیوٹ کے پاس بہت بڑی زمین کوڑیوں کے مول دے دی جو انجمن احمدیہ کے نام وقف ہے۔ مگر مرزا بشیر الدین محمود نے اس زمین کے ساتھ ذاتی جائیداد کا سا معاملہ بنا ڈالا۔ یہیں بہشتی مقبرہ بنایا اور یہیں نبوت کا کاروبار چلایا۔

موجودہ فساد اور اسمبلی

اب جبکہ مرزائیوں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ سٹیشن پر کالج کے طلبہ پر حملہ کر کے ان کو زدوکوب کیا تو ملک میں جو پہلے ہی سے ان کے خلاف تھا۔ جس کی نشاندہی مسٹر **منیر جج** انکوائری کورٹ پہلے سے کر چکے تھے۔ خطرناک ہلچل شروع ہو گئی اور ان کے خلاف دریا **اٹھ آیا**۔ ہم نے قومی اسمبلی میں پھر لاہور ٹریبونل کے سامنے یہ کہا کہ ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں نے ربوہ **سٹیشن** کی حرکت پاکستان دشمنوں کی سازش سے کی ہو تا کہ ملک میں فسادات ہوں اور دشمن اپنا الو سیدھا

(۷) اس کو مسیح ابن مریم بننے کے لیے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔ کبھی مریم بنا، پھر مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر خود عیسیٰ ابن مریم بنا۔ کبھی روحانی واخلاقی مماثلت ثابت کر کے مسیح بنا۔ کبھی ابجد کا حساب لڑا کر مسیح بنا۔ کبھی کہا کہ مخالف میرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں وہ اب کہاں رہا۔ وہ اب بچہ بن گیا ہے۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ میں داخل ہونے کی سبیل نکالی۔ کبھی بروز وحلول کا سہارا لے کر مسیح بنا۔ پھر مسیح کے نزول کی سینکڑوں روایات کے معانی اپنی طرف سے گھڑنے پڑے۔

(۸) چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح ابن مریم بننے کا شوق تھا اور ساری امت مسیح ابن مریم حضرت عیسیٰ کے سوا کسی کو ماننے کے لیے تیار نہ تھی تو اس نے سرور عالم ﷺ کی اتباع کی آڑ لی۔ اسی لیے آپ کی تمام صفات کا مورد بنا بلکہ اس کو فنا فی الرسول ہونے اور حضرت سرور عالم ﷺ سے متحد الذات ہونے کی گپیں لگانی پڑیں۔

(۹) کبھی مجدد والی روایت کا سہارا لے کر مجدد کہلایا اور کبھی مکالمات الٰہیہ اور تحدیث کے بہانے محدث اور ناقص نبی بنا۔

(۱۰) اس کو خود مسیح بننا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت کچھ گستاخیاں کیں اور ان کی وفات ثابت کرنے کے لیے تمام کتابوں میں رطب ویابس جمع کیا۔

(۱۱) وجاہت، اقتدار اور دولت کا چسکہ لگ جائے تو بات کہیں روکنے سے رکتی نہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ہندوؤں کو ساتھ ملانے کے لیے کرشن کا اوتار بنے۔ اسی طرح رودر گوپال بھی بنا۔ اور سکھوں کے لیے جے سنگھ بہادر بھی۔ اس نے مہدی۔ مسیح بلکہ تمام پیغمبروں کے نام اپنے اوپر چسپاں کیے۔

(۱۲) (تذکرہ ص ۳۱۱، ۳۱۰، تریاق القلوب ص ۸۴، خزائن ج ۵، ص ۱۰۲) میں یہ وحی بھی اپنے اوپر اتروائی "آواحن"، جس کا معنی بھی خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا کہ "خدا تمہارے اندر اتر آیا ہے" (معاذ اللہ) وہ کون سا کفر ہے کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اختیار نہ کیا ہو۔

خدائی کا دعویٰ

(۱۳) اور جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے چلے جاتے ہیں تو یہاں تک کہہ دیا کہ **میں** نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں پھر میں نے زمین وآسمان پیدا کیے۔ (ظاہر ہے کہ **ملہم کا** خواب وحی ہوتا ہے تو اب اس وحی کو آپ خود دیکھیں شیطانی ہے یا رحمانی)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵، ص ایضاً)

دعویٰ یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ مگر پیغمبر دین کا محافظ ہوتا ہے۔ کسی پیغمبر نے ایسا خواب یا کشف بیان نہیں کیا۔

(۱۴) چونکہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں آخری وقت میں اسلام کی عالمگیر فتح مروی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کے دعاگو تھے اس لیے فتح سے روحانی اور مباحثہ کی فتح مراد لی اور اس کے مریدوں نے روحانی فتح کو خوب ہوا دی۔ مگر اس میں بھی چاروں شانے چت رہا۔ علمائے حق نے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور باوجود سرکاری سرپرستی کے مرزائی کسی جگہ کامیاب مقابلہ ومناظرہ نہ کر سکے۔ بھاگ بھاگ کر روحانی فتح کا نقارہ بجاتے رہے۔ جیسے پہلی جنگ عظیم میں کسی نے کہا تھا کہ فتح انگلش کی ہوتی ہے۔ قدم جرمن کا بڑھتا ہے۔

(۱۵) ہمارے پاس کسی کے الہام، کسی کی وحی، کسی کے کشف اور کسی کے دعوے پرکھنے کے لیے قرآن وحدیث ہی تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے حیات مسیح کے سلسلہ میں حدیث کا قصہ یوں ختم کیا۔ اس نے لکھا ”میں حکم بن کر آیا ہوں مجھے اختیار ہے۔ حدیثوں کے جس ڈھیر کو چاہوں خدا سے وحی پا کر ردی کر دوں چاہے ایک ہزار حدیث ہوں۔

(دیکھو حاشیہ ضمیمہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱۔ اسی طرح اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹، ص۱۴۰)

اب حدیث سے بھی اس کو نہیں پرکھا جا سکتا۔ بس آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لانا ہوگا ورنہ ستر کروڑ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو جائیں گے۔ قرآن وحدیث سے کسی الہام یا انسان کو پرکھنے کا راستہ تو اس نے بند کر دیا۔ اب جو چاہے کرے۔ دینی بحث سرور عالم ﷺ اور آپؐ کے مبارک صحابہؓ سے منقول روایات کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ دین ہے ہی وہ جو پیچھے سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (اربعین نمبر۴ ص۱۰، خزائن ج۱۷، ص۴۵۴) پر لکھ دیا ہے کہ مجھے خدا نے مسیح کر کے بھیجا اور بتا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لیے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسے کہ توریت، انجیل اور قرآن پر۔

(۱۶) افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سخت کلامی اور تشدد میں مذہبی حدود کے اندر رہنا کافی نہ سمجھا بلکہ اس نے اپنی تحریرات میں وہ طریقہ اختیار کیا جو کسی دائرہ تہذیب میں نہیں آ سکتا۔ حالانکہ اس کا دعویٰ نبوت اور مسیحیت کا تھا اور وہ سرور عالم ﷺ کی تمام صفات واخلاق اپنے اندر جذب ہونے کا بھی مدعی تھا۔ اس نے ظاہری طور پر سہی مگر اپنے جھوٹے دعوؤں کی لاج نہ رکھی۔ (چنانچہ اس کی گالیاں بطور ضمیمہ علیحدہ آپ ملاحظہ کریں)

عین محمد ہونے کا دعویٰ

(۱۷) اس بل بوتے پر مرزا قادیانی دعویٰ کرتے ہوئے ایک غلطی کا (ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ص۲۱۶) میں لکھتے ہیں کہ میں عین محمد ہوں اس طرح مہر نبوت نہ ٹوٹی اور محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) کیا زبردست چور ہے کہ مہر بھی نہ ٹوٹی اور مال بھی چرا لے گیا۔) ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ جو کہا ہے کہ میں عین محمد ہوں واقعی وہ دو شخص نہیں ایک ہی ہیں۔ تو یہ صاف غلط اور مشاہدے کے خلاف ہے۔ اور اگر دو ہیں تو مہر نبوت ٹوٹ گئی اور یہ کہنا غلط ہوا کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور اگر حضورﷺ کی روح پاک مرزا غلام احمد قادیانی میں آ گئی تو یہ ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ ہے جو قطعاً باطل ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی آپ کے اخلاق وصفات کے مظہر ہیں تو اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی غلط بیانی نہیں ہو سکتی کیونکہ جس پیغمبر کے اخلاق وعادات کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کی ہمسری کا دعویٰ مندرجہ بالا حوالہ جات وواقعات والا شخص کرے۔ یہ قطعاً صحیح نہیں۔

(۱۸) ظاہر ہے کہ ظل (سایہ) اور ذی ظل (جس کا سایہ ہے) قطعاً ایک نہیں ہو سکتے۔ سایہ میں وہ تمام صفات نہیں آ سکتیں۔ اور اگر کوئی شخص بعض صفات کی وجہ سے عین محمد بنے تو ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین نمبر۴ (ص۱۶، خزائن ج۱۷ص۴۴۷) میں لکھا۔

یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہیں (۱) رب العالمین سب کو پالنے والا (۲) رحمان بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا۔ (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام۔ انعام واکرام کرنے والا اور خدمت کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا۔ (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہی ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرے۔ تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی یا رسول اللہﷺ ظلی طور پر خدا اور عین خدا ہو گئے؟ یہ سب غلط اور ہذیان صرف نبی بننے کے شوق کو پورا کرنا ہے۔

(۱۹) ایک بات اس سے معلوم کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور مہر نبوت نہیں ٹوٹی تو وہ اس بات کے معترف ہو گئے کہ نبوت تو ختم ہے اور کوئی جدا شخص نبی نہیں بن سکتا۔ رہ گیا میں تو میں عین محمد ہوں مجھ میں اور سرور عالمﷺ میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ میں بالکل وہی ہوں۔ (یہ منہ اور مسور کی دال)

دعاوی مرزا

(از مفتی محمد شفیعؒ)

یوں تو مہدی بھی ہو عیسےٰ بھی ہو سلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے لاینحل معمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور ایسے متناقض اور متضاد دعوے کیے کہ خود ان کی امت بھی مصیبت میں ہے کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں۔ کوئی تو ان کو مستقل صاحب شریعت نبی کہتا ہے کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود ایک ایسی چیستان ہے جس کا حل نہیں۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انسان ہیں یا اینٹ پتھر۔ مرد ہیں یا عورت۔ مسلمان ہیں یا ہندو۔ مہدی ہیں یا حارث۔ ولی ہیں یا نبی۔ فرشتے ہیں یا دیو۔

نوٹ: اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کردے کہ یہ عبارت مرزا غلام احمد قادیانی کی نہیں ہے تو فی عبارت دس روپے انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج

اس لیے دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں۔ دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کو بغور پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاوی میں اختلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہیں کرے گی۔ اس لیے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں تو پھر کھلے بندوں۔ نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے اور ہونہار مرد نے اپنے آخری

دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارات مذکورہ صفحہ ۲۶ لغایت ۳۰ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات ذیل اس تدریجی ترقی اور اس کے سبب ہمارے دعویٰ کی گواہ ہیں۔

(براہین احمدیہ ص ۵۳، حاشیہ خزائن ج ۱، ص ۶۸) پر لکھتے ہیں۔ میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا (اور پھر لکھتا ہے) علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔

نیز حقیقۃ الوحی کی عبارت ذیل بھی خود اس تدریجی ترقی کی شاہد ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی ختم نبوت کے قائل تھے اور اپنے کو نبی نہیں کہتے تھے۔ بعد ارزانی غلہ نے نبی بنا دیا۔

”اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲، ص ۱۵۲)

اس کے بعد ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی خود ان کی تصانیف سے معہ حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں جو دعوے متعدد کتابوں اور مختلف مقامات میں موجود ہیں۔ بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

مبلغ اسلام اور مصلح ہونے کا دعویٰ

”یہ عاجز مولف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی اسرائیل مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لیے کوشش کرے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱، ص ۲۰)

مجدد ہونے کا دعویٰ

اب بتلا دیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں

صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ ''

(ازالہ اوہام ص ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

محدث ہونے کا دعویٰ

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لیے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ '' (توضیح المرام ص ۹ خزائن ج ۳ ص ۶۰)

امام زمان ہونے کا دعویٰ

میں لوگوں کے لیے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔

(حقیقت الوحی ص ۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

مہدی ہونے کا دعویٰ

اشتہار معیار الاخیار وریویو آف ریلیجنز نومبر ودسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۰۷ وغیرہ۔ یہ دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لیے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔ ''

خلیفہ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ

میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔

(کتاب البریہ ص ۸۷ جزائن ج ۱۳ ص ۱۰۵)

حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ

''واضح ہو کہ یہ پیشن گوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حارث ماورءالنہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشن گوئی اور مسیح کے آنے کی پیشن گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل ان دونوں کا مصداق یہ ہی عاجز ہے۔ '' (ازالہ ص ۹۷ خزائن ج ۳ ص ۱۴۱)

نبی امتی اور بروزی وظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ

''اور چونکہ وہ محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس سے بروزی رنگ کی

نبوت مجھے عطا کی گئی۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵)

نبوت ورسالت اور وحی کا دعویٰ

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء صفحہ ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱ حق یہ ہے "کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

اپنی وحی کا بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان ہونے کا دعویٰ

"میں خدا کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیوں کر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں، (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

سارے عالم کے لیے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اپنی......

امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کافر وجہنمی

"کفر دو قسم پر ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۱۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)۔ اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۶ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) اور فرماتے ہیں اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے مدار نجات ٹھہرایا (اربعین ۴ ص ۶ ایضاً)

(مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردی کی طرح پھینک دے)

اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا

مصداق ہے۔ **"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھر علی الدین کلہ"**

(اعجاز احمدی ص۷ خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعیہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے (اور فرماتے ہیں) اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کیے۔ وہ صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ **"الھام قل للمومنین یغضوا من ابصار وھم یحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم"** یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی الخ۔

(اربعین نمبر۴ ص۶ خزائن ج۱۷ ص۴۳۶)

"اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ وہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدی ص۳۵، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

اپنے لیے دس لاکھ معجزات کا دعویٰ

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشانات ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔ اور (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج۲۱ ص۷۲) میں دس لاکھ معجزات شمار کیے ہیں۔

تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین

"بلکہ سچ تو یہ۔ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا ہمارے نبی ﷺ نے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ

کرے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے یا ”آدم اسکن انت وزوجک الجنته“ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰)

ابراھیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

”آیت ”واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی“ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدؐیہ میں بہت فرقہ ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراھیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراھیم کا پیرو ہوگا۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۲ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

نوحؑ، یعقوبؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، شیثؑ، یوسفؑ، اسحٰقؑ ہونے کا دعویٰ

میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراھیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر میں محمدؐ اور احمد ہوں۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۳ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

تمام انبیاء اسرائیلی وغیر اسرائیلی ہر نبی کی فطرت کا نقش ہوں۔

(براہین پنجم ص ۸۹ خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۶)

عیسیٰ ابن مریمؑ ہونے کا دعویٰ

اس خدا کی تعریف جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۵) یہ دعویٰ تو تقریبا سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

عیسیٰؑ سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات بازاری گالیاں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشن گوئی کیوں نام رکھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

نوحؑ ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین

اور خدائے تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ

پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد میں اس کو ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

آنحضرت ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ

یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمدؐ و احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت **واخرین منھم لما یلحقوا بھم**۔ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) میں نے اکثر ان اوصاف کو اپنے لیے ثابت کیا ہے جو آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص ہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳)

ہمارے نبی ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ

''ہمارے رسول اکرم ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔''

(تحفۂ گولڑویہ ص ۴۰ خزائن ج ۱۷ ص ۴۰)

اور اپنے معجزات کی تعداد (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵٦ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) پر دس لاکھ بتلائی ہے "**له خسف القمر المنير و ان لى. غسا القمران المشرقان اتنكر**"

"اس کے لیے یعنی آنحضرت ﷺ کے لیے ایک چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔" (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس میں آپ پر فضیلت کے دعوے کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل ہونے کا دعویٰ

اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ

اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونے کا دعویٰ

انا نبشرک بغلام مظهر الحق و العلىٰ كان الله نزل من السماء

(استفتاص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منى بمنزلته اولادى. (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ

آپ کو الہام ہوا آواہن جس کی تفسیر (کتاب البریہ ص ۸۴ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲) پر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ خدا تیرے اندر اتر آیا۔

خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین و آسمان پیدا کرنا

اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہ ہی ہوں (پھر بونکتا ہے) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے (پھر کہتا ہے) اور اس حالت میں۔ یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق

کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا **انا زینا السماء الدنیا بمصابیح**۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا ''**اردت ان استخفک فخلفت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم**'' یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہوئے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا غلام احمد قادیانی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہو جانا

منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے اپنی متواتر نعمتیں جو مجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

حاملہ ہونا

عبارت مذکورہ کشتی نوح۔ (ص ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

حجر اسود ہونے کا دعویٰ

الہام یہ ہے۔ یکے پائے من مے بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

سلمانؓ ہونے کا دعویٰ

الہام ہوا۔ **انت سلمان ومنی یاذ البرکات.**

(ریویو آف ریلیجنز نمبر ۴ ص ۱۶۲ بابت اپریل ۱۹۰۶ء)

کرشن ہونے کا دعویٰ

''آریہ قوم کہ الگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ آہ۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

"اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے ہی نہیں بلکہ خدا نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

چونکہ آریوں کا بادشاہ بننا ظاہر طور سے بھی آسان نہ تھا اس لیے اس کے بعد الہام کی تفسیر یوں کرتا ہے اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔

یہ ہے عمرو عیار کی زنبیل جس کے چالیس مظاہر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

توہین انبیاء علیہم السلام

یوں تو دعاوی مرزا کے زیر عنوان بعض حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن مشت نمونہ از خروارے چند اور حوالے بھی ملاحظہ کیے جائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں تو پھر کوئی بھی نبی نہیں ہوا

(۱) "حضرت موسیٰ اور حضرت مسیحؑ کی نبوت جن دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں کوئی نبی ہوا ہی نہیں۔"

(حقیقۃ النبوۃ حصہ اول ص ۲۰۰ از مرزا محمود)

(مرزا غلام احمد قادیانی) آیت "**فلا یظھر علیٰ غیبہ حداً الامن ارتضی من رسول**" کا مصداق ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۰۲)

انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین

(۲) "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

مزید توہین انبیاء علیہم السلام

(۳) "اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔

معجزات اور پیش گوئیاں ہیں تو اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت نہیں۔" (بحوالہ تتمہ حقیقۃ النبوۃ ص ۲۹۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کلی

(۴) حضرت مسیح موعود نے (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل اس لیے نہیں قرار دیا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ غیر نبی نبی سے افضل ہوتا ہے۔ بلکہ اس لیے آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحی نے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا اور وہ بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ نے تریاق القلوب والے عقیدہ کو بدل دیا کیونکہ آپ نے تریاق القلوب میں لکھا تھا کہ مسیح سے صرف جزوی فضیلت رکھتا ہوں اور بعد میں فرمایا کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷ حصہ اول)

حضرت عیسیٰؑ سے میری افضلیت پر اعتراض شیطانی وسوسہ ہے

(۵) آپ نے (مرزا غلام احمد قادیانی) نہ صرف یہ کہ مسیح سے اپنے افضل ہونے کا ذکر فرماتے ہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے حضرت مسیح سے افضل ہونے پر اعتراض کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں کہلا سکتے۔ خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۱)

حضرت عیسیٰؑ کی صریح توہین اور قرآن پر بہتان

(۶) لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔" (حاشیہ دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

اس حوالے سے چند باتیں ثابت ہوئیں (۱) پہلی یہ کہ مرزا قادیانی نے جو توہین یسوع مسیح کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی ہے۔ وہ مرزا نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی توہین کی ہے (۲) دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر

قرآن میں ہے۔ (۳) تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزامات کی تصدیق خود خدا تعالیٰ نے بھی کردی ہے ورنہ کسی پیغمبر پر غلط الزام کی تو خدا تعالیٰ صفائی کیا کرتے ہیں۔

جناب نبی کریم علیہ السلام کی توہین

(۷) ''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ "**یتزوج ویولد لہ**." یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔''

(انجام آتھم حاشیہ ص ۳۳۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کو محمدی بیگم کی محبت نے اندھا بہرا کر دیا تھا۔ اس نے سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی کہ گویا حضورؐ نے بھی محمدی بیگم کے نکاح کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کیا حضور ﷺ یہ اشارہ کر رہے تھے۔ کہ محمدی بیگم مرزا کے نکاح میں آئے گی اور یہ نہ جانتے تھے کہ وہ کبھی نہ آئے گی۔

قرآن میں مرزا کا نام ''احمد'' ہے

(۸) حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے، چنانچہ ایک جو آیت "**مبشراً من بعد اسمہ احمد**" سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۸)

ایضاً

(۹) ''دوسری آیت جس میں مسیح موعود کو رسول قرار دیا ہے ''**وآخرین منہم لما یلحقو بہم**'' کی آیت ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کے بعث بتائے گئے۔ پس ضروری ہے کہ دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو! (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۹)

مرزاغلام احمد قادیانی کی اخلاقی حالت مرصع اور غلیظ گالیاں

(۱) ”اے بدذات فرقۂ مولویان، تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویو، تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔“ (انجام آتھم ص۲۱ خزائن ج۱۱ ص۲۱)

(۲) ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵ خزائن ج۱۱ ص۳۰۸)

(۳) ”بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے ”شتر مرغ۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸ خزائن ج۱۱ ص۳۰۲)

میرے مخالف جنگل کے سور ہیں

(۴) اِنَّ العدیٰ صَارُوْ اَخنَازِیْر اَلْفلاَ ونساء ھُمْ مِّنْ دُوْنِھِنَّ اُلااُکْلُبُ

میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۵۳ خزائن ج۱۴ ص۵۳)

مولوی سعد اللہ کی نسبت

(۵) مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرماویں:

وَمِنَ اللِّئَامِ اریٰ رُجَیْلاً فَاسِقاً   غُوْلاً لَعِیْناً نُطْفَتہَ السُّفَھَاءِ

”اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ۔“

شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ   نَحِسٌ یُسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجُھَلَاءِ

”بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

آذَیْتَنِی خُبثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ   اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ بِغَاء

”تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو (اے نسل بدکاراں)۔“

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴ و ص۱۵۔ خزائن ج۲۲ ص۴۴۶۔۴۴۵)

میرے مخالف کنجریوں کی اولاد ہیں

(٦) تِلْکَ کُتُبٌ یَنْظُرُ اِلَیْهَا کُلُّ مُسْلِمٍ بِعَیْنِ الْمُحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ وَیَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَیَقْبَلُنِیْ وَیُصَدِّقُ دَعْوَتِیْ اِلَّا ذُرِّیَّةَ الْبَغَایَا.

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

’’ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔‘‘

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو!

’’بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں...... دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لیے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا اے اندھیرے کے کیڑو...... سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

(انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

چور، قذاق، حرامی

’’ہم ۱۸۵۷ کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانے کے مولویوں کے فتووں پر نظر ڈالتے ہیں، جنھوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم تھا نہ عقل، نہ اخلاقانہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اس کا نام جہاد رکھا۔ (حاشیہ ازالۂ اوہام ص ۷۲۸ خزائن ج ۳ ص ۴۹۰)

حرامی، بدکار

’’اس گورنمنٹ...... سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو

میرا یہ مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت (یعنی گورنمنٹ برطانیہ) کی جس نے امن قائم کیا ہو۔" (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ازالہ اوہام ص۸۴ خزائن ج۶ ص۳۸۰)

مولوی ثناء اللہ

"اے عورتوں کے عار ثناء اللہ کب تک مردان جنگ کی طرح پلنگی دکھلائے گا۔"

(اعجاز احمدی ص۸۳ خزائن ج۱۹ ص۱۹۶)

حضرت امام حسینؓ کی نسبت

کربلا ایست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم (درثمین ص۱۸۷)

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؓ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص۸۲ خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

"اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو سوچ لو۔"

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی نسبت

"اندھا شیطان اور گمراہ دیو۔" (انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص۲۵۲)

(اسی کے ساتھ مولوی نذیر حسین، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا عبدالحق دہلوی، محمد حسن امروہوی پر بھی مذکورہ کتاب میں تبراء کیا ہے)

پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی نسبت

☆"مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔"

☆"اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔"

☆"کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے جھوٹ بنا لیا ہے۔ پس جان کہ میرا

دامن جھوٹ سے پاک ہے۔"

☆"جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل بے قرار تھا۔"

☆"تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنالیا۔ کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔"

☆"اے دیو تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے۔"

☆"اور زمیں میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی، مگر سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۷۵، ۷۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۹، ۱۸۸)

شیعہ عالم علی حائری کی نسبت

"میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۶۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

مسلمانوں سے بائیکاٹ

"حضرت مسیح موعود کا حکم ہے اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔"

(برکات خلافت ص ۷۵ بحوالہ قادیانی مذہب)

"ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کی طرح غیر احمدی بچوں کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔"

(انور خلافت ص ۹۳ ملائکۃ اللہ ص ۴۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کی گالیاں...... بحساب حروف تہجی

اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی گالیاں اور ان کے "ستھرے الفاظ" ابجد کے طریقے پر الف سے ی تک نقل کرتے ہیں تا کہ مرزائی پڑھ کر لطف اٹھائیں۔

الف: "اے بدذات فرقہ مولویان۔ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو، ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا۔ اندھے نیم دیریہ۔ ابولہب۔ اسلام کے دشمن اسلام کے عار مولویو۔ اے جنگل کے وحشی۔ اے نابکار۔ ایمانی روشنی سے مسلوب۔ احمق مخالف۔ اے پلید دجال۔ اسلام کو بدنام کرنے والے۔ اے بدبخت۔

مفتریو۔ اعمیٰ۔ اشرار۔ اول الکافرین۔ اوباش۔ اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے۔ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔"

ب پ: بے ایمان اندھے مولوی۔ پلید طبع۔ پاگل۔ بدذات۔ بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بے حیائی سے بات بڑھانا۔ بد دیانت۔ بے حیا انسان۔ بدذات فتنہ انگیز۔ بدقسمت منکر۔ بدچلن۔ بخیل۔ بداندیش۔ بدطینت۔ بدبخت قوم۔ بدگفتار۔ بدباطن۔ باطنی جذام۔ بخل کی سرشت والے۔ بے وقوف جاہل۔ بیہودہ۔ بدعلماء۔ بے بصر۔

ت: تمام دنیا سے بدتر۔ تنگ ظرف۔ ترک حیا۔ تقویٰ و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقوے کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر و لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لیے۔

ث: ثعلب لومڑی۔ ثم اعلم ایها الشیخ الضال و الدجال البطال۔

ج چ: جھوٹ کی نجاست کھائی۔ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ جاہل وحشی۔ جادۂ صدق و ثواب سے منحرف و دور۔ جعلساز۔ جیتے ہی جی مرجانا۔ چوہڑے۔ چمار۔

ح: حمار۔ حمقا۔ حق و راستی سے منحرف۔ حاسد۔ حق پوش۔

خ: خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ خطا کی ذلت انہی کے منہ پر۔ خالی گدھے۔ خائن۔ خیانت پیشہ خاسرین خالیة من نور الرحمن۔ خام خیال۔ خفاش۔

د ڈ: دل سے مجذوم۔ دھوکا دہ۔ دیانت، ایمانداری، راستی سے خالی۔ دجال دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ۔ دشمن سچائی۔ دشمن قرآن دلی تاریکی۔

ذ: ذلت کی موت۔ ذلت کے ساتھ پردہ داری۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیں گے۔

ر: رئیس الدجالین۔ ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ۔ روباہ باز۔ رئیس المتصلفین۔ راس المعتدین۔ راس الغاوین۔

ز: زہرناک مادے والے۔ زندیق۔ زور کم یفشوا لی مواحی الزوارا۔

س: سچائی چھوڑنے کی لعنت انہی پر برسی۔ سفلی ملا۔ سیاہ دل منکر۔ سخت بے حیا۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراروں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ لوح۔ سانپ۔ سفہا۔ سفلہ۔ سلطان المتکبرین الذی اضاع دینه بالکبر و التواهین۔ سگ بچگان۔

ش: شرم و حیا سے دور۔ شرارت۔ خیانت و شیطانی کارروائی والے۔ شریف از سفلہ نمے ترسد۔ بلکہ از سفلگئ اوے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بہرہ ہوا۔ شیخ نجدی۔

ص: صدر القناة نیوش صدرک ضربه ویریک رمانی بحار دماء.

ض: ضال. ضررھم اکثر من ابلیس لعین.

ط: طالع منحوس۔ طبتم نفسا بالغاء الحق والدین۔

ظ: ظالم۔ ظلمانی حالت۔

ع: علماء السوء عداوت اسلام۔ عجب و پندار والے۔ عدو العقل۔ عقارب۔ عقب الکلب۔ عدوہا۔

غ: غول الاغوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔

ف: فیمت یا عبدالشیطان۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ فرعونی رنگ۔

ق: قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست قلوبھم. قد سبق الکل فی الکذب.

ک گ: کتے۔ گدھا۔ کینہ ور۔ گندے اور پلید فتوئی والے۔ کمینہ۔ گندی کارروائی والے۔ کہماء (مادرزاد اندھے) گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی۔ گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہوجا۔ کج دل قوم۔ کوتاہ نظر۔ کھوپڑی میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مرجاویں گے۔ گندی روحو۔

ل: لاف وگزاف والے۔ لعنت کی موت۔

م: مولویت کو بدنام کرنے والے۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لیے۔ منافق۔ مفتری۔ موردِ غضب۔ مفسد۔ مرے ہوئے کیڑے۔ مخذول۔ مہجور۔ مجنون۔ مغرور۔ منکر۔ محجوب مولوی۔ ملبس طینت۔ مولوی کی بک بک۔ مردار خور مولویو۔

ن: نجاست نہ کھاؤ۔ نااہل مولوی۔ ناک کٹ جائے گی۔ ناپاک طبع لوگوں نے۔ نابینا علماء۔ نمک حرام۔ نفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم۔ نفرتی و ناپاک شیوہ۔ نادان متعصب۔ نالائق۔ نفس امارہ کے قبضہ میں۔ نااہل حریف۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوئے۔ نجاست خوری کا شوق۔

و: وحشی طبع۔ وحشیانہ عقائد والے۔

ہ: ہامان۔ ہالکین۔ ہندوزادہ۔

ی: یک چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ یاایھا الشیخ الضال والمفتری البطال۔ یہود کے علماء۔ یہودی صفت وغیرہ وغیرہ۔ (از عصائے موسیٰ)

جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ خیالات

جہاد حرام ہے

(۱) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷، ص ۷۷)

دین کے لیے جنگ ختم ہے

(۲) اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷، ص ۷۷)

جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(۳) اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷، ص ۷۷)

جہاد کرنے والا خدا کا دشمن ہے

(۴) دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷، ص ۷۸)

تلوار کا جہاد سراسر غلط اور نہایت خطرناک ہے

(۵) ”مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لیے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔“ (ستارہ قیصریہ ص ۹، خزائن ج ۱۵، ص ۱۲۰)

قرآن میں جہاد کی ممانعت ہے

(۶) ”قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لیے تلوار مت اٹھاؤ۔“
(ستارہ قیصریہ ص ۹، خزائن ج ۱۵، ص ۱۲۰)

میں جہاد کو ختم کرنے آیا ہوں

(۷) ”میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب اس تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔“
(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۵، خزائن ج ۱۷، ص ۱۵)

میرا آنا دینی جنگوں کے خاتمہ کے لیے ہے

(۸) ''صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی جب مسیح آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۵، خزائن ج ۱۷، ص ۱۵)

جہاد قبیح اور حرام ہے

(۹) لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۹، خزائن ج ۱۷، ص ۸۰)

جہاد کی شدت کم ہوتے ہوتے مرزا قادیانی کے وقت قطعاً موقوف ہو گیا

(۱۰) ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا۔ اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذے سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷، ص ۴۴۳)

ان عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن و حدیث کا ایک حکم منسوخ کیا، جبکہ حدیث میں ہے **الجهاد ماضٍ الی یوم القیامة.** جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بخاری سے بھی استدلال کیا ہے جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لیے فرمایا۔ ویضع الحرب بعض میں یضع الجزیة ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کفار مغلوب ہو جائیں گے اور جو باقی ہوں گے وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے جیسے کہ حدیث میں ہے تو جزیہ کافر رعایا سے لیا جاتا ہے۔ اب جب سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے تو جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اہل عالم مسلمان ہو جائیں گے تو لڑائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شریعت کا حکم منسوخ کر دینے کا معنی سمجھا۔ یا جان بوجھ کر دھوکہ دیا۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نزول کا وقت برطانوی عہد قرار دیا ہے اور وہ بھی قادیان میں مگر مرزا غلام احمد قادیانی کو خبر نہیں کہ آخری زمانہ میں دمشق میں زبردست جنگیں

ہوں گی، جس کی تیاری مہدی علیہ السلام کر رہے ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ہر درخت آواز دے گا کہ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ جب تمام مخالف ایمان لے آئیں گے تو لڑائی بند ہو جائے گی اور جزیہ بھی نہ رہے گا۔

(۴) مرزا قادیانی نے جابجا خونی مہدی اور خونی مسیح لکھ کر مسلمانوں کو پریشان کیا ہے اور کیا جہاد پہلے سے شائع نہ تھا۔ کیا خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حوالہ نمبر ے میں نہیں کہا کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ گویا پہلے تھا۔ اب یہ پیغام لے کر مرزا غلام احمد قادیانی منسوخ کرنے آئے ہیں۔

اور حوالہ نمبر ا کے مطابق’’ کہ نزول مسیح کا وقت ہے اب جنگوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ گویا پہلے سے جنگیں جاری تھیں اب مسیح نے آ کر بند کرا دیں۔ ان حوالوں میں ایک طرح اقرار ہے کہ جہاد پہلے صحیح اور جاری تھا مگر افسوس کہ جابجا مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’دین کے لیے تلوار اٹھانا غلط ہے۔ اسلام کو پھیلانے کے لیے جہاد کرنا خطا ہے۔ اور سرحدی و کوہستانی علاقوں میں علماء جہالت سے لوگوں کو ان غلط کاموں میں لگاتے ہیں۔ یہ کوئی جہاد نہیں ہے۔

اور حضور علیہ ﷺ نے جو تلوار اٹھائی تھی وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں اٹھائی تھی، جنھوں نے پہلے مسلمانوں پر بڑا ظلم روا رکھا تھا۔ ورنہ اسلام میں تلوار کا جہاد نہیں ہے۔‘‘

حالانکہ یہ صدیوں پہلے مسلمانوں کے دین وفہم پر بڑا حملہ ہے۔ اور تاریخی لحاظ سے بھی غلط ہے۔ قریش نے ہمیشہ پہل کی اور اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے رہے۔ پھر روم وایران نے مسلمانوں کو پریشان کیا۔ سلطنت عثمانیہ (ترکی) کے وقت یورپ ترکی کے خلاف نبرد آزما تھا اور ترکی حکومت کو وہ مرد بیمار کہتے رہے۔ یہاں تک کہ طرابلس اور بلقان کی ریاستیں مسلمانوں سے چھین لیں۔

آخر میں انگریز نے ہندوستان کی مسلم حکومت کو دجل دفریب اور خاص چالبازیوں سے تباہ کیا۔ حتیٰ کہ قبائلی علاقوں تک جا پہنچا۔ قبائل اور پہاڑی علاقے کے لوگ کیا کرتے وہ جانتے تھے کہ نرمی اختیار کرنے سے انگریز سب کو ہڑپ کر جائے گا۔ وہ بھی جنگ کے لیے مجبور تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو معلوم ہے کہ مدافعانہ جنگ کیا ہوتی ہے۔

(۱) دفاعی جنگ ایک تو وہ ہوتی ہے کہ دشمن حملہ کر دے اور ہم اس کا جواب دیں۔

(۲) حملہ تو نہیں کیا لیکن وہ طاقت اور قوت بنا رہا ہے تاکہ موقعہ ملتے ہی مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیں۔ اس وقت بھی ان کی قوت کو توڑنا اور ان کو پہل کر کے کمزور کرنا دفاعی جنگ ہے۔

(۳) جب دو حکومتوں میں کوئی معاہدہ نہ ہو اور مسلمان خطرہ محسوس کریں تو بھی یہ دونوں فریق جنگ میں ہیں۔

(۴) اگر دو حکومتوں میں معاہدہ ہے تو اگر مسلمان اس کو مضر سمجھتے ہیں اور خطرہ محسوس کرتے ہیں تو معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ اس دشمن کو معاہدہ کی منسوخی کی اطلاع کر دینی چاہیے۔ پھر دونوں حکومتیں ہوشیار رہیں گی۔ اگر مسلمان اپنی بقاء اور اسلامی تبلیغ کی حریت و آزادی کے لیے ضروری تصور کریں تو بے شک اعلان جنگ کر دیں مگر پہلے فسخ معاہدہ کرنا ہوگا۔

یہ تمام باتیں دراصل اپنا دفاع ہیں اور کافر اسلام کی قدرتی کشش اور روز افزوں پھیلاؤ دیکھ کر حسد یا ڈر سے مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہوتے تھے۔ مگر مدینہ منورہ کا کرنٹ جب تک باقی تھا اور مسلمان اپنی جانیں محض خدا کے لیے قربان کرتے تھے۔ اس وقت تک اسلام آگے ہی کو جاتا رہا۔ مگر جب معاملہ برعکس ہوا۔ دوسری طرف ملک کی توسیع ہوئی تو قدرتاً مخالفین نے حملے شروع کیے۔ تمام صلیبی لڑائیاں اسی طرح ہوئیں۔ ربع مسکون کا بڑا حصہ جو مسلمانوں کے زیر نگیں تھا۔ اسی طرح دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ خدا خدا کر کے اب دوبارہ انفرادی طور سے سہی مگر پھر بھی مسلمانوں نے کروٹ لی ہے اور تقریباً سارے ملک آزاد ہو گئے ہیں۔ خدا کرے اگر ایک خلافت قائم نہیں ہوتی تو نہ سہی مگر سب کا آپس میں معاہدہ اور تعاون رہے تو پھر بھی غنیمت ہوگا۔

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کے لیے تلوار اٹھائی یا کسی کو جبراً مسلمان کیا۔ لیکن ضروری دفاع اور اپنی بقاء کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو پنجے دیئے تو کسی کو سینگ، کسی کو ڈاڑھیں کسی کو لاتیں لمبی دے دی ہیں۔ اگر مرزائی یہ چاہیں کہ مسلمان خرگوش بن کر بھاگتے ہی رہیں تو یہ مذہب ان کو مبارک ہو۔ ہم جہاد اور جہادی قوت کو اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

مرزائی وہم کا جواب

اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ دراصل جہاد کی ضرورت نہ تھی اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو حرام کیا تو یہ قطعاً غلط ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اس قدر تعریفیں اور خوشامدیں کیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی ٹوڈی نہیں کر سکتا۔ مگر یہ سب تعریف و توصیف اور وفاداری محض اس لیے تھی کہ انگریزوں کی سرپرستی اور پہرے میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کفریات خوب پھیلاتے اور روپیہ کماتے رہے۔ ورنہ کیا انگریز کے زمانہ میں کسی کو

یہ طاقت تھی کہ زنا یا چوری کی شرعی سزا جاری کرتا۔ اور کیا انگریزی حکومت باقی دنیا کے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ نہیں توڑ رہی تھی؟ اور کیا فارورڈ پالیسی کے تحت سرحد کی مسجدیں اور عورتوں، بچوں کو شہید نہیں کر رہی تھی۔ کیا جب تم پر انگریز نے احسان کیا تو اس کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ قسطنطنیہ میں داخل ہو کر عراق پر قبضہ کرے۔ وہ پارس کے حلیف مسلمان بچوں اور عورتوں کو قتل کرے اور اس کے حلیف یونانی سمبرنا میں مسلمان عورتوں کی چھاتیاں کاٹیں اور عسکی شہر پر قبضہ کر کے انقرہ پر چڑھائی کی تیاریاں کریں تاکہ ترکوں کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ کیا انگریزوں کو مرزا غلام احمد قادیانی پر احسان کرنے کے عوض ہم اجازت دیں کہ وہ دنیا بھر سے یہود کو جمع کر کے فلسطین میں بسائے اور عربوں کے سینے پر مونگ دلے۔ کیا عدن ویمن کی جنگ آزادی ظلم تھا۔ کیا نہر سویز کو واپس لینا ظلم تھا؟ کیا موپلہ قوم کو انگریزوں نے زمانہ خلافت میں سارے ہندوستان کی جیلوں میں تقسیم کر کے پھانسیاں دے کر ظلم نہیں کیا؟

دوسرا اوہم

مرزائی دوسرا اوہم یہ پیش کرتے ہیں کہ بعض دوسروں نے بھی جہاد کے بارے میں یا انگریز سے جنگ نہ کرنے کے بارہ میں یوں کہا.......... اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کسی کا انفرادی قول ہو سکتا ہے مستقل کسی مسلمان فرقے نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کسی نے **الا ان تتقوا منهم تقه** کے تحت صرف اپنے بچاؤ کے لیے کیا ہے تو اس کی حیثیت اور ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بحوالہ عبارت نمبر ۱۰ صاف صاف نہیں لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جہاد میں بڑی شدت تھی۔ سرور عالم ﷺ نے اس میں بہت سی نرمی کی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے روک دیا اور مسیح (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے وقت بالکل ہی موقوف ہو گیا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کے لیے اسلام کا مسئلہ جہاد بالکل ختم کرنا چاہتا تھا۔ جو فرض ہے کبھی تو فرض عین اور کبھی فرض کفایہ۔

۳...... مرزا قادیانی نے انگریزی نبی بن کر فتویٰ دیا۔ نبوت کے نام سے بلکہ عیسیٰ ابن مریم کے نام سے مسلمانوں کو دھوکا دینے والے کو دوسروں پر قیاس کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

۴...... بعض فتوے جو انگریز سے جہاد کرنے کے خلاف ہیں وہ کوئی اتھارٹی نہیں ہیں ان کی مثال مرزا قادیانی اور چوہدری ظفر للہ ہیں۔

۵...... پھر فتویٰ دینے والوں نے صرف مسلط حکومت کے بارہ میں فتویٰ دیا ہے۔ جہاد کو حرام یا موقوف نہیں کیا۔ (ان میں بڑا فرق ہے)

ایک خاص دجل

مرزائیوں اور ان کے نمائندوں نے مسئلہ جہاد اور اسلام بالجبر کو ملا کر غلط طور پر خلط مبحث کیا ہے۔ کیا آج یہود اور شام کی جنگ جہاد نہیں۔ کیا اس میں مسلمان ظلم کر رہے ہیں۔ کیا خدانخواستہ اگر دمشق میں عظیم نقصان ہو جائے اور مسلمانوں کی باگ ڈور کوئی اللہ والا سنبھال کر تمام مشرق وسطیٰ کو دوبارہ منظم کر دے۔ پھر یہودی کوئی بڑی طاقت مقابلہ کے لیے آجائے تو یہ غلط ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریم ہمارے اجماعی عقیدے کے مطابق نازل ہو کر اس یہودی طاقت کو تہس نہس کر دیں۔

کیا حالیہ عرب و اسرائیل جنگ میں عرب لیڈروں کو خونی لیڈر کہہ سکتے ہیں کیا یہ جنگ عرب اس لیے لڑ رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو جبراً مسلمان کر دیں۔ اگر یہ جنگ جائز ہے تو اس کی امداد بھی جائز ہے اور کمزوری کی صورت میں فرض ہے۔ کیا مرزائی ابھی تک نہیں سمجھے کہ مشرق وسطیٰ میں یہود نے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر کتنے انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔

انگریز سے وفاداری

عنوان بالا کے تحت مرزا کی بارگاہ ملکہ و سرکار انگریز میں عاجزی و انکساری کے چند حوالے ملاحظہ کیے جائیں۔ کیا یہ شان نبوت ہے؟

عالی جناب قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ دام اقبالہا

''اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شست سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

میری جماعت کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

''بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و

باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۴)

اے ہماری ملکہ! تجھ پر بے شمار برکتیں نازل ہوں

''اے ہماری ملکہ معظّمہ تیرے پر بے شمار برکتیں نازل ہوں۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دور کرے جو دل میں ہیں۔ جس طرح ہو سکے اس سفارت کو قبول کر۔''

(تحفہ قیصریہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۲، ص ۲۷۷)

ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا

''ان واقعات پر نظر ڈالنے سے نہایت آرزو سے دل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح......'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۲، ص ۲۷۹)

اے قادر وکریم ہماری ملکہ کو خوش رکھ

''اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۳۲، خزائن ج ۱۲، ص ۲۸۴)

میرے والد انگریزی سرکار کے دل سے خیر خواہ تھے

''اور میرے والد مرزا غلام مرتضٰی دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے۔ اور سرکار انگریز کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۲، ص ۲۷۰)

خدا کا حکم ہے کہ اس گورنمنٹ کے لیے دعا میں مشغول رہوں

''بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں اس کے لیے دعا میں مشغول ہوں۔ اور اس کے احسانات کا شکر کروں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔'' (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج ۱۲، ص ۲۶۶)

ملکہ کے لیے دل اور وجود کے ذرہ ذرہ سے دعا

''اس موقعہ جوبلی پر جناب ملکہ معظّمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان و مال اور آبرو کے شامل حال ہیں ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی

واقبال ملکہ ممدوحہ ہے جودل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔“

(تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۶)

ملکہ معظمہ کی اقبال وسلامتی کے لیے ہماری روحیں سجدہ کرتی ہیں

”ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لیے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔“

(تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۶)

ملکہ کا وجود ملک کے لیے خدا کا بڑا فضل ہے

”خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہے۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لیے خدا کا بڑا فضل سمجھتے ہیں۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۶)

شکریے کے لیے الفاظ نہ ملنے پر ہمیں شرمندگی ہے

”اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے ہیں۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لیے کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔“ (تحفہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۶)

خدا نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کی جائے

”سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگزاری کی جائے۔“

(تحفہ قیصریہ ص۱۱، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۳)

گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے لیے تصانیف

”سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں، چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لیے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں۔“

(تحفہ قیصریہ ص۱۱، خزائن ج ۱۲، ص۲۶۳)

گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیال جہاد بھی ظلم اور بغاوت ہے

’’پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲، ص ۲۶۴)

ملکہ سے وفاداری پر عظیم الشان خوشی

’’اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند وانگلستان کی شست سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کا اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص ۲، خزائن ج ۱۲، ص ۲۵۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کلمۂ شاہانہ کے لیے تڑپ

اور دربار انگریزیہ میں انتہائی عاجزانہ وفاداری

’’مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنز ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔ جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کر رہا ہوں۔‘‘ (حوالہ ستارہ قیصریہ ص ۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۲)

حکومت انگریزی کے قیام سے میرے والد کو جواہرات کا خزانہ مل گیا

’’اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا ہو۔‘‘

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

میرے والد سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے

’’اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے ایام

غدر ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے معہ سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لیے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل وجان اس گورنمنٹ (برطانیہ) کو مدد دیں۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے سرکار انگریز کی خدمت کے لیے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھے

"اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے

"لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔"

(ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

ممالک اسلامیہ میں انگریزی وفاداری کی اشاعت

"اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔" (ستارہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

میری کوشش سے لاکھوں مسلمانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیئے

"جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہ سکا۔" (ستارہ قیصریہ ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں

"میں معہ اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس

مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔''

(ستارہ قیصریہ ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

عالی شان جناب ملکہ معظمہ کی عالی خدمت میں

''اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لیے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔'' (ستارہ قیصریہ ص ۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۵)

غیب سے، آسمان سے، روحانی انتظام

''اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہِ مبارکہ کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرما دے۔'' (ستارہ قیصریہ ص ۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۵۔۱۱۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود بننے کا مقصد

''سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا، اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا۔ اور اپنا مسیح بنایا۔ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خدا آسمان سے مدد دے۔'' (ستارہ قیصریہ ص ۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۶)

ملکہ کے نور کی کشش

''سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور با اقبال ملکہ زمان جن کتابوں

میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔‘‘ (حوالہ ستارہ قیصریہ ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۷)

ہماری پیاری قیصرہ ہند

’’سوائے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی قیصر روم سے کم نہیں۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص ۷، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت ملکہ وکٹوریہ کی برکت سے ہوئی

’’سو یہ مسیح موعود دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

خدا کا ہاتھ ملکہ وکٹوریہ کی تائید کر رہا ہے

’’تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردیٔ رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔‘‘

(ستارہ قیصریہ ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹)

تیری سلطنت کے ناقدر شریر اور بدذات ہیں

’’تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریر ہیں وہ انسان جو تیری عہد سلطنت کی قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص ۹، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ملکہ وکٹوریہ سے دلی محبت

’’چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لیے اور آب رواں کی طرح جاری ہیں۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص ۹، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۹)

اے بابرکت قیصرۂ ہند جس ملک پر تیری نگاہ اس پر خدا کی نگاہ

''اے بابرکت قیصرۂ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔'' (ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

خدا نے مرزا کو ملکہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے بھیجا ہے

''تیری ہی (ملکہ ہند) پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ تاکہ پرہیزگاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔''

(ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

ملکہ کی خدمت پورے طور سے اخلاص، اطاعت اور شکر گزاری کے جوش کو ادا نہیں کر سکے

''اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرۂ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کرسکا۔ بلکہ ناچار دعا سے ختم کرتا ہوں...... وہ (اللہ تعالیٰ) آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے۔'' (ستارہ قیصریہ ص۱۴، خزائن ج۱۵ ص۱۲۵)

گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف، چور، قزاق اور حرامی ہیں

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن (گورنمنٹ برطانیہ) کی بدخواہی کرنا حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔'' (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق، ص۳)

اسلام کے دو حصے ہیں دوسرا حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت

''میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق، ص۳۔ ملحقہ شہادۃ القرآن ص۴۔ خزائن ج۶ ص۳۸۰)

میں نے ابتدا سے آج تک گورنمنٹ برطانیہ کی بے نظیر خدمت کی ہے

میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آج تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی۔'' (انجام آتھم ص ۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ۶۸)

گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت سخت بدذاتی ہے

''اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے۔'' (انجام آتھم ص ۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ۶۸)

مرزا قادیانی اور ملکہ انگلستان

آپ حوالہ جات مذکورہ کو بار بار پڑھیں اور انصاف سے کہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پوری روحانیت مجھ میں اتر آئی ہے اور کبھی کہتا ہے کہ میں عین محمد ﷺ ہوں، میں نبی اور رسول ہوں۔ پھر یہ کافر حکومت کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے اور بار بار ملکہ لنڈن کے لیے دعائیں کرے اور دام اقبالہا کہہ کہہ کر اس کی زبان خشک ہو جائے اور آرزو کرے کہ ایک لفظ شاہانہ ہی ملکہ اس کو لکھ کر بھیج دے۔ اپنے نور کے نزول کو ملکہ نورانی عہد کی کشش قرار دے انگریز کی حکومت کو خدا کی رحمت کہے اور تمام ملکوں میں اس کی خیر خواہی کے لیے اشتہارات بھیجے۔ کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ ایسے آدمی کو عام لوگ انگریز کا ٹوڈی کہتے ہیں۔ کاش کہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو ذلیل ورسوا نہ کرتا۔ ناظرین ان عبارتوں کو پڑھ کر خود سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔ کیا خدا کے پیغمبر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

پہلا مسئلہ...... حیات مسیح علیہ السلام

ناظرین کرام...... جیسا کہ ہم نے دو مسئلے کے زیر عنوان لکھا تھا کہ مرزا ناصر احمد کے بیان کے بعد اب ساری بحث ان دو مسئلوں پر ہوگی۔ (۱) آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ (۲) اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہو سکتا ہے

جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے۔

چنانچہ مسئلہ نمبر۲ پر کافی بحث کر دی گئی جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی قطعاً آنے والا مسیح ہی نہیں بلکہ وہ مسلمان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اب ہم مسئلہ نمبر۱ یعنی حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کرتے ہیں۔

اسلامی عقائد اور موجودہ سائنس

پہلے پہل جو سائنس کا چرچا ہوا اور انگریزوں کی غلامی کا طوق بھی گردنوں میں تھا اور ہر ایرے غیرے کو سائنس کے نام سے اسلامی عقائد پر اعتراض کر کے اپنے کو روشن خیال ثابت کرنے کا شوق تھا، اس وقت قیامت کے دن ہاتھ پاؤں کی گواہی بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی تھی۔ دور سے سننا بھی سمجھ میں نہ آتا تھا، وزن اعمال پر بھی بحث تھی، جسم کے ساتھ معراج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے انکار تھا، اور ان کے معجزات مردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کرنے پر بھی اعتراض تھا۔ حتیٰ کہ آسمانوں اور فرشتوں کا وجود بھی محل نظر سمجھا جاتا تھا۔ مگر جوں جوں جدید فلسفے نے ترقی کی تمام شبہات خود بخود دور ہوتے چلے گئے۔ گراموفون کی سوئی اور پلیٹ نے جو انسانی دماغ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی گواہی کو سمجھا دیا جس کا لوہے کی سوئی سے زیادہ انسانی دماغ سے تعلق ہے۔ ریڈیو کی ایجاد نے بھی بہت سے مسائل حل کر دیئے۔ فلموں نے تمام انسانی اعمال کے محفوظ ہونے کا مسئلہ بھی سمجھا دیا۔ ڈاکٹروں نے مردہ مینڈک کو زندہ کر کے بھی اپنا کمال دکھایا۔ چاند پر جانے اور مریخ کو راکٹ پہنچانے نے، اوپر جانے کی بات بھی سمجھا دی۔

ایسے ایسے اجرام (جسموں) کے ثبوت نے جو ہم سے اربوں کھربوں میل سے بھی زیادہ دور ہیں اور تمام کے تمام باقاعدہ حرکت کرتے اور مقررہ راستوں پر چلتے اور باہم ٹکراتے بھی نہیں۔ نے تمام ان باتوں کو معقول ثابت کر دیا جو غیر معقول معلوم ہو رہی تھیں اور ذرہ بے مقدار کے تجربے سے روشنی، کڑک اور حرارت کی زبردست پیدائش نے تو طاقت کا معیار ہی بدل دیا۔ ہوائی جہاز کی اڑان نے تخت سلیمانی علیہ السلام کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔ اس دریافت نے کہ درخت ہوا میں سے آکسیجن جدا کر کے اپنی غذا بناتے ہیں۔ ہواؤں اور عناصر کے جدا کرنے اور ملانے کا فلسفہ بلکہ تجربہ بھی بتا دیا۔ غرضیکہ ایک ناچیز انسان کی مادی توجہات سے وہ وہ کام دیکھے گئے جن کو سو سال پہلے کوئی نہ مانتا۔ حالانکہ یہ تمام امور مادیات سے تعلق رکھتے ہیں اور مادیات سے تعلق رکھنے والی تجلی کا یہ عالم ہے کہ لوہے کی بیس ہزار میل موٹی چادر سے وہ آن

کی آن میں گزر سکتی ہے اور روشنی جو اجسام سے تعلق رکھتی ہے وہ منٹوں میں کروڑوں میل کی رفتار سے چلتی ہے۔ اب آپ اس خدائے برتر کی طاقت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جس نے ان سب میں یہ یہ قوتیں رکھی ہیں پھر ان قوتوں کو صرف دریافت کیا گیا ہے ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ پھر جو رسول اسی خدائے برتر سے سن کر اور معلوم کر کے فرماتے ہیں۔ ان کی بات میں شبہ کرنا کسی صحیح الفطرت آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔

دراصل پہلے کسی کام کا امکان دیکھا جائے آیا ایسا ہونا ممکن ہے، اگر ممکن ہے تو پھر پاک اور سچے پیغمبروں کی اطلاع پر یقین کیوں نہ کیا جائے جو لاکھ سے زیادہ ہو کر بھی سب متفق ہیں۔

بحث حیات مسیح علیہ السلام کی حیثیت

لہٰذا اب بحث صرف اس بات پر کرنی ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے اس بارہ میں کیا فرمایا۔ اس میں تو بحث ہی نہیں رہی کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں اور ہم کو بحیثیت مسلمان ہونے کے اس بات کو دیکھنا ہے کہ آیا قرآن وحدیث نے یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دے رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا کر آسمان پر لے جا کر بچا لیا اور قرب قیامت کو پھر نازل کر کے یہود و نصاریٰ کو راہِ راست پر لائیں گے اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلائیں گے۔ اگر قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر بحیثیت مسلمان کے ہم کو انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ جھوٹے لوگ جو مسیح کے نام سے آتے ہیں یا آئے ہیں سب کذاب اور جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔

مسئلہ کے دو پہلو

اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح بن مریم آسمان کو اٹھائے گئے، دوسرا یہ کہ وہ نازل ہونے والے ہیں۔ نزول رفع جسمانی کی فرع ہے اگر نزول ثابت ہو جائے تو یہ بات خود بخود ثابت ہو جائے گی کہ وہ جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور رفع ثابت ہو جائے تو نزول وصعود بالمقابل زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک کی تفسیر کے چند اصول، مسلمہ قادیانی

(۱) ”قرآن شریف کے وہ معانی ومطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے جن کی تائید قرآن شریف ہی (گویا شواہد قرآنی) میں دوسری آیات سے ہوتی ہے۔“

(برکات الدعاص ۱۷ تا ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۷ تا ۱۸)

(۲) رسول اللہ ﷺ کی کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو پھر اس کا نمبر ہے۔ اس لیے کہ قرآن پاک آپ پر نازل ہوا اور آپ ہی اس کے معانی بہتر جانتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) میں اس کو تسلیم کیا ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر صحابہ کرامؓ کی تفسیر ہے کیونکہ یہ حضرات علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اس کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے (برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) میں تسلیم کیا ہے۔

(۴) پاک آدمی کا دل یعنی خود اپنا نفس مطہرہ وہ بھی سچائی کی پرکھ کے لیے اچھا معیار ہوتا ہے۔

(برکات الدعا ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸)

(۵) اس کی تائید مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل اقوال سے بھی ہوتی ہے۔

(i) ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا رہے گا کہ اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ (فتح الاسلام ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۶)

(ii) (شہادۃ القرآن ص ۴۸، خزائن ج ۶ ص ۳۴۴) میں ہے ”مجدد لوگ دین میں کچھ کمی وبیشی نہیں کرتے ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔“

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کیا جائے۔ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ حصہ دوم ص ۵۴۱، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰)

(۶) جس حدیث میں قسم ہو اس میں تاویل اور استثناء ناجائز ہے مرزا غلام احمد قادیانی بھی (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) میں لکھتے ہیں۔

والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه واستثنا والافاى فائدة فى ذكر القسم. ”اور قسم کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل قبول ہیں۔ کوئی تاویل اور استثناء نہیں ہوتی ورنہ قسم کھانے میں کیا فائدہ تھا۔“

(۷) ”مومن کا یہ کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷)

یہ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جس نے قرآن پاک میں اپنی رائے کو دخل دیا تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور بعض روایات میں ہے کہ اس نے صحیح بھی کیا۔ تو بھی غلطی کی۔

بہرحال قرآن پاک کی تفسیر وہی معتبر ہوگی جو خود قرآن کی کسی دوسری آیت سے ہو

پھر وہ تفسیر قابل اعتماد ہوگی جو خود سرور کائنات ﷺ نے بیان فرمائی ہو۔ تیسرا نمبر صحابہؓ کا ہے جنھوں نے اپنے علوم سرور عالم ﷺ سے حاصل کیے ہیں۔ اس کے بعد ان حضرات کی تفسیر کا نمبر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کے تازہ کرنے کے لیے، بعد ہر صدی میں پیدا کیا ہے۔ ان چار باتوں کے سوا جو تفسیر اپنی رائے سے کی جائے گی یہ قطعاً جائز نہیں نہ مومن کا کام ہے۔ اور اگر کسی آیت یا حدیث میں قسم کے لفظ ہوں تو ان کو تاویل واستثناء کے بغیر ظاہری معنوں پر حمل کیا جائے گا۔

(۸) انجیل برنباس نہایت معتبر انجیل ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۴۰، خزائن ج ۲ ص ۲۸۸)

ان اصول کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ ان کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے جس کے حوالے ہم نے بتا دیئے ہیں۔

تیرہ صدیوں کے مجددین کی مسلمہ فہرست

ایک کتاب ہے ''عسل مصفیٰ'' جس کو خدا بخش مرزائی نے لکھا ہے۔ یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کو سنائی گئی، اس پر مرزائیوں کے خلیفہ دوم اور محمد علی لاہوری کی تصدیق وتقریظ درج ہے اس نے تیرہ صدیوں کے مجددین شمار کیے ہیں جو تقریباً اسی ہیں۔ ہم ان میں مشہور تیس حضرات کے نام لکھتے ہیں۔

(۱) امام شافعی مجدد صدی دوم
(۲) امام احمد بن حنبل مجدد صدی دوم
(۳) ابو جعفر مجددی مجدد صدی سوم
(۴) ابو عبدالرحمٰن نسائی مجدد صدی سوم
(۵) حافظ ابو نعیم مجدد صدی سوم
(۶) امام حاکم نیشاپوری مجدد صدی چہارم
(۷) امام البیہقی مجدد صدی چہارم
(۸) امام غزالی مجدد صدی پنجم
(۹) امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم
(۱۰) امام مفسر ابن کثیر مجدد صدی ششم
(۱۱) حضرت شہاب الدین سہروردی مجدد صدی ششم

(۱۲) امام ابن جوزی مجدد صدی ششم
(۱۳) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مجدد صدی ششم
(۱۴) امام ابن تیمیہ حنبلی مجدد صدی ہفتم
(۱۵) حضرت خواجہ معین الدین چشتی مجدد صدی ہفتم
(۱۶) حافظ ابن قیم جوزی مجدد صدی ہفتم
(۱۷) حافظ ابن حجر عسقلانی مجدد صدی ہشتم
(۱۸) امام جلال الدین سیوطی مجدد صدی نہم
(۱۹) ملا علی قاری مجدد صدی دہم
(۲۰) محمد طاہر گجراتی مجدد صدی دہم
(۲۱) عالمگیر اورنگزیب مجدد صدی یازدہم
(۲۲) شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی مجدد صدی یازدہم
(۲۳) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی مجدد صدی دوازدہم
(۲۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد صدی دوازدہم
(۲۵) امام شوکانی مجدد صدی دوازدہم
(۲۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی مجدد صدی دوازدہم
(۲۷) شاہ رفیع الدین مجدد صدی دوازدہم
(۲۸) مولانا محمد اسماعیل شہید مجدد صدی سیزدہم
(۲۹) شاہ عبدالقادر مجددی مجدد صدی سیزدہم
(۳۰) سید احمد بریلوی مجدد صدی سیزدہم

(عسل مصفی، ج ۱، ص ۱۶۲ تا ۱۶۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقائد

یہودیوں کا عقیدہ

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کر دیا ہے۔ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ پھر بادشاہ سے کہہ کر ان کے خلاف حکم جاری کر دیا اور پولیس کے ذریعے ان کو اپنے خیال کے مطابق سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ قرآن

پاک نے اس کی سختی سے تردید کی بلکہ ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ ان پر لعنت کی۔ اور ظاہر ہے کہ یہود کا دعویٰ یہی تھا کہ ہم نے سولی کے ذریعے ان کو قتل کر دیا ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ

عیسائیوں نے خود تو دیکھا نہ تھا۔ حواریین موقعہ پر موجود نہ تھے۔ یہودیوں کے کہنے سے انھوں نے بھی یہ مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل کر ڈالا۔ پھر کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری امت اور مخلوق کی نجات کے لیے اپنی قربانی دے دی۔ سب کی طرف سے وہی کفارہ ہو گئے۔

بعض عیسائی کہتے ہیں

البتہ بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر زندہ ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا عقیدہ

اس سلسلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ وہی ہے جو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک اپنے پاک پیغمبروں کے بارہ میں تہمتوں اور غلط بیانیوں کی اصلاح فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کی تردید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے خدا ہونے کی تردید فرما دی۔ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث (تین خدا مل کر ایک خدا ہونے) کی تردید بھی کر دی۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ کہہ کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بیان کر کے کہ یہ فرشتے کی پھونک مارنے سے، بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی صفائی بیان کی۔ قرآن جو صحیح فیصلے کرنے، اور اختلافات میں حق کا اعلان کرنے آیا تھا۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہود و نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے قتل اور سولی کی نفی کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لینے کا اعلان فرما دیا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ تمام یہودیوں اور نصرانیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لانا ہوگا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ یہود نے بھی ایک تدبیر کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کرا دیں اور ہم نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب مدبروں سے بڑھ کر بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔ یہی

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے مسلمان یہی کہتے لکھتے اور مانتے چلے آئے ہیں کہ یہود نے سولی دینی چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر یعنی باتوں اور صورت میں ایک ایسے شخص کو کر ڈالا جس نے حواری ہو کر غداری کی اور اپنی طرف سے پولیس کو لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانا چاہا۔ جب پولیس آئی تو اس شخص کو گرفتار کر کے سولی دے دی۔ جس کی شکل وصورت اور باتیں ہو بہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہو چکی تھیں۔ اس طرح یہودیوں کی تدبیر دھری کی دھری رہ گئی۔ غدار کو بھی سزا مل گئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب آئی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے درمیان سے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ یہی فیصلہ قرآن پاک نے دیا اور اسی پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔ اور سینکڑوں حدیثوں میں حضورﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور اسی وجہ سے لڑائی ختم ہو جائے گی اور اسی وجہ سے کسی سے جزیہ (غیر مسلموں کا ٹیکس) نہ لیا جائے گا ۴۰ برس تک وہ زندہ رہیں گے حج کریں گے، شادی کریں گے۔ پھر وفات ہوگی۔ اور حضورﷺ کے روضۂ پاک میں دفن ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ

مرزا قادیانی نے نہ مسلمانوں کے عقیدے کو صحیح قرار دیا نہ یہود و نصاریٰ کی بات کو درست مانا، بلکہ اس نے چونکہ خود آنے والا مسیح ابن مریم بننا تھا۔ اس لیے پہلے تو یہ کہا کہ اصلی عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ کوئی آدمی دنیا میں دوبارہ نہیں آ سکتا۔ اس لیے آنے والا مسیح بن مریم میں ہوں اور اپنی طرف سے مسیح موعود کی اصطلاح گھڑ لی۔ حالانکہ تمام پرانی کتابوں میں مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم مذکور ہے۔ مسیح موعود کا لفظ کہیں نہیں ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہودی قتل تو نہیں کر سکے مگر سولی پر عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور چڑھایا۔ ان کو گرفتار کیا۔ ان کے منہ پر تھوکا، ان کے منہ پر طمانچے مارے، ان کا مذاق اڑایا اور سولی پر چڑھایا۔ ان کے جسم میں میخیں ٹھونکیں اور ان کو مار کر اپنی طرف سے مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتار لیا۔ مگر دراصل اس میں ابھی رمق باقی تھی۔ مرہم لگائے گئے۔ خفیہ علاج کیا گیا اور اچھا ہو کر وہ وہاں سے چپکے سے نکل گئے اور ماں سمیت کہیں چلے گئے۔ جاتے جاتے وہ افغانستان پہنچے۔ وہاں سے پنجاب آئے۔ پھر کشمیر چلے گئے اور سری نگر میں دن گزارے وہیں مر گئے ان کی قبر بھی وہیں ہے۔

اور آنے والا مسیح ابن مریم میں ہوں اور آ گیا ہوں۔ مجھ پر ایمان لے آؤ میں کہتا ہوں انگریز سے جہاد حرام ہے۔ اس کی اطاعت آدھا اسلام ہے ۱۸۵۷ء کا جہاد غنڈوں کا کام تھا، میرے سارے خاندان نے انگریزی خدمات بجا لائیں۔ میں فقیر تھا اور کچھ نہ ہوا تو ممانعت جہاد کی کتابیں لکھ لکھ کر سارے مسلمان ملکوں تک پہنچا دیں۔ خدا قیصرہ لندن کا اقبال ہمیشہ قائم رکھے۔ اس کی سلطنت میں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں، کسی نے کہا کہ آنے والے مسیح تو پہلے زمانے میں نبی تھے اور اب بھی ان کی شان نبوت اسی طرح رہے گی۔ وہ امت محمدیہ کی خدمت اسی شریعت کی رو سے کر کے اس کو غالب بنائیں گے۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا میں بھی نبی ہوں اور بے شک نبوت ختم ہو گئی ہے۔ مگر میں فنا فی الرسول ہو کر نبی بنا ہوں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت پیران پیرؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، امام ربانی اور شیخ اکبرؒ کوئی بھی میرے برابر درجہ حاصل نہیں کر سکا۔ نبوت کا نام صرف مجھے ملا ہے قیامت تک، اور بھی امت میں سے کوئی نبی نہ ہوگا میری شان اس پرانے عیسیٰ بن مریم سے ہر طرح بلند ہے بلکہ میرے معجزات اتنے ہیں کہ ایک ہزار پیغمبروں کی پیغمبری ان سے ثابت ہو سکتی ہے یہ ہے مرزا قادیانی اور یہ ہے اس کا عقیدہ۔ اب ہم قرآن و حدیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ تمہید میں بیان کیے ہوئے اصول کو پھر پڑھیں اور پیش نظر رکھیں۔ نیز مجددوں کی تفسیر کی اہمیت بھی سمجھ رکھیں۔

قرآنی آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

پہلی آیت:۔ واذقالت الملائکة یٰمریم ان اللّٰہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرة (آل عمران ۴۵)

اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تم کو خوشخبری سناتا ہے اپنے ایک کلمہ کی (یعنی بچے کی) اس کا نام مسیح ابن مریم ہے جو دنیا میں بھی صاحب عزت و وجاہت ہے اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دینوی وجاہت کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کی خوشخبری دی۔ اب یہ وجاہت وہ وجاہت وعزت تو ہے نہیں جو دنیا داروں کو عام طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ اس کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خاص کر ذکر انعام واکرام کے موقعہ پر۔ روحانی وجاہت بھی مراد نہیں ہے۔ وہ تو حضرت مریم علیہا السّلام کو لفظ کلمہ سے اور اخروی وجاہت سے معلوم ہو سکتا تھا۔ وجیہاً فی الدنیا کے بیان کا کیا مقصد ہے۔ پھر اللہ

تعالیٰ کی دی ہوئی عزت ووجاہت معمولی عزت وجاہت بھی نہیں ہوسکتی جو خاص طور پر بطور نعمت وبشارت کے ہو۔

اب ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پہلی عمر میں دینوی وجاہت تو حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہود کی مخالفت نے جو گل کھلائے وہ سب کے سامنے ہیں۔ لازماً اس سے وہی وجاہت مراد ہے جو نزول کے بعد ہوگی۔ اس وقت تمام اہل کتاب بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہوجائے گی وہ چالیس سال تک دنیا بھر میں شریعت محمدیہ کی روشنی میں دین کی خدمت کریں گے۔ بیوی اور اولاد بھی ہوگی۔ اس سے بڑھ کر دینوی وجاہت کیا ہوسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزائی حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسالہ مسیح ہندوستان میں ص۵۳ میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ ’’دنیا میں بھی مسیح علیہ السلام کو اس زندگی میں وجاہت، یعنی عزت، مرتبہ، عظمت بزرگی ملے گی۔ اور آخرت میں بھی اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے ہیرودیس اور پلاطوس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی۔ بلکہ غایت درجہ تحقیر کی گئی۔‘‘

(۲) محمد علی لاہوری (امیر جماعت لاہوری مرزائی) نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود بیت المقدس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

(تفسیر بیان القرآن ج۱ ص۲۱۱، آل عمران ۴۵)

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کو جب تک خود عیسیٰ ابن مریم بننے کا شوق نہیں چرایا تھا تو خود انھوں نے بھی (براہین احمدیہ ص۴۹۹ خزائن ج۱ ص۵۹۳) میں لکھا۔

’’**ھو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله**‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔‘‘

پس مسلمانوں کے اس معنی کو ماننے بغیر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آکر دینوی جاہ وجلال کے مالک ہوں گے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس کے سوا سری نگر میں کسی وجاہت کی بات کسی مفسر یا مجدد کے قول سے مرزائی ثابت نہیں کرسکتے۔

دوسری آیت:۔ **فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی الله ط قال الحواریون نحن انصار الله ج آمنا بالله ج واشهد بانا مسلمون O ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاهدین O ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین O** (آل عمران آیت نمبر۵۲ تا ۵۴)

’’پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی طرف سے انکار محسوس کیا فرمایا کون کون اللہ کی راہ میں میرے مددگار ہوں گے۔ حواریین نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جو آپ نے نازل کیا اور پیغمبر کی ہم نے اطاعت کی۔ تو ہم کو گواہوں میں لکھ دے۔ اور انھوں (یہودیوں) نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔‘‘ (تمام مدبروں سے بڑھ کر)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہودیوں نے تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور ہماری تدبیر سے کس کی تدبیر بہتر ہو سکتی ہے۔

یہودیوں کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرا کر سولی پر چڑھا دیں تا کہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی تورات کی تعلیم کے مطابق (معاذ اللہ) وہ لعنتی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ بھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور ان کی شکل وصورت کے مشابہ ایک اور آدمی کو کر دیا کہ جس نے جاسوسی کر کے آپ کو پکڑوا کر سولی دلائی تھی۔ چنانچہ وہی (جاسوس) سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کا سارا واویلا فضول گیا۔ سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا۔ وہ لوگوں کو پاگل سمجھ رہا تھا کہ مجھ بے گناہ کو کیوں قتل کر رہے ہیں اور لوگ اس کو پاگل سمجھتے اور کہتے تھے کہ اب موت سے بچنے کے لیے یہ پاگل بنتا ہے۔ اب آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی قابلیت کی داد دیں ’’کہ تورات کی تعلیم یہ تھی کہ جو سولی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ کیا کوئی بے گناہ سولی پر لٹکائے جانے سے خدا کے ہاں لعنتی ہو سکتا ہے؟ تورات میں بھی گناہ گار اور مجرم آدمی کا ذکر ہے۔

بے گناہ تو کتنے پیغمبر خود قرآن کے ارشادات کے مطابق قتل کیے گئے جو شہید ہوئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری قابلیت کی بھی داد دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گرفتار ہوئے۔ ان کے منہ پر (معاذ اللہ) تھوکا گیا، طمانچے مارے گئے، سولی پر چڑھائے گئے۔ میخیں ٹھونکیں گئیں۔ خوب مذاق اڑایا گیا اور وہ چیخ چیخ کر خدا کو پکارتے رہے۔ اور آخر کاران کو مقتول سمجھ کر اتار دیا گیا۔ بھلا یہ خدا کی تدبیر تھی جو بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اس طرح تو یہود کی تدبیر کامیاب ہوئی اور بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر طرح ذلیل کیا گیا اور جو یہودی چاہتے تھے وہ کر گزرے۔ حتیٰ کہ نصرانیوں کو بھی یقین دلا دیا کہ ہم نے یسوع مسیح کو قتل کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا کی تدبیر یہ ہوئی کہ جان نہیں نکلنے دی۔

کیا یہی وہ تدبیر تھی کہ جس کو قیامت میں اللہ تعالیٰ بطور احسان کے جتلائیں گے؟ پس معلوم ہوا کہ جو مسلمان سمجھے ہیں وہ حق ہے۔

اس آیت کریمہ کے ضمن میں مجددینؒ نے کیا لکھا ہے وہ سن لیجیے۔

(۱) حضرت مجدد صدی ششم امام فخرالدین رازیؒ نے (تفسیر کبیر ص ۶۹ تا ۷۰ ج ۴ جز نمبر ۸ آل عمران آیت نمبر ۵۴) میں لکھا ہے کہ یہود کی تدبیر تو قتل کی تیاری تھی اور خدا کی تدبیر یہ تھی کہ جبرائیلؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روزن سے آسمان کو اٹھا لے گئے۔ اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر کر دیا جس کو یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کا شر ان تک نہ پہنچنے دیا۔

مجدد صدی ششم حضرت حافظ ابن کثیر کی تفسیر

(۲) (ابن کثیر ص ۳۶۵ آل عمران آیت نمبر ۵۴) پر انھوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جایا گیا۔ اور ان کی جگہ اس غدار شخص کو سولی دی گئی۔ جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کر دی گئی تھی۔

(۳) حضرت مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے انتظام کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ایک اور آدمی کو ان کی شکل پر کر دیا۔ جس کو سولی دے دی گئی۔ (جلالین ص ۵۲، آل عمران: ۵۴)

(۴) یہی تفسیر مجدد صدی دوازدہم حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے کی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اور دوسرے آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔

اب ان مجددین کی تفسیر کو صحیح نہ ماننے والا کیسے مسلمان ہوگا؟

آیت نمبر ۳: ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کی تفصیل بتا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا۔ **واذقال اللہ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفرو اوجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ لم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون O** (آیت نمبر ۵۵ آل عمران)

جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تم کو پوری طرح اپنی طرف اٹھاؤں گا اور کافروں سے پاک کروں گا اور تمھارے متبعین کو کافروں پر (قرب) یوم قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پھر میرے پاس آؤ گے اور میں تمھارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

یہاں بھی مرزا قادیانی کی جہالت آپ پر خوب واضح ہو جائے گی۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے متوفیک کا معنی کیا ہے۔ ”میں تجھے موت دوں گا“ بھلا یہ بھی کوئی تسلی ہے کہ یہودی تو کہیں ہم اس کو قتل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہیں کہ میں موت دوں گا۔ یوں تو اور ڈرانا اور پریشان کرنا ہے۔ متوفیک کے معنی میں ان مجددین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ جو مرزائیوں کے ہاں بھی مسلم مجدد ہیں۔

ایک مجدد کی تفسیر

اس آیت کا معنی اور مطلب مجدد صدی ششم امام رازیؒ (تفسیر کبیر ج۴ جز۸ ص۷۲ تا۷۱ آل عمران آیت ۵۵) میں وہی لکھتے ہیں جو ہم نے یہاں بیان کیا۔ فرماتے ہیں توفی کے معنی ہیں اخذ الشئی وافیاً۔ یعنی کسی چیز کو ہر لحاظ سے اپنے قابو میں کر لینا۔ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ میں ان یہود کو تیرے قتل کے لیے نہیں چھوڑوں گا، بلکہ تجھے آسمان کی طرف اٹھالوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچالوں گا۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگ خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم نہیں بلکہ روح اٹھائی گئی تھی۔ اس لیے متوفیک فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ روح اور جسد دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اگر کہا جائے کہ جب توفی کے معنی پوری طرح قابو کر لینا ہے تو پھر اس کے بعد رافعک کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پوری طرح قابو کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک توفی موت کے ذریعے ہوتی ہے۔ ایک بمعہ جسم آسمان کی طرف اٹھا لینے سے۔ ورافعک نے دوسرے معنی کو متعین کر دیا۔“ (یہ سارا بیان حضرت امام رازی کا تھا)

دوسرے مجدد کی تفسیر

امام جلال الدین سیوطیؒ جو قادیانی۔ لاہوری دونوں کے ہاں مجدد صدی نہم ہیں۔ اور ان کو اس درجہ کا آدمی سمجھتے ہیں کہ وہ ”متنازع فیہ مسائل میں آنحضرت ﷺ سے بالمشافہ پوچھ لیتے تھے۔“ (ازالہ اوہام ص۱۵۱ خزائن ج۳ ص۱۷۷) وہ فرماتے ہیں۔

یاعیسیٰ انی متوفیک (قابضک) ورافعک الی ومن الدنیا من غیر موت۔ (تفسیر جلالین ص۵۲ آل عمران آیت نمبر۵۵)

ہم نے قرآن پاک کے وہ معانی کیے جن کی تائید دوسری آیت بھی کرتی ہیں۔ پھر حضور ﷺ قسم کھا کر نزول عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرتے ہیں۔ جو بلحاظ اصول مذکورہ ظاہر پر محمول ہے۔ پھر صحابہؓ نے یہی فرمایا اور دو مجددوں کی تفسیر بھی آپ کے سامنے ہے۔ مگر مرزائی ایک ہی

رٹ لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس مقولے پر عمل کیے ہوئے ہیں۔ ”کہ جھوٹ اتنا بولو کہ اس کے سچ ہونے کا گمان ہونے لگے۔ مرزائی ہلدی کی گرہ لے کر پنساری بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خاص کر ابن عباسؓ کے معنی کو لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ توفی کے معنی اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالیں۔

لفظ توفی کی تحقیق

توفی کا لغوی معنی اخذ الشئ وافیا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قابو کر لینا یا پورا پورا لے لینا۔ یہ وفات سے بہ ہفت سے نہیں۔ اس کا اصلی معنی وہی ہے جو دو مجددین نے بیان کر دیا۔

اب ان مجددین کے مقابلہ میں ہم انگریز کے خاص وفادار مرزا قادیانی کی بات کیسے مان سکتے ہیں۔

تیسرے مجدد کی تفسیر

امام ابن تیمیہؒ مجدد صدی ہفتم۔ اپنی کتاب ”الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح“ پر لکھتے ہیں۔

”لفظ التوفیٰ فی لغته العرب معناه الا ستیفاء والقبض وذالک ثلثة انواع احدها توفی النوم والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جمیعاً فانه بذالک خرج عن حال اهل الارض.“

توفی کا معنی لغت عرب میں استیفاء اور قبض (یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اس کو اپنے قابو میں کر لینا ہے) اس کی پھر تین قسمیں ہیں ایک نیند کی توفی ایک موت کی توفی اور ایک جسم اور روح دونوں کی توفی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اسی تیسرے طریقہ سے اہل زمین سے جدا ہو گئے ہیں۔

قرآن پاک اور لفظ توفی

قرآن پاک میں لفظ توفی بائیس مقامات پر آیا ہے۔ اگر توفی کا حقیقی معنی بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے موت دینے کے مانے جائیں تو بعض مقامات پر معنی ہی نہیں بنتا۔

(۱) **اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منا مها فیمسک التی قضیٰ علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ**۝ (الزمر آیت نمبر ۴۲)

اللہ تعالیٰ قابو کر لیتا ہے۔ روحوں کو ان کی موت کے وقت جو مری نہیں ان کو قابو کر لیتا ہے۔ نیند میں پھر جن کا فیصلہ موت کا کیا اس کو روک دیتے ہیں اور دوسری روحوں کو واپس کر دیتے ہیں۔ معین میعاد تک۔

اگر موت دینا مراد لیں تو معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو موت دیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے، بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو قابو کر لیتے ہیں موت کے وقت بھی اور نیند کے وقت بھی۔

(۲) **ھو الذی یتوفاکم باالیل ویعلم ماجرحتم باالنھار٥.**

(آل عمران آیت نمبر ۶۰)

”خدا وہ ہے جو تم کو رات کے وقت قابو کر لیتا ہے اور جو تم دن کو کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔“

یہاں بھی توفی سے مراد نیند ہے ورنہ لازم آئے گا کہ رات کو سارے لوگ مر جایا کریں۔

(۳) **والذین یتوفون منکم البقرۃ** (اور وہ لوگ جو تم میں سے اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں) جب قرأت زبر کے ساتھ ہو تو پھر یہاں موت دینے کے معنی بن ہی نہیں سکتے ورنہ معنی نہ ہوگا جو لوگ اپنے کو موت دیتے ہیں۔

توفی کا اصلی اور لغوی معنیٰ تو یہ ہوا۔ اور چونکہ موت میں بھی روح قابو (قبض) کی جاتی ہے اس لیے اس کو توفی کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح نیند میں بھی روح کو ایک طرح قبض کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو بھی توفی کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر اصلی معنیٰ کے سوا باقی معانی کے لیے قرینے اور دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جیسے قرآن پاک کی بعض دوسری آیات میں قرینے موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے وہاں موت کا معنی ہوتا ہے۔

ایک مسئلہ

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی لفظ کا استعمال زیادہ تر اس کے اصلی معنی کی بجائے شرعی معنی یا عرفی معنیٰ میں ہونے لگے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب اصلی معنیٰ میں یہ لفظ کبھی استعمال نہ ہوگا، یہ قطعاً غلط ہے۔

پہلی مثال

مثلاً صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں، مگر شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ ایک خاص عبادت ہے جس میں رکوع اور سجدے وغیرہ ہوتے ہیں اور قرآن پاک میں اس اصطلاحی معنی میں سینکڑوں

جگہ صلوٰۃ کا استعمال ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے۔ **وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم** ο (التوبہ نمبر۱۰۳)

''اور آپ ان کے لیے دعا کریں اس لیے کہ آپ کی دعا ان کے لیے باعث سکون ہے۔''

دوسری مثال

اسی طرح زکوٰۃ کا لفظ ایک خاص معنی میں زیادہ استعمال ہوتا ہے یعنی مالی عبادت کا ایک مخصوص طریقہ مگر اصلی معنیٰ میں بھی بلا روک ٹوک استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً **وحنانا من لدنا وزکوٰۃ O وکان تقیا** (سورہ مریم: ۱۳)

''اور یحییٰ علیہ السلام کو ہم نے اپنی طرف سے شوق دیا اور ستھرائی اور تھا پرہیز گار۔''

یہاں زکوٰۃ اپنے اصلی معنی پاکی میں مستعمل ہوا۔ یعنی ستھرائی اور پاکیزگی۔ اسی طرح توفی کا لفظ ہے، زیادہ تر اس کا استعمال روح کو قبض کرنے میں ہوتا ہے، چاہے نیند کی صورت میں ہو یا موت کی صورت میں، لیکن کبھی اس کا استعمال روح اور جسم دونوں کے قبض کرنے میں بھی ہوتا ہے اور یہی اس کے اصل معنی ہیں۔ یعنی: **اخذ الشیی وافیا**۔ (کسی چیز کو پوری طرح قابو کر لینا) جیسے کہ اہل لغت اور مجددین نے کہا ہے۔

ایک مرزائی ڈھکوسلہ اور اس کا جواب

مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کہہ دیا کرتے ہیں کہ توفی کا فاعل خدا ہو اور مفعول کوئی ذی روح ہو تو اس کا معنی قبض روح اور موت ہی کے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دھوکہ یا ڈھکوسلہ ہے۔ ہم کہتے ہیں توفی کا فاعل خدا ہو مفعول ذی روح ہو اور اس کے بعد رفع کا ذکر ہو تو توفی کا معنی جسم و روح دونوں کا اٹھایا جانا مراد ہوتا ہے۔

ایک اور دھوکہ

مرزائیوں بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے مسلمانوں کو بڑا دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ انھوں نے بخاری میں ''متوفیک'' کا معنی ''ممیتک'' کیا ہے۔ میں تجھے موت دینے والا ہوں...... گویا وہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ یہ قطعاً دھوکہ اور غلط ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ''متوفیک'' کا معنی ''ممیتک'' کیا ہے۔ یہ تو تسلی اور وعدہ ہے کہ میں تجھے توفی کر کے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب یہ بات کہ یہ وعدہ کب خدا

نے پورا کیا ہم کہتے ہیں کہ جب وہ سولی پر چڑھانے کا ارادہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق ان کو پوری طرح قبض کر کے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ پوری پوری تکلیف اور ایذاؤں کے بعد سال گزار کر موت دی۔ موت تو ہر شخص کو دی جاتی ہے یہ کیا وعدہ تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان یہی تھا۔

لیکن اماتت کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

(دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۹۴۳، خزائن ج ۳ ص ۲۶۱)

تو معنی یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے سلا کر یا بے ہوش کر کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ تو اب تمام آیات اور تفسیریں ایک طرح ہو گئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ممیتک کا معنی وہی موت دینے کے لیے جائیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا یہ نہیں دے سکتے اور فی الحال آسمان کی طرف اٹھاتا ہوں اور ان لوگوں سے تم کو پاک کرتا ہوں۔ گویا آیت میں وہ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں کہ موت میں دوں گا، لیکن بعد میں اور فی الحال تم کو اٹھاتا ہوں۔

یہ معنی ہم اپنی طرف سے، مرزائیوں کی طرح نہیں کرتے بلکہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے خود حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تابعی ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ میں تجھے اٹھاؤں گا اور پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا۔ (درمنثور)

اسی طرح مجدد صدی دہم حضرت علامہ محمد طاہر گجراتی مصنف مجمع البحار نے فرمایا کہ:

انی متوفیک ورافعک الی علی التقدیم و التاخیر ویجیئی اخر الزمان لتواتر خبر النزول. ''یہ متوفیک اور رافعک الی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی خبر متواتر ہے۔''

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ج دوم سورہ آل عمران میں لکھا ہے کہ یہاں واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کہ پہلے وفات ہو پھر رفع، بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کام کریں گے، باقی کب کریں گے؟ کس طرح کریں گے؟ تو یہ بات دلیل پر موقوف ہے اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور حضورؐ سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر ان کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد وفات دیں گے۔ اور یہ تقدیم و تاخیر قرآن میں بہت ہے مثلاً

(۱) **یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی:** (آل عمران: ۴۳)
''اے مریم اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ اور رکوع کر۔''
تو یہاں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رکوع سے سجدہ پہلے کرے۔ کیونکہ سجدے کا ذکر پہلے آگیا ہے۔

(۲) اسی طرح **"واوحینا الی ابراھیم و اسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط وعیسیٰ و ایوب و یونس و ھارون و آتینا داؤد زبورا."** (سورہ نساء: ۱۶۳)
اس آیت میں بھی واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکور باقی انبیاء علیہم السلام سے بعد میں آئے ہیں۔ مگر آیت میں ان کا ذکر پہلے ہے۔

(۳) اگر ہم کہیں کہ یہاں زید عمر، بکر اور خالد آئے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلے زید آیا پھر عمر آیا پھر بکر اور آخر میں خالد آیا۔ واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب حضرات آئے۔ باقی کس طرح اور کس ترتیب سے آئے اس کا ذکر نہیں ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ کے لفظوں کا معنی موت دینا ہی لے لیں تو بھی وہ حیات مسیح کے قائل ہیں اور آیت میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔

چند نکات اور سوالات

(۱) جب توفی کے بعد رفع ہوا اور رفع کا وقوع بھی بعد میں ہو تو اس کا معنی یقیناً موت نہ ہوں گے۔ ایسی کوئی مثال نہیں ہے۔

(۲) اس سے پہلے کی آیت میں ہے کہ یہودیوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرح کون بہتر تدبیر کرسکتا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر مان لیں اور متوفیک کا مفہوم ہم تیرہ سو برسوں کے مجددین ومحدثین کے مطابق نہ لیں تو پھر کس کی تدبیر غالب آئی۔ یہود کی یا خدا تعالیٰ کی، بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوایا، مذاق اڑایا، منہ پر تھوکا، منہ پر طمانچے مارے، سولی پر چڑھایا، ان کے اعضا میں میخیں ٹھونکیں اور جو کچھ کر سکتے تھے کیا۔ آخر کار مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتارا۔ حالانکہ ان میں ابھی جان تھی۔ خفیہ علاج کیا گیا وہ بچ گئے اور زخم اچھے ہونے کے بعد ماں سمیت وہاں سے چلے گئے اور دو ہزار سال پہلے کے جنگلوں، صحراؤں، دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے کرتے افغانستان پہنچے۔ خدا جانے کس طرح پھر پنجاب آئے۔ کسی نہ کسی طرح سری نگر جا پہنچے وہاں ساری عمر گمنامی میں گزاری اور مر گئے۔

یہودیوں نے اپنی طرف سے قتل کر کے ان کو لعنتی قرار دے دیا، عیسائیوں کو جو موقعہ پر موجود نہ تھے یقین دلا دیا، جنھوں نے کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کر سکے کہ سولی پر جان نہ نکلنے دی۔

کیا یہ خدا تعالیٰ کی بہترین تدبیر تھی، پھر اسی تدبیر کا قیامت کے دن احسان جتائیں گے کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا کیا یہی روکنا تھا؟

(۳) کیا موت کے بعد اوروں کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کون سی تخصیص ہے۔

(۴) اگر متوفیک کا معنی موت دینا ہے اور رافعک کا معنی بھی روح کا اٹھانا ہے تو پھر رافعک کا لفظ زائد اور بے سود ہو جاتا ہے جس سے قرآن کی بلاغت قائم نہیں رہتی۔ جس کی شان سب سے اعلیٰ وارفع ہے اور نہ عربی میں ایسا ہوتا ہے۔

(۵) خدا تعالیٰ کی یہ تدبیر تو فتنہ صلیب کے وقت کے لیے تھی۔ اسی وقت کی تسلی کے لیے انی متوفیک فرمایا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مطابق یہ رفع روحانی اس وقت ہوا اور موت اس وقت واقع ہوئی جبکہ تمام طرح کی تکالیف گزر چکی تھیں۔ اچھی تسلی دی گئی!

آیت نمبر ۴

وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما o وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ط وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ط مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً o بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما o (سورہ النساء: آیت ۱۵۷، ۱۵۸)

”(اور ہم نے ان یہود پر لعنت کی) ان کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے اور یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے جو اللہ کے رسول ہیں۔ حالانکہ انھوں نے ان کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا۔ البتہ ان کے لیے (ایک آدمی) مشابہ کر دیا۔ اور اس میں اختلاف کرنے والے (خود) شک کے اندر ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی قطعی علم نہیں ہے۔ صرف ظن (تخمین) کی پیروی ہے۔ اور انھوں نے اس کو (عیسیٰ علیہ السلام) یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں۔“

اس آیت کریمہ نے اصل مسئلے کا بالکل فیصلہ کر دیا کہ نہ تو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی سولی چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کبھی کہتے ہیں کہ روح کو اٹھایا کبھی کہتے ہیں اٹھانا بمعنی عزت دی۔ بھلا آپ خود غور کریں۔

(۱) کہ قرآن پاک میں اسی ذات کے اٹھانے کا ذکر ہے جس کے قتل کا یہودی دعویٰ کرتے تھے تو کیا وہ روح کو قتل کرتے تھے۔ یا جسم اور روح دونوں پر قتل کا فعل واقع ہونا تھا۔ اس سے صاف وصریح معلوم ہوا کہ رفع اس کا ہوا جس کو وہ قتل کرنا یا سولی پر چڑھانا چاہتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم اور روح دونوں تھے۔ صرف روح نہ تھی۔

(۲) **وما قتلوہ وما صلبوہ** اور پھر **وما قتلوہ** میں جب تمام ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تو پھر **رفعہ اللہ** کی ضمیر کیوں ان کی طرف راجع نہیں۔

(۳) بات یہ بھی قابل غور ہے کہ رفع کا ذکر اسی وقت کا ہے جس وقت وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی روح کا رفع مراد لے کر ۸۷ سال بعد کشمیر میں رفع روحانی کہتے ہیں۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(۴) یہود مطلق قتل کے قائل نہ تھے، بلکہ وہ سولی پر چڑھا کر سولی کے ذریعے قتل کے قائل تھے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”**وما قتلوہ و ما صلبوہ**“ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ان یہودیوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ترجمہ یوں ہے کہ نہ ان کو قتل کیا نہ سولی پر قتل کیا۔ (کتنا بھدا ترجمہ ہے)

(۵) آیت میں ہے کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بل کے بعد والی بات بل سے پہلے والی بات کی ضد ہوتی ہے۔ جیسے کہا جائے کہ زید لاہور نہیں گیا بلکہ سیالکوٹ گیا۔ یا یوں کہیں زید مسلمان نہیں بلکہ مرزائی ہے تو اس کا یہی معنی ہے کہ دوسری بات پہلی بات کے خلاف ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ان کو قتل نہیں کیا بلکہ میں نے اپنی طرف اٹھالیا تو یہ تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ رفع جسمانی مراد ہو۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا معنی یہ ہوگا کہ انھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی تو قتل اور موت میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ قتل میں بھی موت ہوتی ہے۔ اس ”بل“ نے بھی مرزائیوں کا بل نکال دیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قتل میں بھی موت خدا ہی دیا کرتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہوا کہ انھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے موت دے دی۔

(۶) آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے ارادے کے وقت خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف

اٹھا کر بچالیا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے ۸۷ سال بعد سری نگر میں گمنامی کی موت مرے۔ (معاذ اللہ)

مجددین امت کے بیانات

(۱) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ ''اور نہ قتل کر سکے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ پھانسی پر ہی لٹکا سکے۔ بلکہ بات یوں ہوئی کہ یہود کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہہ بنا دی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا۔ (تفسیر جلالین ص ۹۱)

تفسیر جلالین زیر آیت کریمہ

(۲) مجدد صدی سیزدہم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ اپنے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ: ''نہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی چڑھایا۔'' (ترجمہ شاہ عبدالقادر، ص ۱۳۲)

(۳) ''وکان اللہ عزیز حکیما ط'' اس پر آیت ختم کردی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو کمال قدرت اور کمال علم حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے آسمانوں کی طرف اٹھانا۔ اگرچہ آدمیوں کے لیے تعذر رکھتا ہے۔ مگر میری قدرت وحکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی تعذر نہیں ہے۔ یہ تفسیر حضرت امام رازی مجدد صدی ششم نے بیان فرمائی ہے۔

پہلی بات

یہاں پانچ باتیں ہیں۔ اگر صلیب کا معنی سولی پر قتل کرنا ہے تو سولی پر چڑھانے کے لیے عرب میں کون سا لفظ ہے۔

دوسری بات

یہ ہے کہ اگر سولی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھایا تھا تو بجائے اس کے کہ لعنت کی وجہ ان کے قتل کا قول بتاتے۔ یوں فرماتے (وبصلبهم) یعنی ان پر لعنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کی وجہ سے ہوئی۔

تیسری بات

یہ ہے یہودی تو قائل ہی اس بات کے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کیا ہے۔ تو پھر وما قتلوہ کافی تھا۔ وما صلبوہ کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ

صرف سولی پر چڑھانے کو صلب کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مکمل طور پر حقیقت آشکارا کرنا چاہتے تھے۔

چوتھی بات

یہ ہے کہ واقعہ صلیب کا ضرور ہوا تھا۔ لاکھوں لوگوں کو علم تھا۔ ایک آدمی کو سولی دی گئی تھی اور مشہور کیا گیا تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ تو سوال پیدا ہوتا تھا کہ سولی دی گئی تھی اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے تو پھر کون تھا۔ اس کا جواب قرآن پاک نے دیا "بل شبه لهم" کہ ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی (یہی غدار یہودا تھا) اس کو سولی پر لٹکا کر کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

پانچویں بات

یہ ہے کہ پھر مسیح علیہ السلام کدھر گئے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ "بل رفعه الله اليه" (النساء، ۱۵۸) کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

آخر میں "عزیزاً حکیما" فرما کر مسلمانوں کے عقیدے کو مضبوط سے مضبوط فرما دیا۔

آیت نمبر ۵

"وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا." (النساء، ۱۵۹)

"جتنے فرقے ہیں۔ اہل کتاب کے سو عیسیٰ علیہ السلام پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔"

مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے پہل ایمان لے آئیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ اس آیت کریمہ نے تو بہت ہی صفائی سے اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان کے مرنے سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ گویا وہ بیسیوں حدیثیں اس آیت کی شرح ہیں جن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حاکم (فیصلے کرنے والے) ہو کر نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت اسلام تمام اکناف عالم میں پھیل جائے گا اور جو یہود و نصاریٰ بچیں گے۔ سب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ایسے معجزات اور فتوحات دیکھنے کے بعد جو

اسلامی روایات کے عین مطابق ظہور پذیر ہوں گے کیوں ایمان نہ لائیں گے۔ اب آپ ذرا چوتھی اور پانچویں آیت کا ترجمہ ملا کر پڑھیں۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت کے ترجمے اور مطلب میں بری طرح پھنسے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ تو قیامت تک باقی رہیں گے۔ حالانکہ صور پھونکنے (بگل بجانے) کے بعد کون زندہ رہے گا۔ ایسی تمام آیتوں میں مراد قرب قیامت ہوتی ہے ورنہ عام محاورہ ہے۔ مثلاً یہ کہیں کہ مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا مناظرہ قیامت تک جاری رہے گا۔

(۲) کبھی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ مرنے سے پہلے سارے یہود و نصاریٰ صحیح بات پر ایمان لے آتے ہیں کیونکہ موت کے وقت ان کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ ان باتوں سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مریدوں کو قابو رکھنے اور سادہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ورنہ سب سمجھ سکتے ہیں کہ آیت کریمہ میں (لیومنن) کے صیغے نے اس بات کو مستقبل کے ساتھ خاص کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا ہو گا کہ وہ ضرور ایمان لائیں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اس کا معنی لیومنن کی جگہ لیومن کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب ایمان لے آتے ہیں حالانکہ یہ گرائمر (صرف نحو کے) قواعد کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔

(۳) پھر مرزا غلام احمد قادیانی یہاں ایمان کا معنی وہ ایمان کرتے ہیں جو آخری وقت (غرغرہ اور نزاع کے وقت) کا ایمان ہے جو ایمان مقبول نہیں جیسے فرعون کا ایمان ڈوبتے وقت کا نا منظور تھا۔ حالانکہ قرآن پاک میں صرف ایک سورۃ بقرہ میں ایمان یا اس کے مشتقات تقریباً پچاس جگہ ذکر ہوئے ہیں۔ ان سب مقامات پر بلکہ قرآن پاک کی دوسری سینکڑوں جگہوں پر ایمان سے مراد ایمانِ مقبول ہے۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کسی آیت کے معنی میں دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو لکھ مارتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں اتنی جگہ اس معنی میں استعمال ہوا ہے مگر یہاں سینکڑوں مقامات پر ایمان کے معنی ایمانِ مقبول سے گریز کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

(۴) اگر ایمان سے ایمان مردود اور نامقبول ہی مراد ہوتا ہے تو پھر ”لیومنن بہ قبل موتہ“ نہ کہا جاتا کیونکہ مرنے سے پہلے کا ایمان تو مقبول و منظور ہے۔ ہاں موت کے وقت یعنی غرغرے کا ایمان مقبول نہیں ہوتا تو ”قبل موتہ“ کی جگہ ”عند موتہ“ ہونا چاہیے تھا کہ ان اہل کتاب کو موت کے وقت حقیقت کا پتا چل جاتا ہے، حالانکہ قرآن پاک جیسی فصیح و بلیغ کتاب ”عند موتہ“ نہیں فرماتی بلکہ ”قبل موتہ“ فرماتی ہے۔

(۵) کبھی مرزائی آڑ لیتے ہیں کہ ’’قبل موتہ‘‘ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع نہیں ہے اور ایک شاذ قرأت کا سہارا لیتے ہیں جس میں ’’قبل موتہ‘‘ کی جگہ ’’قبل موتھم‘‘ آیا ہے، حالانکہ پہلے تو قرأت متواترہ کے مقابلہ میں قرأت شاذہ کا کیا اعتبار ہے جبکہ وہ کمزور ہے۔ پھر اگر مان لیا جائے تو اس صورت میں معنی اس طرح کریں گے جو قرأت متواترہ کے مطابق ہوں۔ اس طرح معنی یوں ہوں گے کہ جب (عیسیٰ علیہ السلام) دوبارہ آئیں گے تو اس وقت کے بچے ہوئے سارے اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

اور یہ معنی ان بیسیوں حدیثوں کے عین مطابق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۶) اب آیت نمبر۴ اور آیت نمبر۵ کو ملا کر پھر پڑھیں یہاں ذکر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ ان کو قتل نہیں کیا۔ ان کو سولی نہیں دی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ ان پر ان کے مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب کو ایمان لانا ہوگا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ تمام ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں انھیں کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معنی کرنا قرآن پاک سے مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن پاک کا فیصلہ بالکل صاف ہے۔

(۷) اب آپ مرزا قادیانی کا ترجمہ دیکھ کر ذرا لطف اٹھائیں۔ وہ اس کا معنی (ازالہ اوہام طبع اول ص۳۷۲ خزائن ج۳ ص۲۹۱) میں یوں لکھتے ہیں:

’’کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ پر جو ہم نے (خدا نے) اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیے ہیں۔ ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔‘‘

پہلے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے اس ترجمے کا مطلب ہی کوئی نہ سمجھے گا اگر سمجھ بھی جائے تو مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بتائیں کہ یہ الفاظ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے ترجمہ میں گھسیٹے ہیں قرآن پاک کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ورنہ پھر حدیث رسولؐ کے مطابق جہنم کے لیے تیار رہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۲۸، خزائن ج۳ ص۲۶۷)

اگر ایمان ہے تو تیرہ سو سال کے مجددین یا کسی حدیث سے یہ معنی ثابت کریں۔ اس آیت کریمہ کا مطلب بالکل صاف ہے۔

مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزید وضاحت یا تائید کے لیے بعض بزرگانِ سلف کے ارشادات بیان کردیئے جائیں۔ امام شعرانی (الیواقیت والجواہر ج ۲، ص ۱۴۶) میں لکھتے ہیں۔

الدلیل علی نزوله قوله تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ای حین ینزل...... والحق انه رفع بجسد لا الی السماء والایمان به واجب.

”اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی دلیل یہ آیت ہے ”**وان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته ای حین ینزل......**“ اور حق یہ ہے کہ وہ جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے۔“

(۲) مجدد صدی ہفتم امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب **الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح** (ج ۲ ص ۲۸۳) میں فرماتے ہیں۔

”**الا لیؤمنن به** میں ایمان نافع مراد ہے جو قبل از موت ہے۔ موت کے وقت غرغرے اور نزع کے وقت کا ایمان نہیں ہے۔ جس سے کوئی فائدہ نہیں اور تمام کافروں کے لیے ہے اور تمام باتوں کے مان لینے کے لیے ہے۔ جس سے بھی انکار کرتے تھے اس میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ **لیومنن** مستقبل ہی میں مستعمل ہوتا ہے اور سب اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔“

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ انھوں نے ایک حدیث بیان کرکے یہ آیت کریمہ پڑھی اور بتایا کہ اس آیت کریمہ میں اسی مسیح علیہ السلام کی زندگی کا ذکر کیا ہے۔ جن کے نزول کی خبر سرور عالم ﷺ نے دی ہے۔ ہزاروں صحابہؓ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور اس طرح اس مسئلہ پر اجماع صحابہؓ منعقد ہوگیا۔

(بخاری ج ۱، ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ایک چیلنج

مسلمان کے معنی کے لحاظ سے تو معنی ظاہر ہیں مگر مرزائی بتائیں کہ ”**یوم القیمة یکون علیهم شهیدا**“ کا کیا معنی ہے وہ کس بات کے گواہ ہوں گے، حق و ناحق کو تو تمام کافر موت کے وقت پہچان لیں گے۔ تو وہ کس پر گواہی دیں گے اور کس بات کی دیں گے۔

دوسرا چیلنج

کیا کسی ایک محدث، مفسر اور مجدد کا نام لیا جاسکتا ہے جس نے اس آیت کا وہ معنی کیا

ہو جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے؟ اگر یہ من گھڑت معنی ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قول کو یاد رکھیں کہ ”ایک نیا معنی اپنی طرف گھڑنا الحاد و زندقہ ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۴۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۱)

آیت نمبر ۶

واذقال الله یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذا یدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کهلا ○ واذ علمتک الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی و ابرئی الا کمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جیئتهم بالبینات فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین ○ (المائدہ: ۱۱۰)

”اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے میری مہربانی یاد کر جو تم پر اور تمہاری والدہ پر میں نے کی۔ جب میں نے تمہاری مدد روح القدس سے کی۔ تم گود میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی۔ اور جب تم گارے سے پرندے کی شکل میرے حکم سے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے تو وہ پرندہ ہو جاتا میرے حکم سے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو روکے رکھا تم سے۔ جب تم ان کے پاس کھلے دلائل لائے تو کافروں نے ان میں سے کہا یہ تو بس صاف صاف جادو ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے علاوہ اور احسانات کے یہ بھی فرمائیں گے کہ میں نے ان کو تم سے روکے رکھا۔ یعنی دست درازی اور ہاتھوں کو روکنا تو درکنار ہم نے ان کو آپ تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ اس میں کمال حفاظت کی نعمت کا ذکر ہے اور اسی صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے ورنہ جس طرح مرزا قادیانی نے بیان کیا۔ وہ ایک مذاق ہی ہے۔

یہاں مرزائیوں نے اعتراض کیا ہے کہ وعدہ عصمت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی۔ پہلے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت اور بچانا اور چیز ہے اور ”کف“ بمعنی روکے رکھنا اور چیز ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ سورۂ مائدہ کی ہے جو ۵ ہجری اور ۷ ہجری کے درمیان نازل ہوئی۔ محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی (تفسیر بیان القرآن ص

۴۳۶) میں اس بات کا اقرار کیا ہے اور خاص کر یہ آیت کریمہ **واللہ یعصمک من الناس** دوران سفر ذات الرقاع غزوہ انمار میں نازل ہوئی تھی جو ۵ ہجری میں واقع ہوا۔ یہ بات مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی نہم امام سیوطیؒ نے ”تفسیر اتقان جز واول ص ۳۲“ میں لکھی ہے۔ پس (نزول المسیح ص ۱۵۱ خزائن ج ۸۸، ص ۵۲۹) میں مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ وعدہ عصمت کے بعد حضورؐ کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی تھی بالکل جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اب مجددین کی رائے ملاحظہ ہوں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات میں صفائی سے یہ بیان کیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں تو خدا تعالیٰ نے ان یہود کو اس طرح روکے رکھا کہ وہ پکڑ کر لے گئے۔ منہ پر تھوکا، طمانچے مارے۔ مذاق اڑایا، سولی پر چڑھایا، اعضا میں میخیں ٹھونکیں، وہ چیختا رہا کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ پھر یہودیوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اتار دیا۔ خفیہ علاج ہوا۔ مرہم رکھتے رہے آخر اچھا ہو کر وہ وہاں سے بھاگے اور پہاڑوں اور دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے ہوئے سرحد پنجاب پہنچے۔ پھر کسی طرح کشمیر پہنچ گئے اور سری نگر میں (توبہ کر کے) خاموش زندگی گزار دی اور وہیں مر گئے۔ مرزائیوں کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی کامیاب تدبیر تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کو عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچنے دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

کف کا معنی

کف کا معنی عربی میں روکے رکھنے کے ہیں قرآن پاک میں ہے۔

سورۂ نساء آیت نمبر ۹۱ میں ...... **یکفوا ایدیھم**
سورۂ نساء آیت نمبر ۱۱ میں ...... **فکف ایدیھم عنکم**
سورۂ نساء آیت نمبر ۷۷ میں ...... **کفوا ایدیھم**
سورۂ فتح آیت نمبر ۲۰ میں ...... **”وکف ایدی الناس عنکم“**
سورۂ فتح آیت نمبر ۲۴ میں ...... **”الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم“**

ان تمام مقامات میں قرآن پاک نے اسی کف کو روکے رکھنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

قرآن پاک کا اعجاز

چونکہ ان جگہوں میں ایک دوسرے کا سامنا ہوا یا مقابلہ کی شکل بنی تو اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ ہم نے ایک کے ہاتھ دوسرے تک پہنچنے سے روکے رکھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں یہود اور پولیس سے مقابلے اور آمنے سامنے ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی اس لیے ''ایدی'' نہیں فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو آپ سے روکے رکھا۔ نہ تو وہ آپ تک پہنچنے پائے اور نہ ہی مقابلے کی صورت پیدا ہوئی۔ ایک صورت اعجاز کی یہ بھی ہے۔ اب آپ مجددین کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین زیر بحث آیت میں فرماتے ہیں:

"وکھلا" یفید نزوله قبل الساعة لانه رفع قبل الکهولة کما سبق فی آل عمران . (جلالین شریف)

''وکھلا'' سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اس لیے کہ وہ کہولت سے پہلے ہی اٹھالیے گئے تھے۔

(۲) مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ (تفسیر کبیر جز ۸، ج ۴، ص ۵۵) میں فرماتے ہیں:

نقل ان عمر عیسی علیه السلام الی ان رفع کان ثلاثا وثلاثین سنته و ستة اشهر وعلی هذا التقدیر فهو ما بلغ الکهولة والجواب من وجهین...... والثانی قول الحسین بن الفضل ان المراد بقوله وکهلا ان یکون کهلا بعد ان ینزل من السماء فی آخر الزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسین بن الفضل وفی هذه الایة نص علی انه علیه السلام سینزل الی الارض.

''نقل ہے جب عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے ان کی عمر ساڑھے ۳۳ برس تھی۔ (گویا انھوں نے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں نہیں کیں) حضرت حسین بن الفضل فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں وہ باتیں کریں گے۔ دو ہزار سال کے بعد بوڑھا نہ ہونا پھر ادھیڑ عمر ہو کر باتیں کرنا یہ وہ نعمت ہے جس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جتائیں گے۔ حضرت حسین بن فضل فرماتے ہیں کہ آیت میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب زمین پر اتریں گے۔''

باقی دوسرا احسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں باتیں کرنا یہ کیا مشکل ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے کی مٹی سے سامری کا بچھڑا جو دھات سے بنا تھا بول اٹھا، تو جو بزرگ پیدا ہی جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے ہوئے تھے۔ ان کا بچپن میں باتیں کرنا کیوں تعجب خیز ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو لکھا ہے کہ میرے اس لڑکے نے دو بار ماں کے پیٹ میں باتیں کیں۔ خدا جانے کہاں کان رکھ کر یہ باتیں سن گئیں۔ بہرحال یہ اس

سے زیادہ مشکل ہے۔

آیت نمبر ۷

واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم أ انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ قال سبحنک مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ط ان کنت قلتہ فقد علمتہ ط تعلم ما نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ط انک انت علام الغیوب ط ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدو اللہ ربی وربکم، وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ط وانت علی کل شیء شھید ط ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم. (المائدہ:۱۱۸)

''اور جب کہیں گے اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود بنا لو۔ وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ برتر اور شرک سے پاک ہیں، یہ میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ بات کہوں جس کا کسی طرح مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا تھا تو آپ اس کو جانتے ہیں۔ آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں میں آپ کی بات نہیں جانتا۔ آپ بے شک غیب کی باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے ان کو وہی بات کہی ہے جس کا آپ نے حکم دیا کہ میرے اور اپنے مالک کی عبادت کرو اور میں ان کا نگہبان (یا گواہ) تھا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا آپ خود ہی نگہبان (یا گواہ) تھے اور آپ ہر بات کے گواہ (اور واقف) ہیں اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ (آپ کو حق حاصل ہے) اور اگر آپ ان کو بخش دیں تو آپ (پوری طرح) غالب اور حکمتوں والے ہیں۔ (سب کچھ کر سکتے ہیں)۔''

یہاں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے نہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) ملزم ہیں، بلکہ اہل کتاب کو ذلیل ورسوا اور لاجواب کرنے کے لیے پوچھا جائے گا۔ کیونکہ عیسائی ان کو خدا اسی لیے بناتے تھے کہ ان کا خیال تھا یا جان بوجھ کر جھوٹ گھڑ لیا تھا کہ یہ تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی کچھ کہیں گے جو ایک پیغمبر کے شایانِ شان ہے۔ آخر میں فرمائیں گے جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا، مگر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا پھر آپ خود ہی نگران اور گواہ تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہاں بھی ''توفیتنی'' کا معنی غلط کیا

ہے کہ ”جب آپ نے مجھے وفات دی“ مگر صریحاً غلط ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو ستاسی سال واقعہ صلیب کے بعد سری نگر میں ان کو مارتے ہیں اور اس وقت تک بقول ان کے وہ زندہ تھے اور عیسائی ان سے پہلے ہی بگڑ چکے تھے۔

چنانچہ (چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن ج ۲۳، ص ۲۶۶) پر لکھتا ہے۔

”انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا کی جگہ عاجز انسان کی پرستش نے لے لی۔“

اس طرح بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے اسی نوے سال پہلے عیسائی بگڑ چکے تھے۔ تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے سے پہلے میں گواہ تھا۔ وہ تو دروں، پہاڑوں، دریاؤں اور بیابانوں میں پریشان پھرتے پھراتے سری نگر پہنچے جبکہ اس زمانہ میں وہاں بغیر لشکر کے پہنچنا اور اپنی قوم کے حالات سے واقف ہونا مشکل تھا۔ نیز آیت کریمہ سے مرزائی ترجمہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علیحدگی ان لوگوں سے موت کے ذریعے ہوئی تھی۔ حالانکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی علیحدگی عرصہ دراز پہلے ہوئی اور موت بعد میں۔

اب آپ آیت کریمہ کا اعجاز ملاحظہ کریں کہ ”مادمت فیھم“ فرمایا ہے۔ ”مادمت حیا“ نہیں فرمایا کہ جب تک میں زندہ رہا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں رہا۔ مطلب صاف ہے کہ جب آپ آسمان کی طرف لے جائے گئے تو آپ کی ذمہ داری یا نگرانی کیسے باقی رہی۔

مرزا غلام احمد قادیانی لوگوں کو احمق بنانے کے لیے کہتے ہیں کہ جب ان کو دوبارہ آنا ہے تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں۔

(۱) حالانکہ قرآن پاک میں ایسا نہیں ہے۔ اور اگر یہی مطلب ہو تو سارے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کیا خیال ہے جب ان سے قیامت میں پوچھا جائے گا۔ ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا ○ ”تمھیں کیا جواب دیا گیا وہ عرض کریں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔“

مرزا غلام احمد قادیانی، جو جواب یہاں دیں گے وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیں۔

(۲) دوسرے مرزا غلام احمد قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کی بے راہ روی کا علم ہوا تو انھوں نے زمین پر اپنا مثیل اور صفاتی رنگ میں اپنا بروز چاہا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کو بروزی مسیح بننے کی ضرورت ہوئی تو یہاں تک

مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں ان کی امت کی برائیوں کا علم ہوا۔ اور جب مسلمانوں کو دھوکا دینا ہو تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ "لاعلمی ظاہر کریں گے؟ حالانکہ آنے سے پہلے ہی ان کو اللہ تعالیٰ نے سب باتوں کا علم دے دیا ہوتا ہے اور غیاب کے زمانہ کی کوئی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی نہ وہ نگران ہوتے ہیں۔ باقی انھوں نے علم سے انکار نہیں کیا ہے۔ "کنت انت الرقیب علیھم" میں شہید کے مقابلہ میں رقیب استعمال کر کے صاف بتا دیا کہ یہاں علم کا سوال ہی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے ان غلط باتوں کا نہیں کہا اور جب تک میں ان میں رہا میں نگران تھا۔ میرے اٹھائے جانے کے بعد آپ خود ہی نگران تھے۔

آیت نمبر ۸

وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون ط هذا صراط مستقیم.

(الزخرف، ۶۱)

"اور یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) یقینی نشانی ہیں قیامت کی سو شک نہ کرو اس میں اور میری تابعداری کرو، یہ سیدھی راہ ہے۔"

اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دوبارہ تشریف لانا قیامت کی دلیل ہے۔ جس کا ذکر ہم عنقریب کریں گے ان شاء اللہ۔

(۱) قرآن پاک کی آیات کی تصریحات کے بعد اس میں کیا شک رہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ان کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔

(۲) احادیث بھی آگے چل کر آپ پڑھیں گے لیکن یہاں خاص مناسبت کی وجہ سے ایک اور روایت درج کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس رات حضور کو معراج ہوئی اس رات سرور عالم ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سے ہوئی۔ قیامت کا تذکرہ چلا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کے علم سے انکار کر دیا۔ اس طرح حضرت موسیٰ نے بھی انکار کر دیا۔ جب حضرت عیسیٰ کا نمبر آیا۔ انھوں نے فرمایا کہ وقوع قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور جو عہد میرے ساتھ ہے وہ اتنا ہے کہ قرب قیامت میں دجال خارج ہوں گا۔ میں نازل ہو کر اس کو قتل کروں گا۔"

(ابن ماجہ۔ مسند احمد۔ حاکم۔ ابن جریر اور بیہقی بحوالہ در منثور)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے در منثور میں روایت ہے کہ وہ علم للساعة سے حضرت عیسیٰ کا قیامت سے پہلے تشریف لانا مراد لیتے ہیں۔

(۴) امام حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر (ج ۷، ص ۴۰۶) میں اور امام فخر الدین رازیؒ مجدد صدی ششم نے (تفسیر کبیر ج ۱۴ جز ۱۷، ص ۲۲۲) میں اس آیت کریمہ کے تحت **انہ لعلم** ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع کی اور ان کے نزول کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا۔

تصدیق از انجیل

(انجیل متی باب ۲۴، انجیل مرقس باب ۱۳) اور انجیل لوقا میں ہے کہ ''میرے نام سے بہتیرے آئیں گے یقین نہ کرنا۔ یسوع سے پوچھا گیا کہ دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے اور یہ باتیں کب ہوں گی، جبکہ وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا، اس نے کہا جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح تم کو گمراہ نہ کریں کسی کی بات نہ ماننا، جیسے بجلی کوند کر پورب سے پچھم کو جاتی ہے اسی طرح ابن مریم آئے گا قدرت اور جلال کے ساتھ۔

اس سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔

(۱) وہ اپنے تمام مثیلوں سے بچنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہے۔

(۳) حضرت مسیح علیہ السلام اچانک (آسمان) سے آئیں گے۔

(۴) وہ بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آئیں گے۔

یہی مضمون قرآن و حدیث میں بھی موجود ہے...... مرزائیوں کو چاہیے کہ اس پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں۔

آیت نمبر ۹

ویکلم الناس فی المھد و کھلا. الایہ(آل عمران: ۴۶)

یہ دراصل وہی پہلی آیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔ یہاں اس طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر زمانہ ''کہولت'' (ادھیڑ عمر) میں باتیں کرنے کا ذکر فرماتے ہیں۔ پھر قیامت کے دن اپنے احسانات میں بھی زمانہ کہولت میں باتیں کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔

حالانکہ بڑی عمر میں باتیں کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ ان پر احسان جتایا جائے۔ یہ تو سب انسانوں کو حاصل ہے۔ بات یہی ہے کہ چونکہ بڑی عمر میں باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے۔ اس لیے جب دوبارہ آئیں گے تو وہ زمانہ کہولت میں لوگوں سے باتیں کریں گے۔ یہ خاص اور معجزانہ انداز کی باتیں ہوں گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصدیق

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ آئیں گے تو چونکہ پہلے ان کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اس لیے وہ شادی بھی کریں گے۔ اس ضمن میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔ ”شادی تو ہر شخص کرتا ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱، ص ۳۳۷)

(اس مقام پر مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کے بارہ میں سرور عالم ﷺ کو بھی ملوث کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اگر حضورؐ نے تیرہ سو برس پہلے فرمایا تھا کہ محمدی بیگم سے مرزا غلام احمد قادیانی کی شادی ہوگی اور اس ارشاد کا معنی وفات شریف تک آپ پر نہ کھلا تو آپ پیغمبر کیسے ہوئے۔ (العیاذ باللہ)

اس طرح ہم کہتے ہیں کہ ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا کون سا کمال ہے کہ پیدائش کے ذکر میں بھی اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں اور قیامت میں بھی احسان جتلائیں گے۔ معلوم ہوا کہ یہ کہولت معجزانہ کہولت ہے جو دو ہزار سال گزرنے کے بعد کی ہے۔

انجیل کا فیصلہ

قرآن کریم کے فیصلے کے ساتھ انجیل کا فیصلہ بھی ملاحظہ کریں۔

انجیل برنباس جس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ (ص ۲۴۰، خزائن ج ۲، ص ۲۸۸) میں نہایت معتبر قرار دیا ہے کہ (فصل نمبر ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷) اسی طرح (فصل ۲۲۲ـ۲۳۲) میں حضرت عیسیٰؑ کے حواری برنباس نے تفصیل سے لکھا ہے کہ:

جب یہود نے حضرت یسوع مسیح کو پکڑ کر سولی کے ذریعے قتل کرنا چاہا اور جاسوسی کا کام یہودا اسکریوطی سے لیا تو اللہ نے یہودا کی شکل و صورت اور آواز حضرت عیسیٰؑ کی طرح بنا ڈالی اور حضرت عیسیٰؑ کو فرشتے کے ذریعے چھت کے روزن سے آسمان پر (زندہ جسم سمیت) اٹھالیا۔ یہودا ہر چند چیخا چلایا مگر سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا اور بڑی ذلت سے لے جا کر اس کو سولی پر چڑھایا۔ میخیں ٹھونکیں اور قتل کے بعد لاش کو اتار دیا۔ برنباس کہتا ہے کہ میں اور حضرت یسوع مسیح کی ماں سب یہودا کو اس کی آواز اور صورت و شکل کی وجہ سے مسیح ہی سمجھ رہے تھے۔ اس وقت ہم سولی کے قریب تک گئے وہ تکلیف اور غم بیان سے باہر ہے۔ بعد میں اصل حقیقت کھلی مگر یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا۔ حواری بھاگ گئے تھے اور کوئی موجود نہ تھا۔“ بعض عیسائیوں نے تین دن کے بعد آسمان پر زندہ کر کے اٹھانے کا

عقیدہ گھڑا حق چھپ گیا اور باطل نے اس کو دبا لیا۔ انجیل برنباس کا یہ بیان قرآن پاک کے بالکل مطابق ہے۔

عقل و دانش کا تقاضا

جب قرآن پاک اصلاح کے لیے نازل ہوا ہے اور اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط عقیدوں کی تردید کر دی ہے تو پھر جب عیسائیوں کی اکثریت ان کے آسمان پر زندہ ہونے کا عقیدہ رکھتی تھی تو قرآن پاک نے "رافعک" اور "بل رفعه الله اله" فرما کر کیوں ان کے غلط عقیدے پر مہر تصدیق ثبت کی؟

قرآن کریم نے تو اس طرح صاف و صریح بیان کیا کہ تمام صحابہؓ اور تیرہ سو سال کے مجددین و محدثین نے یہی سمجھا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں۔ اگر واقعی وہ زندہ جسم سمیت آسمان پر نہ اٹھائے گئے ہوتے تو پہلے تو قرآن پاک واضح طور سے ان کی تردید کرتا ورنہ ایسے الفاظ تو قطعاً استعمال نہ کرتا کہ جس سے ان کی تائید ہو سکتی۔

سرورِ عالم ﷺ کی تفسیر

قرآن کے معانی حضورؐ سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے۔ اب ہم آپ کو حضورؐ کے بیان کردہ معانی بتاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیدی لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرًا من الدنیا وما فیهم ثم یقول ابوهریره فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته. (بخاری ج۱ ص۴۹۰ باب نزولِ عیسیٰ و مسلم ج۱ ص۸۷ باب نزولِ عیسیٰ)

:"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور آئیں گے تم میں ابن مریم حاکم و عادل ہو کر پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔ ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہو گا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔ اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھو **ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته** ٥

اس ارشاد میں سرور عالم ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کہنے کے مطابق قسم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کلام میں کوئی تاویل یا استثناء نہیں ہے ورنہ قسم بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ پس یقینی ثابت ہو گیا کہ:

(۱) کہ نازل ہونے والے مریم کے بیٹے ہیں (نہ کہ چراغ بی بی کے)

(۲) وہ حاکم اور فیصلے کرنے والے ہوں گے (مرزا غلام احمد قادیانی تو انگریزی عدالتوں میں دھکے کھاتے رہے)

(۳) وہ عادل ہوں گے (مرزا نے تو محمدی بیگم کے غصہ میں خود اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور اپنے ایک لڑکے کو عاق اور وراثت سے محروم کر دیا تھا اور دوسرے سے بیوی طلاق کروائی تھی)

(۴) وہ صلیب توڑیں گے (مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ تو صلیب توڑا اور نہ ہی صلیب پرستی میں کمی آئی)

(۵) وہ خنزیر کو قتل کریں گے (تا کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو جائے)

(۶) جزیہ موقوف کریں گے (ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی پھر جزیہ کس سے لیں گے)

(۷) اس قدر مال دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا (مرزا غلام احمد قادیانی تو کبھی کتابوں مہمانوں اور کبھی منارۃ المسیح کے لیے چندے کی اپیلیں کرتے کرتے تھک گئے تھے)

(۸) اس وقت ایک سجدہ دنیا بھر سے بہتر ہوگا (مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد تو نمازوں اور سجدوں میں نمایاں کمی آ گئی۔ پھر جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ”وان من اهل الکتاب الالیؤمنن بہٖ قبل موتہ“

اور کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔

آنے والے کو قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیتے اور ان کی زندگی کا اعلان کرتے ہیں۔ باقی ہزاروں کی تعداد میں صحابہؓ موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی تردید نہیں کی۔ اور حدیث ہے بھی بخاری اور مسلم شریف کی۔ ان الفاظ نے تو آیت کا معنیٰ متعین کر کے معاملہ ہی صاف کر دیا۔

بڑی بات

یہ ہے کہ حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی ہے اور مرزا کے مسلم اصول کے

تحت اس میں کوئی تاویل واستثناء نہیں ہوسکتی ورنہ قسم میں فائدہ ہی کیا ہے۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اس حدیث شریف سے مریم علیہ السلام کے بیٹے کا نزول مراد ہے یا چراغ بی بی کے بیٹے کا۔ اور حدیث میں بیان کی گئیں باقی باتیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی پر منطبق ہوتی ہیں؟

حدیث نمبر۲

عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال الانبیاء اخوة لعلات امهاتهم شتی ودینهم واحد ولانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لانه لم یکن بینی وبینه نبی وانه نازل فاذارئیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیه ثوبان ممصران رأسه یقطر وان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیه ویدعوالناس الی الاسلام فتهلک فی زمانها الملل کلها الاسلام وترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذیاب مع الغنم وتلعب الصبیان بلحیات فلا تضرهم فیمکث اربعین منته ثم یتو فی ویصلی علیه المسلمون.

(رواہ ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، مسند احمد ج۲ ص۴۰۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام پدری بھائی ہیں۔ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور وہ نازل ہوں گے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ درمیانہ قامت۔ سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ۔ زرد رنگ کے کپڑے لیے ہوئے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ گو سر پر پانی نہ ڈالا ہو وہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ ترک کر دیں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ ان کے زمانے میں سارے مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔ سوائے اسلام کے۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ۔ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ پس عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے۔ اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ہم نے اس روایت کو مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب (حقیقتہ النبوہ حصہ اول ص۱۹۲) سے انہی کے ترجمہ کے ساتھ نقل کیا ہے)

اس حدیث کی صحت تو فریقین کے ہاں مسلم ہے۔ اس میں حضورؐ کا ارشاد صاف

وصریح ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزائی خیانت

"لم یکن بینی و بینکم کا معنی مرزا محمود نے یہ کیا کہ اس کے اور میرے درمیان نبی نہیں، حالانکہ لفظ لم یکن کا معنیٰ ہے کوئی نبی نہیں ہوا۔ یہ ماضی کا بیان ہے جس کو خلیفہ محمود نے چھپایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ انھیں کا رفع ہوا ہے اور وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی نزول فرع ہے صعود کی۔ ملاحظہ ہو (انجام آتھم ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۶۸) اس حدیث پاک نے بھی مرزائی تاویلات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

دوسری خیانت

مرزا محمود قادیانی نے دوسری خیانت یہ کی کہ ابو داؤد شریف میں مذکور حدیث کے الفاظ "ویقاتل الناس علی الاسلام" کو سرے سے کھا گئے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقاتلہ نہ کبھی کیا نہ اس کے حق میں تھے۔ وہ تو صرف انگریزوں کے لیے دعائیں کرنا جانتے تھے۔

حدیث نمبر ۳

عن عبداللہ ابن عمر و ابن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر. (رواہ ابن جوزی فی الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۸۳۲، مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ نے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اور زمین میں ۴۵ سال رہ کر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے۔

اس روایت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے "**فیتزوج ویولد**" کے حصہ سے محمدی بیگم کے مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں آنے کی خوشخبری پر محمول کیا ہے اور "**یدفن فی قبری**" سے اپنا فنا فی الرسول ہونا ثابت کیا ہے۔ بہر حال حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔

یہ حدیث امام ابن جوزیؒ نے نقل فرمائی ہے جو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی ششم ہیں۔ گویا صحت حدیث سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:

(۱) حدیث میں ''الی الارض'' کے لفظ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے معلوم ہوا کہ زمین پر پہلے سے نہیں ہیں۔

(۲) چونکہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہ کی تھی اس لیے اب ان کی شادی کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔

(۳) اور یہ تصریح بھی فرما دی گئی کہ قیامت کے دن حضورﷺ ایک ہی مقبرے سے ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان بمعہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔

مرزائی وہم

یہاں مرزائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضورؐ کی قبر میں کیسے دفن ہوں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خود (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پر لکھا ہے کہ ان (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرتﷺ سے ایسے ملحق دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔ یہی مطلب مرقاۃ میں مرزائیوں کے مسلم مجدد حضرت ملا علی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

(۴) اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا دیجیے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور نبی کریمؐ سے اجازت چاہی کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہاں تو جگہ نہیں ہے صرف ایک قبر کی جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ ان کی قبر چوتھی ہو گی۔ اس روایت نے بھی مرزائیوں کی تمام تاویلی خرافات کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حدیث نمبر۴

ان روح اللہ عیسیٰ نازل فیکم فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ و البیاض......ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون.

(رواہ الحاکم عن ابی ہریرہؓ فی المستدرک ص ۴۹۰)

یہ حدیث مرزائیوں کے امام اور مجدد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لیے اس کی صحت میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس حدیث میں حضورﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قرآنی لقب ''روح اللہ'' سے یاد فرمایا۔ تمام باتوں کا ذکر کر کے فرمایا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر ۵

عن ابی ھریرۃؓ انہ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذ نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم. (کتاب الاسماء الامام البیہقی ص ۴۲۴)

”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت (مارے خوشی کے) تمھارا کیا حال ہوگا۔ جب مریم کے بیٹے تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمھارا امام (نماز کا) تمھیں میں سے ہوگا۔“ روایات میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لیے تیار ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ وہ ان سے نماز پڑھانے کا کہیں گے وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے کی گئی ہے۔ (آپ ہی پڑھائیں گے)

اور بعض روایات میں ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ بہر حال وہ نماز خود حضرت مہدی علیہ السلام ہی پڑھائیں گے۔ اس حدیث میں من السماء کا صاف لفظ موجود ہے اور اس کو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی چہارم امام بیہقی نے روایت کیا ہے اس لیے اور زیادہ معتبر ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن ابن عباسؓ (فی حدیث طویل) قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً هادیاً حکماً عادلاً

(کنز العمال ج ۱۴، ص ۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

(۱) اس حدیث میں سرور عالم ﷺ نے من السماء کا لفظ اضافہ کر کے مرزا قادیانی کا منہ بند کر دیا ہے۔ (۲) اس میں اخی (میرا بھائی) فرما کر عیسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر ہیں وہی میرے بھائی ہیں (کوئی چراغ بی بی کا بیٹا حضورؐ کا مصنوعی بھائی نہیں ہے)

اس حدیث کو مرزا غلام احمد قادیانی نے (حمامتہ البشریٰ ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۷) میں نقل کیا مگر خیانت کر کے من السماء کا لفظ کھا گیا۔

حدیث نمبر ۷

عن عبداللہ بن عمر (فی حدیث طویل) قال قال رسول اللہ ﷺ فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیھلکہ.

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب لاتقوم الساعۃ ص ۴۸۱)

حضور سرور عالم ﷺ نے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف (باب بدء الخلق) میں ہے معراج کے ذکر میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے ذکر میں فرمایا کہ:

فاذا اقرب من رایت به شبیها عروة بن مسعود.

(مشکوٰۃ ص۵۰۸، باب بدء الخلق)

''حضرت عیسیٰ کی مشابہت زیادہ تر عروۃ بن مسعودؓ سے تھی۔''

اب آپ خود ہی فرمائیں جس عروۃ بن مسعودؓ کے مشابہ ہستی کو آسمان میں دیکھا۔ حدیث نمبر ۷ میں انہی کے نزول کا ذکر فرماتے اور پھر حضرت عروہ بن مسعودؓ سے تشبیہ دے کر ارشاد کرتے ہیں کہ یہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کریں گے۔ اس حدیث میں آپ نے خر دماغ انسانوں کو بھی بتا دیا کہ نازل ہونے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ جن کو آسمان میں دیکھا تھا۔

حدیث نمبر ۸

عن نواس بن سمعان رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ ......فبینما هو کذالک اذبعث الله المسیح بن مریم فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهروذتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین اذا طأ طأ رأسه قطر واذا رفعه تحدرمنه جمان کاللؤلؤ فلا یحل کافریجدن ریح نفسه الامات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرف فیطلبه حتی یدرکه بباب لدفیقتله.

(مسلم ج۲ ص۴۰۱)

مرزا نے اپنی کتاب (ازالۃ الاوہام حصہ اول ص۲۰۲ تا ۲۰۶، خزائن ج۳ ص۱۹۹ تا ۲۰۱) پر یہ حدیث نقل کی ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث نے بھی مرزا غلام احمد کی نیند حرام کر رکھی۔ کبھی کہتا ہے یہ خواب یا کشف تھا حالانکہ اس طویل حدیث کے الفاظ میں ہے ''**ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجة لکم**'' اگر وہ خروج کرلے جبکہ میں تم میں ہوں تو میں اس سے جھگڑلوں گا۔ کوئی بھی عقل مند اس کو خواب یا کشف نہیں کہہ سکتا۔ کبھی کہتا ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف سمجھ کر روایت نہیں کیا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو نقل نہ کرنا ضعف کی دلیل نہیں ورنہ حدیث مجدد۔ کسوف وخسوف کی حدیث ''**ان لمهدینا آیتین**'' اور حدیث ابن ماجہ ''**لا مهدی الا عیسی**'' بخاری میں نہیں ہیں جن پر مرزا نے اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی ہے۔ اس حدیث اور تمام احادیث نزول مسیح سے، مراد **نزول من السماء** ہے خود اسی حدیث

نواس بن سمعان کے بارہ میں (ازالۃ الاوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) پر لکھا ہے۔ ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے)

حدیث نمبر۹

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثنیھما. (رواہ مسلم فی صحیحہ ج ۱ ص ۴۰۸)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابن مریم فج روحاء میں حج کے لیے لبیک کہیں گے یا عمرے کے لیے یا دونوں کی نیت کرکے۔

۔ اس حدیث میں بھی سرور دو عالم ﷺ نے قسم کھائی ہے اس لیے تمام الفاظ حدیث کو ظاہر پر ہی محمول کرنا ہوا گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود حج کریں گے (کوئی اور ان کی طرف سے نہیں کرے گا) اور فج روحاء سے مراد وہی روحاء کی گھاٹی ہوگی۔ نزول سے مراد نیچے اترنا ہی مراد ہوگا۔

حدیث نمبر۱۰

حضرت ربیع سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نصاریٰ حضور ﷺ کے پاس آئے اور جھگڑنے لگے۔ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں **وقالو الہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب والبھتان فقال لھم النبی ﷺ الستم تعلمون انہ لایکون ولد الا وھو یشبھہ اباہ قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الضناء فقالو بلیٰ** (درمنثور ج ۲ ص ۳) ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جھگڑنے لگے کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔ (مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے) آپؐ نے فرمایا کہ بیٹے میں باپ کی مشابہت ہوتی ہے یا نہیں۔ انھوں نے کہا ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا پھر تمھارا رب زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت آئے گی تو انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے تو یہاں پر بہت آسان تھا کہ آپ الوہیت مسیح کے ابطال کے لیے فرما دیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ابطال الوہیت وابنیت پر زیادہ صاف دلیل ہو جاتی یا یوں ہی

فرمادیتے کہ تمھارے خیال میں تو وہ مرگئے ہیں تو پھر خدا یا خدا کے بیٹے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی بہترین دلیل تھی مگر ممکن تھا کہ کوئی مرزائی چودھویں صدی میں اپنی کورچشمی سے اسی سے موت مسیح ثابت کر دیتا سرور دو عالم ﷺ نے نہایت صفائی سے حق اور صرف حق فرمایا کہ خدا تعالیٰ حی ہیں جو کبھی نہیں مرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی یعنی بجائے ماضی کے مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہوتے تو یقیناً اس بحث میں یہی بہتر تھا کہ **عیسیٰ ، قد اتیٰ علیہ الفنا** فرمادیتے۔

حدیث نمبر ۱۱

عن الحسنؓ قال قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (درمنثور ج۲ ص۳۶) یہ راوی حضرت حسن بصریؒ ہیں جو سرتاج اولیاء ہیں اور جو تابعی ہو کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا یقیناً انھوں نے حدیث کسی صحابی سے حاصل فرمائی۔ یوں بھی مرسل حدیث کو جو کسی صحابیؓ کے توسط کے بغیر حضورؐ کی طرف منسوب ہو گئی۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ حجت ہے (شرح نخبہ) حضرت ملا علی قاریؒ صدی دہم کے مسلمہ مجدد تھے۔ ان کا قول کون رد کر سکتا ہے۔ بہر حال اس حدیث نے تصریح کر دی کہ " **ان عیسیٰ لم یمت** "کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں بلکہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ لفظ **لم یمت** بھی ہے اور **راجع** بھی۔

حدیث نمبر ۱۲

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں روایت ہے کہ:

لما کان لیلة اسری برسول الله ﷺ لقی ابراهیم علیه السلام وموسی علیه السلام وعیسیٰ علیه السلام فتذاکر والساعة فبدوا بابراهیم فسئلوه عنها فلم یکن عنده منها علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عنده فردعلمّ الحدیث الیٰ عیسیٰ بن مریم فقال قد عهد الیّ فیما دون. وجبتها فاما وجبتها فلا یعلمها الا الله فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتله ٥

(ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم ص۲۹۹)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے ملاقات کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے۔ پس انھوں نے قیامت کا ذکر چھیڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے متعلق سوال

کیا۔ انھوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخر الامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خدا عزوجل کسی کو معلوم نہیں۔ پس انھوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ (آخر تک)''

یہ حدیث امام احمد نے مرفوعاً بیان فرمائی ہے کہ یہ تمام الفاظ گویا خود حضور ﷺ کے ہیں۔ امام احمد صدی دوم کے مسلم مجدد ہیں اس لیے حدیث کی صحت میں بحث ہی نہیں ہو سکتی جیسے کہ اصول تفسیر میں لکھا جا چکا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ دجال ایک شخص کا نام ہے۔ پادریوں کے گروہ کا نام نہیں جیسے مرزا نے کہا ہے۔ اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں وہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل دجال نے بھی دلیل وغیرہ سے قتل کی نفی کر دی جیسے کہ مرزائی ہرزہ سرائی ہے کیا معراج کی رات میں مرزا قادیانی نے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہی مرزا قادیانی اس آسمان سے اترے ہیں۔ کیا انھوں نے ہی دجال کو قتل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳

عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ...... فينزل عيسىٰ ابن مريم فيقول اميرهم تعالٰ صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة۔ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۸۰)

مرزا غلام احمد قادیانی ''وامامکم منکم'' سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بھی یہی پڑھائیں گے۔ یہ امت محمدیہ میں سے ہوں گے۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے وامامکم منکم کا معنیٰ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کے مطابق لیں تو یہ عطف بیان ہوگا جس کے لیے واؤ نہیں لائی جاتی جو یہاں موجود ہے۔

یہ تو عربی قواعد کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث مذکور نے صاف کر دیا ہے کہ امیر قوم (یعنی مہدی علیہ السلام) کہیں گے آؤ آگے ہو کر نماز پڑھاؤ وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اللہ نے اس امت کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اب مرزائی اگر ایمان چاہتے ہیں تو ان کو مرزا کے معنوں کی بجائے سرور دو عالم ﷺ کے بیان کردہ معنوں کو قبول کر لینا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد اور حضرت حسن بصریؒ کی قسم

(فتح الباری ج۶ ص۴۹۳) میں ہے کہ امام ابن جریر نے اسناد صحیح کے

ساتھ سعید بن جبیرؓ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اسی طرح حزم فرمایا ہے کہ **لیؤمنن بہ قبل موتہ** میں دونوں ضمیرین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر حضرت حسن بصریؒ سے جو اولیاء کے سرتاج ہیں نقل کیا ہے کہ انھوں نے بھی **قبل موتہ** کا معنی **قبل موت عیسیٰ**۔ ”**واللہ انہ الآ لحی ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعین.**“ کیا پھر قسم کھائی اور کہا خدا کی قسم کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ موجود ہیں۔ جب نازل ہوں گے وہ سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

یہاں تک آپ کو احادیث سے تفسیر کا علم ہوا جس کا انکار ایک صحابی نے بھی نہیں کیا۔

نزول مسیح ابن مریم کی نشانیاں

پیغمبر اعظم علیہ الصلوۃ والسلام بے ضرورت بات نہیں فرماتے تھے، جو بات فرماتے تو وہ مختصر مگر جامع اور تمام امور کو صاف کرنے والی ہوتی تھی۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں آپ ﷺ نے نشانات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے تا کہ کوئی نادان مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ نہ کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) آخری زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ جب نزول تواتر سے ثابت ہو گیا تو صعود و عروج خود ہی ثابت ہو گیا)

(۲) آپؐ نے بیہودہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لیے رجوع کا لفظ بھی استعمال فرمایا راجع الیکم کہ وہ تمھارے پاس دوبارہ آئیں گے۔

(۳) آپؐ نے تمام وسوسوں کو دور کرنے کے لیے یہ بھی فرمادیا کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۴) آپؐ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کی طرف آئیں گے، اور زمین کی طرف وہی آتا ہے جو پہلے زمین میں نہ ہو۔

(۵) آپؐ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہوگا۔

(۶) کہیں آپؐ نے مسیح فرمایا۔

(۷) ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا (چراغ بی بی نہ ہوگا)

(۸) بار بار ماں کا نام لے کر بتا دیا کہ کسی مرد۔ حکیم غلام مرتضےٰ کا بیٹا نہ ہوگا بلکہ وہی عیسیٰ ہوگا جو بن باپ پیدا ہوا اور قرآن نے ان کو ماں ہی کے نام سے پکارا۔

(۹) وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(۱۰) وہ رسولاً الی بنی اسرائیل تھے۔ کلمۃ اللہ تھے۔ روح اللہ تھے۔ وجمیعاً فی الدنیا والآخرہ تھے۔ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو زبردست معجزات دیئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے پھر بھی نہ مانا تو وہ آ کر بنی دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ان کے شایان شان تمام باتیں ہو جائیں گی جو پہلے نہ ہوئی تھیں۔

(۱۱) اوروں کی ہجرت ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ساری زمین سے تھی۔ اس لیے وہ واپس زمین میں آ کر ساری زمین میں عادلانہ نظام قائم فرمائیں گے۔

(۱۲) وہ دمشق میں اتریں گے۔

(۱۳) دمشق کے مشرق کی طرف منارہ کے پاس۔

(۱۴) ان پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

(۱۵) ان کے سر سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا۔

(۱۶) فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

(۱۷) اس وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت ہوگئی ہوگی۔

(۱۸) وہ اس وقت پہلے ہی امام کو نماز پڑھنے کا کہیں گے۔

(۱۹) فارغ ہو کر وہ دجال سے لڑیں گے۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

(۲۰) یہودیوں کو شکست فاش ہو جائے گی۔

(۲۱) اگر کسی درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا وہ بھی مسلمانوں کو اطلاع دیں گے تاکہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۲۲) پھر باقی تمام یہود اور عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۲۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ بند کر دیں گے کیونکہ ساری دنیا اسلام کے تابع ہوگئی ہوگی۔

(۲۴) وہ غیر مسلموں سے جزیہ (ٹیکس) لینا بند کر دیں گے۔ دو وجہ سے ایک تو غیر مسلم ہی

نہ رہیں گے۔ دوسرے مال کی سخت بہتات ہوگی۔

(۲۵) مال کثرت سے لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

(۲۶) اس وقت ایک سجدہ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہوگا۔

(۲۷) یہ نازل ہونے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوگا جن سے آسمان میں قیامت کی باتیں ہوئی تھیں اور انھوں نے کہا تھا کہ اتر کر دجال کو قتل کروں گا۔

(۲۸) وہ ضرور فوت ہوں گے مگر ابھی تک ان پر فنا نہیں آئی۔

(۲۹) وہ چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

(۳۰) وہ حج کریں گے۔

(۳۱) روحا کی گھاٹی سے لبیک کہیں گے۔

(۳۲) پہلے شادی نہ ہوئی تھی اب شادی کریں گے۔

(۳۳) وہ پرانے اور اپنے وقت کے رسول تھے اور اب شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔

(۳۴) جب ان کی وفات ہوگی مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

(۳۵) وہ حضورﷺ کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔

(۳۶) جب وہ نازل ہوں گے ایک حربہ (ہتھیار) لے کر دجال کو قتل کریں گے۔

(۳۷) ان کے زمانے میں اتنا عدل ہوگا کہ شیر اور بکرا ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔

(۳۸) یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضورؐ سے چند صدیاں پہلے تھے اور ان کے اور حضورؐ کے درمیان کوئی پیغمبر نہ تھا۔

(۳۹) یہ وہی ہوں گے جن کا نام روح اللہ بھی تھا۔

(۴۰) ان سے پہلے مرد صالح ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ وہ مہدی ہوں گے۔

(۴۱) وہ اہل بیت سے ہوں گے۔

(۴۲) ان کا نام حضورؐ کے نام کے مطابق ہوگا۔ اور ان کے والد کا نام حضورؐ کے والد کے نام کی طرح ہوگا۔

(۴۳) وہ جس دجال کو قتل کریں گے وہ کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا یعنی کافر۔

(۴۴) وہ بھی طرح طرح کے عجائبات دکھائے گا۔ جس سے لوگوں کو کفر اور ایمانی پختگی کا پتہ لگے گا۔

(۴۵) وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ مگر اس دن مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر فرشتوں کے پہرے ہوں گے ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(۴۶) یہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے اس کو باب لد میں قتل کریں گے۔

(۴۷) ان کے زمانے میں یاجوج و ماجوج خروج کریں گے۔ لوگ بڑے تنگ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لیے بددعا فرمائیں گے اور لڑ بھڑ کر مر جائیں گے۔

(۴۸) عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں جہاں نازل ہوں گے۔ وہ افیق نام کا ٹیلہ ہوگا۔

(۴۹) ان کی آمد معلوم کر کے مسلمان مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔ جس کی طرف حضورؐ نے کیف انتم سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۵۰) وہ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ حضورؐ ان کا جواب دیں گے۔

(۵۱) آپ نے حلف اٹھا کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی۔

(۵۲) ان کا نزول قیامت کی (بڑی) نشانی ہوگی۔

(۵۳) وہ حاکم (حکم) ہوں گے۔

(۵۴) عادل اور مقسط ہوں گے۔

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ بن مسعودؓ کی طرح ہوں گے۔

(۵۶) ان کا رنگ سفیدی و سرخی کی طرف مائل ہوگا۔

(۵۷) وہ صلیب کو توڑ دیں گے جس کی پوجا ہوتی تھی یا جو پجاریوں کی نشانی تھی۔

(۵۸) خنزیر کو قتل کریں گے۔ یہ نجس العین ہے اور عیسائی اس کو شیر مادر سمجھ کر کھاتے ہیں نفرت دلانے کے لیے ایسا کیا جائے گا۔ آج کل بھی یہ فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو لوگ جمع ہو کر ان کے قتل کا انتظام کرتے ہیں۔

(۵۹) دجال کے پاس اس وقت ستر ہزار یہودی لشکر ہوگا۔

(۶۰) یاجوج ماجوج کے باہمی مقاتلے اور مرنے سے بدبو ہوگی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھیں گے۔ پھر دعا فرمائیں گے۔ بارش ہوگی وہ بدبو دور کر دی جائے گی (اوکما قال)

کیا سرور عالم ﷺ جیسی ہستی نے کسی اور بات کے لیے بھی اتنا اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ کوئی اور دجال مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

اب اگر ایک احمق

کہے کہ عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے...... مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔ دمشق سے مراد قادیان ہے...... باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔ قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے...... مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔ زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں...... دجال سے مراد پادری ہیں۔

خر دجال سے مراد ریل ہے۔ جس پر وہ خود بھی سوار ہوا ہے۔

مہدی سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

حارث سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

رجل فارس سے مراد بھی غلام احمد ہے

منارۃ سے مراد قادیان کا منارہ ہے جو بعد میں **مرزا غلام احمد قادیانی** نے بنایا: نزول سے مراد سفر کر کے کہیں اترنا ہے۔...... آسمان سے مراد آسمانی ہدایتیں ہیں۔...... عیسیٰ بن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔...... غلام احمد عیسیٰ علیہ السلام سے متحد ہے۔...... غلام احمد عین محمد ہے۔...... غلام احمد آنے والا کرشن اوتار ہے۔...... غلام احمد حضور ہی کی بعثت ثانیہ ہے۔

غلام احمد کے زمانہ میں وہ عالم گیر غلبہ اسلام ہوا۔ جو حضور کے زمانہ میں نہ ہو سکا۔

نماز میں جو دعا مانگی گئی ہے (غیر المغضوب علیھم) اس میں مرزا قادیانی کو دکھ دینے والوں سے علیحدگی کی دعا ہے۔

میری وحی قرآن کے برابر ہے۔...... مجھ میں تمام پیغمبروں کے کمالات جمع ہیں۔

میں حضرت حسینؓ سے قطعی افضل ہوں۔ وہ کیا ہیں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ان کا بروز اور مثیل ہو کر بھی ان سے آگے نکل گیا ہوں۔

بلکہ تمام انبیاء سے میرے معجزے زیادہ ہیں اور میں معرفت میں کسی پیغمبر سے کم نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو کہے یہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔ اور وہ بیٹا کہنے لگے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

اور اس کے چیلے اکمل کے اشعار ذیل کے مطابق حضور سے افضل ہے (معاذ اللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

پھر ان شعروں کو مرزا غلام احمد قادیانی سن کر تحسین کریں اور جزاک اللہ کہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

متفرقات

خودکاشتہ پودا

مرزائی نمائندہ (امام جماعت مرزائیہ) مرزا ناصر احمد نے خودکاشتہ پودے کے بارہ میں کہا کہ خاندان کو کہا گیا ہے۔ مگر اٹارنی جنرل صاحب نے ممبروں کی لکھی ہوئی فہرست بتائی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے وہیں لکھی ہے گویا مرزا غلام احمد قادیانی اس فرقہ کو خودکاشتہ پودا کہہ رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں چلو مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان ہی انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی اسی انگریزی پودے کی شاخ ہوئے۔ اگر وہ پودا پلید ہے تو پودے کی شاخیں کس طرح پاک ہوسکتی ہیں۔

اتمام حجت

مرزا ناصر احمد نے عام مسلمانوں کو بڑا کافر کہنے سے گریز کر کے چھوٹا کافر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد کے ہاں اتمام حجت کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے کا دل یہ مان جائے کہ بات تو سچی ہے پھر انکار کرے۔ تو دنیا کے ستر کروڑ مسلمان تو مرزا غلام احمد قادیانی کو کاذب مفتری سمجھتے ہیں۔ ان پر ان کے ہاں اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ امت اسلامیہ سے خارج یعنی بڑے کافر نہیں ہیں۔ لیکن خود کاشتہ پودا تھے بڑی احتیاط سیکھی تھی۔ پہلے لکھ دیا کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۲۰۷)

کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں پھر بعد میں بڑے زور شور سے خود ہی مسیح موعود بن گئے (ازالہ اوہام ص ۳۹ خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)۔ اور جب دیکھا کہ علماء کرام کے سامنے دال نہیں گلتی تو فنافی الرسول کی آڑ لی اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۱ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

زبردست اور لاجواب چیلنج

ہم تمام امت مرزائیہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے کسی مجدد محدث صحابیؓ اور ولی کے کلام سے یہ ثابت کردو کہ عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں۔ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم سے مراد کوئی ان کا مثیل مراد ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ یا ان سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تیرہ سو سال کے کسی محدث یا مجدد کا قول پیش کرو۔

دوسرا چیلنج

تیرہ سو سال کے اندر کسی زمانہ کے بارہ میں یہ ثابت کرو کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور مسلمانوں نے اس کو طاقت ہوتے ہوئے برداشت کیا ہو۔ یا کسی نے کسی مدعی نبوت سے یہ دریافت کیا ہو کہ تمھارا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے یا غیر تشریعی کا بروزی اور ظلی کا یا مستقل کا۔ تو اس طرح آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک اور ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں نے دنیا بھر میں یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ نبوت بند ہو گئی یا نبی آ سکتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے ہاں نہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا نہ بعد میں قیامت تک آئے گا۔ تو یہ ساری بحث صرف امت کو الجھانے کے لیے ہے۔ بات یہ کرو کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام بن سکتے ہیں یا آنے والا وہی ہے جس کو تیرہ سو سال کے تمام محدثین صحابہ کرامؓ اور مجددین نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کہ وہی آئیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی

اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسیح کے آنے کی پیش گوئی کو مشہور و معروف اور متواتر بھی قرار دیا اور (ازالۃ الاوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) پر صاف لکھ دیا ”یہ اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ اس کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔“ مگر یہ لکھ مارا کہ ”خدا نے قرآن کے معنی لوگوں سے چھپا دیئے۔“ (آئینہ کمالات ص ۴۲۶ خزائن ج ۵ ص ۴۲۶) حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مامور و مجدد بنا کر ان پر دس سال تک نہ کھولے۔ اور یہ بھی لکھ مارا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ اور بچنے کے لیے پرانے اولیاء صلحاء اور صحابہ کو معذور قرار دے دیا کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پھر کبھی یہ کہا کہ پہلا اجماع وفات مسیح پر ہوا تو پھر مسئلہ مسلمانوں سے کیسے چھپا رہا۔ کبھی شرک عظیم کہہ کر خود بھی مشرک بنے رہے۔ اور کبھی اپنی ضرورت کے لیے تیرہ سو سال بعد قرآن دانی کا دعویٰ کر کے خود مسیح ابن مریم بن بیٹھے۔ بھلا جو چیز شرک عظیم ہے جس کے ماننے سے آدمی مشرک اعظم بنتا ہے۔ خدا ایسے قرآنی مسئلے کو لوگوں سے چھپا سکتا ہے۔ پھر قرآن کے نزول کا فائدہ کیا ہوا۔

تیسرا چیلنج

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن کے بعض معانی قرون اولیٰ سے چھپا دیں اور

صدیوں کے مجددین اولیاء کرام اور علماء کرام مشرکانہ معنی پر جمے رہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی مجدد و مامور ہو کر بھی دس سال تک عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے۔ اور کیا شرک عظیم کو اجتہادی وجہ سے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ کیا خود قرآن پاک نے **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** نہیں فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن (ذکر) اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے...... کیا حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ اس کے معانی کو صدیوں تک بہترین حضرات کی آنکھوں سے خود خدا اوجھل کر دے۔ حالانکہ خود مرزا نے بھی کہا کہ قرآن پاک ذکر ہے اور ذاکر قیامت تک رہیں۔ اس کا مفہوم دلوں میں رہے گا۔ اس کے مقاصد و مطالب کی حفاظت اصل کام ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۵۵۔۵۴ خزائن ج ۶ ص ۳۵۱)

چوتھا چیلنج

کیا کسی نبی نے کافر حکومت کی اتنی خوشامد کی ہے اور اتنی دعائیں دی ہیں اور اتنی خدمت کی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت کی کی ہے۔

پانچواں چیلنج

اگر کوئی ایسا نبی آنا تھا جس کا انکار کر کے ساری امت کافر ہو جاتی تو کیا سرور عالم ﷺ نے جہاں اور خبریں مستقبل کی دیں وہاں یہ ضروری نہ تھا کہ ستر کروڑ آدمیوں کی امت کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ فرما دیتے۔ کیا **لانبی بعدی** فرما کر اور عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر کر کے اور مریم کے بیٹے کے نازل ہونے اور دوبارہ آنے کی متواتر خبریں دے کر خود آپ نے امت کے لیے سامان کفر (العیاذ باللہ) تجویز نہیں کیا۔

مرزا ناصر احمد نے اتمام حجت کے ساتھ دل سے صحیح مان لینے کی دم لگا کر ایجاد بندہ کا کام کیا ہے۔

خود مرزا کا قول ہے۔ ”اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

دیکھیے اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اتمام حجت کے ساتھ دل سے سچا سمجھ کر انکار کرنے کی دم نہیں لگائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگلا مانے یا نہ مانے سمجھے یا نہ سمجھے جب اس کی سامنے دلیل سے بات ہو گئی۔ دعوت حق پہنچ گئی اب اس پر اتمام حجت ہو گیا چاہے مانے یا نہ مانے۔

اگر اس طرح نہ کیا جائے تو دنیا کے زیادہ تر کافر جو حضور ﷺ کو نبی نہیں سمجھتے ان کے انکار سے وہ کیوں بڑے کافر ہوئے۔

مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے انکار سے خدا آخرت میں سزا دے گا۔ دنیا میں یہ مسلمانوں ہی میں شمار ہیں اور ان سے ملکی و سیاسی سلوک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ اس طرح وہ اپنی تکفیر پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہو کہ دل کی بات خدا جانتا ہے۔ یہاں قاضی اور عدالت بھی ظاہر پر فیصلہ کریں گے۔ اگر مرزا نبی ہے تو اس کا انکار کفر ہے پھر کوئی آدمی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ مانے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اگر نبوت ختم ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے سب قطعی کافر ہیں۔

دوسری طرح سنیئے قرآن پاک میں ہے۔ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا"
"کہ ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے۔"

یہاں صرف رسول کے بھیجنے کا ذکر ہے۔ اس کو دل سے سچا سمجھ کر انکار کا ذکر نہیں ہے اور رسول بھیجنے کے بعد منکر رسول کو صرف عذاب اخروی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ پھر قرآن نے صرف یہ بتایا ہے کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ "ماجاء نامن نذیر" کہ ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اس میں سمجھنے نہ سمجھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ایجاد مرزا ہے۔ ہاں بعض کافر ایسے بھی ہیں جو دل سے سچا سمجھنے کے باوجود انکار کرتے ہیں مگر بعض دوسرے بھی ہیں۔

تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھونگ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے عام مسلمانوں کو کافر کہا لیکن اپنی اس تکفیر کو عجیب طریقہ سے چھپالیا۔ کہ چونکہ دوسروں نے مجھے کافر کہا اور مسلمان کو کافر کہنے سے وہ خود ہی کافر ہو گئے۔ یا انہوں نے قرآن و حدیث کے بیان کردہ مسیح موعود کا انکار کیا۔ اس لیے وہ خود ہی کافر ہو گئے۔

واہ جی مرزا واہ! آپ اگر خدا بن بیٹھیں تو آپ کو لوگ گلے لگائیں گے یا کافر مطلق کہیں گے۔ پھر آپ کہیں گے کیا کروں یہ لوگ مجھے کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہو گئے۔ آپ نبی بنیں پیغمبروں کی توہین کریں مسلمان مجبوراً آپ کو کافر کہیں گے۔ پس آپ کے لیے یہ بہانہ کافی ہے کہ یہ لوگ مجھے کافر کہنے سے کافر ہو گئے۔

سچ پوچھیں تو آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔ ایک غلط دعوؤں کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو اپنی منطق کے لحاظ سے کافر بن جانے کا سبب بننے سے......

چھٹا چیلنج

کیا قتل کا واقعہ شام میں ہو اور گواہ لدھیانہ کا کہے! وہ گواہ مردود نہ ہوگا...... کیا دعویٰ زید بن عمر پر ہو تو اس کی جگہ خالد بن سلیم کو پکڑا جا سکتا ہے۔

کیا واقعہ لاہو کا ہو اور ہم لاہور کا معنی تاویلیں کر کے راولپنڈی کریں تو اس طرح دنیا کے کام چل سکتے ہیں؟...... کیا نکاح احمد خان ساکن ہری پور کا ہو اور عورت کے پاس غلام احمد ساکن کراچی آ دھمکے اور کہے کہ احمد خان سے مراد غلام احمد خان ہی ہے اور ہری پور سے کراچی ہی مراد ہے۔

کیا اس قسم کی باتیں مان لی جائیں تو نظام عالم درہم برہم نہ ہو جائے گا۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود نے (حقیقۃ النبوۃ حصہ اول ص ۱۸۸) پر یہ نہیں لکھا کہ قرآن میں ''**ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد**'' میں مرزا قادیانی ہی کو رسول کہا گیا ہے اور کیا اس طرح وہ احمد کا بھی مصداق نہ ہو جائے گا۔ کیا یہ قرآن پاک سے تلعب اور مذاق نہیں ہے۔

ساتواں چیلنج

کیا مرزا قادیانی کے سامنے یہ اشعار نہیں پڑھے گئے اور اس نے تحسین نہیں کی تھی!

(اخبار البدر قادیان ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء اور الفضل قادیان ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

مرزا ناصر احمد نے اس کے جواب میں کہا کہ ان کے بعد والا شعر اس کا جواب ہے شعر یہ ہے۔

غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

خوب غلام غلام کہہ کر عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بنو، حضورؐ سے اپنی شان بڑھا لو، غلام بن کر حضورؐ کی ۷۰ کروڑ امت کو کافر کر ڈالو نسخہ اچھا ہے۔ مرزا ناصر احمد یہ شعر سن کر پہلے تو بڑے پریشان ہوئے اور پھر کے بعد (جب اخبارات پیش ہوئے) یہ جواب گھڑ لیا۔ کیا مرزا ناصر اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں تو انھوں نے حضورؐ کی دو بعثتیں مانی ہیں اور دوسری بعثت کو پہلی سے اکمل بتایا ہے۔

آٹھواں چیلنج

مرزائی فرقہ کے لوگوں اور مرزا ناصر احمد نے کوشش کی ہے کہ شیخ اکبرؒ کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے کہ وہ خیرالبشر یعنی نبوت کو باقی سمجھتے تھے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ شیخ اکبرؒ اور بعض دوسرے اولیاء نے جو کہا ہے کہ شرعی نبوت باقی ہے وہ صرف مکالمات و مبشرات (سچی خوابین) اور ولایت ہے۔ نبی تشریعی مستقل صاحب کتاب جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء غیر تشریعی جیسے (دوسرے انبیاء بنی اسرائیل اس سے ان کے کلام کا تعلق ہی نہیں ان دونوں کو وہ شرعی نبوت کہتے ہیں جس میں کسی کو نبی کہا جائے یا نبوت کا دعویٰ کیا جائے وہ جانتے ہیں کہ منصب نبوت، ولایت، قابلیت اور روحانی ارتقاء سے نہیں ملتا یہ خدا کی دین ہے۔ ورنہ تیرہ سو سال میں کوئی صحابیؓ مجدد، محدث اور ولی بھی دعویٰ نبوت نہ کرتا یا نبی نہ کہلاتا؟ دوسرے ان کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا تھا کہ ان کی حیات اور آمد ثانی سے انکار کر کے کوئی کافر نہ ہو جائے۔ اس لیے وہ لکھتے رہے کہ وہ جب آئیں گے۔ تو نہ اپنی پرانی شریعت پر عمل کریں گے نہ کوئی نئی شریعت لائیں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ پر ہی عمل کریں گے۔ کرائیں گے یہی مقصد شیخ اکبرؒ کا اور یہی مقصد ملا علی قاریؒ اور دوسرے حضرات کا ہے۔

حضرت شیخ اکبر کا کلام

امام ابن عربی شیخ اکبرؒ نے حدیث معراج کے ضمن میں فرمایا۔

...... جب سرور عالم ﷺ دوسرے آسمان میں داخل ہوں گے۔ وہاں عیسیٰ علیہ السلام بعینہٖ جسم و جسد کے ساتھ موجود ہوں گے۔ اس لیے کہ وہ ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس آسمان تک اٹھا کر وہاں سکونت بخشی۔ (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۴۱)

دوسری عبارت کا اردو ترجمہ

۲:۔ اور یہی مطلب ہے کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کا کہ رسالت و نبوت ختم ہو گئی ہے نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ رسول جو میری شریعت کے خلاف شریعت جاری کرے۔

(اس کے بعد لکھا ہے) اس لیے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے (یہ اجماعی عقیدہ ہے) کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور یہ بھی امت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے یہ بڑے عدل و انصاف سے ہماری شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔ کسی دوسری شریعت اور اپنی سابقہ شریعت پر بھی عمل نہ کریں گے۔ (فتوحات مکیہ ج دوم ص ۳)

۳:۔ مرزا محمود نے اپنی کتاب (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۲۸) میں لکھا ہے کہ ''ابن عربی نے مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے'' پھر ان کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''مسیح موعود کے قیامت کے دن دو حشر ہوں گے۔ ایک رسولوں کے ساتھ بحیثیت رسولوں کے اور ایک ہمارے ساتھ بحیثیت ولی کے تابع ہوگا۔ محمد ﷺ کے'' اس طویل عبارت میں شیخ اکبرؒ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور پھر قیامت میں ان کے علیحدہ جھنڈے اور رسول اللہ ﷺ کے عام جھنڈے جس کے نیچے سارے پیغمبر ہوں گے پھر حضورؐ کے خاص جھنڈے جس کے نیچے امت اور امت کے اولیا ہوں گے۔ اب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس جھنڈے کے نیچے بھی ان کا حشر ہوگا جس میں وہ تمام اولیا امت کے سردار ہوں گے۔ اور اپنا علیحدہ جھنڈا بھی ہوگا جس کے نیچے ان کے امتی ہوں گے۔ یہاں مرزے کا کون سا ذکر ہے مگر مرزا محمود نے مسیح موعود کا لفظ ترجمہ میں بڑھا کر خیانت کی ہے۔

عبارات حضرت ملا علی قاریؒ مجدد اسلام

(۱) امام ملا علی قاریؒ (مرقات ص ۱۸۴ ج ۱۰) میں تحریر فرماتے ہیں۔

راوی انسؓ مرفوعا ینزل عیسیٰ ابن مریم علے المنارة البیضاء شرقي دمشق. حضرت انسؓ نے مرفوع روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔

(۲) اور (مرقات ج ۱۰ ص ۱۸۴) میں لکھتے ہیں۔

فینزل عیسیٰ بن مریم من السماء علیٰ منارة مسجد دمشق فیاتی القدس.

''پھر عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے آسمان سے دمشق کی مسجد کے مینارے پر اتریں گے پھر قدس تشریف لے جائیں گے۔''

(۳) ص ۲۳۱ مرقات ج ۱۰ میں لکھا ہے حضرت ابو ہریرہؓ صحابیؓ کی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں علامہ طیبی نے ارشاد فرمایا کہ آیت کریمہ ''**وان من اهل الکتٰب الالیؤمنن به قبل موته**'' سے آخری زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر استدلال فرمایا ہے۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔ اور بھی بہت سی عبارات ہیں جن کو اختصار کے خیال سے ترک کرتے ہیں۔ کیا مرزائی بتائیں گے کہ ان میں سے کسی بزرگ نے نبوت یا وہبی نبوت کے دعویٰ کی اجازت دی ہے یا کسی مدعی کو مانا ہے۔ بلکہ ان کے سامنے صرف حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تھے۔

نواں چیلنج

کیا کوئی مرزائی کسی ولی۔ شیخ اکبرؒ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شاہ ولی اللہ دھلویؒ، امام رازیؒ یا کسی مجدد و محدث کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آخری زمانہ میں آنے والے وہ نہ ہوں گے۔ بلکہ کوئی مثیل یا دوسری قسم کا مدعی بن کر آئے گا۔ اور شریعت میں مستعمل ہونے والے تمام الفاظ کے معانی بدل کے رکھے گا۔ اگر کوئی مرزائی صداقت کی رتی رکھتا ہے تو تیرہ صدیوں کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کا عقیدہ یا قول بتا دے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور اب ان کی جگہ کوئی اور آئے گا۔ اگر نہیں ہے تو توبہ کرو۔ جہنم سے بچو۔ تم اور تمھارا مرزا قادیانی تیرہ صدیوں کے مجددین، محدثین علماء وصلحاء اور اولیاء کرام سے زیادہ علم نہیں رکھتے نہ زیادہ شریعت کو جانتے ہو۔ تو اگر یہ دعویٰ ہے، یہ دعویٰ شیطان کر کے تباہ ہوا ہے جس نے کہا۔ انا خیر منه. میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں

مرزا قادیانی کے خلاف عدالتی فیصلے

آج کل عدالتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے اور بڑی حد تک وہ تحقیق بھی کرتے ہیں۔ مرزائی تو بہت ہی جلد ان عدالتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اب آپ ان عدالتوں کے فیصلے ہی سن لیں۔

ایک فیصلہ

ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر (بہاولپور) کا فیصلہ ہے جس میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے بڑوں نے پورا پورا زور صرف کر دیا تھا۔ عدالت نے جو فیصلہ لکھا وہ تاریخی ہے اور ریاست بہاولپور کا بڑا کارنامہ ہے اگر کوئی منصف مزاج ہے تو اسی فیصلے سے اس کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اس فیصلے میں فاضل جج نے صرف مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ہی ذکر نہیں کیا۔ اس کا دعویٰ وحی جو قرآن کے برابر ہے اس کی توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سب کفریات لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہترین تحقیق کی ہے اور اس میں حضرت علامہ محمد انور شاہؒ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند جیسی شخصیتوں کی شہادتیں ہیں۔ اور قادیانیوں کے چوٹی کے ملازم مربی بھی شریک تھے۔ یہ فیصلہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ ذی القعدہ ۱۳۵۳ھ میں ہوا۔

دوسرا فیصلہ

ڈسٹرکٹ جج ضلع کیمبل پور شیخ محمد اکبرؒ کا ہے جو ۳ جون ۱۹۵۵ء کو بمقام راولپنڈی

میں ہوا۔ اس میں تمام امت مرزائیہ کے کفر کی تصدیق کی گئی۔

تیسرا فیصلہ

شیخ محمد رفیقؒ گوریجہ جج سول اور فیملی کورٹ جیمس آباد (سندھ) کا ہے اس میں بھی مسلمان عورت کا نکاح مرزائی سے ناجائز اور مرزائی کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چوتھا فیصلہ

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ ہے جو حضرت امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے خلاف کیس کے بارہ میں ہوا اور عدالت نے حضرت شاہ صاحبؒ کو تا برخواست عدالت سزا دے دی تھی اس تقریر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے مرزائیوں کو ''دم کٹے سگان برطانیہ'' کہا تھا اور بھی بہت سی باتیں تھیں۔ اس فیصلے میں عدالت نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور کی پلومر کی دکان سے ٹانک وائن (شراب) منگواتا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود نے تسلیم کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک بار کسی مرض کی وجہ سے شراب پی تھی۔

بہر حال اس مقدمہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی خوراک کی تفصیل بھی پیش کی گئی تھی۔ جس میں یاقوتیاں۔ وغیرہ مقویات اور قیمتی غذائیں درج ہیں۔

مرزائیوں سے سوال

لیکن مرزائیوں نے پہلے کے مقدمات کی اپیل کیوں نہیں کی۔ کیوں سکوت کر کے اپنے اوپر کفر کی مہر کی تصدیق کر دی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ہائی کورٹ نے بھی ماتحت عدالت کے فیصلے کی توثیق کر دی تو یہ قانون بن جائے گا۔ پھر مفر کی راہ ہی بند ہو جائے گی۔

فتاویٰ

مرزا ناصر احمد نے اپنے خلاف تمام فرقوں اور علماء کرام کے فتاویٰ بیان کیے ہیں۔ ہم ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ کلکتہ سے دیوبند تک کے علماء کرام نے اور عرب ممالک نے بھی مرزائیوں پر کفر کے فتوے دیئے اور یہ آج کے فتوے نہیں ہیں یہ انگریز کے زمانہ کے فتاوے ہیں۔ اور پرانے ہیں بہر حال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد یا مسلمان سمجھنے والے اس کی کفریات کی تصدیق کرتے ہیں اس لیے قطعی کافر ہیں۔ یہی فیصلہ ماضی قریب میں مکہ معظمہ کے اور تمام عالم اسلام کے نمائندوں نے جمع ہو

کر کیا۔

علامہ اقبال مرحوم اور مرزائی

مرزائیوں نے اپنے حق میں بہت سے مشہور حضرات کے نام بھی پیش کیے ہیں اور نہایت ڈھٹائی سے علامہ اقبال مرحوم کا نام نامی بھی لیا ہے مگر مسلمان قوم اب کسی نام سے دھوکہ نہیں کھاتی۔ جب تک کسی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد، مرزائی خیالات معلوم نہ تھے اس وقت ان کی تحریرات کو پیش کرنا دجل وفریب ہے۔ کیا دنیا کو معلوم نہیں ہے کہ علامہ اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو انجمن حمایت اسلام لاہور سے خارج کر دیا تھا۔ کیا ان کو علامہ مرحوم کے مندرجہ ذیل خیالات کا علم نہیں ہے۔

☆ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے...... (مرزائیت) گویا یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

☆ قادیانی گروہ وحدت اسلامی کا دشمن ہے...... مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک ملت اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے...... مرزائیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔

☆ ظل بروز حلول مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں...... شریعت میں ختم نبوت کے بعد مدعی نبوت کاذب اور واجب القتل ہے۔

ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت...... بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک (مرزائیت) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمان قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے میں حق بجانب ہیں۔

حکومت کو مشورہ

علامہ محمد اقبال مرحوم نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ (یہ تمام حوالجات حرف اقبال کے مجموعہ مولف لطیف احمد شیروانی ایم اے سے لیے گئے ہیں۔)

(اب آپ خود مرزا ناصر احمد کے دعوؤں کا اندازہ لگائیں) بعض دوسرے حضرات کا بھی یہی حال ہے اور جب مرزا قادیانی کے جھوٹ ثابت ہیں تو ہم کیوں اس کی امت کو جھوٹ کی طرف منسوب نہ کریں۔

انھوں نے مختلف اکابر امت کی طرف غلط بات منسوب کی وہ بھی غیر تشریعی نبوت کی بقاء کے حق میں تھے جن میں سے شیخ اکبرؒ اور علامہ ملا علی قاریؒ کی عبارتیں ہم نے پیش کر کے جھوٹ کی قلعی کھول کے اصلی مطلب کو واضح کر دیا ہے۔ آخر میں ہم محترم ممبران قومی اسمبلی کی توجہ اپنے اس بل کی طرف مبذول کراتے ہیں جو ہم نے رہبر کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان کے سامنے پیش کی ہے۔

متن بل ہرگاہ کہ:

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے اتباع سے یہ مقام پایا ہے اور وحی نے مجھے صریح نبی کا لقب دیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح موعود بن بیٹھا ہے اور حیات مسیح کا اس لیے انکار کیا ہے۔ جب کہ براہین احمدیہ لکھنے تک اس کا عقیدہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

(۳) مرزا قادیانی نے سرور دو عالم ﷺ کی معراج جسمانی کا انکار کیا ہے حالانکہ قرآن وحدیث اور امت کا فیصلہ ہے کہ آپؐ کو جاگتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے اور انگریز کی اطاعت فرض قرار دی ہے اس کا اپنا شعر یہ ہے

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور جدال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۶ خزائن ج۱۷، ص۷۷)

(۵) مرزا قادیانی نے وحی اور مکالمات الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح کہا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم — از خطا ہا ہمیست ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ ص۴۷۷ تا ۴۷۸)

اور اس سلسلہ میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ پر جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے ”کہ جب مکالمات الٰہیہ کی کثرت ہو جائے تو اس آدمی کو نبی کہتے ہیں۔“ حالانکہ انھوں نے محدث

لکھا ہے نبی قطعاً نہیں لکھا۔

(۶) مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دیا ہے۔ ”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“ (دافع البلاء ص۲۰ خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

ایںک منم کہ حسب بشارت آمدم کہ عیسیٰ کجا است تا نہند با بمنبرم

(۷) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی لکھا ہے (کشتی نوح حاشیہ ص۷۳ خزائن ج۱۰ ص۲۹۷) اور پیغمبروں کی بھی توہین کی ہے۔ اس کے اشعار یہ ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے من بہ عرفان نہ کمترم زکسے
آنکہ دادست ہر نبی راجام داد آن جام رامرا بہ تمام

(نزول المسیح ص۱۰۰ خزائن ج۱۸ ص۴۷۷، ۴۷۸)

(۸) مرزا قادیانی نے کافر کے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا انکار اور آخر کار ان کے نکلنے کا قول کیا ہے جو قرآن پاک کی نصوص کے قطعاً خلاف ہے اور ہرگاہ کہ یہ تمام امور کفریہ ہیں ان کے کہنے اور ماننے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۹) مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو اسی طرح کافر کہا ہے۔ جیسے قرآن اور حدیث کا انکار کرنے والوں کو۔

(۱۰) اور عام مسلمانوں سے شادی کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

(۱۱) اور ہرگاہ کہ دنیا بھر کی تمام نمائندہ جماعتوں نے مکہ معظمہ میں جمع ہو کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں بھی شک وشبہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد یا مسیح موعود اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہرگاہ کہ پاکستان کے عوام تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بنابریں پاکستان قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں ہم یہ بل پیش کرتے ہیں۔

(۱) کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروں کو چاہے وہ مرزا کو نبی مانیں یا مجدد و مسیح موعود چاہے وہ قادیانی کہلائیں یا لاہوری یا احمدی...... سب کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

(۲) ان سب کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کر دیا جائے اور آئندہ ان کو ان آسامیوں پر متعین نہ کیا جائے۔

(۳) اور ان کا کوئی مخصوص شہر نہ ہو جہاں بیٹھ کر وہ ملک کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کر سکیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

لاہوری مرزائیوں کے محضر نامہ کا جواب

شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ من لانبی بعدہ. اما بعد.

۲۹ مئی ۱۹۷۴ سانحہ ربوہ (چناب نگر) ردعمل میں پاکستان میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی۔ تب پاکستان وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی کی ایک کمیٹی بن کر یہ مسئلہ اس کے سپرد کر دیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے چیف گروہ مرزا ناصر قادیانی آنجہانی اور لاہوری مرزائیوں کے لات پادری صدر الدین لاہوری مرزائی آنجہانی پیش ہوئے انھوں نے اپنے محضر نامے پیش کیے ان پر جرح ہوئی۔ اور پھر اسمبلی نے متفقہ فیصلہ دیا۔ لاہوری مرزائیوں کی جانب سے جو محضر نامہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ اس کا جواب ہمارے مخدوم، مخدوم العلماء بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے کتاب شکل میں پیش کیا۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احتساب قادیانیت کی اس جلد میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ **فللحمد للّٰہ اولاً و آخراً.**

فقیر...... اللہ وسایا
۱۰ دسمبر ۲۰۰۵

تمہید

ہم نے جماعت مرزائیہ ربوہ کے محضرنانے کا جواب لکھ کر قومی اسمبلی کی کمیٹی میں پیش کر دیا ہے۔ یہ محضرنامہ مرزائیوں کے امام مرزا ناصر احمد نے پڑھ کر سنایا تھا۔ ہم نے اس کے جواب میں مسئلہ حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام کو قرآن پاک، ارشاد رسول، تشریح صحابہ کرامؓ تیرہ سو سال کے مجددین کی تفسیروں اور اجماع امت سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر لاہوری مرزائی اس کتاب کو بنظر انصاف دیکھیں گے تو مرزا کو کذاب و دجال کہنے لگ جائیں گے۔ اس کتاب میں ہم نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کا کچا چٹھا بھی کھول دیا ہے اور اس کا انگریزوں کو ٹوڈی ہونا۔ ملکہ قیصرہ ہند کی انتہائی خوشامد کرنا اور مسئلہ جہاد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ کیا ایسا شخص عین محمد ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اب اس مختصر رسالے میں لاہوری مرزائیوں سے خطاب کر کے بقیہ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور مرزا ناصر احمد کی حرکات مذبوحی

لاہوری مرزائیوں کو قابل رحم حالت

(۱) مرزاجی پہلے مبلغ بنے۔ پھر مثیل مسیح بنے اور مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔ (ازالہ الاوہام حصہ اول ۲۱ خزائن ج ۳ ص ۲۱۳) پھر مسیح موعود بنے پھر نبی بن گئے اور آخر کار عین محمد بنے۔ مرزا ناصر احمد صاحب ان کو نبی و رسول بھی کہتے ہیں۔ مگر سوال کے جواب میں پریشان ہو کر کہہ دیتے ہیں وہ تو غلام ہیں۔ وہ ہیں ہی نہیں۔ جو کچھ ہے۔ خود حضرت محمد ﷺ ہیں۔ لاہوری بیچارے نبی کہنے سے بھی گھبراتے ہیں، لغوی بروز و عکس فنا فی الرسول اور ظل کے الفاظ میں چھپ کر مرزاجی کی نبوت کا انکار بھی نہیں کر سکتے۔ دراصل مرزاجی نے دونوں طرح کی باتیں لکھی ہیں تاکہ عندالضرورت کام دے سکیں۔ جب اونٹوں کو بیگار میں پکڑا جانے لگا تو شتر مرغ نے کہہ دیا کہ میں تو مرغ ہوں۔ جب پرندوں کی باری آئی کہہ دیا کہ میں اونٹ ہوں۔

اسی طرح مرزاجی کی پٹاری میں دعویٰ نبوت اور انکار نبوت دونوں آپ کو ملیں گے اور یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے ورنہ حضور ﷺ کیوں یوں فرماتے کہ میری امت میں سے تیس بڑے جھوٹے اور فریبی آئیں گے؟ اب ہم اختصار سے مرزاجی دعویٰ نبوت ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مرزا نے ”اپنے اوپر وحی اتاری جس کا اس نے اسی طرح ایمان اور یقین کیا جیسے تورات، انجیل اور قرآن پر اور انہی کتابوں کی طرح سمجھا۔“ جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۲) ''اس نے معجزات کا دعویٰ کیا اور اپنے معجزات اتنے بتائے کہ ان سے ہزار پیغمبروں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔''

(۳) اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا جیسے کہ حقیقت الوحی کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۴) مرزا جی نے اعجاز احمدی میں لکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ

''تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله٥

(اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

''خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا۔ ہدایت اور دین الحق دے کر۔ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔''

یہ قرآن پاک کی آیت ہے اور مرزا کہتا ہے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔

(۵) ''اس طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت طاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی......

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

(۶) میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں...... اس لیے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے...... میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھور سکتا ہوں...... خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کی مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں...... میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا...... پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴، ۱۵۵)

(۷) ''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں براراست نبیوں کو

ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرتﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لیے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرتﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا کہ معلوم ہو کہ ہر کمال مجھ کو آنحضرتﷺ کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ حاشیہ خزائن ص ۱۵۴)

(۸) جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈال دیتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشا ہے اور یہ تو تمام برکت محمدﷺ سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۹۵ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲)

(۹) **جاء نی آئل واختار وادار اصبعه واشار ان وعد الله اتی فطو بی لمن وجدور ائ ٥**

''میرے پاس آئیل آیا۔ اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش اور یہ اشارہ کیا۔ کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (حاشیہ پر ہے) اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

(۱۰) ''اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام یہ رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرتؐ کی اتباع سے مخاطبہ حاصل ہے سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں (ولکل ان یصطلح)

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

(۱۱) ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور

اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“

(تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

(۱۲) ”اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدیف سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ ”من نیستم رسول دنیا وردہ ام کتاب“ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت ہوں...... یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے۔ جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔“

(حاشیہ)...... اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیش گوئی کی مہر ٹوٹی۔ نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت **لایظہر علیٰ غیبہ** کے مطابق محروم رہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، ۷ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

(۱۳) ”یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

(۱۴) ”جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود (مہدی) کو حسنؓ کی اولاد بنایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی لیکن آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا۔ کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہو گا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اور روحانیت کا وارث...... پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم

لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۴)

(۱۵) "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے...... یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔

(حاشیہ) اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام کو پالے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس من جملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیش گوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت "**فلا یظھر علیٰ غیبه احداً الامن ارتضیٰ من رسول**" سے ظاہر ہے۔ پس مصفی غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت **انعمت علیھم** گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی غیب حسب منطوق آیت نبوت و رسالت کو چاہتی ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

(۱۶) "اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

(۱۷) "مرزا جی پر بقول اس کے چند وحیاں نازل ہوئیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

(۱۸) **وما ارسلنک الا رحمته اللعلمین** (حقیقۃ الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)
(اور ہم نے آپ کو عالمین پر رحمت کے لیے بھیجا)

(۱۹) **لاتخف انه لایخاف لدی المرسلون** (حقیقۃ الوحی ص ۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۴)
(نہ ڈور میرے ہاں رسول نہیں ڈرا کرتے)

(۲۰) **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً**
(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

(ہم نے آپ کی طرف پیغمبر بھیجا جو تم پر گواہ ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔)

(۲۱) **انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب** (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

(میں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دوں گا۔ خطا بھی کروں گا اور صواب بھی)

(۲۲) **انی مع الرسول اقوم افطر واصوم.**

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۳ تا ۱۰۴ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۷)

(میں اپنے رسول کے ساتھ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔)

(۲۳) **یاتی قمر الانبیاء** (حقیقۃ الوحی ص۱۰۶ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۹)

(نبیوں کا چاند آئے گا)

(۲۴) **ھو الذی رسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھر ہ علی الذین کله**

(حقیقۃ الوحی ص ۷۱ خزائن ج ۲۲ ص ۷۴)

(وہ خدا جس نے اپنا رسول دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر دین پر غالب کردے)

(۲۵) **واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک** (حقیقۃ الوحی ص ۷۴ خزائن ج ۲۲ ص ۷۸)

(اور ان پر پڑھ جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے)

(۲۶) **ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم.**

(حقیقۃ الوحی ص ۸۰ خزائن ج ۲۲ ص ۸۳)

(جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔

(۲۷) مسیلمہ کذاب اور عبداللہ بن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش آنحضرتﷺ کے زمانہ میں اور پانچ سو عیسائی یہودا اسکر یوطی مرتد عیسیٰؑ کے زمانہ میں اور چراغ دین جموں والا عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۳)

(۲۸) (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۴) میں لکھتا ہے۔ ’’ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔‘‘

(۲۹) (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷) میں خدا کے حکم موافق نبی ہوں۔‘‘ (اخبار عام ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء)

(۳۰) ’’قادیان کا نام قرآن میں ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۳۹ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸ حاشیہ)

لاہوریوں کو دھوکہ اور ان کی قابلیت

(۱) لاہوری بے چارے مرزا غلام احمد کو کیا سمجھیں، جس شخص کو سرور عالم ﷺ کذاب ودجال فرمائیں یہ سادہ تبلیغ، تبلیغ کا شور مچانے والے ان پر اس کو کہاں تک پرکھ سکتے ہیں؟

ان کی لاعلمی قابلیت کے لیے دو ہی باتوں کا بیان ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ جب لاہوری مرزائی اپنا مطبوعہ بیان خصوصی کمیٹی (قومی اسمبلی) کے سامنے پڑھ چکے تو میں نے توجہ دلائی کہ فلاں صفحے کی سطر فلاں میں کوئی غلطی تو نہیں۔ انھوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر اچھی طرح دیکھو۔ انھوں نے خوب دیکھا اور بتایا کہ بالکل ٹھیک ہے اس سے ان کی عربی قابلیت کا پتہ لگ گیا۔

اس سطر میں حدیث کی یہ عبارت نقل کی گئی تھی۔ **لم یبق من النبوۃ الا المبشرات** (کہ نبوت کے اجزاء میں سے صرف خوابیں باقی رہ گئی ہیں) اس میں لفظ لم آیا ہے جس کی وجہ **یبقیٰ** کا حرف علت (آخر کا الف) گر جاتا ہے۔ مگر ان مبلغوں نے **لم یبقیٰ** الف کے ساتھ لکھا اور توجہ دلانے پر بھی اس کو صحیح کہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ان حضرت کو جرح کے لیے بلایا گیا تو یہی بیان پڑھنے والے بار بار کہتے تھے **واللہ العظیمُ** (خدائے عظیم کی قسم) ہا کی پیش کے ساتھ جس سے ہم کو کوفت ہوئی اور احقر ہزاروی نے کھڑے ہو کر صدر کمیٹی کو متوجہ کیا کہ ان حضرات سے فرمائیں کم از کم عبارت تو صحیح پڑھیں واو حرف جار ہے جو مدخول کو جر دیتا ہے۔ دراصل لفظ یوں ہے **واللّٰہِ العظیمِ** ہاء کے زیر کے ساتھ مگر یہ لائق مبلغ **واللّٰہُ العظیمُ** پڑھتے رہے۔ اس سے ان کی قابلیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔

(۲) لاہوری جماعت یہ کہتی ہے کہ ہم تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے نہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اس طرح ان کی اس بات سے مسلمانوں کو دھوکہ ہوسکتا ہے کہ پھر ان کو کیوں کافر کہا جائے یہ تو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے نہ بقاء نبوت کے قائل ہیں؟ یہ بھی سراسر دھوکہ ہے (۱) پہلے تو مرزا نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔ (۲) پھر یہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اس کو نبی کہتے یا اس کے دعوؤں کی تاویلیں کرتے ہیں۔ لیکن قطعیات دین میں کوئی تاویل مسموع اور قابل قبول نہیں ہوسکتی، مثلاً توحید کا انکار کر کے کہے کہ توحید کا معنی قوم کا اتحاد ہے۔ وحدت قومی کے بغیر توحید کا دعویٰ غلط ہے۔ شرک کا معنی اختلاف ہے۔ اگر قوم میں اتحاد ہے تو ظاہری طور پر

بتوں کو سجدہ کرنے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ نماز کی فرضیت سے انکار کرتے ہوئے کہے کہ صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ یہ مشہور نماز مراد نہیں۔ یہ سب تاویلیں اس شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اسی طرح دعویٰ نبوت کا کر کے بروز ظلیت انعکاس اور فنافی الرسول کے الفاظ سے اس کی تاویل کرنے سے آدمی بچ نہیں سکتا۔ نہ مرزا قادیانی بچ سکتے ہیں نہ لاہوری مرزائی۔

(۳) لاہوری مرزائیوں پر رحم کر کے اور ان کے اسلام قبول کرنے کی غرض کی وجہ سے چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

(ا) مرزا قادیانی نے کہا میں نبی اور رسول ہوں۔...... (ب) میرا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

(ج) میں نے مقام نبوت کو پالیا ہے۔...... (د) میں نے منصب نبوت کو پالیا ہے۔

(ھ) مجھے نبی کا لقب دیا گیا ہے۔...... (و) اس نام کا مستحق صرف میں ہوں (حضرت ابو بکر صدیقؓ سے لے کر خواجہ اجمیریؒ تک۔ اہل بیتؓ، تمام اولیاء امتؒ، علماء صلحاء، مجددین، محدثین، مجتہدین اور آئمہ کرام اس نام کے مستحق نہ تھے)

(ز) میرے پاس جبرائیل آئے (اور وہ بار بار رجوع کرتے ہیں) اور انھوں نے انگلی کو گردش دی اور وعدہ آ جانے کا اعلان کیا۔

(ح) اگر مجھ جیسے آدمی کو نبی نہ کہا جائے تو پھر اس کا کیا نام رکھا جائے۔ محدث بھی تو اس کو نہیں کہہ سکتے۔

(ط) میرے انکار سے چراغ دین جموں والا اور عبدالحکیم مرتد ہوئے اور حضور کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مرتد کہلایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہودا اسکریوطی مرتد تھا۔

اس مضمون سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو مسیلمہ کذاب اور یہودا اسکریوطی کی طرح کافر مرتد سمجھتے تھے۔ حالانکہ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے دعوؤں میں ان کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔

پھر مرزا قادیانی نے قرآن پاک کے وہ تمام کلمات اپنے اوپر اتارے جو صرف حضور کے لیے تھے اور ان میں نبوت کی بات تھی۔

(ی) لاہوری جماعت نے اپنے بیان کے ص نمبر ۷ سطر نمبر ۷، ۸ پر لکھا ہے۔ کہ یہ حق و باطل کی امتیازی شان ہے کہ حق ہمیشہ ایک ہی مسلک پر قائم رہتا ہے۔ اور باطل اپنا پینترا بدلتا رہتا ہے۔ اسی طرح لاہوریوں نے مرزا قادیانی کے نہ بدلنے پر شہادت بھی پیش کی ہے۔

مگر اب آپ خود غور کر لیں اور ہمارے دو نمبر پڑھیں ”نمبر ۵ اور نمبر ۶“ کہ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی کلی فضیلت نہیں مانتے تھے۔ اس لیے کہ وہ پیغمبر

تھے۔ مگر وحی بارش کی طرح برسی اور آخر کار وہ بدل گئے اور پھر اس بدلنے کی ذمہ داری خدا پر ڈالتے ہیں جس نے اس کو صریح نبی کا نام دیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ لکھنے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان میں مانا۔ پھر بدل گئے اور خود ہی عیسیٰ بن بیٹھے۔ اسی طرح مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے تھے۔ اب کہنے لگ گئے۔

(ک) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کو سینکڑوں بار نبی اور رسول کہا بلکہ ''**ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد**'' (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی قرآن میں درج ہے) کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

اسی طرح ''**ھوالذی ارسل رسوله بلهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله**'' کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

پھر ''**فلا یظهر علیٰ غیبه احداً الامن ارتضیٰ من رسول**'' سے اپنا رسول ہونا ثابت کیا۔

کیا یہ کرتوتیں ایسے شخص کی ہو سکتی ہیں جو دل سے نبی کہلانے کا شوق نہ رکھتا ہو؟

(ل) پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔ ہمارا نمبر ۱۲ پڑھیں۔ اس نے کھینچ تان کر تین واسطوں سے اپنی نبوت ثابت کی۔ ایک جملہ یہ ہے (میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے) دوسرا جملہ یہ ہے (اور اپنے لیے اس کا نام لے کر) تیسرا جملہ یہ ہے (اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم عیب پایا ہے) رسول اور نبی ہوں۔ دیکھئے کس مصیبت سے نبی بننا پڑا؟ اس لیے لوگ اس کو کھینچواں نبی کہتے ہیں۔

(م) ہماری عبارت نمبر ۱۳ پڑھیں (بروزی رنگ میں تمام کمالات محمد مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں) دیکھا آپ نے نبوت محمدیہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے آئینے میں آ گئی ہے؟ حالانکہ آئینے میں صرف سامنے کی ایک صورت آتی ہے اندر کی چیزیں اور خصائل اور اخلاق نہیں آیا کرتے۔ لیکن اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویف مان لیا جائے کہ نبوت محمدیہ کا عکس بھی آ گیا تو حضور کی نبوت تو مستقل نبوت اور باشریعت تھی تو پھر آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو بروزی طور پر مستقل صاحب شریعت نبی کیوں نہیں کہتے؟

(ن) پھر آپ نے یہ بروز کا مسئلہ کہاں سے شریعت میں گھسیڑا۔ کوئی جرأت کر کے ہم کو بروز محمد ہونے کا معنی سمجھائے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دونوں مل کر ایک ہی آدمی بن گئے یہ تو بکواس اور ظاہر کے خلاف ہے۔ دو ہوں تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اگر حضور کی روح مرزا قادیانی

میں آئی تو یہ ہندوؤں کا مسئلہ تناسخ ہے جو قطعاً غلط اور باطل ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، عادات وعبادات، اخلاق، اعتقادات، چال چلن، معاشرہ تمدن، سیاست، حقوق اللہ، حقوق العباد معاملات، انسانی مساوات، شفقت اور درد تبلیغ، تواضع وانکسار، زہد وتقویٰ، کمزوری کے وقت قوت کا اظہار اور قوت میں تواضع کا اظہار۔ اسلامی اخوت اور کفر سے مخالفت اور کافر بادشاہوں سے خطاب غرض یہ کہ ہر بات میں مرزا قادیانی سرور عالم ﷺ ہی کی طرح تھے۔ یہ دعویٰ دنیا میں صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی نہیں کر سکا نہ اس طرح ہو سکتا ہے تو مرزا قادیانی جن کے حالات ہم نے ربوہ پارٹی کے محضر نامہ کے جواب میں لکھے ہیں کس طرح عین محمد ہو سکتے ہیں؟ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ بروز، ظل، عکس وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ ہی دھوکہ دیتے ہیں۔

(س) جب نبوت ختم ہے اور آپ بھی مانتے ہیں تو ہیر پھیر کر کے کیوں مرزا قادیانی کو مسلمان ثابت کرتے ہیں؟ مرزا قادیانی نے صرف آنے والے عیسیٰ ابن مریم کر اپنا کاروبار چلانے کی کوشش کی۔

مگر آپ ربوہ جماعت کے محضر نامہ کے جواب میں ہماری کتا دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آنے والے مسیح ابن مریم وہی اصلی عیسیٰ ابن مریم ہیں کوئی بناوٹی مسیح نہیں ہے۔ دلائل سے بھی اور نشانیوں سے بھی مرزا قادیانی کے حالات سے بھی۔

(ع) آپ ہمارا نمبر ۱۵ کا حاشیہ پڑھیں۔ کس مصیبت سے مرزا قادیانی نے اپنے لیے اطلاع علی الغیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؟ لاہوریوں نے بلکہ خود مرزا قادیانی نے آیت پوری نقل نہ کر کے دھوکہ دیا ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ ”**عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یہ ومن خلفہٖ رصداً**“ ۝

”خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے بھید (غیب اور وحی) پر کسی کو (پوری طرح) مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسول چن لے۔ پھر یقیناً اس کے آگے پیچھے وہ پہرا لگا دیتے ہیں۔“

یہ اس وحی بھید اور غیب کا ذکر ہے جس کو فرشتے پیغمبر کے پاس پہروں کے اندر لاتے ہیں۔ اس غیب اور وحی میں اسی لیے کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ یہ وحی پیغمبروں کے پاس آتی ہے۔ اس میں مرزا شریک ہو کر پیغمبر بنتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کروں ایسا مصفی غیب بغیر پیغمبر بنے ملتا نہیں چارو ناچار حضور کا بروز بن کر ہی کچھ بننا پڑتا ہے۔

(ف) مرزا قادیانی نے آخری مضمون جو زندگی کے آخری دن میں اخبار عام کر دیا اس

میں بھی اپنی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹا۔ تو لاہوریو! بتاؤ اگر اس نے نبی کے لفظ سے روکا تھا یا انکار کیا تھا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ مرتے مرتے بھی اپنے کو نبی کہہ کر اپنی اولاد کو تباہ و برباد کر ڈالا اور آپ جیسے سادہ آدمیوں کو بھی۔

(یہ مضمون جو مرزا قادیانی نے اخبار عام کو بھیجا یہ (تبلیغ رسالت حصہ دہم ص ۱۳۲ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷) پر درج ہے)

لاہوری مرزائی

اٹارنی جنرل کے سوال پر کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے آئیں بائیں شائیں کی ہے۔ کفر دون کفرؐ کی آڑ لی ہے اور مرزا ناصر احمد کی تقلید ہی میں چھٹکارا سمجھا ہے۔ حالانکہ ایک زکوٰۃ کے انکار سے انصار و مہاجر بنانے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ان سے جہاد کیا۔ ان کو یہ کہہ کر کہ یہ ملت سے خارج نہیں ہیں ماف نہیں **کیا اور کفر** دون کفرؐ کا فائدہ دے کر ان کو زندہ نہیں رہنے دیا گیا۔ یہ ڈھکوسلہ ہے۔ آپ کسی کافرانہ **اور** خلاف شریعت فعل و عمل کو کافرانہ فعل کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا کے حکم کی تعمیل نہ کرنا **درحاصل انکار ہی** کا تقاضا ہے مگر آپ کسی مسلمان کی ایسی عملی کمزوری سے اس کو اسلام سے **خارج مرتد اور کافر** قرار نہیں دے سکتے۔ اس طرح کی بات والے کو کفرؐ دون کفرِ **کا مصداق بنایا جاسکتا ہے۔** لیکن مدعی نبوت، مدعی وحی قطعی، انبیاء علیہ السلام کی توہین کرنے **والے، معراج جسمانی کے منکر** حیات مسیح اور نزول مسیح ابن مریم کے منکر اور قطعیات **اسلام کے منکر اور قرآن وحدیث کے** معانی بدلنے والے کو نہ آپ کسی درجے کا مسلمان کہہ **سکتے ہیں نہ اس کو کفر دون کفر کا مصداق بنا** سکتے ہیں نہ کسی بزرگ، صحابی، محدث، فقیہ یا مجدد نے **ایسا کہا ہے۔**

مرزا قادیانی اپنے انکار کو خدا اور رسول **کا انکار قرار** دیتے ہیں۔ **بھلا خدا اور رسول کے** انکار سے کوئی کسی درجے میں بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟

لاہوری مرزائیو!

اب ہم آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی **کی چند باتیں نقل** کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کا جھوٹا آدمی مجدد، محدث یا مسیح بن سکتا ہے۔

اور یہ باتیں اس لیے نقل کرتے ہیں کہ لاہوری مرزائی تبلیغی شوق ہیں اس غلط کار آدمی کی پیروی کر کے خواہ مخواہ گندے نہ ہوں اور سیدھے سادے مسلمان بن کر تبلیغ کریں اور دونوں جہاں کی سرخروئی حاصل کریں۔

(۱) مرزا قادیانی کو جب تک نبی بننے کا شوق نہ چرایا تھا انھوں نے ازالۃ الاوہام میں لکھ دیا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد صاحب سرہندیؒ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ جس شخص سے مکالمات الٰہیہ زیادہ ہو جائیں وہ محدث کہلاتا ہے۔ (ازالہ وہام ص ۹۱۵ خزائن ج ۳ ص ۳۰۱) لیکن جب خوشامدی مریدوں کی مہربانی سے نبوت کا شوق چرایا تو اسی مکتوب کے حوالے سے لکھ دیا کہ ایسے شخص کو نبی کہا جاتا ہے اور چالاکی کر کے یہاں مکتوب کا نمبر نہیں دیا تاکہ راز فاش نہ ہو۔

(۲) جب تک مسیح موعو بننے کے راستے میں کچھ کانٹے نظر آئے تو ازالۃ الاوہام میں لکھ دیا کہ ''میرا دعویٰ مثیل مسیح کا ہے۔ کم فہم لوگ اس کو مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہیں۔'' ازالہ اوہام ص گویا مسیح موعود کہنے والے کو کم فہم کا لقب دیا اور اپنے کو صرف مثیل کہا مگر جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے ہی چلے جاتے ہیں تو اسی کتاب میں اور پھر تمام تحریروں میں کھلم کھلا اپنے کو مسیح موعود لکھنا شروع کر دیا۔

(۳) اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لیے اس سے جھوٹ کہا کہ بخاری شریف میں کو قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے یہ حدیث موجود ہے کہ مہدی کے لیے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خدا کا خلیفہ ہے۔ اس حدیث کو دیکھو کس پائے کی ہے اور کتنی معتبر کتاب میں درج ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) (حالانکہ یہ حدیث بخاری شریف میں قطعاً نہیں ہے)

(۴) سرور عالم ﷺ پر جھوٹ بول دیا کہ آپ نے دس ہزار یہودی ایک دن میں قتل کرائے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۱) پھر اسی کتاب کے (ص ۱۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۴) لکھ دیا نہ کئی ہزار یہودی قتل کرائے یہ قطعاً جھوٹ ہے صرف بنو قریظہ کا ایک واقعہ ہے جس میں چار سے چھ سو تک یہودی قتل کیے گئے تھے لیکن وہ ان کے اپنے تجویز کردہ الف ثالث کے فیصلے سے قتل ہوئے اور تورات کے عین مطابق ہوئے اور یہ بھی وہ یہودی تھے جنھوں نے غزوہ خندق کے نازک موقع پر ۲۴ ہزار لشکر کفار سے مل کر مسلمانان مدینہ کے قتل عام کا انتظام کر دیا تھا، بلکہ نفس اسلام کے استیصال پر کمر باندھ رکھی تھی۔

(۵) مرزا قادیانی نے قرآن پاک پر جھوٹ بولا کہ (آخری زمانے میں طاعون اور زلزلوں کے حوادث عیسیٰ پرستی کی وجہ سے ظاہر ہوں گے) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۴ خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۹ مرزائیو! قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے؟

(۶) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ بخاری شریف مسلم شریف اور

انجیل اور دوسرے نبیوں کی کتاب میں جہاں میرا ذکر ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ ’’ اربعین نمبر۳ ص ۲۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳ مرزائیو! مسلم شریف میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے ذکر میں ان کو نبی کہا گیا ہے مگر یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ آنے والے وہی ابن مریم پیغمبر ہوں گے۔ کوئی بناوٹی مسیح نہ ہوں گے مگر ہم بحث مختصر کرنے کے لیے پوچھتے ہیں کہ بخاری شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کہاں مرزا قادیانی کو نبی کہا گیا ہے؟ ذرا اپنے مرشد کو سچا تو ثابت کریں۔ پھر کہتے ہیں کہ ان سب کتابوں میں میرا ذکر ہے۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

(۷) ’’ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ ’’ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۷ خزائن ج ۱۷ ص ۵۳)

مرزائیو! مل کر قرآن شریف میں سے کوئی آیت ایسی نکالو جس میں یہ لکھا ہو ورنہ چھوڑ و اس جھوٹے، کو) پھر قرآن اور حدیث میں سے کسی کتاب میں مسیح موعود کا لفظ بتا دو تو انعام حاصل کرو۔

(۸) جب مرزا قادیانی کو محمدی بیگم سے شادی رچانے کا شوق چرایا جو نابالغ لڑکی تھی اور مرزا قادیانی ادھیڑ تھے تو اپنے اوپر وحی اتار دی کہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے (زوجنا کہا) انجام آتھم ص ۶۰ خزائن ج ۱۱ ایضا کہ ہم نے اس محمدی بیگم کا نکاح تم سے کر دیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ پر صریح جھوٹ تھا۔ اگر خدا نے نکاح کیا تھا تو پھر وہ دلا کیوں نہ سکا۔ اور اگر رکاوٹیں بہت تھیں جن کو خدا دور نہ کر سکتا تھا تو نکاح کیوں کر ڈالا؟ اور مرزا قادیانی کا خدا اتنا بھی نہ سمجھا کہ بیس سال کے مسلسل کوشش کے بعد یہ لڑکی نہ مل سکے گی۔ خواہ مخواہ نکاح کر ڈالا۔

(مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کو آپ اس کی ساری کتابوں میں پائیں گے)

(۹) مرزا قادیانی نے فتویٰ دیا کہ ایسے مردوں کے سوا جن سے نکاح جائز نہیں باقی سب مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰) پھر بانو نام کی عورت سے مٹھیاں بھروائیں (سیرۃ المہدی ص ۲۱۳) اور اندھیری راتوں میں اپنے پہرہ پر مائی فجو منشیانی اور مائی رسول بی بی مقرر کی۔ ایک جوان لڑکی زینب تمام رات خدمت کرتی پنکھا ہلاتی۔ صبح تک خوشی اور سرور حاصل ہوتا (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۷۳) آپ بتائیں کہ فتویٰ صحیح ہے یا ان غیر محرم عورتوں کی یہ کاروائی؟

(۱۰) مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح کی طرف سرور عالم ﷺ کا ارشاد یا اشارہ بھی

لکھا۔ (کہ اے بے وقوفو! یہ ہو کر رہے گا۔ حضور نے بھی ارشاد فرمایا ہے) حالانکہ یہ محض جھوٹ تھا صرف عشق محمدی بیگم نے مرزا قادیانی کو اندھا بہرا کر رکھا تھا۔ جیسے بھوکے نے دو دو نے چار کا معنی چار روٹیاں بتایا تھا۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کو مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کی شادی کی غلط اطلاع ہو سکتی تھی تو صحیح اطلاع کیوں نہ ہو سکتی تھی کہ یہ شادی نہ ہوگی اور مرزا قادیانی کی ناک کٹ جائے گی۔

(۱۱) مرزا قادیانی نے لکھا کہ معراج والی آیت (**من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ**) میں مسجد اقصیٰ سے مراد میری یہی مسجد قادیان ہے۔ اسی کو برک دی گئی ہے۔ تبلیغ رسالت حصہ نہم ص ۳۷ اور لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یوروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے تبلیغ رسالت حصہ نہم ص ۳۸ (خیال کریں کہ کس طرح لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی سعی کی ہے) پھر کہا کہ قادیان کا ذکر قرآن میں موجود ہے (ص ۳۹ تبلیغ رسالت حصہ نہم مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸ حاشیہ نمبر ۱)

(۱۲) مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا۔ مگر خود مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا مرزا فضل احمد مرزا قادیانی پر ایمان نہ لایا اور وہ مر گیا تو مرزا قادیانی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو کیا وہ بھی کنجری کا بیٹا ہو گیا؟ اور اگر اس کی والدہ مرزا قادیانی کی بیوی ایسی تھی تو پھر جس پاک گھر میں ایسی عورتیں اور لڑکے ہوں وہ کتنا پاک گھر ہوا؟ (یہ سب اس بکواس کی سزا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مرزا قادیانی نے کی ہے) اور اس عورت کے خاوند کا کیا حال ہوا۔

(۱۳) مرزا قادیانی نے وہ منارہ جو دمشق کے مشرق کو ہوگا جس کے پاس حضرت مسیح نازل ہوں گے۔ اپنے قادیانی منارے کو بتایا اور کہا کہ وہ منارہ یہی ہے۔ تبلیغ و رسالت ج ۹ ص ۳۷ تا ۳۹ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱۵، ۳۱۶۔ گویا منارہ سے مراد منارہ ہی ہے لیکن دمشق سے مراد قادیان ہے۔ (ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنندہ) مرزا قادیانی ذرا سوچا تو ہوتا کہ مسیح علیہ السلام اس منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ گویا منارہ پہلے سے موجود ہوگا مگر مرزا قادیانی نے تو چندہ کر کر اپنی ولادت شریفہ یا نزول کے بعد یہ منارہ بنایا۔ یہاں اگر ایک افیونی کا قصہ ذکر کر دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ وہ جب پاخانے جاتا تو پانی کا لوٹا بھر لے جاتا مگر افیونی تھا اس کو قبض رہتی تھی اور لوٹے میں سوراخ تھا جب تک وہ فارغ ہوتا پانی لوٹے نے ختم ہو جاتا۔ ایک دن اس کو غصہ آیا اور پاخانے میں جاتے ہی پہلے استنجاء کر ڈالا بعد میں پاخانہ کرنے لگا اور کہا کہ سسرے اب دیکھوں کیسے تو ختم ہوتا ہے؟

(۱۴) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بغیر باپ کے لکھا دیکھو۔
(ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص ۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۲)

پھر لکھ مارا کہ قرآن اس کے بن باپ کی پیدائش کو رد کرتا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۴۱ ج ۲۲ خزائن ص ۴۳) (دیکھو یہ ہے مرزا جی کی قرآن دانی اب دو باتوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹی ہو گی جو مرزا قادیانی کو کذاب ثابت کر کے حدیث کی تصدیق کرے گی)

(۱۵) لاہوری مرزائیوں! ذرا سوچو آپ کس فریب میں مبتلا ہیں کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کے کامل اتباع اور فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے عین محمد بنے اور اس طرح نبی کہلائے۔

دیکھئے اور یقین کر لیجیے کہ نبوت محض موہبت اور خدا تعالیٰ کی بخشش ہے یہ کسی عمل یا کسب یا اتباع سے نہیں ملتی بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں نبوت دے دیں۔ اس نے پہلے سے ان کا ظرف ہی ایسا بنایا ہوتا ہے اور وہی بہتر سمجھتے ہیں کہ کس کو پیغمبر بنائیں۔

اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہo (انعام ۱۲۴)

''اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اپنی پیغمبری کس کو دیں۔''

خود مرزا قادیانی نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

لاشک ان التحدیث موھبۃ مجردۃ لاتنال بکسب البتۃ کما ھو شان النبوۃo (حمامۃ البشریٰ ص ۸۲ خزائن ج ۷ ص ۳۰۱)

''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ محدث ہونا محض خدا کی بخشش ہے یہ کسی کسب اور عمل سے نہیں ملتی جیسے نبوت کا حال ہے۔

پس فنافی الرسول ہونا، کثرت اتباع سے امتی نبی ہونا یہ سب ڈھونگ ہے ورنہ حضورؐ نے یہی ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے کذاب ودجال پیدا ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا میں نبی ہوں۔

اس ارشاد میں اس کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ امت میں سے ہوگا اور اس کے دجل وفریب کا ذکر کر کے مرزا قسم کے ان تمام لوگوں کے دھوکوں اور دجل وفریب کی طرف اشارہ کیا گیا۔ جو مرزا قادیانی کے حالات میں ہم نے ربوہ پارٹی کے محضر نامے کے جواب میں بیان کیے۔

لاہوری مرزائی

(۱) لاہوری مرزائی اس دھوکے میں ہیں کہ ہم تو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے مہربانو!

پہلے تو آپ ان سینکڑوں اقوال کو رد نہیں کر سکتے جو مرزا قادیانی نے نبوت کے لیے کیے۔

(۲) پھر آپ یقین مانیں کہ مرزا جی نے دو قسم کی باتیں اس لیے جان بوجھ کر کہیں کہ ہر موقع پر کام آ سکیں۔ یہی دجل ہے۔

(۳) تیسرے اس کے ماننے سے آپ کو اسے مسیح بن مریم ماننا پڑتا ہے جو تیرہ سو سال کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور اس طرح آپ اور قادیانی گروہ دونوں اس کو مسیح موعود کہہ کر ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ اور نبی بھی اس لیے کہتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ذکر میں نبی کا لفظ آ گیا ہے۔ تو کیا حضور نے بھی نبی لغوی ہی استعمال کیا؟ آپ نے بروز استعارہ اور لغت کو ایسا عام کر دیا ہے کہ سب جگہ استعارہ ہی استعارہ ہو گیا ہے۔

(۴) پھر آپ کو بیسیوں آیات قرآنیہ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

(۵) آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بات ماننی پڑتی ہے۔

(۶) آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے جسمانی معراج کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے اتباع میں مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کو قرآن و تورات کی طرح قطعی اور پاک سمجھتے ہیں۔

(۸) آپ کافروں کے ہمیشہ جہنم کے اندر رہنے کے منکر ہو گئے ہیں۔

(۹) آپ ایک ایسے شخص کو مجدد مانتے ہیں اور صحیح مسلمان کہتے ہیں جس کے عقائد کفریہ ہیں۔

(۱۰) آپ مرزا قادیانی کے ان تمام اقوال کو صحیح مانتے ہیں۔ جن انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد کو موقوف کیا گیا ہے۔

(۱۱) آپ مرزا قادیانی کے ٹوڈیانہ خیالات کی تصدیق اور قطعیات دین کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) آپ ایک غیر نبی پر فضیلت دیتے ہیں۔

(۱۳) آپ مرزا قادیانی کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مسمریزم تھے۔ (اور خود مرزا قادیانی بھی ایسا کر سکتا تھا) اور حضورؐ کا معراج روحانی تھا۔ (اور خود مرزا قادیانی کو بھی اس طرح کی معراج ہوئے)

(۱۴) آپ جو تبلیغ کرتے ہیں اس میں آپ حضورؐ کے بعد ختم نبوت کی آڑ لے کر نبے اور

پرانے پیغمبروں کی نفی کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا انکار کرتے ہیں۔ جو متواتر ہے اور جس کا انکار کفر ہے۔

(۱۵) آپ مرزا قادیانی کے اس کلام کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک کے اصلی معانی جن میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر تھا قرون اولیٰ سے چھپا رکھے تھے۔ حتیٰ کہ خود مجدد بننے تک مرزا قادیانی بھی نہ سمجھے۔

(۱۶) ہم کسی وحی، کسی کشف، کسی الہام اور کسی بھی بات کا حسن قبح اور حق وباطل ہونا قرآن وحدیث سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر قرآن پاک کو خود خدا تعالیٰ کی نظروں سے اوجھل کر دے۔ اور حدیثوں کے جس ڈھیر کی مرزا قادیانی اپنی وحی کے خلاف سمجھیں رد کر دیں تو ہمارے ہاتھ میں کون سی کسوٹی رہ گئی؟

(۱۷) لاہوری مرزائیو! ذرا غور کرو کس قسم کے آدمی کو آپ مسیح موعود اور مجدد بنا بیٹھے ہیں۔ مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حصہ پنجم) کے دیباچہ (ص ۷ خزائن ج ۲۱ ص ۹) پر کے ”پہلے پچاس حصے (براہین احمدیہ کے) لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

مرزائیو! سچ کہو پچاس ہزار قرضہ ہو تو پانچ ہزار دے کر تم جان چھڑا سکتے ہو؟ یا پانچ لاکھ کا مال منگوایا کیا تم پچاس ہزار دے کر عہدہ برآ ہو سکتے ہو؟ اگر مرزا قادیانی کو یہ منطق مان لی جائے تو دنیا کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے۔

کیوں اس عجیب وغریب آدمی کی پیروی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو۔

لاہوریوں سے اپیل

ہم آخر میں لاہوری مرزائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ قادیانیوں نے تو باپ دادا کی گدی بنا ڈالی۔ کروڑوں روپے کما لیے ان پر عصبیت غالب ہو سکتی ہے مگر آپ اب اسی غلطی سے باہر آ کر سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ساری قدرتوں اور پرانے دین کو مان کر مسلمانوں میں مل جائیں تا کہ آپ کی دین دنیا بہتر ہو جائے۔ آپ تبلیغ کریں مسلمان آپ پر فدا ہوں گے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا اتباع ستر کروڑ مسلمانوں کے عقیدے میں غلط اور قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

ان سطور کے بعد ہم اس بل کی حمایت کرتے ہیں جو ہم نے پیش کیا ہے جس میں

مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں قادیانی اور لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے محروم کرنے کا ذکر ہے۔

غلام غوث ہزاروی ...... ایم۔ این۔ اے
عبدالحکیم .... ایم۔ این۔ اے
عبدالحق ...... (بلوچستانی) ایم۔ این۔ اے

* * *

* * *